صحیح بخاری
کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب
صحیح مسلم مکمل
مترجم مع نووی
امام مسلم کی جمع کردہ بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) احادیث نبوی
کا قابل قدر و بیش بہا مجموعہ
اصل عربی مع مقابل اردو ترجمہ از حضرت
مولانا وحید الزمان جو صحت و طباعت میں بے مثل ہے
(۶ جلدوں میں کامل)
مکتبہ سعودیہ آرٹلری میدان ہنس روڈ کراچی

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

(مفہوم) جس نے حدیث شریف کو مانا اس نے قرآن مجید کو مانا۔

صحیح بخاری جیسی مستند معتبر اور مقبول کتاب

صحیح مسلم شریف

مترجم مع شرح نووی رح

ترجمہ:۔ از حضرت العلامہ مولانا وحید الزماں صاحب

یہ کتاب سند المحدثین حضرت امام مسلم رح کی بلند پایہ اور مشہور عالم مایہ ناز تصنیف ہے یہ کتاب دنیائے اسلام میں بہترین اور مستند مانی گئی ہے۔ ہر زمانہ کے علما نے اس کو شرفِ قبولیت بخشا ہے۔ اور صحت میں صحیح بخاری کا درجہ دیا ہے۔ ہر دینی مدرسہ میں یہ کتاب پڑھائی جاتی ہے۔ حضرت امام مسلم رح کا محدثین میں جو اعلیٰ مرتبہ ہے اس سے ہر ذی علم واقف ہے

(٦ جلدوں میں کامل)

جلد سوم

قیمت فی جلد (٨) روپے۔ محصولڈاک فی جلد عہ۔ ہر جلد کے ہمراہ (۵) کتابیں مفت بھیجی جاتی ہیں۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ سعودیہ برنس روڈ۔ کراچی

اس جلد میں صہ ٢٠٦ و صہ ٢٠٧ کی جگہ صہ ١٠٦ و صہ ١٠٧ غلطی سے لکھا گیا ہے قارئین کرام صحیح کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین صحیح مسلم شریف مترجم مع شرح نووی جلد ثالث

ختم شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الزکوٰۃ

یہ کتاب ہے زکوٰۃ کے بیان میں

زکوٰۃ لغت میں بڑھنے اور پاک کرنے کو کہتے ہیں اور زکوٰۃ شرعی سے چونکہ مال کی ترقی اور برکت ہوتی ہے اور دینے والا اس کا گناہوں سے اور رزالتِ بخل سے پاک ہو جاتا ہے اس لئے اس کو زکوٰۃ کہا اور بعضے لوگوں نے کہا اس کا اجر بڑھتا ہے اس لئے زکوٰۃ کہا۔ اور بعضوں نے کہا زکوٰۃ اپنے دینے والے کا تزکیہ کرتی ہے یعنی گواہی دیتی ہے اس کے سچے ایمان کی جیسے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ یعنی صدقہ دعوئ ایمان کی دلیل ہے اور قاضی عیاض نے نقل کیا مازری رحمۃ اللہ علیہ سے کہ زکوٰۃ شرع میں مواسات کے لئے ہے۔ اور مواسات نہیں ہوتی مگر بڑھتے ہوئے مال میں اسی لئے مال نصاب ہیں جو نامی یعنی بڑھنے والا ہو جیسے نقد اور کھیتی اور چارپائے ہیں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور اس قسم کے مال میں بالاجماع زکوٰۃ واجب ہے۔ اور اس کے سوا اور مالوں میں اختلاف ہے جیسے عروض وغیرہ میں یعنی سامان خانگی وغیرہ میں۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ

ترجمہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ فرمایا پانچ ٹوکروں سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ ہے اور نہ پانچ اوقیہ سے کم میں۔

ف نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ وسق یعنی ٹوکرا ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ہر صاع پانچ رطل اور ثلث رطل کا بغدادی کے حساب سے۔ اور بغداد کے رطل میں کئی قول ہیں سب سے مشہور یہ ہے کہ رطل بغدادی ایکسو اٹھائیس درہم اور چار اسباع ایک درہم کے اور بعضوں نے ایک سو تیس درہم کہے ہیں غرض پانچ وسق اس حساب سے ایک ہزار چھ سو رطل ہوئے اور حافظ ترمذی رحمہ اللہ نے بھی فرمایا ہے کہ صاع نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کا بھی پانچ رطل اور ثلث رطل کا ہوتا ہے اور صاع کوفہ والوں کا آٹھ رطل کا ہوتا ہے۔ تمام ہوا کلام ترمذیؒ کا

مترجم کہتا ہے پانچ وسق تخمیناً پانچ من پختہ ہوئے اور من چالیس سیر کا اور امام نوویؒ نے فرمایا کہ اوقیہ شرعیہ باجماع محدثین وفقہا واہل لغت کے چالیس درہم ہے اور یہی اوقیہ حجاز کا ہے اور اصحاب شافعیہ نے باجماع کہا ہے کہ ہر درہم چھ دانق ہے اور دس درہم کے سات مثقال ہوتے ہیں اور مثقال جاہلیت اور اسلام میں یکساں رہا ہے۔

فائدہ تحقیق اوقیہ اور درہم

مترجم کہتا ہے اور پانچ اوقیہ کے دوسو درہم ہوتے ہیں اور تولوں کے حساب سے دوسو درہم ساڑھے باون تولے ہوتے ہیں اور یہ نصاب چاندی کی ہے کہ اس سے کم میں زکٰوۃ واجب نہیں

عَنْ عَمْرِو ابْنِ يَحْيَى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهٗ

ترجمہ عمرو بن یحییٰ نے اس اسناد سے مثل اسکے روایت کی

عَنْ يَحْيَى ابْنِ عُمَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَاَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفِّهٖ بِخَمْسِ اَصَابِعِهٖ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

ترجمہ یحییٰ نے ابوسعید خدری سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ پانچ انگلیوں سے اشارہ فرما کے وہی حدیث فرماتے تھے جو اوپر گذری۔

عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ

ترجمہ:۔ ابوسعیدؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ وسق سے کم میں زکٰوۃ واجب نہیں اور نہ پانچ اونٹ سے کم میں اور نہ پانچ اوقیہ سے کم میں۔

عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسَاقٍ مِّنْ تَمْرٍ وَّلَا حَبٍّ صَدَقَةٌ

ترجمہ:۔ ابی سعیدؓ نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ وسق (یعنی ٹوکرا یا گونی) سے کم میں کھجور میں زکٰوۃ نہیں اور نہ غلہ میں اس سے کم میں زکٰوۃ ہے

عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِي حَبٍّ وَّلَا تَمْرٍ صَدَقَةٌ حَتّٰى يَبْلُغَ خَمْسَةَ اَوْسُقٍ وَّلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ وَّلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ

ترجمہ:۔ ابوسعیدؓ نے روایت کی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلّہ اور کھجوروں میں زکٰوۃ نہیں جب تک کہ پانچ وسق تک نہ ہو اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں اور نہ پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں۔

ف ہر اوقیہ چالیس درہم کا ہے۔ پانچ اوقیہ کے دوسو درہم ہوئے اور اس زمانہ میں کہ سن ایک ہزار

تین سو چار ہے۔ پانچ اوقیہ کے ساڑھے باون روپے کلدار ہوتے ہیں اور تیئیس ریال فرانسہ مکہ میں ہوتا ہے اور مغربی ریال ساڑھے بائیس ہوتے ہیں اور سونے کی نصاب بیس دینار ہے اور دینار ساڑھے تین روپیہ کا ہوتا ہے اور درہم پانچ آنے سے کچھ زیادہ کا ہوتا ہے اور وسق ساٹھ صاع کا اور چار مُد کا اور مُد دو رطل کا اور رطل آدھ سیر آدھ پاؤ کا اور سیر اسی روپیہ کلدار کا۔ یہ تفصیل روپیہ کی مولانا اسحاق صاحب سے ہے اور باقی عبداللہ سراج محدث مکہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً سے خبر دی اس کی مترجم کو مولوی محمد صاحب سہارنپوری مہاجر مکہ نے اللہ رحمت کرے ان پر وقت قرأت مسلم کے۔

عَنْ اِسْمٰعِیْلَ ابْنِ اُمَیَّةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَ حَدِیْثِ ابْنِ مَهْدِیٍّ

ترجمہ:- اسمٰعیل نے یہی حدیث مثل اوپر کے روایت کی۔

عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ اَنَا الثَّوْرِیُّ وَمَعْمَرٌ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اُمَیَّةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِ حَدِیْثِ ابْنِ مَهْدِیٍّ وَّ یَحْیَی ابْنِ اٰدَمَ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ بَدَلَ التَّمْرِ ثَمَرٍ

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا مگر اس میں تمر کی جگہ ثمر کا لفظ ہے یعنی پھلوں میں زکوٰۃ نہیں جب تک پانچ وسق نہ ہوں

عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِّنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَّلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِّنَ الْاِبِلِ صَدَقَةٌ وَّلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ مِّنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا اور اس میں پانچ اوقیہ ورق سے کم میں آپ نے فرمایا کہ زکوٰۃ نہیں۔

ف ورق بکسر را مہملہ چاندی کو کہتے ہیں مضروب ہو خواہ غیر مضروب۔ اور اہل لغت کا اس میں اختلاف ہے کہ اصل اس کی کیا ہے؟ بعضوں نے کہا ہر چاندی پر استعمال کرتے ہیں اور بعضوں نے کہا ورق اسی کو بولیں گے جس پر سکہ ہو اور بے سکہ کی چاندی پر مجازاً بول سکتے ہیں۔ اور اکثر اہل لغت کا یہی قول ہے اور نصاب سونے کی کسی روایت صحیح میں وارد نہ ہوئی مگر بعض احادیث میں بیس مثقال مروی ہوا ہے اگرچہ وہ روایتیں ضعیف ہیں مگر اس پر اجماع ہو گیا ہے اور امت نے ان روایتوں کو قبول کر لیا ہے اور یہ سب کا اتفاق ہو گیا ہے کہ جانوروں میں اور سونے چاندی میں جب تک پورا سال نہ گزرے زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی سوا ان چیزوں کے جن میں عشر لیا جاتا ہے۔ اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے شافعی نے کہ جو چاندی دو سو درہم سے کم ہو اس میں زکوٰۃ نہیں اور حنفیہ نے اس میں خلاف کیا ہے مگر مذہب ان کا بے دلیل ہے اور یہ احادیث ان پر حجت ہیں اور شافعی کا یہی

قول ہے کہ دراہم مغشوشہ یعنی کھوٹے روپیوں میں بھی زکوٰۃ واجب نہیں جب تک اُن سے ساڑھے باون تولہ کو نہ پہنچے جو نصاب ہے چاندی کی اور یہ حدیث اُن کی مؤید ہے (نووی)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيمَا سَقَتِ الْأَنْهَارُ وَالْغَيْمُ الْعُشُورُ وَفِيمَا سُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ

ترجمہ:- جابرؓ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے جس میں نہروں سے اور مینہ سے پانی دیا جاوے اُس میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہے اور جو اونٹ لگا کر سینچی جاوے اس میں بیسواں حصہ۔

ف یہ حکم ہے زراعتوں کا کہ اگر وہ آسمان کے یا ندی کے پانی سے پیدا ہوں جس میں محنت کم ہوتی ہے تو دسواں حصہ زکوٰۃ ہے ورنہ بیسواں حصہ اور اس پر اتفاق ہے۔ مگر اس میں اختلاف ہے کہ جتنی چیزیں زمین سے نکلتی ہیں جیسے پھل اور غلہ اور پھول وغیرہ سب میں زکوٰۃ ہے سوا گھاس اور لکڑی کے یا خاص چیزوں میں ہے۔ غرض ابوحنیفہؒ کے نزدیک ان سب میں ہے اور جمہور کے بعض میں زکوٰۃ خاص کی ہے جیسے گیہوں اور جو اور جوار اور کھجور اور انگور ہے اور حضرت عمرؓ اور علیؓ اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول ہے کہ سبز ترکاریوں میں زکوٰۃ نہیں اور زمین عثری (ث کے ساتھ) اس کا بھی حکم مینہ سے سینچی ہوئی کا ہے یعنی اس میں بھی عشر دینا ہوتا ہے اور عثری وہ زمین ہے جس میں اوپر سے پانی دینے کی حاجت نہ ہو بلکہ اس کے درخت اپنی جڑوں سے رطوبت زمین کی جذب کریں اور تروتازہ رہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ صَدَقَةٌ

ترجمہ:- ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے غلام اور گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں۔

ف نووی نے کہا ہے کہ یہ حدیث اصل ہے اس بات کی کہ ضروری چیزوں میں زکوٰۃ نہیں جیسے گھوڑے غلام ہیں اور یہی قول ہے تمام علماء کا سلف سے خلف تک مگر ابوحنیفہ اور ان کے شیخ حماد بن سلیمان اور امام زفر نے اس میں بھی زکوٰۃ واجب کہی ہے اور کہا ہے کہ جب گھوڑے نر مادہ ملے ہوں یا صرف مادہ ہوں تو ہر ایک میں ایک دینار زکوٰۃ دے یا نہیں اُس کی قیمت کر کے ہر دو سو درہم میں پانچ درہم دے مگر اُن کی کوئی حجت نہیں اور یہ حدیث صریح اُن کے مذہب کے رد کرنے والی ہے۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ صَدَقَةٌ **ترجمہ** وہی ہے جو اوپر گزرا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ فِی الْعَبْدِ صَدَقَةٌ اِلَّا صَدَقَةُ الْفِطْرِ

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام کی زکوٰۃ نہیں مگر صدقہ فطر ہے

ف نوویؒ نے کہا اس سے ثابت ہوا کہ صدقہ فطر غلام کی طرف سے مالک کو دینا ضرور ہے خواہ غلام اپنی خدمت کے لئے ہو خواہ تجارت کے لئے۔ اور امام مالکؒ اور شافعیؒ اور جمہورؒ کا یہی مذہب ہے اور اہل کوفہ نے کہا ہے کہ تجارت کے غلاموں میں صدقہ فطر واجب نہیں۔ اور داؤد ظاہری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مالک پر صدقہ غلام کا واجب نہیں بلکہ غلام اپنی مزدوری میں سے باجازت مالک کے ادا کر دے۔ اور قاضی نے ابی ثور سے بھی یہی نقل کیا ہے اور شافعی اور جمہور علما کا مذہب مکاتب کیلئے یہ ہے کہ نہ اس پر فطرہ واجب ہے نہ مالک پر اور عطاء اور مالک اور ابی ثور کے نزدیک سید پر واجب ہے اور بعض اصحاب شافعی بھی اسی کے قائل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مکاتب غلام ہے جب تک کہ اس پر ایک درہم بھی باقی ہے اور مکاتب وہ غلام ہے کہ جس سے اس کے مالک نے کہا ہو کہ اتنا روپیہ مثلاً سو دوسو ہم کو کما کر دیدے تو تو آزاد ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ عَلَی الصَّدَقَةِ فَقِیْلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِیْلٍ وَّخَالِدُ ابْنُ الْوَلِیْدِ وَالْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا یَنْقِمُ ابْنُ جَمِیْلٍ اِلَّا اَنَّهٗ کَانَ فَقِیْرًا فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ وَاَمَّا خَالِدٌ فَاِنَّکُمْ تَظْلِمُوْنَ خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ اَدْرَاعَهٗ وَاَعْتَادَهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَمَّا الْعَبَّاسُ فَهِیَ عَلَیَّ وَمِثْلُهَا مَعَهَا ثُمَّ قَالَ یَا عُمَرُ اَمَا شَعَرْتَ اَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْهِ

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو زکوٰۃ وصول کرنے کو بھیجا اور انہو[ں نے] آکر کہا کہ ابن جمیل اور خالد بن ولید اور عبا[س] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ان صاحبوں نے زکوٰۃ نہیں دی تو آپ نے فرمایا کہ ابن جمیل تو اس کا بدلہ لیتا ہے کہ وہ محتاج تھا اللہ نے اس کو امیر کر دیا اور خالد پر تم زیادتی کرتے ہو اس لئے کہ اس نے تو زرہیں اور ہتھیار تک اللہ کی راہ میں دیدیئے ہیں (یعنی پھر [ز]کوٰۃ کیوں نہ دیگا) اور رہے عباس سو ان کی زکوٰۃ اور اتنی ہی اور میرے ذمہ ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اے عمرؓ! چچا تو باپ کے برابر ہے۔

ف نووی نے فرمایا ہے کہ انہوں نے خالد سے زکوٰۃ مانگی اس خیال سے کہ شاید وہ تجارت کے لئے ہیں اور زکوٰۃ اس میں واجب ہے اور حضرت نے فرمایا کہ وہ تو جہاد کے لئے ہیں اور ابھی حولان حول نہیں ہوا۔ اور یا یہ مراد ہے کہ جب اس نے مال سارا اللہ کی راہ میں کر دیا ہے تو زکوٰۃ واجب کیوں نہ ادا کریگا

اور بعضوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ مال تجارت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور جمہور کا مذہب یہی ہے کہ مال تجارت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ اور داؤد ظاہری نے کہا ہے کہ مال تجارت میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ تمام ہوا قول نوویؒ کا ــ اور شوکانیؒ نے درر البہیہ میں لکھا ہے کہ اموال تجارت میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ اور جناب مولانا مولوی صدیق حسن صاحب نے روضۃ الندیہ اس کی شرح میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اگرچہ تجارت جاری تھی مگر کوئی دلیل جو تجارت کے مال میں زکوٰۃ واجب کرے وارد نہیں ہوئی اور وہ جو ابوداؤد اور دارقطنی اور بزار نے جابر بن سمرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم فرماتے تھے کہ ہم زکوٰۃ دیتے رہیں اُن مالوں کی جو بیچنے کیلئے رکھے ہیں تو اُس کو ابن حجرؒ نے تلخیص میں کہا ہے کہ اس کی اسناد میں جہالت ہے اور جو حاکم اور دارقطنی نے عمران سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ اونٹ میں صدقہ ہے اور بکری میں صدقہ ہے اور بزار نقطہ دار سے ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس کو فتح الباری میں ضعیف کہا ہے اور کہا ہے کہ اُس کے سب طرق ضعیف ہیں اور ایک سند کو اس کی کہا ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں (یہ کہنا بھی ضعف ہونے سے خالی نہیں) اور ایسی روایتوں سے حجت قائم نہیں ہوتی اور فرضیت قطعی ثابت نہیں ہو سکتی علی الخصوص ایسے امور میں جو نہایت کثرت سے جاری ہوں اور ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ مستدرک میں جو یہ حدیث آئی ہے تو اس میں یہ لفظ ہے کہ بُرّ میں صدقہ ہے اور بُر بے نقطہ کی راسے گیہوں کے معنی ہے اور کہا ہے کہ اگرچہ دارقطنی نے اس کو نقطہ دار زا سے روایت کیا ہے مگر طرق اُس کے ضعیف ہیں اور حاکم نے اگرچہ اس حدیث کی اسناد کی تصحیح کی ہے جیسے کہ محلی شرح منہاج میں ہے مگر جب اس میں احتمال ہو گیا کہ وہ لفظ را سے ہے یا زا نقطہ دار سے تو استدلال کے قابل نہ رہا اور حاکم کے مقابلہ میں حافظ ابن حجرؒ اُس کی تضعیف کر رہے ہیں اور ابوہریرہؓ سے اوپر مروی ہو چکا کہ حضرتؐ نے فرمایا مسلمان کے غلام اور گھوڑے میں صدقہ نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی حال میں صدقہ نہیں اور ابن منذر نے اگرچہ نقل کیا ہے کہ مال تجارت میں زکوٰۃ واجب ہونے پر اجماع ہوا ہے مگر یہ نقل اُنکی صحیح نہیں اس لئے کہ اول تو ظاہر یہ جو ایک فرقہ محدثین اسلام کا ہے اس کے وجوب کا انکار کرتا ہے پھر اجماع اس کے وجوب پر کیونکر ہو سکتا ہے اور یہ جو خالدؓ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ اُن سے تجارت کا مال خیال کر کے زکوٰۃ طلب کی (جیسے ابھی نووی کے کلام میں اسی فائدہ کے ابتدا میں گذرا) اس سے معلوم ہوا کہ مال تجارت میں زکوٰۃ واجب ہے۔ یہ استدلال بھی صحیح نہیں اس لئے کہ اول تو یہ ثابت نہیں کہ وہ تجارت کا تھا۔ دوسرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا

کہ اس نے خدا کی راہ میں وقف کر دیا ہے اور بعد وقف کے زکوٰۃ نہیں۔ تیسرے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب وہ ایسا سخی اور دل والا ہے کہ سب مال اپنا خدا کی راہ میں دے چکا ہے تو زکوٰۃ کیوں رکھے گا غرض اس سے اموال تجارت میں زکوٰۃ کا وجوب نہیں ثابت ہوتا۔ غرض وجوب زکوٰۃ پر تجارت کے مال میں کوئی دلیل قطعی موجود نہیں اور اصل اشیاء میں برابت ہے جب تک دلیل وجوب کی ثابت نہ ہو اور اجماع کا حجت ہونا اس کے درمیان خود اختلاف ہے کہ حصول المامول اور ارشاد الفحول میں مذکور ہے۔ تمام ہوا کلام مولانا صدیق حسن صاحب کا۔

مترجم کہتا ہے غرض یہ ہے کہ مال تجارت میں زکوٰۃ کی فرضیت قطعی نہیں ہے اس لئے اکابر نے تصحیح کی ہے اس قول کی کہ منکر اس کا کافر نہیں اور موافقت جمہور اگر کوئی ادا کرے تو ثواب سے خالی نہیں مگر امام کو جبراً وصول کرنا نہیں پہنچتا کہ اخذ مال مسلم بغیر حق لازم نہ آوے۔

بَابُ زَكٰوةِ الْفِطْرِ باب صدقہ فطر کے بیان میں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلٰى كُلِّ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

ترجمہ:۔ عبداللہؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر رمضان کے بعد لوگوں پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فرض کیا ہے ہر آزاد اور غلام مرد و عورت پر جو مسلمان ہو

ف صدقہ فطر جمہور سلف و خلف کے نزدیک فرض ہے اس حدیث کے ظاہر کے رو سے اور بعض اہل عراق اور اصحاب مالک اور بعض اصحاب شافعی نے کہا ہے کہ سنت ہے واجب نہیں اور امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ واجب ہے فرض نہیں اس لئے کہ ان کے مذہب میں واجب اور فرض میں فرق ہے اور قاضی عیاض نے کہا ہے کہ وہ منسوخ ہو گیا جب زکوٰۃ فرض ہوئی اور یہ غلط ہے اور صواب یہ ہے کہ وہ فرض و واجب ہے (کذا قال النووی فی شرحہ) اور اس حدیث میں اشارہ ہے کہ وقت وجوب اس کا رمضان کے بعد ہے چنانچہ شافعیؒ کا قول ہے کہ غروب شمس جب ہو پچھلی تاریخ میں رمضان کی اور رات شروع ہو عید الفطر کی جب واجب ہوتا ہے۔ اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک طلوع فجر سے عید کے واجب ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ نے کہا مقرر کیا رسول اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ اَوْ حُرٍّ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ

صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو ہر غلام اور آزاد پر چھوٹے اور بڑے پر

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ رَمَضَانَ عَلَى الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ قَالَ فَعَدَلَ النَّاسُ بِهٖ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ **ترجمہ** وہی ہے جو اوپر گذرا۔

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ صَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعٍ مِّنْ شَعِيْرٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَجَعَلَ النَّاسُ عِدْلَهٗ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ

ترجمہ:۔ نافع نے کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا صدقہ فطر کا ایک صاع کھجور کا یا ایک صاع جو کا۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ پھر لوگوں نے تجویز کیا کہ دو مد گیہوں کے قیمت میں اس کے برابر ہوتے ہیں۔

ف جمہور کا مذہب یہی ہے کہ صدقہ فطر لڑکے کی طرف سے بھی دینا چاہئے جیسے اس کے اوپر کی حدیث میں ہو چکا۔ اور ان روایتوں سے ثابت ہوا کہ جیسے شہر والوں پر اس کا وجوب ہے ویسے ہی گاؤں والوں پر اور جنگلیوں پر۔ اور یہی مذہب ہے مالک اور ابوحنیفہ اور شافعی اور احمد اور جماہیر علماء کا اور عطاء اور زہری اور ربیعہ اور لیث کا قول ہے کہ سوائے شہر والوں کے اوروں پر نہیں واجب ہوتا۔ اور ان روایتوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو اپنی اہل و عیال کی قوت سے عید کے دن زیادہ رکھتا ہو اُس پر صدقہ واجب ہے۔ اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور ابوحنیفہ کا قول ہے کہ جس کو زکوٰۃ لینا روا ہے اس پر صدقہ واجب نہیں۔ اور امام مالک اور ان کے اصحاب میں اختلاف ہے اور ان روایتوں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ زوجہ پر بھی واجب ہوتا ہے کہ وہ اپنا صدقہ اپنے مال سے ادا کرے اور یہی مذہب ہے حنفیہ کا اور امام مالک اور شافعی اور جمہور کا قول ہے کہ شوہر اس کی طرف سے دلوے جیسے عورت کو نفقہ دیتا ہے۔ اور معلوم ہوا کہ یہ جو فرمایا باب کی پہلی روایت میں کہ جو مسلمان ہو۔ اس سے کافر نکل گئے۔ غرض کسی کا غلام یا بیوی یا لڑکا یا باپ اگر کافر ہو تو اس کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب نہیں اگرچہ نفقہ ان کا واجب ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک اور شافعی اور جماہیر علماء کا اور کوفیوں اور اسحاق اور بعض سلف کا قول یہ ہے کہ غلام کافر سے بھی دینا واجب ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر آدمی کی طرف سے ایک صاع واجب ہے پھر اگر سوا گیہوں کے اور انگور خشک کے ہو تو بالاجماع ایک صاع واجب ہے

اور اگر گیہوں اور انگور ہو تو مالک اور شافعی اور جمہور کے نزدیک جب بھی صاع ہے واجب ہے اور ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک نصف صاع واجب ہے اور جمہور کی حجت ابو سعید کی روایت ہے جو آگے آتی ہے کہ اس میں ایک صاع انگور کا مذکور ہے اور اسی طرح ایک صاع طعام کا اور طعام اہل حجاز کی اصطلاح میں گیہوں کو کہتے ہیں اور صاع کا بیان اس کے اوپر کے باب میں ہو چکا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ اَوْ رَجُلٍ اَوِ امْرَاَةٍ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا صدقہ فطر کا رمضان کے بعد ہر ایک مسلمان پر آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا ایک صاع کھجور کا یا جو کا۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ يَقُوْلُ كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ

ترجمہ:۔ ابو سعید کہتے تھے کہ ہم صدقہ فطر نکالتے تھے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں) ایک صاع طعام کا (یعنی گیہوں کا) یا ایک صاع جو کا یا کھجور کا یا پنیر کا یا انگور کا۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ اِذْ كَانَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ عَنْ كُلِّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ حُرٍّ اَوْ مَمْلُوْكٍ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهٗ حَتّٰى قَدِمَ عَلَيْنَا مُعَاوِيَةُ ابْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا فَكَلَّمَ النَّاسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَكَانَ فِيْمَا كَلَّمَ بِهِ النَّاسَ اَنْ قَالَ اِنِّيْ اَرٰى اَنَّ مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ تَعْدِلُ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ فَاَخَذَ النَّاسُ بِذٰلِكَ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فَاَمَّا اَنَا فَلَا اَزَالُ اُخْرِجُهٗ

ترجمہ:۔ ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صدقہ فطر ہر چھوٹے بڑے آزاد غلام کی طرف سے ایک صاع گیہوں یا ایک صاع پنیر یا جو یا کھجور یا انگور نکالتے تھے۔ پھر جب حضرت معاویہؓ حج کو یا عمرہ کو آئے تو لوگوں میں منبر پر وعظ کہا اور اس میں کہا کہ میں جانتا ہوں کہ دو مُد (یعنی نصف صاع) شام کے سرخ گیہوں کا برابر ہوتا ہے ایک صاع کھجور کے (یعنی قیمت میں) سو لوگوں نے اس کو لے لیا۔ اور ابو سعید نے کہا میں تو وہی نکالے جاؤں گا جو لاتا تھا (یعنی ایک صاع) جب تک جیوں گا

كَمَا كُنْتُ أُخْرِجُهُ أَبَدًا مَا عِشْتُ | (سبحان اللہ یہ اتباع تھا حدیث کا اور نفرت تھی رائے اور قیاس سے)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُولُ كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِينَا عَنْ كُلِّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ حُرٍّ وَمَمْلُوكٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ كَذٰلِكَ حَتّٰى كَانَ مُعَاوِيَةُ فَرَأَى أَنَّ مُدَّيْنِ مِنْ بُرٍّ تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَمَّا أَنَا فَلَا أَزَالُ أُخْرِجُهُ كَذٰلِكَ **ترجمہ** مضمون اس کا وہی ہے جو اوپر گذرا مگر اس میں انگور کا ذکر نہیں۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ الْأَقِطِ وَالتَّمْرِ وَالشَّعِيرِ	ترجمہ:۔ ابوسعیدؓ نے کہا صدقہ فطر ہم دیتے تھے پنیر اور کھجور اور جو سے۔
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ مُعَاوِيَةَ لَمَّا جَعَلَ نِصْفَ الصَّاعِ مِنَ الْحِنْطَةِ عِدْلَ صَاعٍ مِنْ تَمْرٍ أَنْكَرَ ذٰلِكَ أَبُو سَعِيدٍ وَقَالَ لَا أُخْرِجُ فِيهَا إِلَّا الَّذِي كُنْتُ أُخْرِجُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ	ترجمہ:۔ ابوسعیدؓ نے کہا جب حضرت معاویہؓ نے نصف صاع گیہوں کا مقرر کیا ایک صاع کھجور کے برابر۔ تو ابوسعیدؓ نے انکار کیا اور کہا کہ میں تو وہی دوں گا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دیتا تھا ایک صاع کھجور یا انگور یا جو یا پنیر۔
عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلٰوةِ	ترجمہ:۔ عبداللہؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ صدقہ فطر ادا کیا جاوے نماز کو نکلنے سے پہلے۔

ف اوپر کی روایتوں پر اعتماد کیا ہے حنفیہ نے کہ نصف صاع حنطہ صدقہ فطر میں دینا ان کے آگے کافی ہے حسب تجویز حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ۔ اور جمہور اس کے خلاف ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ قول صحابی ہے۔ اور ابوسعیدؓ وغیرہ نے جو مدت تک آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے حضرت معاویہؓ کا خلاف کیا اور حضرتؐ کے زمانہ کا جو معمول تھا اس کو سند لائے۔ پھر حضرت معاویہؓ کے قول کو کیوں کر ترجیح ہو سکتی ہے آپ کے زمان مبارک کے معمولی بات پر۔ دوسرے یہ کہ حضرت حضرت معاویہؓ نے تصریح کر دی کہ یہ میری رائے ہے اور یہ اصول کا قاعدہ ہے کہ جب صحابہ کا اختلاف ہو تو کسی کا قول اولیٰ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اب حدیث اور قیاس دونوں کو دیکھنا چاہیئے تو دونوں سے

ثابت ہوا ایک صاع کا مشروط ہونا حدیث میں تو آہی چکا ہے اور قیاس بھی چاہتا ہے کہ انگور کھجور کے برابر گیہوں بھی رہے اور مستحب وقت یہی ہے کہ عیدگاہ جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے جیسا حدیث میں آچکا

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِاِخْرَاجِ زَکٰوۃِ الْفِطْرِ قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَی الصَّلٰوۃِ

ترجمہ:۔ عبداللہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ صدقہ فطر ادا کر دیا جاوے لوگوں کے نماز کے جانے سے پہلے۔

بَابُ اِثْمِ مَانِعِ الزَّکٰوۃِ

زکوٰۃ نہ دینے کا عذاب

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَا یُؤَدِّیْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحُ مِنْ نَّارٍ فَاُحْمِیَ عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَیُكْوٰی بِهَا جَنْبُهٗ وَجَبِیْنُهٗ وَظَهْرُهٗ كُلَّمَا بَرَدَتْ اُعِیْدَتْ لَهٗ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ الْعِبَادِ فَیَرٰی سَبِیْلَهٗ اِمَّا اِلَی الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَی النَّارِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَالْاِبِلُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ اِبِلٍ لَّا یُؤَدِّیْ مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَلَبُهَا یَوْمَ وِرْدِهَا اِلَّا اِذَا كَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ اَوْفَرَ مَا كَانَتْ لَا یَفْقِدُ مِنْهَا فَصِیْلًا وَّاحِدًا تَطَؤُهٗ بِاَخْفَافِهَا وَتَعَضُّهٗ بِاَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَیْهِ اُوْلَاهَا رُدَّ عَلَیْهِ اُخْرَاهَا فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ الْعِبَادِ فَیَرٰی سَبِیْلَهٗ اِمَّا اِلَی الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَی النَّارِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ

ترجمہ:۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چاندی سونے کا مالک ایسا نہیں کہ زکوٰۃ اس کی نہ دیتا ہو مگر وہ قیامت کے دن ایسا ہوگا کہ اس کی چاندی سونے کے تختے بنائے جاوینگے آگ کے اور وہ جہنم کی آگ میں گرم کئے جاویں گے پھر اس کا ماتھا اور کروٹیں اس سے داغی جاوینگی اور اسکی پیٹھ اور جب وہ ٹھنڈے ہو جاویں گے پھر گرم کئے جاویں گے پچاس ہزار برس کے دن پھر اس کو یہی عذاب ہوگا یہاں تک فیصلہ ہو اور بندوں کا اور اس کی کچھ راہ نکلے جنت یا دوزخ کی طرف۔ ان سے عرض کیا کہ اے رسول اللہ کے پھر اونٹوں کا کیا حال ہوگا؟ آپ نے فرمایا جو اونٹ والا اپنے اونٹوں کا حق نہیں دیتا اور اس کے حق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دودھ دوہے جس دن ان کو پانی پلاوے (عرب کا معمول تھا کہ تیسرے یا چوتھے دن اونٹوں کو پانی پلانے لے جاتے وہاں مسکین

قَالَ وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا
حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ
لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ وَلَا
جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطِحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ
بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهَا أُولَاهَا رُدَّ عَلَيْهَا أُخْرَاهَا
فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى
يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرَى سَبِيلُهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ
وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَالْخَيْلُ قَالَ
الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ هِيَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ
وَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ فَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ وِزْرٌ فَرَجُلٌ
رَبَطَهَا رِيَاءً وَفَخْرًا وَنِوَاءً عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ
فَهِيَ لَهُ وِزْرٌ وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَرَجُلٌ
رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ
فِي ظُهُورِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَأَمَّا
الَّتِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فِي مَرْجٍ وَرَوْضَةٍ فَمَا
أَكَلَتْ مِنْ ذَلِكَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ
شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ لَهُ عَدَدَ مَا أَكَلَتْ حَسَنَاتٌ وَ
كُتِبَ لَهُ عَدَدَ أَرْوَاثِهَا وَأَبْوَالِهَا حَسَنَاتٌ
وَلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ
إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ عَدَدَ آثَارِهَا وَأَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ
وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلَى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ
وَلَا يُرِيدُ أَنْ يَسْقِيَهَا إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ عَدَدَ
مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَالْحُمُرُ
قَالَ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ

جمع رہتے۔ مالک اونٹوں کے ان کو دودھ دوہ کر
پلاتے حالانکہ یہ واجب نہیں ہے مگر آپ نے
اونٹوں کا ایک حق اس کو بھی قرار دیا ہے۔ جب
قیامت کا دن ہوگا تو وہ اوندھا لٹایا جاویگا
ایک برابر زمین پر اور وہ اونٹ نہایت فربہ ہوکر
آویں گے کہ ان میں سے کوئی بچہ بھی باقی نہ
رہے گا اور اس کو اپنے کھروں سے روندینگے
اور منہ سے کاٹیں گے۔ پھر جب اُن میں کا پہلا
جانور روندتا چلا جاویگا پچھلا آجاویگا۔ یوں ہی
عذاب ہوتا رہے گا سارے دن کہ پچاس ہزار
برس کا ہوگا یہاں تک کہ فیصلہ ہو جاوے بندوں کا
پھر اُس کی کچھ راہ نکلے جنت یا دوزخ کی طرف
پھر عرض کی لے رسول اللہ کے اور گائے بکری
کا کیا حال ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ کوئی گائے بکری والا
ایسا نہیں جو اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو مگر جب قیامت
کا دن ہوگا تو وہ اوندھا لٹایا جاویگا ایک
پٹ پر صاف زمین پر اور ان گائے بکریوں میں
سب آدینگی کوئی باقی نہ رہے گی اور ایسی ہونگی
کہ کوئی اُن میں سینگ مڑی ہوئی نہ ہوگی۔ نہ
بے سینگ کی جسینگ ٹوٹی۔ اور آگر اُس کو
ماریں گی اپنے سینگوں سے اور روندیں گی اپنے
کھروں سے۔ جب اگلی اس پر سے گذر جاویگی
پچھلی پھر آوے گی۔ یہی عذاب ہوگا اس پر پچاس
ہزار برس کے دن پھر یہاں تک کہ فیصلہ ہو جاوے
بندوں کا پھر اس کی راہ کی جاوے جنت یا دوزخ

الْاٰیَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ○ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ○

کی طرف۔ پھر عرض کی کہ اے رسول اللہ کے اور گھوڑے؟ آپ نے فرمایا گھوڑے تین طرح پر ہیں۔ ایک اپنے مالک پر بار ہے یعنی وبال ہے دوسرا اپنے مالک کا عیب ڈھانپنے والا ہے۔ تیسرا اپنے مالک کے ثواب کا سامان ہے۔ اب اُس وبال والے گھوڑے کا حال سنو جو باندھا ہے اس لئے کہ لوگوں کو دکھاوے اور لوگوں میں بڑا مارے اور مسلمانوں سے عداوت کرے۔ سو یہ اپنے مالک کے حق میں وبال ہے۔ اور وہ جو عیب ڈھانپنے والا ہے وہ گھوڑا ہے کہ اس کو اللہ کی راہ میں باندھا ہے (یعنی جہاد کے لئے) اور اس کی سواری میں اللہ کا حق نہیں بھولتا اور نہ اس کے گھاس چارہ میں کمی کرتا ہے تو وہ اس کا عیب ڈھانپنے والا ہے۔ اور جو ثواب کا سامان ہے اس کا کیا کہنا۔ وہ وہ گھوڑا ہے کہ باندھا اللہ کی راہ میں اہل اسلام کی مدد اور حمایت کے لئے کسی چراگاہ یا باغ میں پھر اس نے جو کھایا اُس چراگاہ یا باغ سے اس کی گنتی کے موافق نیکیاں اُس کے مالک کے لئے لکھی گئیں اور اس کی لید اور پیشاب تک نیکیوں میں لکھا گیا اور جب وہ اپنی لمبی رسی توڑ کر ایک دو ٹیلے پر چڑھ جاتا ہے تو اُس کے قدموں اور اس کی لید کی گنتی کے موافق نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب اس کا مالک کسی ندی پر لے جاتا ہے اور وہ گھوڑا اس میں سے پانی پی لیتا ہے اگرچہ مالک کا پلانے کا ارادہ بھی نہ تھا تب بھی اس کے لئے اُس قطروں کے موافق نیکیاں لکھی جاتی ہیں جو اُس نے پئے ہیں (یہ ثواب تو بے ارادہ پانی پی لینے میں ہے۔ پھر جب پانی پلانے کے ارادہ سے لے جائے تو کیا کچھ ثواب نہ پائے گا) پھر عرض کی کہ اے رسول اللہ کے اور گدھے کا حال فرمائیے۔ آپ نے فرمایا گدھوں کے بارہ میں میرے اوپر کوئی حکم نہیں اُترا بجز اس آیت کے جو بے مثل اور جمع کرنے والی ہے فَمَنْ یَّعْمَلْ آخر آیت تک یعنی جس نے ذرہ کے برابر نیکی کی وہ اسے دیکھے گا یعنی قیامت کے دن اور جس نے ذرہ برابر بدی کی وہ بھی اسے دیکھیگا۔

ف اس حدیث سے کئی فائدے معلوم ہوئے۔ اوّل یہ کہ سزا جنس گناہ سے ہے۔ دوسرے یہ کہ جو نعمت خدا کا حق نہ ادا کیا جائے وہ باعث وبال ہے۔ تیسرے واجب ہونا زکوٰۃ کا گائے بیل میں۔ اور یہ روایت اس کے وجوب کی سب روایتوں سے زیادہ صحیح ہے۔ چوتھے استدلال کیا ہے اسی حدیث سے حنفیہ نے کہ گھوڑوں میں بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ اور مذہب اُن کا یہ ہے کہ اگر سب گھوڑے نر ہوں تو زکوٰ ہیں۔ اور اگر نر و مادہ دونوں ملے جلے ہوں یا صرف مادہ ہوں تو ان میں زکوٰۃ ہے اور مالک کو اختیار رہے چاہے ہر گھوڑے بدلے ایک دینار دے چاہے اُن کی قیمت

جو فکر چالیسواں حصہ قیمت کا ادا کرے اور امام مالک اور شافعی اور جماہیر علماء کے نزدیک گھوڑوں میں زکوٰۃ نہیں اگلی حدیث کے موافق کہ آپ نے فرمایا مسلمان پر اس کے گھوڑے کی زکوٰۃ نہیں اور جو حق اس حدیث میں مذکور ہے اس سے اس کی خبرگیری مراد ہے اور کسی دوست کو مانگے دینا۔ پانچویں فضیلت مجاہد کے گھوڑے کی کہ مرد عابد زاہد گوشہ نشین چلہ کش سے ہزار درجہ اس کا گھوڑا افضل ہے۔ چھٹے استدلال کیا ہے اس حدیث سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجتہاد روا نہیں۔ آپ جو حکم فرماتے تھے وحی سے فرماتے تھے اسی لئے گدھوں کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ مجھ پر کچھ وحی نہیں ہوئی مگر جمہور کا مذہب یہ ہے کہ آپ کو اجتہاد جائز تھا مگر گدھوں کے بارے میں آپ کا اجتہاد یہی ٹھہرا کہ ان میں زکوٰۃ فرض نہ کی جائے

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ إِلٰى آخِرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا حَقَّهَا وَذَكَرَ فِيهِ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيلًا وَاحِدًا وَقَالَ يُكْوٰى بِهَا جَنْبَاهُ وَجَبْهَتُهُ وَظَهْرُهُ ترجمہ:- زید بن اسلم نے اسی اسناد سے یہی روایت بیان کی کہ اس میں کچھ لفظوں کا فرق ہے۔ مطلب وہی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ كَنْزٍ لَا يُؤَدِّي زَكٰوتَهُ إِلَّا أُحْمِيَ عَلَيْهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُجْعَلُ صَفَائِحَ فَتُكْوٰى بِهَا جَنْبَاهُ وَجَبِينُهُ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ثُمَّ يُرٰى سَبِيلُهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ وَمَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي زَكٰوتَهَا إِلَّا بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ كَأَوْفَرِ مَا كَانَتْ تَسْتَنُّ عَلَيْهِ كُلَّمَا مَضَتْ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ثُمَّ يُرٰى سَبِيلُهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ وَمَا مِنْ صَاحِبِ غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكٰوتَهَا إِلَّا بُطِحَ لَهَا

ترجمہ:- ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی صاحب کنز یعنی خزانہ والا ایسا نہیں ہے جو زکوٰۃ نہ دیتا ہو مگر گرم کیا جاویگا وہ خزانہ اس کا جہنم کی آگ میں اور اس کے تختے بنائے جائیں گے پھر داغی جائیں گی اس سے اس کی دونوں کروٹیں اور ماتھا جب تک کہ فیصلہ کرے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا اتنے بڑے دن میں جس کا اندازہ پچاس ہزار برس ہے پھر اس کی راہ نکلے جنت کو جانے کی یا دوزخ کو۔ اور جو اونٹ والا ایسا ہو کہ انکی زکوٰۃ نہ دیتا ہو وہ لٹایا جاویگا ایک پٹ پر زمین برابر میں اور وہ اونٹ آویں گے فربہ ہو کر جیسے دنیا میں بہت فربہی کے وقت تھے اور

بِقَاعٍ قَرْقَرٍ كَأَوْفَرِ مَا كَانَتْ فَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا وَ
تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ
كُلَّمَا مَضَى عَلَيْهِ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتَّى
يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ
أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ ثُمَّ يَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا
إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قَالَ سُهَيْلٌ فَلَا أَدْرِي
أَذَكَرَ الْبَقَرَ أَمْ لَا قَالُوا فَالْخَيْلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ
قَالَ الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ أَوْ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُودٌ
فِي نَوَاصِيهَا قَالَ سُهَيْلٌ أَنَا أَشُكُّ الْخَيْرُ إِلَى
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ فَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَ
لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَلِرَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ
أَجْرٌ فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَيُعِدُّهَا
لَهُ فَلَا تُغَيِّبُ شَيْئًا فِي بُطُونِهَا إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ
أَجْرًا وَلَوْ رَعَاهَا فِي مَرْجٍ مَا أَكَلَتْ مِنْ شَيْءٍ
إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا أَجْرًا وَلَوْ سَقَاهَا مِنْ نَهَرٍ
كَانَ لَهُ بِكُلِّ قَطْرَةٍ تُغَيِّبُهَا فِي بُطُونِهَا أَجْرٌ
حَتَّى ذَكَرَ الْأَجْرَ فِي أَبْوَالِهَا وَأَرْوَاثِهَا وَلَوِ
اسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ
خُطْوَةٍ تَخْطُوهَا أَجْرٌ وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ
فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا تَكَرُّمًا وَتَجَمُّلًا وَلَا يَنْسَى حَقَّ
ظُهُورِهَا وَبُطُونِهَا فِي عُسْرِهَا وَيُسْرِهَا وَأَمَّا الَّذِي
هِيَ عَلَيْهِ وِزْرٌ فَالَّذِي يَتَّخِذُهَا أَشَرًا وَبَطَرًا
وَبَذَخًا وَرِيَاءَ النَّاسِ فَذَاكَ الَّذِي
هِيَ عَلَيْهِ وِزْرٌ قَالُوا فَالْحُمُرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ
قَالَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا هٰذِهِ

وہ اس کو روندیں گے اور جب اُن میں کا پچھلا اُس پر
سے نکل جاویگا اگلا پھر لوٹ آویگا یہی صحیح ہے۔ اور
اوپر کی روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب ان میں کا پہلا
روندتا چلا جاویگا پچھلا آجاویگا۔ یہ راوی کی غلطی ہے
اس لئے کہ اس میں معنے صحیح نہیں ہوتے۔ نووی)
یہاں تک کہ فیصلہ کرے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا
اتنے بڑے دن میں جس کا اندازہ پچاس ہزار برس
ہے پھر اس کی راہ نکلے جنت میں جانے کی یا دوزخ
میں۔ اور جو بکری والا اُنکی زکوۃ نہیں دیتا وہ لٹایا جا
ایک پٹ پر برابر زمین میں اور وہ آویگی بہت موٹی
ہو کر جیسی دنیا میں تھیں اور اُس کو روندیں گی
اپنے کھروں سے اور کونچیں گی اپنے سینگوں سے
کہ ان میں کوئی سینگ مڑی ہوئی اور بے سینگ والی
نہ ہوگی۔ جب اُس پر سے پچھلی گذر جائیگی اگلی پھر
آجائیگی۔ یہی عذاب ہوتا رہے گا جب تک اللہ
فیصلہ کرے اپنے بندوں کا ایسے دن میں جسکا
اندازہ پچاس ہزار برس ہے تمہاری گنتی کے حساب
سے۔ پھر اس کی راہ نکالی جاویگی جنت کی طرف یا
دوزخ کی طرف۔ سُہیل نے کہا میں نہیں جانتا
کہ بیل کا بھی ذکر آپ نے کیا یا نہیں۔ پھر عرض کی
اور گھوڑے اے رسول اللہ کے؟ آپ نے فرمایا
گھوڑوں کی پیشانی میں بہتری یا فرمایا گھوڑے کی
پیشانی میں بہتری بندی ہے۔ سہیل نے کہا
مجھے اس میں شک ہے کہ آپ نے فرمایا ان میں
بہتری ہے قیامت کے دن تک۔ یعنی جہاد کا بڑا

الْاٰيَةَ الْجَامِعَةَ الْفَاذَّةَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝

سامان گھوڑا ہے اور بہتری دین و دنیا کی جہاد میں ہے) پھر فرمایا گھوڑے تین قسم میں ہیں۔ ایک تو آدمی کے لئے ثواب ہے۔ دوسرا پردہ ہے (اس کے عیبوں کا) تیسرا وبال و عذاب ہے۔ سو جو ثواب ہے تو وہ اس شخص کیلئے ہے جس نے گھوڑا باندھا اللہ کی راہ میں اور تیار رکھا اسی کے واسطے (یعنی جہاد کو) سو وہ تو جو غائب کرتا ہے اپنے پیٹ میں۔ اللہ اس کے مالک کے لئے ثواب لکھتا ہے (یعنی اس کا دانہ چارہ سب موجب ثواب ہے) اور اگر اس کو کسی چراگاہ میں چرایا تو جو کچھ اس نے کھایا اللہ نے اُسے ثواب میں لکھا یا جس نہر سے اس نے پانی پلایا اُس کے ہر قطرہ پر جو اُس نے پیٹ میں اٹھایا ایک ثواب ہے یہاں تک کہ اس کے پیشاب اور لید میں ثواب کا ذکر فرمایا اور اگر ایک دو ٹیلے پر کود گیا تو ہر قدم پر جو اس نے دھرا ایک ثواب لکھا گیا۔ اور جو مالک کا پردہ ہے وہ اس کا گھوڑا ہے جس نے احسان کرنے کو اور اپنی خوبی کیلئے باندھا اور اس کی سواری کا حق نہ بھولا (یعنی دوستوں کو مانگے دیا کبھی کبھی غرباء کو چڑھالیا) اور نہ اس کے پیٹ کا (یعنی دانے چارے پانی مصالحے کی خبر رکھے) اسکی تکلیف اور آرام میں۔ اور جو وبال و عذاب ہے وہ اس کا گھوڑا ہے جس سے اِترانے اور سرکشی اور شرارت کیلئے اور لوگوں کو دکھانے کیلئے باندھا سو وہ اُس پر وبال ہے۔ پھر عرض کی کہ گدھے کا حال فرمایئے اے رسول اللہ کے! فرمایا اللہ نے مجھ پر اس کے بارے میں کوئی حکم نہیں اُتارا مگر یہ آیت جامع بے مثل فَمَنْ يَّعْمَلْ الْاٰيَةَ

عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ

ترجمہ:۔ سہیل سے دوسری سند سے یہی روایت آئی ہے،

عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ بَدَلَ عَقْصَاءَ عَضْبَاءَ وَقَالَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهٗ وَظَهْرُهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ جَبِيْنَهٗ

ترجمہ:۔ سہیل سے تیسری سند سے یہی روایت آئی ہے اور اس میں عضباء کا لفظ ہے اور پیشانی کے داغ کا ذکر نہیں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا لَمْ يُؤَدِّ الْمَرْءُ حَقَّ اللّٰهِ اَوِ الصَّدَقَةَ فِيْ اِبِلِهٖ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ ترجمہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہی روایت مروی ہے جو سہیل نے اپنے باپ سے اوپر روایت کی۔

عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ صَاحِبِ اِبِلٍ لَّا يَفْعَلُ فِيْهَا حَقَّهَا

ترجمہ:۔ جابر نے کہا سُنا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ جو اونٹ والا حق نہ ادا کرے وہ قیامت کے دن آئیگا اور وہ اونٹ بھی

إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَكْثَرَ مَا كَانَتْ قَطُّ وَ
قُعِدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَسْتَنُّ عَلَيْهِ بِقَوَائِمِهَا وَ
أَخْفَافِهَا وَلَا صَاحِبِ بَقَرٍ لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا
إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَكْثَرَ مَا كَانَتْ وَقُعِدَ
لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ
بِأَظْلَافِهَا لَيْسَ فِيهَا جَمَّاءُ وَلَا مُنْكَسِرٌ
قَرْنُهَا وَلَا صَاحِبِ كَنْزٍ لَا يَفْعَلُ فِيهِ حَقَّهُ
إِلَّا جَاءَ كَنْزُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ
يَتْبَعُهُ فَاتِحًا فَاهُ فَإِذَا أَتَاهُ فَرَّ مِنْهُ فَيُنَادِيهِ
خُذْ كَنْزَكَ الَّذِي خَبَأْتَهُ فَأَنَا عَنْهُ غَنِيٌّ
فَإِذَا رَأَى أَنْ لَا بُدَّ مِنْهُ سَلَكَ يَدَهُ فِي
فِيهِ فَيَقْضَمُهَا قَضْمَ الْفَحْلِ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ
سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ هٰذَا الْقَوْلَ
ثُمَّ سَأَلْنَا جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ
مِثْلَ قَوْلِ عُبَيْدٍ وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ
عُبَيْدَ ابْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ
اللّٰهِ مَا حَقُّ الْإِبِلِ قَالَ حَلَبُهَا عَلَى الْمَاءِ وَ
إِعَارَةُ دَلْوِهَا وَإِعَارَةُ فَحْلِهَا وَمَنِيحَتُهَا وَ
حَمْلٌ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

بہت سے بہت ہو کر آئیں گے اور مالک ان کا ایک پٹ پر زمین پہ بٹھایا جائیگا اور وہ اس پر اپنے پیروں اور کھروں سے کودیں گے اور جو گائے والا اس کا حق نہ ادا کریگا وہ قیامت کے دن آوینگی بہت سے بہت اور اسکو بٹھا کر ایک پٹ پر زمین میں اپنے سینگوں سے کوچیں گی اور پیروں سے روندیں گی۔ اور جو بکری والا اس کا حق ادا نہیں کرتا وہ بھی قیامت کے دن بہت سے بہت ہو کر آویں گی اور اس کو ایک پٹ پر زمین میں بٹھا کر اپنے سینگوں سے کوچیں گی اور اپنے کھروں سے روندیں گی اور ان میں بے سینگ کی کوئی نہ ہو گی اور نہ کوئی سینگ ٹوٹی۔ اور جو خزانہ والا ایسا ہے کہ اس کا حق ادا نہیں کرتا وہ قیامت کیدن آئیگا ایک گنجا اژدہا بن کر (یعنی جس کے زہر کی تیزی سے اس کے خود بال جھڑ جاتے ہیں اور اپنی دُم پر اتنا کھڑا ہو جاتا ہے کہ سوار کے سر تک اس کا منہ پہنچ جاتا ہے) اور اس کے پیچھے لگیگا منہ کھول کر جب اُس کے پاس آویگا تو مالک اس سے بھاگے گا اور وہ پکاریگا کہ لے اپنا خزانہ جو تو نے چھپا رکھا تھا کہ مجھے اس کی حاجت نہیں ہے (شاید یہ ندا اللہ کی طرف سے ہوگی) پھر جب وہ دیکھے گا کہ یہ مجھے نہیں چھوڑتا تو اُس کے منہ میں ہاتھ ڈالدے گا اور وہ اسے ایسا چبائیگا جیسے اونٹ چباتا ہے ابوالزبیر نے کہا ہم نے سنا عبید بن عمیر سے وہ یہی بات کہتے تھے۔ پھر ہم نے جابرؓ سے پوچھا تو وہ بھی بولے مثل عبید بن عمیر کے اور ابوالزبیر نے کہا سنا میں نے عبید بن عمیر سے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ اے رسول اللہ کے! اونٹ کا کیا حق ہے؟ فرمایا اس کو پانی پر دوہ لینا (کہ اس میں جانوروں کو آرام ہوتا ہے اور فقیروں کو کچھ دودھ مل جاتا ہے) اور اس کا ڈول مانگے کو دینا (یعنی پانی پلانے کا

اور اس کے نر کو نطفہ لینے کے لئے مانگے دینا اور اس کو اللہ کی راہ میں سواری میں دینا (یعنی جہاد میں)

عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ صَاحِبِ اِبِلٍ وَّلَا بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَّا یُؤَدِّیْ حَقَّہَا اِلَّا اُقْعِدَ لَہَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَطَؤُہٗ ذَاتُ الظِّلْفِ بِظِلْفِہَا وَتَنْطَحُہٗ ذَاتُ الْقَرْنِ بِقَرْنِہَا لَیْسَ فِیْہَا یَوْمَئِذٍ جَمَّآءُ وَلَا مَکْسُوْرَۃُ الْقَرْنِ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا حَقُّہَا قَالَ اِطْرَاقُ فَحْلِہَا وَاِعَارَۃُ دَلْوِہَا وَمَنِیْحَتُہَا وَحَلَبُہَا عَلَی الْمَآءِ وَحَمْلٌ عَلَیْہَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا مِنْ صَاحِبِ مَالٍ لَا یُؤَدِّیْ زَکٰوتَہٗ اِلَّا تَحَوَّلَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ شُجَاعًا اَقْرَعَ یَتْبَعُ صَاحِبَہٗ حَیْثُمَا ذَہَبَ وَہُوَ یَفِرُّ مِنْہُ یُقَالُ ہٰذَا مَالُکَ الَّذِیْ کُنْتَ تَبْخَلُ بِہٖ فَاِذَا رَاٰی اَنَّہٗ لَا بُدَّ مِنْہُ اَدْخَلَ یَدَہٗ فِیْ فِیْہِ فَجَعَلَ یَقْضَمُہَا کَمَا یَقْضَمُ الْفَحْلُ

ترجمہ:- جابر بن عبداللہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اونٹ والا اور گائے والا اور بکری والا اُس کی زکوٰۃ نہیں دیتا وہ قیامت کے دن بٹھایا جائیگا ایک پٹ پر زمین پر اور کھروں والا جانور اس کو اپنے کھروں سے روندے گا اور سینگوں والا اپنے سینگوں سے کونچے گا۔ اس دن کوئی جانور بے سینگ کا نہ ہوگا نہ کوئی سینگ ٹوٹا۔ ہم نے عرض کی اے رسول اللہ کے کیا ہے حق اُن کا؟ فرمایا اس کے نر کو نطفہ کیلئے دینا اور اس کے ڈول کو مانگے دینا اور اس کو دودھ پینے کے لئے مانگے دینا اور پانی جب پلادیں اس کو دودھ لینا (اونٹوں کو چوتھے پانچویں دن پانی پلانے کو لاتے ہیں اور وہاں فقرا جمع ہوتے ہیں۔ پھر وہاں دوہنے میں بھی جانوروں کو آرام ہوتا ہے اور فقرا کو بھی دودھ مل جاتا ہے) اور اللہ کی راہ میں ان کو سواری اور بوجھ لادنے کو دینا اور جو صاحب مال اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا وہ مال اس کا قیامت کے دن ایک اژدہا گنجا بنجائیگا اور اپنے مالک کے پیچھے دوڑے گا جدھر وہ بھاگے گا اور وہ اس سے بھاگے گا۔ پھر کہا جائیگا کہ یہ وہی مال ہے جسمیں تو بخیلی کرتا تھا (یعنی زکوٰۃ نہ دیتا تھا صدقہ فطرہ ادا کرتا تھا) پھر جب وہ دیکھے گا کہ یہ میرا پیچھا نہ چھوڑیگا تو اُسکے منہ میں ہاتھ ڈالدیگا اور وہ اژدہا اس کا ہاتھ ایسا چبا ڈالیگا جیسے اونٹ چباتا ہے۔

بَابُ اِرْضَاءِ السَّعَایَۃِ زکوٰۃ کے تحصیلداروں کے راضی کرنیکا بیان

عن جَرِیْرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ جَآءَ نَاسٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ترجمہ جریر نے کہا چند لوگ گاؤں کے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور عرض کی

فَقَالُوْا اِنَّ اُنَاسًا مِّنَ الْمُصَدِّقِيْنَ يَاْتُوْنَنَا فَيَظْلِمُوْنَنَا قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْضُوْا مُصَدِّقِيْكُمْ قَالَ جَرِيْرٌ مَا صَدَرَ عَنِّيْ مُصَدِّقٌ مُنْذُ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا وَهُوَ عَنِّيْ رَاضٍ

بعضے تحصیلدار ہمارے پاس آتے ہیں اور وہ ہم پر زیادتی کرتے ہیں (یعنی جانور اچھے سے اچھا لیتے ہیں حالانکہ متوسط لینا چاہیئے) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم راضی کر دیا کرو اپنے تحصیلداروں کو (یعنی اگرچہ وہ تم پر زیادتی بھی کریں) جریر نے کہا جب سے میں نے یہ سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب سے کوئی تحصیلدار میرے پاس سے نہیں گیا مگر خوش ہو کر۔

ف یعنی اُن سے نرمی سے بات کرو۔ تکرار نہ کرو۔ جو حق زکوٰۃ ہے اُس کو بخوشی ادا کرو۔ اور اُس زیادتی سے تحصیلداروں کی وہ زیادتی مراد ہے جس سے فاسق نہ ہو ورنہ در صورت فسق کے وہ قابل عزل ہے اور اس صورت میں حد شرعی سے زیادہ اس کو دینا روا نہیں۔

عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ اَبِیْ اِسْمٰعِيْلَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا۔

بَابُ تَغْلِيْظِ عُقُوْبَةِ مَنْ لَّا يُؤَدِّي الزَّكٰوةَ

زکوٰۃ نہ دینے والوں کو سخت سزا دیئے جانے کا بیان

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَاٰنِيْ قَالَ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ قَالَ فَجِئْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ فَلَمْ اَتَقَارَّ اَنْ قُمْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ مَنْ هُمْ قَالَ هُمُ الْاَكْثَرُوْنَ اَمْوَالًا اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ مَا مِنْ صَاحِبِ اِبِلٍ وَّلَا بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَّا يُؤَدِّيْ زَكٰوتَهَا اِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَاَسْمَنَهٗ تَنْطَحُهٗ

ترجمہ۔ ابو ذرؓ نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور آپ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب مجھ کو دیکھا تو فرمایا رب کعبہ کی قسم وہی نقصان والے ہیں۔ تب میں آپ کے پاس آیا اور بیٹھ گیا اور نہ ٹھہر سکا کہ کھڑا ہو گیا اور عرض کی اے رسول اللہ کے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ بہت مال والے ہیں مگر جس نے خرچ کیا ادھر اور اُدھر اور جدھر مناسب ہوا اور دیا آگے سے اور پیچھے سے اور داہنے سے اور بائیں سے اور

بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَيْهِ أُوْلَاهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ

ایسے لوگ تھوڑے ہیں (یعنی جہاں دین کی تائید اور خدا رسول کی مرضی دیکھے وہاں بے تکلف خرچ کیا) جو اونٹ والا گائے والا، بکری والا کہ اُنکی زکوٰۃ نہیں دیتا قیامت کے دن آویں گے وہ جانور اُن سب دنوں سے موٹے ہوکر اور چربیلے جیسے دنیا میں تھے اور اپنے سینگ سے اس کو کوچیں گے اور اپنے کھروں سے اس کو روندیں گے۔ جب پچھلا ان کا گذر جائیگا اگلا پھر اُس پر آجائیگا۔ یہی عذاب ہوتا رہے گا جب تک فیصلہ ہو بندوں کا۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ وَكِيعٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ رَجُلٌ يَمُوتُ فَيَدَعُ إِبِلًا أَوْ بَقَرًا أَوْ غَنَمًا لَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهَا

ترجمہ:۔ ابوذرؓ سے دوسری سند سے وہی روایت مروی ہے مگر اس میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے فرمایا قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ جو زمین پر مر جاوے اور اونٹ اور گائے اور بکری چھوڑ جائے اور اس کی زکوٰۃ نہ دیوے۔ آگے وہی حدیث بیان کی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي أُحُدًا ذَهَبًا تَأْتِي عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا دِينَارًا أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ عَلَيَّ

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ آرزو نہیں کہ یہ اُحد کا پہاڑ میرے لئے سونا ہو جائے اور تین دن سے زیادہ میرے پاس ایک دینار بھی باقی رہے مگر وہ دینار کہ میں اپنے کسی قرض خواہ کو دینے کیلئے اٹھا رکھوں۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرَّةِ الْمَدِينَةِ عِشَاءً وَنَحْنُ نَنْظُرُ إِلَى أُحُدٍ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ مَا أُحِبُّ أَنَّ أُحُدًا ذَاكَ عِنْدِي ذَهَبٌ أَمْسَى ثَالِثَةً وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا دِينَارًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا

ترجمہ:۔ ابوذرؓ نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا مدینہ کی کنکریلی زمین میں بعد دوپہر کے اور ہم احد کو دیکھ رہے تھے تب مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر! میں نے عرض کی حاضر ہوں اے رسول اللہ کے۔ آپ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ یہ احد میرے پاس سونا ہو کر تین دن بھی اس میں سے ایک دینار میرے

حَثَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهٰكَذَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَهٰكَذَا عَنْ
شِمَالِهٖ قَالَ ثُمَّ مَشَيْنَا فَقَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ
لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الْاَكْثَرِيْنَ هُمُ
الْاَقَلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا
وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا مِثْلَ مَا صَنَعَ فِي الْمَرَّةِ
الْاُوْلٰى قَالَ ثُمَّ مَشَيْنَا قَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ كَمَا اَنْتَ
حَتّٰى اٰتِيَكَ قَالَ فَانْطَلَقَ حَتّٰى تَوَارٰى عَنِّيْ
قَالَ سَمِعْتُ لَغَطًا وَّسَمِعْتُ صَوْتًا قَالَ فَقُلْتُ
لَعَلَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عُرِضَ لَهٗ قَالَ فَهَمَمْتُ اَنْ اَتَّبِعَهٗ قَالَ ثُمَّ
ذَكَرْتُ قَوْلَهٗ لَا تَبْرَحْ حَتّٰى اٰتِيَكَ قَالَ فَانْتَظَرْتُهٗ
فَلَمَّا جَآءَ ذَكَرْتُ لَهُ الَّذِيْ سَمِعْتُ فَقَالَ
ذَاكَ جِبْرِيْلُ اَتَانِيْ فَقَالَ مَنْ مَاتَ مِنْ
اُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ
قَالَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ
زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ

پاس بچے مگر وہ دینار کہ میں کسی قرض کے سبب سے
اٹھا رکھوں ۔ اور اگر یہ سونا ہو جائے تو میں اللہ
کے بندوں میں یوں بانٹوں اور آپ نے اپنے
آگے ایک لپ بھر کر اشارہ کیا اور اسی طرح داہنے
اور بائیں اشارہ کیا ۔ ابوذرؓ نے کہا پھر ہم چلے
اور آپ نے فرمایا اے ابوذر! میں نے عرض کی
حاضر ہوں اے رسول اللہ کے ۔ آپ نے فرمایا
بہت مال والے وہی ثواب کم پانے والے ہیں
قیامت کے دن (یعنی زہد کے درجات عالیہ سے
محروم رہنے والے) مگر جس نے خرچ کیا ادھر
اُدھر اور جدھر مناسب ہوا ۔ آپ نے پھر ایسا ہی
اشارہ کیا جیسے پہلے کیا تھا ۔ پھر ہم چلے اور آپ نے
فرمایا اے ابوذر تم یونہی رہنا جیسے اب ہو (یعنی
یہاں سے کہیں جانا نہیں) جب تک میں نہ آؤں
اور پھر آپ چلے گئے یہاں تک کہ میری نظروں سے
غائب ہو گئے ۔ پھر میں نے کچھ گنگناہٹ اور آواز
سُنی اور دل میں کہا کہ شاید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی دشمن ملا ہو اور میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے
پیچھے جاؤں ۔ اتنے میں یاد آیا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ یہیں رہنا جب تک میں نہ آؤں تمہارے پاس
غرض میں آپ کا منتظر رہا ۔ پھر آپ جب تشریف لائے تو میں نے اُس آواز کا جو سنی تھی آپ سے ذکر کیا
آپ نے فرمایا کہ وہ جبریل تھے (اُن کے اوپر سلامتی ہو) اور وہ میرے پاس آئے اور انہوں نے فرمایا
کہ جو مرے آپ کی امت میں سے اور شریک نہ کیا ہو اس نے اللہ کا کسی چیز کو (یعنی پنجہ، شدہ، جھنڈے
نیزے، گُرو، چیلے، نبی و ولی، بھوت و پری کو) وہ جنت میں جائے گا (یعنی اپنے گناہوں کی سزا
پانے کے بعد یا انبیاء و اولیاء کی شفاعت یا ارحم الراحمین کی رحمت کاملہ کے سبب سے بخشے جانے
کے بعد) میں نے کہا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو ۔ جبریلؑ نے کہا اگرچہ اس نے زنا
اور چوری بھی کی ہو ۔

ف اس حدیث میں ترغیب ہے صدقہ پر تمام امورِ خیر میں اور اشارہ ہے اس طرف کہ امرِ خیر میں مال کو نہ روکے بلکہ جو بات ترقی ایمان و اسلام اور رفاہ عام کی ہو سب میں بہ دل خوشی مال کو خرچ کرے۔ یہی شکریہ ہے بہت مال ہونے کا، نہ یہ کہ اپنی ہوائے نفسانی اور تقاضائے شیطانی میں اسراف و بیجا کرے۔ اور اس روایت سے اور پر جو روایتیں گذریں ان سے معلوم ہوا کہ قسم بغیر ضرورت کے تاکید کلام کے لئے بھی کھانا درست ہے۔ اور احادیث صحیحہ میں ایسی قسمیں بہت آئی ہیں اور اہل سنت کا ایک بہت بڑا مسئلہ اس حدیث سے ثابت ہوا جس کا معتزلہ نے انکار کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اصحاب کبائر یعنی جو لوگ کبیرہ گناہوں میں آلودہ ہوئے ہیں اور توحید پر مرے ہیں وہ دوزخ سے نکلیں گے اور جنت میں جائیں گے اگرچہ ایک مدت اپنے گناہوں کی سزا پانے کے لئے دوزخ میں مقیم و معذب رہیں اور خوارج ۔ نے بھی اس کا انکار کیا ہے۔ اور معلوم ہوا کہ زنا اور چوری تمام کبائر میں زیادہ بے حیائی کی بات ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ خَرَجْتُ لَیْلَۃً مِّنَ اللَّیَالِیْ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْشِیْ وَحْدَہٗ لَیْسَ مَعَہٗ اِنْسَانٌ قَالَ فَظَنَنْتُ اَنَّہٗ یَکْرَہُ اَنْ یَّمْشِیَ مَعَہٗ اَحَدٌ قَالَ فَجَعَلْتُ اَمْشِیْ فِیْ ظِلِّ الْقَمَرِ فَالْتَفَتَ فَرَاٰنِیْ فَقَالَ مَنْ ھٰذَا فَقُلْتُ اَبُوْذَرٍّ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاءَکَ قَالَ یَا اَبَاذَرٍّ تَعَالَ قَالَ فَمَشَیْتُ مَعَہٗ سَاعَۃً فَقَالَ اِنَّ الْمُکْثِرِیْنَ ھُمُ الْمُقِلُّوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا مَنْ اَعْطَاہُ اللّٰہُ خَیْرًا فَنَفَحَ فِیْہِ یَمِیْنَہٗ وَشِمَالَہٗ وَبَیْنَ یَدَیْہِ وَوَرَاءَہٗ وَعَمِلَ فِیْہِ خَیْرًا قَالَ فَمَشَیْتُ مَعَہٗ سَاعَۃً فَقَالَ اجْلِسْ ھٰھُنَا قَالَ فَاَجْلَسَنِیْ فِیْ قَاعٍ حَوْلَہٗ حِجَارَۃٌ فَقَالَ لِیَ اجْلِسْ ھٰھُنَا حَتّٰی اَرْجِعَ اِلَیْکَ قَالَ فَانْطَلَقَ فِی الْحَرَّۃِ حَتّٰی لَا اَرَاہُ فَلَبِثَ عَنِّیْ فَاَطَالَ اللُّبْثَ ثُمَّ اِنِّیْ سَمِعْتُہٗ وَھُوَ مُقْبِلٌ وَّھُوَ

ترجمہ۔ ابوذرؓ نے کہا کہ میں نکلا ایک رات اور دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے چلے جا رہے ہیں۔ کوئی آپ کے ساتھ نہیں ہے تو میں سمجھا کہ آپ کو منظور ہے کہ کوئی ساتھ نہ آئے ورنہ صحابہ [illegible] تھوڑتے) تو میں یہ سمجھ کر چاندنی [illegible] ان کو نہ دیکھیں تو آپ نے میری طرف مڑ کر دیکھا اور فرمایا یہ کون ہے۔ میں نے عرض کی ابوذر اللہ مجھ کو آپ پر فدا کرے۔ آپ نے فرمایا ابوذر آؤ۔ پھر آپ کے ساتھ میں چلا تھوڑی دیر اور آپ نے فرمایا جو لوگ دنیا میں بہت مال والے ہیں وہ کم درجہ والے ہیں قیامت کے دن مگر جسے اللہ تعالیٰ مال دیوے اور وہ پھونک سے اڑا دے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے اور کرے اس مال سے بہت

يَقُوْلُ وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى قَالَ فَلَمَّا جَاءَ لَمْ اَصْبِرْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَكَ مَنْ تُكَلِّمُ فِيْ جَانِبِ الْحَرَّةِ مَا سَمِعْتُ اَحَدًا يَرْجِعُ اِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ ذَاكَ جِبْرِيْلُ عَرَضَ لِيْ فِيْ جَانِبِ الْحَرَّةِ فَقَالَ بَشِّرْ اُمَّتَكَ اَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى قَالَ نَعَمْ وَاِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ

خوبیاں پھرانہوں نے کہا میں آپ کے ساتھ تھوڑی دیر ٹہلتا رہا۔ پھر آپ نے فرمایا یہاں بیٹھو اور مجھے ایک صاف زمین پر بٹھا دیا کہ اس کے گرد کالے پتھر تھے اور مجھ سے فرمایا کہ تم یہیں بیٹھے رہو جب تک میں لوٹ کر آؤں اور آپ چلے گئے اُن پتھروں میں یہاں تک کہ میں آپ کو نہ دیکھتا تھا اور وہاں بہت دیر تک ٹھیرے رہے۔ پھر میں نے سنا کہ آپ کہتے چلے آرہے تھے کہ اگر چوری کرے اور زنا کرے۔ پھر آئے تو مجھ سے صبر نہ ہوسکا اور میں نے کہا اے نبی اللہ کے! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے (سبحان اللہ یہ کمال عشق اور محبت کا فقرہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زبان زد رہتا تھا)، کون تھا اُن کالے پتھروں میں، میں نے تو کسی کو نہ دیکھا جو آپ کو جواب دیتا۔ آپ نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام تھے کہ وہ میرے آگے آئے اُن پتھروں میں اور فرمایا کہ بشارت دو اپنی امت کو کہ جو مرا اور اس نے اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا میں نے کہا اے جبرئیل! اگرچہ وہ چوری کرے اور زنا کرے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے دوبارہ پھر کہا اگرچہ وہ چوری کرے یا زنا کرے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے تیسری بار پھر کہا اگرچہ وہ چوری اور زنا کرے۔ انہوں نے کہا ہاں اگرچہ وہ شراب بھی پیئے۔

ف نوویؒ نے کہا کہ اس سے شراب کی سخت مذمت معلوم ہوئی کہ گویا ذہن میں جبرئیل اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ بہت بڑا گناہ تھا اور چوری اور زنا سے بڑھ کر تھا جب اس کا ذکر کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعجب دور کرنے کو۔

عَنِ الْاَحْنَفِ ابْنِ قَيْسٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَبَيْنَا اَنَا فِيْ حَلْقَةٍ فِيْهَا مَلَاءٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ اَخْشَنُ الثِّيَابِ اَخْشَنُ الْجَسَدِ اَخْشَنُ الْوَجْهِ فَقَامَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَشِّرِ الْكَانِزِيْنَ بِرَضْفٍ يُحْمٰى عَلَيْهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ

ترجمہ:۔ احنفؒ نے کہا کہ میں مدینہ میں آیا اور ایک حلقہ میں بیٹھا تھا کہ اس میں قریش کے سردار تھے کہ ایک شخص آیا موٹے کپڑے پہنے ہوئے سخت جسم والا اور سخت چہرہ والا اور اُن کے پاس کھڑا ہوا اور کہا کہ خوش خبری دے مال جمع کرنے والوں

فَيُوضَعُ عَلَى حَلَمَةِ ثَدْيِ أَحَدِهِمْ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ نُغْضِ كَتِفَيْهِ وَيُوضَعُ عَلَى نُغْضِ كَتِفَيْهِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ حَلَمَةِ ثَدْيَيْهِ يَتَزَلْزَلُ قَالَ فَوَضَعَ الْقَوْمُ رُءُوسَهُمْ فَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ رَجَعَ إِلَيْهِ شَيْئًا قَالَ فَأَدْبَرَ وَاتَّبَعْتُهُ حَتَّى جَلَسَ إِلَى سَارِيَةٍ فَقُلْتُ مَا رَأَيْتُ هَؤُلَاءِ إِلَّا كَرِهُوا مَا قُلْتَ لَهُمْ فَقَالَ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا إِنَّ خَلِيلِي أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَانِي فَأَجَبْتُهُ فَقَالَ أَتَرَى أُحُدًا فَنَظَرْتُ مَا عَلَيَّ مِنَ الشَّمْسِ وَأَنَا أَظُنُّ أَنَّهُ يَبْعَثُنِي فِي حَاجَةٍ لَهُ فَقُلْتُ أَرَاهُ قَالَ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي مِثْلَهُ ذَهَبًا أُنْفِقُهُ كُلَّهُ إِلَّا ثَلَاثَةَ دَنَانِيرَ ثُمَّ هَؤُلَاءِ يَجْمَعُونَ الدُّنْيَا لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا قَالَ قُلْتُ مَا لَكَ وَلِإِخْوَتِكَ مِنْ قُرَيْشٍ لَا تَعْتَرِيهِمْ وَتُصِيبُ مِنْهُمْ قَالَ لَا وَرَبِّكَ لَا أَسْأَلُهُمْ عَنْ دُنْيَا وَلَا أَسْتَفْتِيهِمْ عَنْ دِينٍ حَتَّى أَلْحَقَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ

کو گرم پتھر کی جو جہنم کی آگ میں تپایا جائیگا اور اس کی چھاتی کی نوک پر رکھا جائیگا یہاں تک کہ شانے کی ہڈی سے پھوٹ نکلے گا اور شانے کی ہڈی پر رکھا جاویگا تو چھاتیوں کی نوک سے پھوٹ نکلے گا۔ وہ پتھر ایسا ہی ہلتا ہوا آر پار ہوتا رہے گا کہا راوی نے پھر جھکا لئے لوگوں نے اپنے سر اور میں نے ان میں سے کسی کو نہ دیکھا کہ ان کو کچھ جواب دیتا اور پھر وہ پھرے اور میں اُن کے پیچھے ہوا (کیوں نہوں یہ طالب حدیث ہیں) یہاں تک کہ ایک کھمبے کے پاس بیٹھ گئے اور میں نے کہا کہ میں تو یہی خیال کرتا ہوں کہ آپ نے جو کچھ کہا ان کو بہت بُرا لگا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ کچھ عقل نہیں رکھتے (یعنی دین کی)، اور میرے دوست ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلایا اور میں گیا اور فرمایا کہ تم کوہ اُحُد کو دیکھتے ہو۔ میں نے اپنے اوپر کی دھوپ کو خیال کیا اور یہ سمجھا کہ شاید آپ مجھے اپنے کسی کام کیلیے وہاں بھیجنا چاہتے ہیں اور میں نے عرض کیا کہ ہاں دیکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ اس پہاڑ کے برابر سونا ہو اور اگر ہو بھی تو میں خرچ کر دوں مگر تین دینار (یعنی جن کا اوپر ذکر ہوا کہ قرض کے لئے رکھوں) پر یہ لوگ دنیا جمع کرتے ہیں اور کچھ نہیں سمجھتے۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ تمہارا اپنے بھائیوں قریش کے ساتھ کیا حال ہے کہ تم ان کے پاس کسی ضرورت کے لئے نہیں جاتے اور نہ اُن سے کچھ لیتے ہو۔ انہوں نے کہا نہیں قسم ہے تمہارے رب کی کہ نہ میں ان سے دنیا مانگوں گا نہ دین میں کچھ پوچھوں گا (اس لئے کہ میں ان سے زیادہ جانتا ہوں) یہاں تک کہ ملوں گا میں اللہ سے اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے

ف اس حدیث میں تعلیم ہے زہد اور دنیا سے بے رغبتی کی اور تہدید اور تنبیہ ہے اغنیاء زکوٰۃ

کو اور جمہور کے نزدیک کنز جس کی برائی قرآن میں اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ میں آئی ہے اور اسی طرح اس حدیث میں وہ ہے جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے اور جب زکوٰۃ دیدے پھر وہ کنز نہ رہا خواہ وہ زیادہ ہو یا کم اور حضرت ابوذر امیر الزاہدین کا مذہب یہ تھا کہ جو اپنی حاجت ضروری سے زیادہ آدمی رکھ چھوڑے وہ سب کنز ہے غرض ان کا مذہب مشہور وہی ہے مگر صحیح وہی ہے جو جمہور کا مذہب مذکور ہوا۔

عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَیْسٍ قَالَ کُنْتُ فِیْ نَفَرٍ مِّنْ قُرَیْشٍ فَمَرَّ اَبُوْذَرٍّ وَھُوَ یَقُوْلُ بَشِّرِ الْکَانِزِیْنَ بِکَیٍّ فِیْ ظُھُوْرِھِمْ یَخْرُجُ مِنْ جُنُوْبِھِمْ وَبِکَیٍّ مِّنْ قِبَلِ اَقْفَائِھِمْ یَخْرُجُ مِنْ جِبَاھِھِمْ قَالَ ثُمَّ تَنَحّٰی فَقَعَدَ قَالَ قُلْتُ مَنْ ھٰذَا قَالُوْا ھٰذَا اَبُوْذَرٍّ قَالَ فَقُمْتُ اِلَیْہِ فَقُلْتُ مَا شَیْءٌ سَمِعْتُکَ تَقُوْلُ قُبَیْلُ قَالَ مَا قُلْتُ اِلَّا شَیْئًا قَدْ سَمِعْتُہٗ مِنْ نَّبِیِّھِمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ مَا تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الْعَطَاءِ قَالَ خُذْہُ فَاِنَّ فِیْہِ الْیَوْمَ مَعُوْنَۃً فَاِذَا کَانَ ثَمَنًا لِّدِیْنِکَ فَدَعْہُ۔

ترجمہ۔ احنف بن قیس نے کہا میں چند لوگوں میں قریش کے بیٹھا ہوا تھا کہ ابوذر آئے اور فرمانے لگے بشارت دو کنز جمع کرنے والوں کو ایسے داغ سے جو ان کے پیٹ پر لگائے جائیں گے اور ان کی کروٹوں سے نکل جائیں گے اور ان کی گدیوں میں لگائے جائیں گے تو ان کی پیشانیوں سے نکل آئیں گے۔ پھر وہ کنارے ہو گئے اور میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا یہ ابوذر ہیں اور میں ان کی طرف کھڑا ہوا اور میں نے کہا یہ کیا تھا جو میں نے ابھی سنا کہ آپ ابھی کہہ رہے تھے اور انھوں نے کہا میں وہی کہہ رہا تھا جو سنا میں نے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ پھر میں نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں اس عطا میں (یعنی جو مال غنیمت سے امرا مسلمانوں کو دیا کرتے ہیں) انھوں نے فرمایا تم اس کو لیتے رہو کہ اس میں مدد خرچ کی پھر جب یہ تمہارے دین کی قیمت ہو جائے تب چھوڑ دینا (یعنی دینے والے تم سے مداہنت فی الدین چاہیں تو نہ لینا)

بَابُ الْحَثِّ عَلَی النَّفَقَۃِ وَتَبْشِیْرِ الْمُنْفِقِ بِالْخَلَفِ

سخاوت کی فضیلت کا بیان

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ یَبْلُغُ بِہِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰہُ یَا ابْنَ اٰدَمَ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَیْکَ وَقَالَ یَمِیْنُ اللّٰہِ مَلْاٰی وَقَالَ ابْنُ نُمَیْرٍ مَلْاٰنُ سَحَّاءُ لَا یَغِیْضُھَا شَیْءٌ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے بیٹے آدم کے خرچ کر کہ میں بھی تیرے اوپر خرچ کروں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ رات دن کے خرچ کرنے سے کچھ کم نہیں ہوتا

ف۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہاتھ ایک چیز ہے بلاکیف کہ اللہ پاک کے لئے ثابت ہے اور اسی سے خرچ فرماتا ہے اور پکڑتا ہے اور تولتا ہے اور دونوں ہاتھ اس کے قرآن سے ثابت ہیں کہ فرماتا ہے لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ اور فرماتا ہے بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ اور ان آیتوں سے اور بہت سی حدیثوں سے جن میں دونوں ہاتھ کا ذکر ہے بخوبی ثابت ہوا کہ یہ صفت قدرت کی مغایر ہے ورنہ قدرت کا تثنیہ محال ہے پس تاویل ان کی قدرت سے باطل ہے اور یہ قول ہے جہمیہ اور معتزلہ کا چنانچہ تصریح کی اس کی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصیت نامہ میں جو فقہ اکبر مشہور ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِیْثَ مِنْهَا وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِیْ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَیْكَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمِیْنُ اللّٰهِ مَلْاٰیٰ لَا یَغِیْضُهَا سَحَّاءُ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ اَرَاَیْتُمْ مَآ اَنْفَقَ مُذْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ فَاِنَّهٗ لَمْ یَغِضْ مَا فِیْ یَمِیْنِهٖ قَالَ وَعَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ وَبِیَدِهِ الْاُخْرٰى الْقَبْضُ یَرْفَعُ وَ یَخْفِضُ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ تم لوگوں پر خرچ کرو میں تم پر خرچ کروں اور فرمایا کہ اللہ کا سیدھا ہاتھ بھرا ہوا ہے کم نہیں ہوتا رات دن کے خرچ کرنے میں بھلا غور تو کرو کہ کیا کچھ خرچ کیا ہوگا جب سے آسمان اور زمین کو بنایا تو اب تک ذرا بھی کم نہ ہوگا جو اس کے سیدھے ہاتھ میں ہے اور عرش اس کا پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں موت ہے اور جس کو چاہتا ہے بلند کرتا ہے جس کو چاہتا ہے پست کرتا ہے۔

ف۔ اس حدیث میں تصریح ہے کہ اس تعالیٰ شانہ، کے دو ہاتھ ہیں اور تاویل ہاتھ کی قدرت سے باطل ہے اور صحابہ اور تابعین اور تمام اسلاف صالحین اُن پر بغیر تاویل ایمان لاتے رہے اور محالات سے ہے یہ امر کہ تاویل ضرور ہوتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے نہ بیان فرماتے یہاں تک کہ گزر اور دنیا سے تشریف لے جاتے اور اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ تاخیر بیان کی اس کے وقت سے جائز نہیں اور یہ بھی محال ہے کہ صحابہ کے کان میں لفظ ید کا جس کی اردو ہاتھ ہے پڑتا اور ان کے عقیدوں کے خلاف ہوتا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مراد کو جو حقیقت میں اس لفظ سے مباینت رکھتی ہوتی۔ دریافت نہ کرتے اور سلف صالحین صحابہ سے نہ پوچھتے پس معلوم ہوا کہ یہ تاویل باطل ہے، اور یہ تقلید فلاسفہ مسلمانوں میں پھیلی ہے پس مومن کامل کو ضرور ہے کہ ان سب صفات پر جیسے کتاب وسنّت میں وارد ہوئے ہیں ایمان رکھے اور کیفیت اس کی خدا کے سپرد کرے۔ یہی طریقہ ہے اسلاف صالحین کا صحابہ و تابعین سے اور ائمہ مجتہدین سے رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اس روایت میں جو لفظ قبض وارد ہوا ہے یہ دو طرح مروی ہوا ایک قاف اور بے کے ساتھ اور یہی مشہور روایت ہے اور معنی اس کے موت کے ہے جیسے ترجمہ میں مذکور ہوئے۔ دوسری فا اور یے کے ساتھ اس کے معنے احسان اور عطا اور رزق وسیع کے ہیں اور بلندی اور پستی سے مراد کشادگی اور تنگی رزق کی ہے۔

بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الْعِيَالِ وَالْمَمْلُوكِ وَاِثْمِ مَنْ ضَيَّعَهُمْ اَوْ حَبَسَ نَفَقَتَهُمْ عَنْهُمْ

باب اہل وعیال کے خرچ کے بیان میں

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ دِيْنَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى عِيَالِهِ وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلٰى دَآبَّتِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى اَصْحَابِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ وَبَدَاَ بِالْعِيَالِ ثُمَّ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ وَاَيُّ رَجُلٍ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنْ رَّجُلٍ يُّنْفِقُ عَلٰى عِيَالٍ صِغَارٍ يُعِفُّهُمْ اَوْ يَنْفَعُهُمُ اللّٰهُ بِهٖ وَيُغْنِيْهِمْ۔

ترجمہ۔ ثوبان نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر اشرفی جس کو آدمی خرچ کرتا ہے وہ ہے جسے اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے (اس لئے کہ بعض ان میں سے ایسے ہیں جیسے اُن کا نفقہ فرض ہے جیسے بیوی صغیر اولاد) اور اسی طرح وہ اشرفی جس کو اپنے جانور پر خرچ کرتا ہے اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد میں) اور وہ اشرفی جس کو خرچ کرتا ہے اپنے رفیقوں پر اللہ کی راہ میں اور ابوقلابہ نے کہا شروع کیا عیال سے پھر کہا ابوقلابہ نے کہ اس سے بڑھ کر کس کا ثواب ہے جو اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے یا نفع دے ان کو اللہ پاک اس کے سبب سے اور بے پرواہ کردے ان کو۔

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پہلے آدمی کو نفقات واجبہ میں خرچ کرنا ضرور ہے پھر نفقات مستحبہ میں حسب واجبات سے فاضل ہو۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهُ فِيْ رَقَبَةٍ وَدِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰى مِسْكِيْنٍ وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهُ عَلٰى اَهْلِكَ اَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِيْ اَنْفَقْتَهُ عَلٰى اَهْلِكَ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک اشرفی تم نے اللہ کی راہ میں دی اور ایک اپنے غلام پر خرچ کی (یا کسی غلام کے آزاد ہونے میں دی) اور ایک مسکین کو دی اور ایک اپنے گھر والوں پر خرچی تو ثواب کی رو سے بڑی وہی اشرفی ہے جو اپنے گھر والوں پر خرچی۔

عَنْ خَيْثَمَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اِذْ جَآءَهُ قَهْرَمَانٌ لَّهٗ فَدَخَلَ فَقَالَ اَعْطَيْتَ الرَّقِيْقَ قُوْتَهُمْ قَالَ لَا قَالَ فَانْطَلِقْ فَاَعْطِهِمْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفٰى اِثْمًا

ترجمہ۔ خیثمہ نے کہا ہم عبداللہ بن عمر کے پاس بیٹھے تھے کہ ان کا داروغہ آیا اور انھوں نے پوچھا کہ تم نے غلاموں کو خرچ دیدیا اس نے کہا نہیں انھوں نے کہا دیدو اس لئے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آدمی کو اتنا ہی گناہ کافی ہے

أَنْ يَحْبِسَ عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوْتَهُ۔ کہ جس کو خرچ دیتا ہے اس کا خرچ روک رکھے۔

بَابُ الْاِبْتِدَاءِ فِي النَّفَقَةِ بِالنَّفْسِ ثُمَّ أَهْلِهِ ثُمَّ الْقَرَابَةِ

باب پہلے اپنی ذات پر پھر اپنے گھر والوں پر پھر قرابت والوں پر خرچ کرنے کا بیان

عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ أَعْتَقَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي عُذْرَةَ عَبْدًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَكَ مَالٌ غَيْرُهُ قَالَ لَا فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيْهِ مِنِّيْ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَجَاءَ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ابْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِأَهْلِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ أَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِيْ قَرَابَتِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِيْ قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَقُوْلُ فَبَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ۔

ترجمہ۔ جابر نے کہا ایک شخص نے ایک غلام آزاد کیا اپنے مرنے کے بعد (یعنی کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے) اور اس کی خبر پہنچی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو آپ نے فرمایا تیرے پاس اور مال ہے اس کے سوا اس نے کہا نہیں۔ تب آپ نے فرمایا کون خریدتا ہے اس کو مجھ سے تو نعیم نے اس کو آٹھ سو درہم کو خرید لیا اور درہم حضرت کے پاس لے آئے آپ نے مالک غلام کو دیئے اور فرمایا پہلے اپنی ذات پر خرچ کر پھر اگر بچے تو اپنے گھر والوں پر پھر بچے تو اپنے ناطے والوں پر پھر بچے تو ادھر اُدھر۔ اور اشارہ کرتے تھے آپ آگے اور داہنے اور بائیں۔

ف۔ نووی نے فرمایا اس حدیث میں کئی فائدے ہیں۔ ایک تو مال خرچ کرنے کی ترتیب۔ دوسرے جب دو خرچ آن پڑیں تو اس میں سے جس کی تاکید زیادہ ہو اس کو مقدم رکھے۔ تیسرے یہ کہ جب مال ضرورت سے زیادہ ہو تو جمیع انواع خیر میں خرچ کرے نہ ایک نوع خاص میں۔ چوتھی معلوم ہوا کہ بیع مدبر کی روا ہے اور مدبر وہی غلام ہے جس سے میاں کہے کہ میرے بعد تو آزاد ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا کہ بیع مدبر روا ہے اور امام مالک اور ان کے اصحاب کا مذہب ہے کہ روا نہیں مگر جبکہ مالک پر قرض ہو اور یہ حدیث صاف ان پر حجت ہے۔

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُوْ مَذْكُوْرٍ أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ يُقَالُ لَهُ يَعْقُوْبُ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنَى حَدِيْثِ اللَّيْثِ۔

ترجمہ۔ جابر سے دوسری سند مذکور ہے اور اس سے بھی وہی روایت مروی ہوئی۔ اتنی بات زیادہ ہے کہ اس مالک کا نام ابو مذکور تھا اور غلام کا یعقوب۔

بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ وَالصَّدَقَةِ عَلَى الْأَقْرَبِيْنَ وَالزَّوْجِ وَالْأَوْلَادِ وَالْوَالِدَيْنِ وَلَوْ كَانُوْا مُشْرِكِيْنَ

باب فضیلت میں خرچ اور صدقہ کے اقربا، زوج، اولاد اور ماں باپ کے اگرچہ مشرک ہوں

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ اَبُوْطَلْحَةَ اَكْثَرَ اَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا وَّكَانَ اَحَبُّ اَمْوَالِهِ اِلَيْهِ بَيْرُحَآءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَامَ اَبُوْطَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهِ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ط وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِيْ اِلَيَّ بَيْرُحَآءُ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِّلّٰهِ اَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ شِئْتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيْهَا وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْاَقْرَبِيْنَ فَقَسَمَهَا اَبُوْطَلْحَةَ فِيْ اَقَارِبِهٖ وَبَنِيْ عَمِّهٖ۔

ترجمہ۔ انس نے کہا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ مدینہ میں بہت مالدار تھے اور بہت محبوب مال ان کا بیرحا ایک باغ تھا مسجد نبوی کے آگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں جاتے تھے اور اس کا میٹھا پانی پیتے تھے۔ انس نے کہا جب یہ آیت اتری کہ نہ پہونچو گے تم نیکی کی حد کو جب تک نہ خرچ کرو گے اپنی محبوب چیزوں کو اللہ کی راہ میں تو ابوطلحہ نے کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اللہ پاک فرماتا ہے کہ تم نیکی کی حد کو نہ پہنچو گے جب تک اپنے محبوب مال نہ خرچو۔ اور میرے سب مالوں میں زیادہ محبوب بیرحا ہے اور وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے اور میں اللہ سے اس کے ثواب کا اور اس کے آخرت میں جمع ہو جانے کا اللہ کے پاس امیدوار ہوں۔ سو اس کو آپ جہاں چاہیں رکھ دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا خوب یہ تو بڑے نفع کا مال ہے۔ یہ تو بڑے نفع کا مال ہے۔ میں نے سنا جو تم نے کہا اور میں مناسب جانتا ہوں کہ تم اسے اپنے عزیزوں میں بانٹ دو۔ پھر اس کو ابوطلحہ نے اپنے عزیزوں اور چچازاد بھائیوں میں بانٹ دیا۔

ف۔ نووی نے فرمایا اس سے کئی ہوئے اول یہ کہ جائز ہے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور مطرف بن عبداللہ بن شخیر کہتے تھے کہ یہ روا نہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اللہ نے فرمایا اور مضارع کا صیغہ بولنا روا نہیں غرض یہ حدیث ان پر حجت ہے۔ دوسرے یہ معلوم ہوا کہ مستحب ہے صدقات اور خیرات میں اہل علم و فضل سے مشورہ لینا جیسے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لیا۔ اور ۳ معلوم ہوا کہ

صدقہ عزیزوں قریبوں کو دینا افضل ہے بہ نسبت غیروں کے جب عزیز محتاج ہوں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب قرابت قریبہ کے لوگ نہ ہوں تو قرابت بعیدہ والوں کو دے اس لئے کہ ابوطلحہ نے وہ باغ ابی بن کعب اور حسان بن ثابت کو تقسیم کیا اور وہ ان کے ساتویں دادا میں جاکر ملتے ہیں چنانچہ آگے آتا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَرٰى رَبَّنَا يَسْاَلُنَا مِنْ اَمْوَالِنَا فَاُشْهِدُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ قَدْ جَعَلْتُ اَرْضِيْ بِيْرُحَا لِلّٰهِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْهَا فِيْ قَرَابَتِكَ قَالَ فَجَعَلَهَا فِيْ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ۔

ترجمہ۔ انسؓ نے کہا جب آیۃ مذکور اتری، ابوطلحہ نے کہا ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا پالنے والا، رزق دینے والا ہمارے مال طلب فرماتا ہے (اور ہم کو نہایت فخر کی جگہ ہے کہ شاہنشاہ عالی جاہ بے پروا ادنیٰ غلام سے کوئی شے طلب فرمائے زہے وزہے قسمت) سو میں گواہ کرتا ہوں آپ کو اے رسول اللہ کہ میں نے اپنی زمین جس کا نام بیرحاء ہے اللہ کی نذر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے قرابت والوں کو دیدو سو انھوں نے حسّان اور ابی بن کعب کو بانٹ دیا۔

عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّهَا اَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ اَعْطَيْتِهَا اَخْوَالَكِ كَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِكِ۔

ترجمہ۔ میمونہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک لونڈی آزاد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور اس کا ذکر کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تو آپ نے فرمایا اگر تم اس کو اپنے ماموؤں کو دیدیتیں تو بڑا ثواب ہوتا۔

ف۔ اور بخاری میں اصیلی کی روایت میں اخواتک وارد ہوا ہے یعنی اگر تم اپنی بہنوں کو دیتیں تو بہت ثواب ہوتا اور دونوں روایتیں صحیح ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں بار ایسا ہی فرمایا اور اس میں ماں کے اقارب کے ساتھ سلوک کرنا ہے کہ ماں کا حق بڑا ہے۔

عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ قَالَتْ فَرَجَعْتُ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَقُلْتُ اِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيْفُ ذَاتِ الْيَدِ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَاْتِهِ فَاسْاَلْهُ فَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ يَجْزِيْ عَنِّيْ وَاِلَّا صَرَفْتُهَا اِلٰى غَيْرِكُمْ قَالَتْ فَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بَلِ ائْتِيْهِ اَنْتِ قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ فَاِذَا امْرَاَةٌ

ترجمہ۔ زینب عبداللہ کی بی بی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ عورتوں کے صدقہ دو اگرچہ اپنے زیور سے ہو۔ انھوں نے کہا پھر میں عبداللہ اپنے شوہر کے پاس آئی اور میں نے کہا تم مفلس خالی ہاتھ آدمی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم لوگ صدقہ دیں سو تم جاکر حضرت سے پوچھو کہ اگر میں تم کو دیدوں اور صدقہ ادا ہو جائے تو خیر ورنہ اور کسی کو دوں۔ تو عبداللہ نے مجھ سے کہا کہ تم ہی جاکر حضرت سے

مِّنَ الْاَنْصَارِ بِبَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَاجَتِیْ حَاجَتُہَا قَالَتْ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اُلْقِیَتْ عَلَیْہِ الْمَہَابَۃُ قَالَتْ فَخَرَجَ عَلَیْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا لَہٗ ائْتِ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ فَاَخْبِرْہُ اَنَّ امْرَاَتَیْنِ بِالْبَابِ یَسْاَلَانِکَ اَتُجْزِیْ الصَّدَقَۃُ عَنْہُمَا عَلٰی اَزْوَاجِہِمَا وَعَلٰی اَیْتَامٍ فِیْ حُجُوْرِہِمَا وَلَا تُخْبِرْہُ مَنْ نَحْنُ قَالَتْ فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ ہُمَا فَقَالَ امْرَاَۃٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَزَیْنَبُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الزَّیَانِبِ قَالَ امْرَاَۃُ عَبْدِ اللّٰہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَہُمَا اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَۃِ وَاَجْرُ الصَّدَقَۃِ۔

پوچھنے میں آئی اور ایک عورت انصار کی حضرت کے دروازے پر کھڑی تھی اس کا بھی کام یہی تھا، جو میرا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب بہت تھا۔ اور بلال نکلے تو ہم نے کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور ان کو خبر دو کہ دو عورتیں دروازے پر پوچھتی ہیں کہ اگر اپنے شوہروں کو صدقہ دیں تو ادا ہو جائے گا یا نہیں یا ان یتیموں کو دیں جن کو وہ پالتے ہیں اور حضرت کو یہ خبر نہ دینا کہ ہم لوگ کون ہیں۔ زینب نے کہا پھر بلال گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ کون ہیں تو بلال نے عرض کیا کہ ایک عورت ہے انصار کی اور زینب ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کونسی زینب ہیں۔ انھوں نے کہا۔ عبداللہ کی بی بی۔ تب فرمایا بلال سے آپ نے کہ ان کو اس میں دونا ثواب ہے۔ ایک ثواب تو قرابت والوں سے سلوک کرنے کا دوسرا صدقہ کا۔

عَنْ زَیْنَبَ امْرَاَۃِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ فَذَکَرْتُ لِاِبْرَاہِیْمَ فَحَدَّثَنِیْ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَیْنَبَ امْرَاَۃِ عَبْدِ اللّٰہِ بِمِثْلِہٖ سَوَآءً قَالَتْ کُنْتُ فِی الْمَسْجِدِ فَرَاٰنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِیِّکُنَّ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِنَحْوِ حَدِیْثِ اَبِی الْاَحْوَصِ۔

ترجمہ۔ زینب سے دوسری سند سے وہی مضمون مروی ہے اس میں یہ بات زیادہ ہے کہ میں مسجد میں تھی اور حضرت نے مجھے دیکھا اور فرمایا صدقہ دو اگرچہ اپنے زیور میں سے ہو۔

عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَۃَ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ہَلْ لِیْ اَجْرٌ فِیْ بَنِیْ اَبِیْ سَلَمَۃَ اُنْفِقُ عَلَیْہِمْ وَلَسْتُ بِتَارِکَتِہِمْ ہٰکَذَا وَہٰکَذَا اِنَّمَا ہُمْ بَنِیَّ فَقَالَ نَعَمْ لَکِ فِیْہِمْ اَجْرُ مَا اَنْفَقْتِ عَلَیْہِمْ۔

ترجمہ۔ زینب ام سلمہ سے روایت کرتی ہیں کہ میں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ کیا مجھے ابی سلمہ کے بیٹوں پر خرچ کرنے سے ثواب ہے اور میں انکو چھوڑنے والی نہیں کہ ادھر ادھر پریشان ہو جائیں اس لئے کہ وہ میرے بیٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا بیشک جو تم ان پر خرچ کرتی ہو اس میں ثواب ہے۔

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ۔

ترجمہ۔ ہشام بن عروہ نے دوسرے اسناد سے اسی کی مثل روایت کی ہے۔

ف۔ زینب کی ان سب روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صدقہ تطوع تھا (النووی)

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ إِذَا أَنْفَقَ عَلٰى أَهْلِهِ نَفَقَةً وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً۔

ترجمہ۔ ابی مسعود نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جو خرچ کرتا ہے مسلمان اپنے گھر والوں پر اور اس میں اُمید ثواب کی رکھتا ہے تو وہ صدقہ ہے اس کے لئے۔

عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ۔

ترجمہ۔ شعبہ سے دوسری سند سے بھی مروی ہے۔

عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَوْ رَاهِبَةٌ أَفَأَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ۔

ترجمہ۔ اسما ابی بکر کی صاحبزادی نے عرض کی کہ اے رسول اللہ کے میری ماں آئی ہے اور وہ دین سے بیزار ہے (دوسری روایتوں میں آیا ہے کہ وہ مشرکہ ہے) کیا میں اس سے سلوک اور احسان کروں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ إِذْ عَاهَدَهُمْ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُ أُمِّي قَالَ نَعَمْ صِلِي أُمَّكِ۔

ترجمہ۔ اسما نے عرض کی میری ماں آئی اور مشرکہ ہے جس زمانہ میں کہ آپ نے قریش مکہ سے صلح کی تھی۔ پھر کیا میں اس سے احسان کروں آپ نے فرمایا۔ ہاں احسان کر اپنی ماں سے۔

بَابُ وُصُولِ ثَوَابِ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ إِلَيْهِ

میت کے ایصالِ ثواب کا بیان

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّيَ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَلَمْ تُوصِ وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ أَفَلَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص آئے اور انھوں نے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ میری ماں فوراً مر گئی اور وصیت نہ کرنے پائی۔ اگر بولتی تو صدقہ دیتی تو اگر میں صدقہ دوں اُسے ثواب ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ دینا میت کی طرف سے میت کو نفع دیتا ہے اور اسکو باتفاق

علمائے اہل سنت کے ثواب پہنچتا ہے اور اسی طرح دعا کے پہونچنے میں بھی اجماع ہے اور دَین کے ادا میں بھی اور ان سب میں نصوص وارد ہوئے ہیں اور ایسے ہی قرض کا بھی اور ایسے ہی حج کا تطوع کا بھی اگر اس نے وصیت کی ہو اور اختلاف ہے روزوں میں جو میت کے ذمہ ہیں اور مذہب حج اس کا جواز ہے اس لئے کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہو چکا ہے اور اصحاب شافعیہ کے مذہب میں قراءت قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہونچتا اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ وہ بھی پہونچتا ہے اور احمد بن حنبل کا مذہب یہی ہے اور باقی نماز اور تمام عبادتیں اس کا ثواب شافعیہ اور جمہور کے نزدیک نہیں پہونچتا اور امام احمد نے فرمایا ہے کہ سب کا ثواب پہونچتا ہے حج کی طرح سے۔ کذا قال النووی۔ مترجم کہتا ہے کہ ثواب کا وجود جب ہوگا کہ جب وہ مال حلال ہو۔ اور کوئی بدعت اس کے ساتھ مخلوط نہ ہو جیسے سوم چہارم برسی اور ششماہی وغیرہ تاریخوں کا اپنی جانب سے مقرر کرنا یا کھلانے کے اقسام اپنی جہالت سے مقرر کرنا کہ بی بی کی صحنک دہی خشکے ہی پر ہو اور نہ کھلانے والی اپنی طرف سے مقرر کرنا کہ صحنک کو عورتیں کھائیں مرد نہ کھائیں دوجھمی نہ کھائے۔ شاہ عبدالحق کا توشہ حقہ پینے والے نہ کھائیں چاہے شراب پینے والے کھائیں۔ اور پھر اس میں نیت خالص اللہ کے واسطے ہو نہ یہ کہ برادری میں نام ہو کہ واہ صاحب باوا کا سوم کس دھوم سے کیا اور دادا کے چالیسویں میں خوب حصے بانٹے اور مصارف صدقات میں خرچ کیا جائے۔ غرض جب یہ اُمور موجود ہوں گے جب وجود ثواب کا متحقق ہوگا۔ پھر ایصال کا خیال بھی ہو سکتا ہے ورنہ بغیر ان اُمور کے ثواب ہی نہیں ایصال کا کیا ذکر ہے جیسے وضو نہیں تو نماز کا کیا ذکر۔

عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ أُسَامَةَ وَلَمْ يُوْصِ كَمَا قَالَ ابْنُ بِشْرٍ وَلَمْ يَقُلْ ذٰلِكَ الْبَاقُوْنَ۔

ترجمہ۔ ہشام نے دوسری اسناد سے یہی روایت کی اور ابی اسامہ کی روایت میں یہ ہے کہ انھوں نے وصیت نہیں کی جیسے ابن بشر کی روایت میں ہے اور راویوں نے اسکا ذکر نہیں کیا۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّ اسْمَ الصَّدَقَةِ يَقَعُ عَلٰى كُلِّ نَوْعٍ مِّنَ الْمَعْرُوْفِ

ہر نیکی صدقہ ہے

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ

ترجمہ۔ حذیفہ نے کہا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر نیکی صدقہ ہے۔

ف۔ یعنی مثل صدقہ کے ہر نیکی میں ثواب ہے اور کسی نیکی میں بخل نہ کرنا چاہیئے۔

عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيْلِيِّ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ أَنَّ نَاسًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

ترجمہ۔ ابی الاسود دیلی سے روایت ہے کہ ابی ذر نے کہا کہ چند اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی کہ اے رسول اللہ کے مال والے سب ثواب لوٹ لے گئے۔ اسلئے

ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالْأُجُورِ يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ وَيَتَصَدَّقُونَ بِفُضُولِ أَمْوَالِهِمْ قَالَ أَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُونَ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةً وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ وَفِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيَأْتِي أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهَا وِزْرٌ فَكَذٰلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ۔

عَنْ عَائِشَةَ تَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهُ خُلِقَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْ بَنِي آدَمَ عَلَى سِتِّينَ وَثَلَاثِ مِائَةِ مَفْصِلٍ فَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَهَلَّلَ اللّٰهَ وَسَبَّحَ اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ شَوْكَةً أَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ وَأَمَرَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَهَى عَنْ مُنْكَرٍ عَدَدَ تِلْكَ السِّتِّينَ وَالثَّلَاثِ مِائَةِ السُّلَامَى فَإِنَّهُ يَمْشِي يَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهُ عَنِ النَّارِ قَالَ أَبُو تَوْبَةَ وَرُبَّمَا قَالَ يُمْسِي۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَخِي زَيْدٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَوْ أَمَرَ بِمَعْرُوفٍ وَقَالَ فَإِنَّهُ يُمْسِي يَوْمَئِذٍ۔

عَنْ عَائِشَةَ تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِقَ كُلُّ إِنْسَانٍ بِنَحْوِ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ عَنْ زَيْدٍ وَقَالَ فَإِنَّهُ يَمْشِي يَوْمَئِذٍ

کہ وہ نماز پڑھتے ہیں۔ جیسے ہم پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم روزہ رکھتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں اپنے زائد مالوں سے۔ آپ نے فرمایا۔ تمہارے لئے بھی تو اللہ تعالیٰ نے صدقہ کا سامان کر دیا ہے کہ ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور ہر تحمید صدقہ ہے اور ہر بار لا الٰہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے اور اچھی بات سکھانا صدقہ ہے اور بری بات سے روکنا صدقہ ہے اور ہر شخص کے بدن کے ٹکڑے میں صدقہ ہے۔ لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم میں سے کوئی شخص اپنے بدن سے اپنی شہوت نکالتا ہے (یعنی اپنی بی بی سے صحبت کرتا ہے) تو کیا اس میں بھی ثواب ہے۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ دیکھو تو اگر اسے حرام میں صرف کرے تو وبال ہو کہ نہیں اسی طرح جب حلال میں صرف کرتا ہے ثواب پاتا ہے۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر آدمی کے بدن میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ سو جس نے اللہ کی بڑائی کی اور اللہ کی حمد کی اور لا الٰہ الا اللہ کہا اور سبحان اللہ کہا اور استغفر اللہ کہا اور پتھر لوگوں کی راہ سے ہٹا دیا یا کوئی کانٹا یا ہڈی راہ سے ہٹا دی یا اچھی بات سکھائی یا بری بات سے روکا۔ اس تین سو ساٹھ جوڑوں کی گنتی کے برابر وہ اس دن چل رہا ہے اور ہٹ گیا اپنی جان کو لیکر دوزخ سے ابو توبہ نے اپنی روایت میں یہ بھی کہا کہ شام کرتا ہے وہ اسی حال میں۔

ترجمہ۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کی دوسری اسناد سے اسی کی مثل صرف اتنا ہے کہ "اوامر بمعروف" کہا یعنی واؤ عطف کی جگہ او کہا کہ وہ اس دن شام کرتا ہے۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے وہی روایت مروی ہوئی دوسری سند سے۔

ف - اس روایت سے معلوم ہوا کہ کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ ثابت ہوا کہ یہ سب دوزخ سے نجات دینے والیاں ہیں۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قِيلَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَجِدْ قَالَ يَعْتَمِلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ قَالَ قِيلَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ قَالَ يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ قَالَ قِيلَ لَهُ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ قَالَ يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ أَوْ بِالْخَيْرِ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ۔

ترجمہ - سعید ابن ابی بردہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ دادا سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہر مسلمان کے اوپر صدقہ ہے۔ پھر عرض کی کہ اگر نہ ہوسکے تو آپ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے محنت کرکے کمائے اور اپنی جان کو نفع دے اور صدقہ بھی دے۔ پھر عرض کی بھلا اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو آپ نے فرمایا۔ حاجت والے کی جو حسرت و افسوس کر رہا ہے مدد کرے۔ پھر عرض کی۔ بھلا اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو آپ نے فرمایا۔ دستور کی اور نیک بات سکھائے پھر عرض کی بھلا اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو فرمایا۔ شر سے باز رہے۔ کہ یہ بھی ایک صدقہ ہے۔

ف - ان سب صدقات سے صدقہ تطوع مراد ہے نہ صدقہ واجبہ۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

ترجمہ - عبدالرحمن نے شعبہ سے دوسری سند سے یہی روایت کی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ قَالَ تَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ قَالَ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَبِكُلِّ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَتُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ۔

ترجمہ - ابوہریرہ رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت روایتیں کیں۔ انہی میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہر آدمی کے ایک ایک جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے ہر روز جب آفتاب نکلتا ہے تو دو آدمیوں میں انصاف کردینا یہ بھی ایک صدقہ ہے۔ کسی کی مدد کردینا اتنی بھی کہ اسے سواری پر چڑھا دیا یا اس کا مال لاد دیا۔ یہ بھی ایک صدقہ ہے اور فرمایا کہ عمدہ بات یہ بھی ایک صدقہ ہے اور ہر قدم جو وہ مسجد کو جانے رکھتا ہے نماز کے لئے۔ یہ بھی ایک صدقہ ہے اور تکلیف کی چیز راہ سے ہٹا دینا۔ یہ بھی ایک صدقہ ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا۔ اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا

ترجمہ - ابوہریرہ رض نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دن بندے صبح کرتے ہیں۔ دو فرشتے اترتے ہیں اور ایک تو یہ کہتا ہے کہ یا اللہ خرچ کرنے والے کو اور دے اور دوسرا کہتا ہے کہ یا اللہ بخیل کو تباہ کر۔

خَلَفًا وَّيَقُولُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا۔

ف۔ معلوم ہوا کہ بخیل کو فرشتے بھی کوستے ہیں۔ آدمی نے کوسا تو کیا بُرا کیا۔

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَصَدَّقُوا فَيُوشِكُ الرَّجُلُ يَمْشِي بِصَدَقَتِهٖ فَيَقُولُ الَّذِي أُعْطِيَهَا لَوْ جِئْتَنِي بِهَا بِالْاَمْسِ قَبِلْتُهَا وَاَمَّا الْاٰنَ فَلَا حَاجَةَ لِي بِهَا فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا۔

ترجمہ۔ حارثہ بن وہب کہتے تھے سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے صدقہ دو کہ قریب ہے کہ ایسا وقت آجائیگا کہ آدمی اپنا صدقہ لیکر نکلے گا اور جس کو دینے لگے گا وہ کہے کہ اگر تم کل لاتے تو میں لے لیتا۔ مگر آج تو مجھے حاجت نہیں ہے۔ غرض کوئی نہ ملے گا جو اسے قبول کرے۔

ف۔ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ صدقہ دینے میں دیر نہ کرو۔ جو کچھ دینا ہو آج دے لو۔ کل پر مت رکھو اور ڈرانا ہے آخر زمانے کے حال سے کہ اس وقت مال کی کثرت ہوگی اور خزانے زمین کے نکل پڑیں گے اور برکتوں کا مینہ برسے گا۔ اور یہ یاجوج و ماجوج کے ہلاک ہونے کے بعد ہوگا۔ جب حضرت عیسٰی علیہ السلام کی کفش برداری اور مہدی علیہ السلام دین کی خدمت گزاری سے اس امت کو شرف حاصل ہوگا۔

عَنْ اَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَاْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ ثُمَّ لَا يَجِدُ اَحَدًا يَاْخُذُهَا مِنْهُ وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهُ اَرْبَعُونَ امْرَاَةً يَلُذْنَ بِهٖ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ بَرَّادٍ وَتَرَى الرَّجُلَ۔

ترجمہ۔ ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی اپنے سونے کا صدقہ لیکر پھرے گا اور کوئی نہ ملے گا کہ اسکو قبول کرے اور ایک ایک آدمی کو دیکھنے والا دیکھے گا کہ اس کے پیچھے چالیس چالیس عورتیں لگی ہوں گی اور پناہ پکڑیں گی اس کی مردوں کے کم ہونے سے اور عورتوں کے زیادہ ہونے سے اور ابن براد کی روایت میں یہ ہے کہ دیکھے گا تو۔

ف۔ اس حدیث میں خبر ہے بڑی بڑی لڑائیوں کی اور نہایت درجہ کثرت سے قتال کی کہ مرد ان میں کام آئیں گے۔ عورتیں رہ جائیں گی کہ اپنے سودا سلف کام کاج کے لئے ایک مرد سے زیادہ نہ پائیں گی اور یہ حال وہی دجال ملعون کے بعد ہوگا۔ جب عیسیٰ علیہ السلام رونق افروز دنیا ہونگے اور پروردگاران کے دیدار فرحت آثار سے ابصار امت مرحومہ کو پرانوار کرے گا اور سونے کی قید اس لئے لگائی کہ جب سونا لینے والا کوئی نہ ہوگا تو چاندی تانبے یعنی روپے پیسے کو کون پوچھے گا۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكْثُرَ الْمَالُ وَيَفِيضَ حَتّٰى يَخْرُجَ الرَّجُلُ بِزَكٰوةِ مَالِهٖ فَلَا يَجِدُ اَحَدًا يَقْبَلُهَا مِنْهُ وَحَتّٰى تَعُودَ اَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوجًا

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت نہ آوے گی جب تک کہ مال بہت نہ ہو جائے اور بہہ نہ نکلے۔ یہاں تک کہ اپنی زکوٰۃ لیکر آدمی نکلے اور کسی کو نہ پاوے گا جو اس کو قبول کرے یہاں تک کہ زمین عرب کی چراگاہ اور نہریں ہو جائے

وَّ اَنْهَارًا۔

ف۔ یعنی قلت سے مردوں کے زمین میں کوئی زراعت نہ کرے اور زمین بنجر پڑ جائے کہ جانوروں کی چرائی کے سوا اور کسی کام کی نہ رہے اور یہ لڑائی کی کثرت اور قتل کی شدت کے سبب سے ہو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَكْثُرَ فِیْكُمُ الْمَالُ فَیَفِیْضَ حَتّٰی یُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ یَّقْبَلُهٗ مِنْهُ صَدَقَةً وَّیُدْعٰی اِلَیْهِ الرَّجُلُ فَیَقُوْلُ لَا اَرَبَ لِیْ فِیْهِ۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رضؓ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت نہ آویگی جب تک مال بہت ہوکر بہہ نہ نکلے اور یہاں تک کثرت ہو کہ مال والا سوچے کہ اس کا صدقہ کون لیگا اور آدمی صدقہ لینے کو بلایا جاوے تو وہ کہے کہ مجھے تو اس کی حاجت نہیں ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَقِیْءُ الْاَرْضُ اَفْلَاذَ كَبِدِهَا اَمْثَالَ الْاُسْطُوَانِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَیَجِیْءُ الْقَاتِلُ فَیَقُوْلُ فِیْ هٰذَا قَتَلْتُ وَیَجِیْءُ الْقَاطِعُ فَیَقُوْلُ فِیْ هٰذَا قَطَعْتُ رَحِمِیْ وَیَجِیْءُ السَّارِقُ فَیَقُوْلُ فِیْ هٰذَا قُطِعَ یَدِیْ ثُمَّ یَدَعُوْنَهٗ فَلَا یَاْخُذُوْنَ مِنْهُ شَیْئًا۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضؓ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کو قے کردے گی جیسے بڑے کھمبے ہوتے ہیں سونے سے اور چاندی سے۔ اور خونی آوے گا اور کہے گا کہ اسی کے لئے میں نے خون کیا تھا اور ناتوں کا کاٹنے والا آوے گا اور کہے گا کہ اسی کے لئے میں نے اپنے ناتے داروں کا حق کاٹ لیا اور چور آوے گا اور کہے گا۔ کہ اسی کے واسطے میرا ہاتھ کاٹا گیا۔ پھر سب کے سب اسے چھوڑ دیں گے اور کوئی اس میں سے کچھ نہ لیگا۔

ف۔ اس حدیث میں خبر ہے کہ قیامت کے قریب زمین اپنے خزانے اگل دے گی اور ہر شخص اس کی برائی بیان کریگا اور اسکی آفتوں اور بلاؤں کو یاد کرے گا اور کوئی نہ لیگا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصَدَّقَ اَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِّنْ طَیِّبٍ وَّلَا یَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّیِّبَ اِلَّا اَخَذَهَا الرَّحْمٰنُ بِیَمِیْنِهٖ وَاِنْ كَانَتْ تَمْرَةً فَتَرْبُوْ فِیْ كَفِّ الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَهٗ حَتّٰی تَكُوْنَ اَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ كَمَا یُرَبِّیْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ اَوْ فَصِیْلَهٗ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضؓ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صدقہ دیتا ہے پاک مال سے اور اللہ قبول نہیں کرتا مگر پاک مال کو (یعنی حلال کو) پھر جب کوئی پاک مال سے صدقہ دیتا ہے تو رحمٰن اپنے داہنے ہاتھ میں اسکو لیتا ہے۔ اگرچہ وہ ایک کھجور بھی ہو (عرب میں اس سے حقیر کوئی شے نہیں) اور وہ رحمٰن کی ہتھیلی میں بڑھتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے۔ جیسے کوئی اپنے گھوڑے کے بچھڑے کو پالتا ہے یا اونٹ کے بچے کو۔

ف۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک کے ہاتھ ہیں اور اس میں چیزوں کو لیتا ہے اور پالتا ہے اور پرورش کرتا ہے اور بلا کیف اس پر ایمان لانا ہر مومن پر ضرور ہے اور جو کیفیت اس کے وہم میں آئے اس سے اس تعالیٰ شانہٗ کی ذات و صفات کو منزہ جانے یہی تصدیق انبیاؑ ہے اور سوا اس کے اور جو میگوئیاں مقلدان فلاسفہ ملاعنہ

کے ہیں نعوذ باللہ منہا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَتَصَدَّقُ اَحَدٌ بِتَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَیِّبٍ اِلَّا اَخَذَهَا اللّٰهُ بِیَمِیْنِهٖ فَیُرَبِّیْهَا كَمَا یُرَبِّیْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ اَوْ قَلُوْصَهٗ حَتّٰی تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ اَوْ اَعْظَمَ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رض نے وہی مضمون روایت کیا ہے دوسری سند سے مگر اس میں اونٹ کے بچے کی جگہ جوان اونٹنی مذکور ہے۔

عَنْ سُهَیْلٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ فِیْ حَدِیْثِ رَوْحٍ مِنَ الْكَسْبِ الطَّیِّبِ فَیَضَعُهَا فِیْ حَقِّهَا وَفِیْ حَدِیْثِ سُلَیْمَانَ فَیَضَعُهَا فِیْ مَوْضِعِهَا۔

ترجمہ۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا۔ مگر اس میں پاک کسب کا ذکر ہے اور یہ زیادہ ہے کہ اس صدقہ کو اپنے حق کی جگہ میں خرچ کرے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِیْثِ یَعْقُوْبَ عَنْ سُهَیْلٍ۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رض سے وہی مضمون بسند دیگر مروی ہوا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا وَّاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ یٰاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ وَقَالَ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْهِ اِلَی السَّمَآءِ یَا رَبِّ یَا رَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَّمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَّمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَّغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے (یعنی صفات حدوث اور سمات نقص و زوال سے) اور نہیں قبول کرتا مگر پاک مال کو (یعنی حلال کو) اور اللہ پاک نے مومنوں کو وہی حکم کیا جو مرسلین کو حکم کیا اور فرمایا اے رسولو کھاؤ پاکیزہ چیزیں اور نیک عمل کرو۔ میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں اور فرمایا اے ایمان والو! کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے تم کو دیں۔ پھر ذکر کیا ایسے مرد کا جو کہ لمبے لمبے سفر کرتا ہے اور گرد و غبار میں بھرا ہے اور پھر ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور کہتا ہے اے رب! اے رب! حالانکہ کھانا اس کا حرام ہے اور پینا اسکا حرام ہے اور غذا اس کی حرام ہے۔ پھر اسکی دعا کیونکر قبول ہو۔

ف۔ یہ حدیث بڑی جڑ ہے ایمان و اسلام کی اور اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو کھانا کپڑا، گھر مکان سب حلال کمانا ضرور ہے ورنہ اللہ کی مقبولیت سے ہاتھ دھونا چاہیئے اور معلوم ہوا کہ حرام خور بھی اللہ کو اوپر ہی جانتے ہیں کہ دعا میں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔ پھر جو اس کے بھی منکر ہیں۔ وہ حرام خوروں سے بھی بدتر ہیں اور حلال خوروں سے بھی بہتر۔

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ اَوْ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ وَاَنَّهَا حِجَابٌ مِّنَ النَّارِ

ایک کھجور یا ایک کام کی بات بھی صدقہ ہے اور دوزخ سے آڑ کرنیوالا ہے

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَتِرَ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ۔

ترجمہ۔ عدی نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جو کر سکے تم میں سے کہ بچے آگ سے۔ اگرچہ ایک کھجور کا ٹکڑا بھی دیکر ہو تو بھی کر گزرے۔

فائدہ۔ یعنی اس کو بھی حقیر نہ جانے اور خوشی سے بجالائے کہ وہ بھی اگر مقبول ہو جائے تو کافی ہے نجات کیلئے

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ اَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ زَادَ ابْنُ حُجْرٍ قَالَ الْاَعْمَشُ وَحَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ مِثْلَهٗ وَزَادَ فِيْهِ وَلَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ وَقَالَ اِسْحَاقُ قَالَ الْاَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ۔

ترجمہ۔ عدی نے سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے ہر شخص کو اللہ تعالیٰ سے بات کرنی ہوگی۔ اس طرح کہ اللہ کے اور اس کے بیچ میں کوئی ترجمہ کرنے والا نہ ہوگا اور آدمی داہنی طرف دیکھے گا تو اس کے اگلے پچھلے عمل نظر آئیں گے اور بائیں دیکھے گا تو وہی نظر آئینگے اور آگے دیکھے گا تو کچھ نہ سوجھے گا سوا دوزخ کے جو اس کے منہ کے سامنے ہوگی۔ سو بچو آگ سے اگرچہ ایک کھجور کا ٹکڑا دیکر بھی ہو اور دوسری روایت میں یہ زیادہ ہے کہ اگرچہ ایک پاکیزہ بات بھی کہکر ہو۔

فائدہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ بھی سبب نجات کا ہے اور کلمہ طیبہ سے یا تو کلمہ توحید مراد ہے یا جو بات ایسی ہو کہ اس سے کسی نیک بندہ کا جی خوش ہو اور وہ خوشی مباح یا مستحب ہو اور اس میں ترغیب ہے صدقہ کی اور تعلیم ہے کہ صدقہ قلیل دینے میں آدمی عار نہ کرے اور نہ لینے والا اس سے شرمائے۔

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّارَ فَاَعْرَضَ وَاَشَاحَ ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ اَعْرَضَ وَاَشَاحَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ كَاَنَّمَا يَنْظُرُ اِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ لَمْ يَذْكُرْ اَبُوْ كُرَيْبٍ

ترجمہ۔ عدی نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا۔ دوزخ کا اور منہ پھیر لیا اور بہت منہ پھیرا اور فرمایا بچو تم دوزخ سے' پھر منہ پھیرا اور بہت منہ پھیرا یہاں تک کہ گمان کیا ہم نے کہ گویا وہ اس کی طرف دیکھتے ہیں۔ پھر فرمایا بچو تم دوزخ سے' اگرچہ ایک کھجور کا ٹکڑا دیکر ہو اور یہ بھی نہ پاوے تو اچھی سی کوئی بات کہہ کر سہی اور

كَاَنَّمَا وَقَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ۔

ابوکریب کی روایت میں گویا کا لفظ نہیں ہے۔

فائدہ۔ سبحان اللہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور طرزِ کلام تھا کہ حبیبوں کو کمال خوف وخطر دوزخ کا ہو جائے اور شاید اللہ تعالیٰ نے آپ کی سامنے دوزخ کردی ہو یہ بھی کچھ بعید نہیں اس لئے کہ دوزخ اور جنّت دونوں موجود ہیں اور جو موجود ہو اس کا دیکھنا محال نہیں ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جنھوں نے بارہا دوزخ اور جنت کی بیداری میں سیر کی ہے۔

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ ذَكَرَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَاَشَاحَ بِوَجْهِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ۔

ترجمہ۔ عدی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کا ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی اور تین بار منھ پھیرا اور فرمایا۔ بچو تم آگ سے اگرچہ ایک کھجور کا ٹکڑا دیکر ہو اور اگر وہ بھی نہ ملے تو اچھی بات کہکر۔

عَنْ مُنْذِرِ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ قَالَ فَجَاءَهُ قَوْمٌ حُفَاةً عُرَاةً مُجْتَابِي النِّمَارِ اَوِ الْعَبَاءِ مُتَقَلِّدِي السُّيُوْفِ عَامَّتُهُمْ مِّنْ مُّضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِّنْ مُّضَرَ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا رَاٰى بِهِمْ مِّنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَاَمَرَ بِلَالًا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَاَذَّنَ وَاَقَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا وَالْاٰيَةَ الَّتِيْ فِي الْحَشْرِ اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِّنْ دِيْنَارِهِ مِنْ دِرْهَمِهِ مِنْ ثَوْبِهِ مِنْ صَاعِ بُرِّهِ مِنْ صَاعِ تَمْرِهِ حَتّٰى قَالَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجِزُ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجَزَتْ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتّٰى رَاَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ

ترجمہ۔ منذر بن جریر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ دن کے شروع میں سو کچھ لوگ آئے ننگے پیر ننگے بدن۔ گلے میں چمڑے کی کفنیاں ڈالی ہوئیں یا چمڑے کی عبائیں پہنی ہوئیں، اپنی تلواریں لٹکائی ہوئیں۔ اکثر بلکہ سب ان میں قبیلہ مضر کے لوگ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک بدل گیا۔ ان کے فقر و فاقہ کو دیکھکر اور آپ اندر گئے پھر باہر آئے (یعنی پریشان ہو گئے) سبحان اللہ کیا شفقت تھی اور کیسی ہمدردی تھی۔ اور بلال کو حکم فرمایا کہ اذان کہو اور تکبیر کہی اور نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا اور یہ آیت پڑھی کہ اے لوگو ڈرو اللہ سے جس نے تم کو بنایا ایک جان سے (یہ اس لئے پڑھی کہ معلوم ہو کہ سارے بنی آدم آپس میں بھائی بھائی ہیں) ان اللہ کان علیکم رقیبا۔ تک پھر سورۂ حشر کی آیت پڑھی۔ اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور غور کرو کہ تم نے اپنی جانوں کے لئے کیا بیج رکھا ہے جو کل کام آئے (پھر تو صدقات کا بازار گرم ہوا) اور کسی نے اشرفی دی اور کسی نے درہم کسی نے کپڑا کسی نے ایک گیہوں کسی نے ایک صاع کھجور دینا شروع کئے۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا ایک ٹکڑا بھی

وَثِيَابٍ حَتّٰى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَلَّلُ كَأَنَّهٗ مُذْهَبَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ۔

کھجور کا ہو (جب بھی لاؤ) پھر انصار میں سے ایک شخص ایک توڑا لایا کہ اس کا ہاتھ تھکا جاتا تھا بلکہ تھک گیا تھا (واہ، شاباش جوان مرد اللہ ایسی ہی توفیق دے سب مسلمانوں کو) پھر تو لوگوں نے تار باندھ دیا۔ یہاں تک کہ میں نے دو ڈھیر دیکھے کھانے اور کپڑے کے اور یہاں تک (صدقات جمع ہوئے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو میں دیکھتا تھا کہ چمکنے لگا تھا گویا کہ سونے کا ہو گیا تھا جیسے کندن پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے اسلام میں آکر نیک بات (یعنی کتاب سنت کی بات) جاری کی اس کے لئے اپنے عمل کا بھی ثواب ہے اور جو لوگ اسکے بعد عمل کریں (اسکی دیکھا دیکھی) ان کا بھی ثواب ہے اور بغیر اسکے کہ ان لوگوں کا کچھ ثواب گھٹے اور جس نے اسلام میں آکر بری چال ڈالی۔ (یعنی جس سے کتاب وسنت نے روکا ہے) اسکے اوپر اسکے عمل کا بھی بار ہے اور ان لوگوں کا بھی جو اسکے بعد عمل کریں بغیر اسکے کہ ان لوگوں کا بار کچھ گھٹے۔

فائدہ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی لوگوں کی ہمدردی دیکھکر ہوئی اور غریبوں کی پرورش اور لوگوں کا خرچ کرنا بے دریغ اللہ کی راہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور مسلمانوں کی شفقت اپنے بھائیوں پر دیکھکر اور ایسے مقام میں ہر مسلمان کو شادی مبارک چاہیئے اور اس حدیث سے اہل بدعت جن کو مذاق حدیث نہیں ہے۔ اپنی احداث بدعات پر استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روایت مخصص ہے۔ کل بدعۃ ضلالۃ کی اور مراد اس سے محدثات باطلہ ہیں اور بدع مذمومہ اور غرض انکے پاس یہ ہے کہ جو بدعات اپنے نفس کے موافق ہوں ان کو اس کلیہ سے خارج کر کے جاری رکھیں۔ حالانکہ یہ استدلال اور تقریر ان کی محض باطل ہے کئی وجوہ سے اول یہ کہ یہاں حضرت نے کسی نئے احداث کا ذکر نہیں کیا جو یہ حدیث احداث کے مخصص ہو۔ ثانیاً یہ کہ صحابہ نے اس وقت کوئی نئی بات نہیں کی تھی کہ جس پر آپ نے یہ فرمایا ہو۔ پس اس سے نئی بات مراد لینا محض سیاق وسباق کلام سے منھ موڑنا ہے ثالثاً یہ کہ سن اور سنت کے معنی طریقہ مسلوکہ ہیں لغت میں نہ احداث امر جدید تو اب اس حدیث میں وہی طریقہ مسلوکہ جاری کر دینا مراد ہے نہ یہ کہ کوئی نئی بات نکالنا۔ رابعاً یہ کہ صدہا حدیثوں میں احداث اور بدعت کی برائی ہے پھر اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو حسن کیوں فرماتے اور جب یہ بات ثابت ہو چکی تو اب یہ سمجھنا چاہیئے کہ جو سنتیں اور مستحبات ایسے ہیں کہ جن پر لوگوں نے التفات اور عمل چھوڑ دیا اس پر جس نے عمل جاری کیا۔ وہ سنت حسنہ کا جاری کرنا ہوا اور اسی طرح جو مکروہات ومحرمات شرعی کے ترویج کرنے لگا۔ وہ قول ثانی میں داخل ہوا۔ اس صورت میں کل محدثۃ بدعۃ کی تاویل بھی نہیں کرنی پڑی اور نہ کلام شارع میں منافات لازم آتی ہے۔ اب باقی ہے

وہ امور جو بعد سلف صالحین کے بضرورت جاری ہوئے جیسے کلام اللہ کے اعراب وغیرہ ان کو بدعت کہنا بھی بے ادبی ہے بلکہ بضرورت شرعی ان کو ملحق بالسنۃ کہنا چاہیئے اسی طرح جو امور بعینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خیر القرون میں پائے گئے وہ سنت اور جن کا نظیر پایا گیا اور بعینہ نہ پائے گئے وہ ملحق بالسنۃ کہے جاویں تو نہ منافات کلام شارع میں آتی ہے نہ کسی کلیہ کی تاویل کرنی پڑتی ہے اور نہ خرابیاں لازم آتی ہیں وذلک تحقیق انیق۔

عَنْ مُنْذِرِبْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَ النَّهَارِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ بْنِ جَعْفَرٍ وَّفِيْ حَدِيْثِ مُعَاذٍ مِّنَ الزِّيَادَةِ قَالَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ خَطَبَ۔

ترجمہ۔ وہی جو اوپر گزرا اس روایت میں بس اتنی بات زیادہ ہے کہ پھر آپ نے ظہر کی نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا۔

عَنِ الْمُنْذِرِبْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهُ قَوْمٌ مُّجْتَابِى النِّمَارِ وَسَاقُوا الْحَدِيْثَ بِقِصَّتِهٖ وَفِيْهِ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ صَعِدَ مِنْبَرًا صَغِيْرًا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ فِيْ كِتَابِهٖ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ۔

ترجمہ۔ منذر بن جریر نے وہی روایت کی۔ اتنی بات زیادہ ہے کہ آپ نے ظہر پڑھی اور چھوٹے منبر پر چڑھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور اما بعد کہا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اتارا ہے آخر حدیث تک۔

عَنْ جَرِيْرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ جَآءَ نَاسٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ الصُّوْفُ فَرَاٰى سُوْٓءَ حَالِهِمْ قَدْ اَصَابَتْهُمْ حَاجَةٌ فَذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِهِمْ۔

ترجمہ۔ جریر نے کہا چند لوگ گاؤں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہ ان پر کپڑے تھے اون کے اور آپ نے اون کا برا حال دیکھا کہ محتاج ہیں پھر ذکر کی ساری حدیث۔

بَابُ الْحَمْلِ بِاُجْرَةٍ يَّتَصَدَّقُ بِهَا وَالنَّهْيُ الشَّدِيْدُ عَنْ تَنْقِيْصِ الْمُتَصَدِّقِ بِقَلِيْلٍ

بوجھ ڈھو کر مزدوری صدقہ کرنا اور صدقہ کی برائی کرنے کی نہی کا بیان!

عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ قَالَ كُنَّا نُحَامِلُ قَالَ فَتَصَدَّقَ اَبُوْ عَقِيْلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ قَالَ وَجَآءَ اِنْسَانٌ بِشَيْءٍ اَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ

ترجمہ۔ ابی مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم کو حکم ہوا صدقہ کا اور ہم بوجھ ڈھویا کرتے تھے اور صدقہ دیا ابو عقیل نے آدھا صاع (یعنی دو سیر) اور ایک شخص نے کچھ اس سے زیادہ دیا اور منافق کہنے لگے۔ اللہ کو اس کے صدقہ کی کچھ پرواہ نہیں ہے

صَدَقَةِ هٰذَا وَمَا فَعَلَ هٰذَا الْآخَرُ إِلَّا رِيَاءً فَنَزَلَتْ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ وَلَمْ يَلْفِظْ بِشْرٌ بِالْمُطَّوِّعِينَ -

اور اس دوسرے نے (یعنی ابو عقیل نے) تو صرف دکھانے ہی کو صدقہ دیا ہے پھر یہ آیت اتری کہ جو لوگ طعن کرتے ہیں خوشی سے صدقہ دینے والے مومنوں کو اور ان لوگوں کو جو نہیں پاتے ہیں مگر اپنی مزدوری اور بشر کی روایت میں مطوعین کا لفظ نہیں ہے۔

فائدہ۔ اس حدیث میں صحابہ کی سچی اطاعت اور اخلاص اور فرمانبرداری معلوم ہوتی ہے کہ باوجود اس تنگی کے کہ سوا مزدوری کے اور کچھ ان کے پاس نہ تھا جب بھی فرمانبرداری اور فرمانبرداری اور سخاوت میں سرگرم تھے اور مزدوری کر کے صدقہ دیا کرتے تھے۔ اللہ ان سے راضی ہو۔

عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ الرَّبِيعِ قَالَ كُنَّا نُحَامِلُ عَلَى ظُهُورِنَا

ترجمہ۔ شعبہ سے یہی روایت مروی ہوئی اور سعید کی روایت میں یہ ہے کہ ہم پیٹھ پر بوجھ ڈھوتے تھے۔

بَابُ فَضْلِ الْمَنِيحَةِ ۔ دودھ کا جانور مانگے دینے کے بیان میں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ أَلَا رَجُلٌ يَمْنَحُ أَهْلَ بَيْتٍ نَاقَةً تَغْدُو بِعُسٍّ وَتَرُوحُ بِعُسٍّ إِنَّ أَجْرَهَا لَعَظِيمٌ -

ترجمہ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک جو کسی گھر والوں کو ایک اونٹنی ایسی دیتا ہے جو صبح اور شام ایک گھڑا بھر دودھ دیتی ہے تو اس کا بہت بڑا ثواب ہے۔

فائدہ۔ یہ ثواب ہے منیحہ کا اور منیحہ عرب میں کہتے ہیں دودھ والے جانور کو چند روز دینا کہ پھر دودھ پی کر پھیر دیں یا بالکل ہی دے ڈالنا کہ پھر نہ پھیرے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى فَذَكَرَ خِصَالًا وَقَالَ مَنْ مَنَحَ مَنِيحَةً غَدَتْ بِصَدَقَةٍ وَرَاحَتْ بِصَدَقَةٍ صَبُوحِهَا وَغَبُوقِهَا -

ترجمہ۔ ابی ہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے کئی باتوں سے منع فرمایا اور فرمایا کہ جس نے منیحہ دیا اس کے لئے ایک صدقہ کا ثواب صبح کو ہوا اور ایک شام کو صبح کا صبح کے پینے سے اور شام کا شام کے دودھ پینے سے۔

بَابُ مَثَلِ الْمُنْفِقِ وَالْبَخِيلِ ۔ باب سخی اور بخیل کی مثال میں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُنْفِقِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلٍ عَلَيْهِ جُنَّتَانِ أَوْ جُبَّتَانِ مِنْ لَدُنْ ثَدْيِهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا فَإِذَا أَرَادَ الْمُنْفِقُ وَقَالَ الْآخَرُ

ترجمہ۔ ابو ہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ فرمایا مثال خرچ کرنے والے کی اور صدقہ دینے والے کی (یہاں راوی سے غلطی ہوئی اور صحیح یہ ہے کہ مثال بخیل کی اور صدقہ دینے والے کی) مانند اس شخص کی ہے کہ اسکے اوپر دو زرہیں ہوں یا دو جبے (راوی کو شک ہے) مگر دو

فَإِذَا أَرَادَ الْمُتَصَدِّقُ أَنْ يَتَصَدَّقَ سَبَغَتْ عَلَيْهِ أَوْ مَدَّتْ وَإِذَا أَرَادَ الْبَخِيلُ أَنْ يُنْفِقَ قَلَصَتْ عَلَيْهِ وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا حَتَّى تُجِنَّ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ قَالَ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَقَالَ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَّسِعُ

زرہیں صحیح ہے) اور ان دونوں کی چھاتی سے گلے تک پھر جب خرچ کرنے والا چاہے اور دوسرے راوی نے کہا کہ جب صدقہ دینے والا صدقہ دینا چاہے تو وہ زرہ کشادہ ہو جائے اور اسکے سارے بدن پر پھیل جائے (یعنی اسی طرح صدقہ دینے والے کا دل کشادہ ہو جاتا ہے اور جی کھول کر خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے) اور جب بخیل خرچ کرنا چاہے تو وہ زرہ اس پر تنگ ہو جائے اور ہر حلقہ اپنی جگہ پر کس جائے یہاں تک کہ ڈھانپ لے اس کی پوروں تک کو اور مٹادے اس کے قدموں کے نشان کو جو زمین پر ہوں اور ابوہریرہ نے کہا کہ وہ اس کو کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر کشادہ نہیں ہوتا۔

فائدہ۔ یہ فقرہ (یہاں تک کہ ڈھانپ لیوے اس کے پوروں کو اور مٹا دے اس کے نشان قدم کو) یہ سخی کے شان میں ہے کہ اس کی زرہ اتنی کشادہ ہو جاتی ہے مگر یہ راوی سے غلطی ہوئی کہ اس نے بخیل کی شان میں ذکر کر دیا اور اس کے بعد کا فقرہ کہ وہ اس کو کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر کشادہ نہیں ہوتا یہ بخیل کی شان میں ہے جیسے اگلی روایت میں اسی طرح مذکور ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلَ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ أَيْدِيهِمَا إِلَى ثُدِيِّهِمَا وَتَرَاقِيهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتَّى تُغَشِّيَ أَنَامِلَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ وَجَعَلَ الْبَخِيلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا قَالَ فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِإِصْبَعِهِ فِي جَيْبِهِ فَلَوْ رَأَيْتَهُ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَوَسَّعُ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال بیان فرمائی کہ ان کی مثال دو آدمیوں کی سی ہے کہ ان دونوں پر دو زرہیں ہوں لوہے کی کہ ان دونوں کے ہاتھ ان کی چھاتیوں میں بندھے ہوں اور ان کے گلوں میں۔ پھر صدقہ دینے والا جب ارادہ کرے صدقہ دینے کا تو وہ زرہ اسکی کشادہ ہو جائے یہاں تک کہ اس کے پوروں کو ڈھانپ لے (اور اسکے ہاتھ بھی کھل جائیں اس کے کشادہ ہونے سے) اور اس کے قدم کے نشان جو زمین پر ہوں اس کو بھی مٹا دے (یعنی سخی کے عیب سخاوت سے ڈھک جاتے ہیں یا گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ زرہ گویا زمین پر لٹکتی ہے کہ اس کے قدموں کے نشانوں کو مٹاتی ہے اور بخیل کا حال ایسا ہے کہ جب ارادہ کرتا ہے صدقہ کا، زرہ اس کی تنگ ہو جاتی ہے اور ہر حلقہ اس کا اپنی جگہ پر پھنس جاتا ہے اور کہا راوی نے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اپنے

گریبان میں ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے (تاکہ سامعین کے ذہن میں اس کے تنگ ہونے کی تصویر بن جائے) اور اگر تم ان کو دیکھتے تو وہ کہتے کہ وہ کشادہ کرنا چاہتے تھے اور زرہ کشادہ نہ ہوتی تھی۔

فائدہ۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کرتا پہننا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور بخاری نے یہی باب بنایا ہے کہ گریبان کرتے کا سینہ پر رکھنا چاہیئے۔ اسلئے اس قصہ سے ایسا ہی کرتا آپؐ کا معلوم ہوتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ إِذَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَةٍ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتَّى تُعَفِّيَ أَثَرَهُ وَإِذَا هَمَّ الْبَخِيلُ بِصَدَقَةٍ تَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ يَدَاهُ إِلَى تَرَاقِيهِ وَانْقَبَضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ إِلَى صَاحِبَتِهَا قَالَ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فَيَجْهَدُ أَنْ يُوَسِّعَهَا فَلَا يَسْتَطِيعُ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ایسی ہے، جیسے دو آدمی کہ ان پر زرہ ہو لوہے کی، پھر جب سخی نے چاہا صدقہ دے زرہ اس کی کشادہ ہو گئی۔ یہاں تک کہ اس کے قدموں کا اثر مٹانے لگی اور جب بخیل نے چاہا کہ صدقہ دے، وہ تنگ ہو گئی اور اسکے ہاتھ اس کے گلے میں پھنس گئے۔ اور ہر حلقہ اپنے دوسرے حلقہ میں کس گیا۔ راوی نے کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے۔ پھر وہ کوشش کرتا ہے کہ کشادہ ہو مگر وہ نہیں کشادہ ہوتی۔

بَابُ ثُبُوتِ أَجْرِ الْمُتَصَدِّقِ وَإِنْ وَقَعَتِ الصَّدَقَةُ فِي يَدِ فَاسِقٍ وَنَحْوِهِ

صدقہ دینے والے کو ثواب ہی اگرچہ صدقہ فاسق وغیرہ کو پہنچے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَأَتَصَدَّقَنَّ اللَّيْلَةَ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ زَانِيَةٍ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى غَنِيٍّ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى غَنِيٍّ لَأَتَصَدَّقَنَّ

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص نے کہا کہ میں آج کی رات کچھ صدقہ دوں اور وہ اپنا صدقہ لیکر نکلا (یہ صدقہ کو چھپانا منظور تھا کہ رات کو لیکر نکلا) اور ایک زناکار عورت کے ہاتھ میں دیدیا۔ پھر صبح کو لوگ چرچا کرنے لگے کہ آج کی رات ایک شخص زناکار کے ہاتھ صدقہ دے گیا۔ اس نے کہا یا اللہ تیرے لئے ہیں سب خوبیاں کہ میرا صدقہ زناکار کو جا پڑا اور پھر اس نے کہا کہ آج اور صدقہ دوں۔ پھر نکلا اور ایک غنی مالدار کو دیدیا اور لوگ صبح کو چرچا کرنے لگے کہ آج کوئی

بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ یَدِ سَارِقٍ فَاَصْبَحُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ عَلٰی سَارِقٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰی زَانِیَةٍ وَّعَلٰی غَنِیٍّ وَّعَلٰی سَارِقٍ فَاُتِیَ فَقِیْلَ لَهٗ اَمَّا صَدَقَتُكَ فَقَدْ قُبِلَتْ اَمَّا الزَّانِیَةُ فَلَعَلَّهَا تَسْتَعِفُّ بِهَا عَنْ زِنَاهَا وَلَعَلَّ الْغَنِیَّ یَعْتَبِرُ فَیُنْفِقُ مِمَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ وَلَعَلَّ السَّارِقَ یَسْتَعِفُّ بِهَا عَنْ سَرِقَتِهٖ۔

مالدار کو صدقہ دے گیا۔ اس نے کہا یا اللہ تیرے لئے ہیں سب خوبیاں میرا صدقہ مالدار کے ہاتھ جا پڑا تیسرے دن پھر اس نے کہا کہ میں صدقہ دوں اور وہ نکلا اور صدقہ ایک چور کے ہاتھ میں دیدیا اور صبح کو لوگ چرچا کرنے لگے کہ آج کوئی چور کو صدقہ دے گیا۔ اس نے کہا تجھی کو ہیں سب خوبیاں میرا صدقہ زناکار عورت اور مالدار مرد اور چور کے ہاتھ میں جا پڑا پھر اس کے پاس ایک شخص آیا (یعنی فرشتہ یا نبی اس زمانے کے علیہ السلام) اور اس نے کہا کہ تیرے سب صدقے قبول ہو گئے۔ زناکار عورت کا تو اس نظر سے کہ شاید وہ اس دن زنا سے باز رہی ہو اسلئے کہ پیٹ کے لئے زنا کرتی تھی، رہا غنی، اس کا اس لئے قبول ہوا کہ شاید اسے شرم آئے اور عبرت ہو کہ اور لوگ صدقہ دیتے ہیں لاؤ میں بھی دوں اور وہ خرچ کرے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال سے اور چور کا صدقہ اسلئے کہ شاید وہ اس شب کو چوری نہ کرے (اس لئے کہ آج کا خرچ تو آ گیا)۔

فائدہ۔ یہ صدقہ نفل تھا کہ اس میں جس کا کلیجہ تر ہو ثواب ہے مگر زکوٰۃ فرض غنی کو دیگا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

بَابُ اَجْرِ الْخَازِنِ الْاَمِیْنِ وَالْمَرْاَةِ اِذَا تَصَدَّقَتْ مِنْ بَیْتِ زَوْجِهَا غَیْرَ مُفْسِدَةٍ بِاِذْنِهِ الصَّرِیْحِ اَوِ الْعُرْفِیِّ

خازن امانت دار اور عورت کو صدقہ کا ثواب ملنا جب وہ اپنے شوہر کی اجازت سے خواہ صاف اجازت ہو یا دستور کی راہ سے اجازت ہو صدقہ دے

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْخَازِنَ الْمُسْلِمَ الْاَمِیْنَ الَّذِیْ یُنْفِذُ وَرُبَّمَا قَالَ یُعْطِیْ مَا اُمِرَ بِهٖ فَیُعْطِیْهِ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَیِّبَةً بِهٖ نَفْسُهٗ فَیَدْفَعُهٗ اِلَی الَّذِیْ اُمِرَ لَهٗ بِهٖ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقَیْنِ۔

ترجمہ۔ ابوموسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خزانچی مسلمان امانت دار ہو جو خرچ کرتا ہو اور کبھی فرمایا دیتا ہو۔ جس کا حکم ہوا ہو اور پوری رقم دیتا ہو (یعنی تحریر پر بطور رشوت نہ کاٹتا ہو) اور پوری چیز دیتا ہو اپنے دل کی خوشی کے ساتھ اور جس کو حکم ہوا ہو۔ اس کو پہنچائے۔ وہ بھی ایک صدقہ دینے والا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا

ترجمہ۔ حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے گھر کے اناج سے خرچ کرے بغیر فساد کے (یعنی جتنا دستور ہے جیسے فقیر کو ٹکڑا یا سائل کو ایک مٹھی جس میں شوہر کی رضا عادت سے معلوم ہوتی ہے) تو ہوگا اس کو ثواب اس کے خرچ کرنے کا اور شوہر کو اس کے کمانے کا اور خزانچی کو بھی اسی کی مثل کہ ایک کے ثواب سے دوسرے کا ثواب نہ گھٹے گا (یعنی ہر ایک خداوند تعالیٰ ایک ثواب دیگا) نہ یہ کہ ایک کے ثواب سے دوسرے کو شریک کردے۔

عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ مِنْ طَعَامِ زَوْجِهَا۔

ترجمہ۔ منصور نے اسی اسناد سے روایت کی۔ فرق اتنا ہے کہ کہا طعام خاوند اپنے سے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا وَلَهُ مِثْلُهُ بِمَا اكْتَسَبَ وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہا۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے، جب عورت اپنے خاوند کے گھر سے خرچ کرے بغیر فساد کے تو ہوگا واسطے عورت کے اجر اس کا اور واسطے خاوند کے مثل اس کی بہ سبب اس کے کمانے کے، اور واسطے عورت کے بہ سبب اس کے خرچ کرنے کے اور خزانچی کو بھی مثل اس کی سوا اس بات کے کہ کم کیا جائے اجر ان کے سے کوئی چیز۔

عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

ترجمہ۔ اعمش سے اسی کی مثل مروی ہوا۔

عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ قَالَ كُنْتُ مَمْلُوكًا فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَصَدَّقُ مِنْ مَالِ مَوَالِيَّ بِشَيْءٍ قَالَ نَعَمْ وَالْأَجْرُ بَيْنَكُمَا نِصْفَانِ۔

ترجمہ۔ عمیر جو غلام آزاد ہیں ابی اللحم کے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں اپنے مالکوں کے مال سے کچھ صدقہ دوں۔ تو آپ نے فرمایا ہاں اور ثواب اس کا تم دونوں کو ہے آدھا آدھا۔

فائدہ۔ ابی اللحم کے معنی گوشت سے انکار رکھنے والا۔ یہ صحابی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نام انکا عبد اللہ تھا یا خلف یا حویرث اور انھوں نے ایام جاہلیت میں قبل اسلام کے ان جانوروں کا گوشت کھانا چھوڑ دیا تھا جو بتوں کے اوپر چڑھائے جاتے تھے اور یہ حنین میں شہید ہوئے۔ **لطیفہ** سبحان اللہ، صحابہ کا کیا حال تھا کہ قبل اسلام بھی ایک فطری تقوی رکھتے تھے۔ ایک زمانہ کے مسلمان ہیں کہ سینکڑوں بکرے شیخ سدو کے ہضم کر جاتے ہیں اور ڈکار تک بھی نہیں لیتے۔

عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ أَمَرَنِي مَوْلَايَ أَنْ أُقَدِّدَ لَحْمًا

ترجمہ۔ عمیر نے جو غلام آزاد ہیں ابی اللحم کے انھوں نے کہا مجھے حکم دیا میرے مالک نے کہ گوشت سکھاؤں اور ایک فقیر

فَجَاءَنِي مِسْكِينٌ فَأَطْعَمْتُهُ مِنْهُ فَعَلِمَ بِذٰلِكَ مَوْلَايَ فَضَرَبَنِي فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَدَعَاهُ فَقَالَ لِمَ ضَرَبْتَهُ فَقَالَ يُعْطِي طَعَامِي بِغَيْرِ أَنْ آمُرَهُ قَالَ الْأَجْرُ بَيْنَكُمَا۔

آگیا۔ سو میں نے اسے کھانے کے موافق دیدیا اور جب مالک کو خبر ہوئی تو مجھے مارا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے ذکر کیا (سبحان اللہ آپ امان تھے غیبوں اور بیواؤں اور مظلوموں کے) آپ نے ان کو بلایا اور فرمایا اس کو کیوں تم نے مارا۔ انھوں نے عرض کی کہ یہ میرا کھانا بغیر حکم کے دیدیتا ہے تو آپ نے فرمایا ثواب تم دونوں کو ہے۔

فائدہ۔ غرض اذن دو طرح کا ہے ایک تو زبان سے مالک نے یا شوہر نے کہدیا ہو کہ اس سائل کو دیدو یا عادت سے مالک اور شوہر کے معلوم ہو کہ وہ سائل اور فقیر کے دینے سے ناراض نہیں ہوتا یہ اذن عرفی ہے۔ غرض جب تک ان دونوں میں سے کسی قسم کا اذن نہ ہو تو اس کے مال میں دوسرے کو خواہ بی بی ہو یا لونڈی غلام تصرّف روا نہیں اور عمیر سے جو یہ فعل واقعہ ہوا تو ان کو خیال ہوا کہ مولی اس سے مانع نہ ہونگے اسی خیال سے دیدیا۔ بعد معلوم ہوا کہ وہ راضی نہ تھے اس لئے عمیر کو اجر ہوا کہ انہوں نے مولی کی رضامندی کے خیال سے کیا تھا اور ثواب دونوں کو ہے اس سے مراد یہ ہے کہ دونوں کو الگ الگ ثواب ہو نہ یہ کہ ایک ہی ثواب میں دونوں کا حصّہ ہے جیسا ظاہر سے مفہوم ہوتا ہے اور یہی تاویل اس حدیث کی معتبر ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُمِ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَأْذَنْ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ كَسْبِهِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّ نِصْفَ أَجْرِهِ لَهُ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور کئی حدیثیں ذکر کیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کوئی عورت روزہ (نفل) نہ رکھے اور شوہر اسکا حاضر ہو مگر اس کے حکم سے اور نہ اس کے گھر میں کسی (اپنے محرم کو) آنے دے جب وہ حاضر ہو مگر اس کے حکم سے (پھر جب وہ حاضر نہ ہو تو بدرجہ اولی اسکے بغیر حکم اور رضا کے جو پہلے سے معلوم نہ ہو چکی ہو۔ کسی کو آنے نہ دینا چاہیئے) اور جو خرچ کرتی ہے اس کی کمائی سے بغیر اسکے حکم (خاص) کے (اگرچہ حکم عرفی موجود ہے) تو اس میں بھی اس کے مرد کو آدھا ثواب ہے (یعنی مرد کو کمانے کا عورت کو دینے کا)

فائدہ۔ یعنی نامحرم کو آنے دینا ہی نہ چاہیئے اور محرم کو جب شوہر نہ ہو تو آنا جانا منع ہے۔ رہا جب وہ حاضر ہو یعنی گھر میں ہو یا شہر میں اور اس کی مرضی بھی معلوم ہو تو مضائقہ نہیں اور روزہ سے مراد وہ روزہ ہے جس کے دن معین نہیں جیسے قضا کے روزے یا نفل کے سوا رمضان کے اور یہ نہی روزے سے شافعیہ کے نزدیک نہی تحریمی یعنی جب تک شوہر اجازت نہ دے تو ایسا روزہ حرام ہے۔ اور سبب اس کا یہ ہے کہ مرد کو ہر وقت حق ہے کہ جب چاہے اس سے صحبت کرے اور عورت کو ضرور ہے کہ اس کی فرمانبرداری کرے بغیر تاخیر و تامل کے اور روزہ کے سبب سے اس کار خیر میں خلل واقعہ ہوتا ہے۔ لہذا بغیر اس کے حکم کے جائز نہیں (سبحان اللہ اس شریعت غرہ اور ملت بیضا

میں ہر ایک کے حق کی کیا رعایت ہے، واہ واہ واہ)

بَابُ فَضْلِ مَنْ ضَمَّ اِلَی الصَّدَقَۃِ غَیْرَھَا مِنَ الْبِرِّ

صدقہ سے اور چیزیں ملانے کا بیان

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَیْنِ مِنْ مَالِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ نُوْدِیَ فِی الْجَنَّۃِ یَا عَبْدَ اللّٰہِ ھٰذَا خَیْرٌ فَمَنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الصَّلٰوۃِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوۃِ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الْجِھَادِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الْجِھَادِ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الصَّدَقَۃِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَۃِ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الصِّیَامِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الرَّیَّانِ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا عَلٰی اَحَدٍ یُدْعٰی مِنْ تِلْکَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَۃٍ فَھَلْ یُدْعٰی اَحَدٌ مِّنْ تِلْکَ الْاَبْوَابِ کُلِّھَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنَ مِنْھُمْ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رض نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خرچ کیا ایک جوڑا (یعنی دو پیسے یا دو روپیہ یا دو اشرفی) اپنے مال سے اللہ کی راہ میں پکارا جائے گا۔ جنت میں کہ اے بندے اللہ کے یہاں آ تیرے لئے یہاں خیر و خوبی ہے۔ پھر جو نماز کا عاشق ہے وہ نماز کے دروازے سے پکارا جائے گا اور جو جہاد کا عاشق ہے وہ جہاد کے دروازے سے اور جو صدقہ کا وہ صدقہ کے دروازے سے اور جو روزہ کا وہ روزے کے دروازے سے۔ ابوبکر نے عرض کی کہ اے رسول اللہ کے جو سب دروازوں سے پکارا جائیگا اس کو کیا کام کرنا ضرور ہے۔ کیا کوئی ایسا ہوگا جو سب دروازوں سے پکارا جائیگا۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں اور میں (اللہ کے فضل سے) امید رکھتا ہوں کہ تم انہی میں ہو۔

فائدہ۔ یوں تو ہر مومن سب قسم کی نیکیاں بجالاتا ہے مگر ہر شخص کی طبیعت میں ایک قسم کی نیکی کا ذوق و شوق زیادہ ہوتا ہے جیسے بہادر کو جہاد کا، سخی کو صدقہ کا، تو وہ اسے نیکی والوں میں گنا جائیگا اور اس حدیث نے کمر توڑ دی، روافض کی جو طعن کرتے ہیں ابوبکر صدیق پر یعنی یہ صاف نص اور تصریح ہے اس کی کہ خاتمہ آپ کا حسن اور خوبی پر ہوگا اور جنت میں ہر دروازے کے لوگ مشتاق ہونگے کہ آپ ادھر سے آویں تو ہم کو فخر ہووے۔ پھر جو جنت والوں کے باعث افتخار کو برا جانے وہ آفت نار میں پڑکر خوار ہوا اور ریان کے معنی سیر و آسودہ اور خنک کر دینے والا چونکہ روزہ دار بھوکے پیاسے رہتے ہیں اس لئے وہ دروازہ ان کے لئے خاص ہوا۔

عَنِ الزُّھْرِیِّ بِاِسْنَادِ یُوْنُسَ وَمَعْنٰی حَدِیْثِہٖ۔

ترجمہ۔ زہری سے یہی معنی مروی ہوا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَیْنِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ دَعَاہُ

ترجمہ۔ روایت ہے ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک جوڑا خرچ کیا اللہ کی راہ میں بلاتے ہیں اس کو سب خزانچی جنت کے ہر دروازے کے اور

خَزَنَةُ الْجَنَّةِ كُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ أَيْ فُلُ هَلُمَّ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللهِ ذَاكَ الَّذِي لَا تَوَى عَلَيْهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ۔

کہتے ہیں کہ اے فلانے آ۔ تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ایسے شخص پر تو پھر کوئی خرابی نہیں آنے کی یا ایسے شخص کو تو کچھ مشکل نہیں آپ نے فرمایا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ تم بھی اُن میں ہو (یعنی سب دروازوں سے جنّت کے پکارے جاؤ)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا قَالَ فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا قَالَ فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِئٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کون تم میں سے آج روزہ دار ہے ابوبکر نے کہا۔ میں۔ آپ نے فرمایا۔ کون جنازہ کے ساتھ گیا ہے۔ ابوبکر نے کہا۔ میں۔ آپ نے فرمایا کس نے مسکین کو آج کھانا کھلایا ہے۔ ابوبکر نے کہا میں نے۔ آپ نے فرمایا۔ کون آج مریض کی عیادت کو گیا تھا۔ ابوبکر نے کہا۔ میں۔ تب رسول اللہ صلعم نے فرمایا یہ سب کام ایک شخص میں جب جمع ہوتے ہیں تو وہ ضرور جنت میں جاتا ہے۔

فائدہ۔ اس حدیث میں بعضے جاہل واعظ جو جمعہ کے دن کی قید لگاتے ہیں وہ محض بے اصل ہے۔

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْإِنْفَاقِ وَكَرَاهَةِ الْإِحْصَاءِ

باب خرچ کرنے کی فضیلت اور گن گن کر رکھنے کی کراہت میں

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْفِقِي أَوِ انْضَحِي أَوِ انْفَحِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللهُ عَلَيْكِ۔

ترجمہ۔ اسماء ابی بکر کی صاحبزادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خرچ کر اور گن گن کر نہ رکھ ورنہ اللہ بھی تجھے گن کر دے گا (یعنی کم دے گا)

فائدہ۔ راوی کو شک ہے کہ انفقی کہا یا اس کے سوا اور لفظ کہا۔

عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْفَحِي أَوِ انْضَحِي أَوْ أَنْفِقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ عَلَيْكِ۔

ترجمہ۔ وہی ہے جو اوپر گذرا۔ اتنی بات زیادہ ہے کہ نہ سینت رکھ۔ نہیں تو اللہ تجھ پر سینت رکھے گا (یعنی نہ دیگا)

عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا نَحْوَ حَدِيثِهِمْ۔

ترجمہ۔ اسماء کی وہی حدیث ہے یہی معنی۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى

ترجمہ۔ اسما ابی بکر کی صاحبزادی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے

عَنْهُمَا أَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ لَيْسَ لِي مِنْ شَيْءٍ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ أَرْضَخَ مِمَّا يُدْخِلُ عَلَيَّ فَقَالَ ارْضَخِي مَا اسْتَطَعْتِ وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللهُ عَلَيْكِ۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور عرض کی کہ یارسول اللہ میرے پاس تو کچھ ہی نہیں مگر جو زبیر میرے کو دیتے ہیں تو کیا مجھے گناہ ہوگا اگر میں اسمیں سے کچھ صدقہ دوں۔ آپ نے فرمایا جتنا تم دے سکو، اتنا دو اور سینت کر نہ رکھو۔ نہیں تو اللہ بھی تمہیں نہ دیگا سینت کر رکھے گا۔

فائدہ۔ زبیر کے دینے سے یہ مراد ہے کہ جو ان کے خرچ کو دیتے ہوں کہ اس میں انہی اختیار ہے یا اذن عرفی کا ہو خرچ کرنے اور صدقہ دینے کے لئے جیسے ہم اوپر کہہ آئے ہیں۔

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَلَوْ بِالْقَلِيلِ وَلَا تَمْتَنِعْ مِنَ الْقَلِيلِ لِاحْتِقَارِهِ

تھوڑے صدقہ کی فضیلت اور اسکو حقیر نہ جاننے کا بیان

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مسلمان عورتو! کوئی تم میں سے اپنے ہمسائے کو حقیر نہ جانے اگرچہ ایک بکری کا کھر ہی دے (یعنی نہ لینے اسکو حقیر سمجھکر انکار کرے نہ دینے والا شرمندہ ہو کر دینے سے باز رہے)

بَابُ فَضْلِ إِخْفَاءِ الصَّدَقَةِ۔ صدقہ کو چھپا کر دینے کی فضیلت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ يَمِينُهُ مَا تُنْفِقُ شِمَالُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ تَعَالَى خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سات شخص ہیں کہ اللہ ان کو اپنے سایہ میں جگہ دے گا (یعنی عرش کے نیچے) جس دن اسکے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ایک تو حاکم، منصف (جو کتاب وسنت کے مطابق فیصلہ کرے خواہ بادشاہ ہو خواہ کوتوال وغیرہ) دوسرے وہ جوان جو اللہ کی عبادت کے ساتھ بڑھا ہو تیسرے وہ شخص جو مسجد سے نکلے اور دل اس کا مسجد میں لگا رہے۔ چوتھے وہ دو شخص کہ محبت کریں آپس میں اللہ کے واسطے اسی کیلئے ملیں اور اسی کے لئے جدا ہوں پانچویں جو مرد ایسا متقی ہو کہ اسے کوئی عورت حسب ونسب والی مالدار زنا کے لئے بلائے اور وہ کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں

(اور زنا سے باز رہے) چھٹی جو صدقہ دے کر ایسا چھپا کر دائنے کو خبر نہ ہو کہ بائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا (اور یہ تصحیف ہے صحیح یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو کہ داہنا کیا خرچ کرتا ہے) ساتویں جو اللہ کو اکیلے میں یاد کرے اور اسکی آنسو ٹپک پڑیں (یعنی اللہ کی محبت یا خوف سے)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمثل حدیث عبید اللہ وقال رجل معلق بالمسجد اذا خرج منہ حتی یعود الیہ۔

ترجمہ - ابوہریرہ سے وہی روایت ہے جو دوسری سند سے مروی ہوئی اور اس میں یہ ہے کہ جو شخص نکلے مسجد سے اور دل اُس کا مسجد میں لگا ہو۔ جب تک پھر لوٹ کر نہ جاوے۔

باب بیان ان افضل الصدقۃ صدقۃ الصحیح الشحیح

افضل صدقہ کس کا ہے

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجل فقال یا رسول اللہ ای الصدقۃ اعظم قال ان تصدق وانت صحیح شحیح تخشی الفقر وتامل الغنی ولا تمھل حتی اذا بلغت الحلقوم قلت لفلان کذا ولفلان کذا الا وقد کان لفلان۔

ترجمہ - ابوہریرہ رضہ نے کہا ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عرض کی اے رسول اللہ کے افضل اور ثواب میں بڑا صدقہ کونسا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ صدقہ دے تو اور تو تندرست ہو اور حریص ہو اور خوف کرتا ہو محتاجی کا اور امید رکھتا ہو امیری کی وہ افضل ہے۔ اور یہاں تک صدقہ دینے میں دیر نہ کرے کہ جب جان حلق میں آجاوے تو کہنے لگے یہ فلانے کا ہے یہ مال فلانے کو دو اور وہ تو خود اب فلانے کا ہو چکا (یعنی تیرے مرتے ہی وارث لوگ لے لیں گے)

فائدہ - ایسا صدقہ دینا گویا حلوائی کی دکان دادی کی فاتحہ ہیں۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ای الصدقۃ اعظم اجرا قال اما وابیک لتنبانہ ان تصدق وانت صحیح شحیح تخشی الفقر وتامل البقاء ولا تمھل حتی اذا بلغت الحلقوم قلت لفلان کذا ولفلان کذا وقد کان لفلان۔

ترجمہ - وہی ہے جو اوپر گذرا، اتنا فرق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ آگاہ ہو قسم ہے تیرے باپ کی یا تی حدیث وہی ہے۔

فائدہ۔ اور حدیثوں میں اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کھانے کو منع اور شرک فرمایا ہے اور یہاں جو آپ سے قسم اس کے باپ کی نکل گئی۔ یہ عادت کی راہ سے زبان پر جاری ہو گئی۔ تعمداً اور قصداً نہیں تھی مقصداً ایسی قسم کھانا منع ہے۔

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ اَىُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ

ترجمہ۔ وہی جو اوپر گزرا۔ اس میں یہ ہے کہ کونسا صدقہ افضل ہے۔

بَابُ بَيَانِ اَنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَاَنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا هِىَ الْمُنْفِقَةُ وَاَنَّ الْيَدَ السُّفْلٰى هِىَ الْاٰخِذَةُ

اس باب میں یہ بیان ہے کہ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے اور اس بیان میں کہ اوپر کا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے کا ہاتھ پکڑنے والا ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْئَلَةِ اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَالْيَدُ الْعُلْيَا الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰى السَّآئِلَةُ۔

ترجمہ۔ عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آپ منبر پر صدقہ کا ذکر کرتے تھے اور کسی سے سوال نہ کرنے کا اور فرمایا کہ اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے، اور اوپر کا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے کا ہاتھ مانگنے والا ہے۔

عَنْ حَكِيْمِ ابْنِ حِزَامٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَوْ خَيْرُ الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَّالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔

ترجمہ۔ حکیم بن حزام نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ افضل صدقہ وہ ہے جس کے بعد صدقہ دینے والا غنی رہے (یعنی یہ نہیں کہ سب مال لٹا کر آپ فقیر ہو بیٹھے) اور اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے اور صدقہ پہلے اسکو دے جس کا نان ونفقہ اپنے ذمہ ہے (جیسے لونڈی غلام نوکر چاکر)

عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِىْ ثُمَّ سَاَلْتُهٗ فَاَعْطَانِىْ ثُمَّ سَاَلْتُهٗ فَاَعْطَانِىْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهٗ بِطِيْبِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهٗ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهٗ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهٗ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِىْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى۔

ترجمہ۔ حکیم نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مال مانگا تو آپ نے دیا میں نے پھر مانگا پھر دیا پھر مانگا پھر دیا پھر فرمایا کہ یہ مال ہرا ہرا میٹھا ہے سو جس نے اس کو لیا بغیر مانگے یا لیا دینے والے کی خوشی سے نہ آپ زبردستی تقاضا کر کے اس میں برکت ہوتی ہے اور جس نے اپنے نفس کو ذلیل کر کے لیا (یعنی سوال کر کے لجاجت کر کے) اس میں برکت نہیں ہوتی اور اس کا حال ایسا ہوتا ہے کہ کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا اور اوپر کا ہاتھ عمدہ ہے نیچے کے ہاتھ سے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاابْنَ اٰدَمَ اِنَّکَ اَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَیْرٌ لَّکَ وَاَنْ تُمْسِکَہٗ شَرٌّ لَّکَ وَلَا تُلَامُ عَلٰی کَفَافٍ وَّ ابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَالْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی۔

ترجمہ - ابی امامہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بیٹے آدم کے تو جو چیز ضرورت سے زیادہ ہو اس کو خرچ کر تا رہ۔ یہ بہتر ہے تیرے لئے اور اگر اس کو بھی روک رکھے جیسے ضرورت کے موافق کو روکتا ہے تو برائی تیرے حق میں اور تجھ پر ملامت نہیں ضروری خرچ کے موافق رکھنے میں اور صدقہ پہلے اس کو دے جس کا خرچ تیرے ذمہ پر ہو اور اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے۔

بَابُ النَّهْیِ عَنِ الْمَسْئَلَۃِ - سوال کرنے کی برائی

عَنْ مُعَاوِیَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَقُوْلُ اِیَّاکُمْ وَ اَحَادِیْثَ اِلَّا حَدِیْثًا کَانَ فِیْ عَھْدِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَاِنَّ عُمَرَ کَانَ یُخِیْفُ النَّاسَ فِی اللّٰہِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَقُوْلُ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّمَا اَنَا خَازِنٌ فَمَنْ اَعْطَیْتُہٗ عَنْ طِیْبِ نَفْسٍ فَیُبَارَکُ لَہٗ فِیْہِ وَمَنْ اَعْطَیْتُہٗ عَنْ مَسْئَلَۃٍ وَشَرَہٍ کَانَ کَالَّذِیْ یَاْکُلُ وَلَا یَشْبَعُ۔

ترجمہ - حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا، بچو تم حدیث کی روایت سے مگر وہ حدیثیں جو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانہ میں تھیں۔ اسی لئے کہ حضرت عمرؓ لوگوں کو ڈرایا کرتے تھے اللہ پاک سے اور سنا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے۔ اللہ تعالی جس کی بھلائی چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ دیتا ہے اور سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے۔ میں تو فقط خزانچی ہوں پھر جس کو میں دل کی خوشی سے دوں (یعنی بغیر سوال اور الحاحِ سائل کے) تو اس میں اس کو برکت ہوتی ہے اور جس کو میں مانگنے سے اور اسکے تلنے سے دوں اس کا حال ایسا ہے کہ گویا کھاتا ہے اور پیٹ نہیں بھرتا۔

فائدہ - حضرت معاویہ کے زمانہ میں ممالک یہود و نصاری کی فتح ہوئی اور روایات اہل کتاب کی لوگوں میں کثرت سے پھیلی۔ اس لئے آپ نے یہ حکم کیا کہ حضرت عمر کے زمانہ کی روایات کی طرف رجوع کرو کہ وہ زمانہ ربط وضبط کا تھا اور غیر قوموں سے اختلاط نہ تھا اور بعد ان کے پھر حدیث مدون ہو گئی اور علم من جمیع الوجوہ محفوظ ہو گیا۔

عَنْ مُعَاوِیَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُلْحِفُوْا فِی الْمَسْئَلَۃِ فَوَاللّٰہِ لَا یَسْاَلُنِیْ اَحَدٌ مِّنْکُمْ شَیْئًا فَتُخْرِجَ لَہٗ مَسْئَلَتُہٗ مِنِّیْ شَیْئًا وَّاَنَا لَہٗ کَارِہٌ فَیُبَارَکُ لَہٗ فِیْمَا اَعْطَیْتُہٗ۔

ترجمہ - حضرت معاویہؓ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سوال میں ہٹ نہ کیا کرو اس لئے کہ اللہ کی قسم مجھ سے جو مانگتا ہے کوئی چیز اور اس کے سوال کے سبب سے میرے پاس سے چیز خرچ ہوتی ہے اور میں اسکو برا جانتا ہوں تو اس میں برکت کیونکر ہوگی۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ وَّھْبِ بْنِ مُنَبِّہٍ

ترجمہ - عمرو بن دینار نے وہب منبہ سے روایت کی اور

وَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فِي دَارِهِ بِصَنْعَاءَ فَأَطْعَمَنِي مِنْ جَوْزَةٍ فِي دَارِهِ عَنْ أَخِيهِ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔

کہا کہ میں ان کے گھر گیا صنعا میں اور مجھے انھوں نے اپنے احاطے کے جوز کھلائے اور ان کے بھائی نے روایت کی کہ میں نے سنا معاویہ بن ابی سفیان سے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر روایت بیان کی مثل اس کی جو اوپر گذری

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ يَخْطُبُ يَقُولُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللّٰهُ۔

ترجمہ۔ حضرت معاویہ خطبہ پڑھتے تھے اور روایت کی کرتا ہیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے۔ جس کی اللہ تعالیٰ بھلائی چاہتا ہے اس کو دین میں سمجھ دیتا ہے اور میں بانٹنے والا ہوں اور دیتا تو اللہ ہے۔

فائدہ۔ اس حدیث میں معلوم ہوا کہ دین میں سمجھ پیدا ہونے سے بہتری کوئی نہیں کہ اس سے آدمی کی دنیا و آخرت دونوں درست ہو جاتی ہیں پس ہر مسلمان کو اس میں زیادہ کوشش کرنی چاہیئے اور معلوم ہوا کہ دینے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی باوجود علو مرتبت اور رفع منزلت کے بانٹنے ہی والے ہیں پھر بدمذہب شخص کدھر رہے پھر یہ نادان لوگ جو اولیا انبیا سے اپنی حاجات طلب کرتے ہیں اولاد و رزق مانگتے ہیں محض بے دین اور جاہل ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْمِسْكِينُ بِهٰذَا الطَّوَّافِ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ فَتَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ قَالُوا فَمَا الْمِسْكِينُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ وَلَا يَسْأَلُ النَّاسَ شَيْئًا

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضؓ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ نہیں جو گھومتا رہتا ہے اور لوگوں کے گرد رہتا ہے اور ایک دو لقمہ یا ایک دو کھجور لیکر لوٹ جاتا ہے پھر لوگوں نے عرض کی کہ مسکین کون ہے اے رسول اللہ کے، آپ نے فرمایا جس کو اتنا خرچ نہیں ملتا جو اس کی ضروریات بشری کی کفایت کرتا ہو اور نہ لوگ اسے مسکین جانتے ہوں کہ اسکو کچھ صدقہ دیں اور نہ وہ لوگوں سے کچھ مانگتا ہے۔

فائدہ۔ بہت سے اہل وعیال والے غریب و مسلمان ایسے ہی ہیں کہ باوجود محنت و مشقت کے ان کی ضروریات کے موافق نہیں ملتا اور تنگ دست اور قرضدار رہتے ہیں۔ انھیں دینا اور ان کی دلجوئی اور مدد کرنا ہزار مسکین کے دینے سے اولیٰ ہے۔ ہر مالدار کو اسکا خیال ضرور ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْمِسْكِينُ بِالَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَا اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ إِنَّ الْمِسْكِينَ الْمُتَعَفِّفُ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا

ترجمہ۔ ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ نہیں ہے جو ایک دو کھجور یا ایک دو لقمہ لیکر لوٹ جاتا ہے۔ مسکین وہ ہے جو سوال نہیں کرتا تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتے نہیں لپٹ کر۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ إِسْمٰعِيْلَ۔

ترجمہ۔ وہی حدیث جو اوپر گذری۔ دوسری سند سے مروی ہوئی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ الْمَسْأَلَةُ بِأَحَدِكُمْ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ وَلَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ

ترجمہ۔ عبداللہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ تم میں کا آدمی مانگتا رہے گا۔ یہاں تک کہ اللہ سے ملیگا اور اس کے منہ پر ایک ٹکڑا بھی گوشت کا نہ ہوگا یعنی حشر میں۔

فائدہ۔ گوشت کا نہ ہونا چہرہ پر عبارت ہے گویا بے آبرو ہونے اور مکروہ اور ذلیل ہونے سے یعنی سوال موجب ذلت و بے آبروئی ہے۔

عَنْ أَخِي الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ مُزْعَةٌ۔

ترجمہ۔ زہری کے بھائی سے یہی روایت مروی ہوئی مگر اُس میں گوشت کے ٹکڑے کا ذکر نہیں۔

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتّٰى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ۔

ترجمہ۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدمی ہمیشہ لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن آویگا اور اس کے منہ پر ایک بوٹی گوشت کی نہ ہوگی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگوں سے مانگتا رہتا ہے ان کے مال اپنا مال بڑھانے (یعنی نہ ضرورت اور ادائے کفایت کے لئے) تو وہ چنگاریاں مانگتا ہے پھر چاہے کم لے چاہے زیادہ۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَأَنْ يَغْدُوَ أَحَدُكُمْ فَيَحْطِبَ عَلٰى ظَهْرِهِ فَيَتَصَدَّقَ بِهِ وَيَسْتَغْنِيَ بِهِ مِنَ النَّاسِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ رَجُلًا أَعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهُ ذٰلِكَ فَإِنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا أَفْضَلُ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے اگر کوئی صبح کو جا کر ایک گٹھا لکڑی کا اپنی پیٹھ پر لادے اور اس سے صدقہ دے اور اپنا کام بھی نکالے کہ لوگوں کا محتاج نہ ہو۔ یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے مانگتا پھرے کہ وہ دیں یا نہ دیں اور بلاشبہ اوپر کا ہاتھ افضل ہے نیچے کے ہاتھ سے اور پہلے صدقہ اس کو دے جو تیرے سر روٹی کھاتا ہے۔

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

ترجمہ۔ قیس نے کہا ہمارے پاس ابوہریرہ رضی اللہ

عَنْهُ قَالَ اَتَيْنَا اَبَاهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَاَنْ يَّغْدُوَ اَحَدُكُمْ فَيَحْطِبَ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهٗ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ بَيَانٍ۔

تعالیٰ عنہ آئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم اگر کوئی صبح کو جاوے اور اپنی پیٹھ پر لکڑیاں لادے اور بیچے۔ آگے وہی روایت کی جو اوپر گذری۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَّحْتَزِمَ اَحَدُكُمْ حُزْمَةً مِّنْ حَطَبٍ فَيَحْمِلَهَا عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهَا خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ رَجُلًا يُعْطِيْهِ اَوْ يَمْنَعُهٗ اَعْطَاهُ اَوْ مَنَعَهٗ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی لکڑی کا گٹھا لادے اپنی پیٹھ پر اور اس کو بیچے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے سوال کرنے سے کسی شخص سے کہ معلوم نہیں کہ وہ دے یا نہ دے۔

عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ اَبِيْ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَبِيْبُ الْاَمِيْنُ اَمَّا هُوَ فَحَبِيْبٌ اِلَيَّ وَاَمَّا عِنْدِيْ هُوَ فَاَمِيْنٌ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةً اَوْ ثَمَانِيَةً اَوْ سَبْعَةً فَقَالَ اَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنَّا حَدِيْثَ عَهْدٍ بِبَيْعَةٍ فَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَسَطْنَا اَيْدِيَنَا وَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَعَلَامَ نُبَايِعُكَ قَالَ اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَتُطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيَّةً وَلَا تَسْاَلُوا النَّاسَ شَيْئًا فَلَقَدْ رَاَيْتُ بَعْضَ اُولٰٓئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُ اَحَدِهِمْ فَمَا يَسْاَلُ اَحَدًا يُنَاوِلُهٗ اِيَّاهُ۔

ترجمہ۔ ابی ادریس خولانی ابومسلم خولانی سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے مجھ سے کہا کہ روایت کی مجھ سے ایک دوست امانت دار نے اور بیشک وہ میرے دوست اور میرے نزدیک امانت دار ہیں۔ عوف بن مالک اشجعی انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے نو یا آٹھ یا سات آدمی اور آپ نے فرمایا تم بیعت نہیں کرتے رسول اللہ صلعم سے اور ہم انھیں دنوں بیعت کر چکے تھے تو ہم نے عرض کی کہ ہم تو آپ سے بیعت کر چکے ہیں اے رسول اللہ تعالیٰ کے۔ پھر آپ نے فرمایا تم بیعت نہیں کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ ہم نے عرض کی کہ ہم آپ سے بیعت کر چکے ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا۔ تم بیعت نہیں کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر ہم نے اپنے ہاتھ بڑھائے اور عرض کیا کہ ہم تو بیعت اول کر چکے ہیں۔ اب کس بات کی بیعت کریں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ عبادت کرو اللہ کی اور نہ شریک کرو اسکے ساتھ کسی کو اور نمازوں کی پنجگانہ اور اللہ کی فرمانبرداری کرو اور ایک بات چپکے سے کہی کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگو۔ تو میں نے ان میں سے بعضوں کو دیکھا کہ ان کا کوڑا اگر پڑتا تھا (یعنی اونٹ پر سے) تو کسی سے سوال نہ کرتے کہ وہ اٹھا دے۔

فائدہ۔ یہ کمال ایفائے بیعت تھی اور نہایت درجہ کی پرہیزگاری اور اطاعت تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہ بہت بڑا درجہ ہے اور ابومسلم جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ بڑے زاہد ہیں اور کرامات ان کی مشہور

ہیں۔ اسلام لائے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور اسود عنسی مرتد دجو دعوی نبوت کا کرتا تھا) نے ان کو آگ میں ڈال دیا اور وہ نہ جلے پھر لاچار ہو کر ان کو چھوڑ دیا اور وہ ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے کہ آپ نے وفات فرمائی اور بڑے بڑے صحابہ سے ملاقات کی ہے مثل ابی بکر صدیق وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور پھر اتفاق ہے محدثین اور مورخین اور ارباب سیر کا اور سمعانی نے انساب میں جو نقل کیا ہے کہ وہ حضرت معاویہ کے زمانہ میں ایمان لائے یہ غلط ہے باتفاق مورخین وغیرہم کے (النووی)

بَابُ مَنْ تَحِلُّ لَهُ الْمَسْئَلَةُ۔ جس کو سوال جائز ہے اسکا بیان

عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ الْهِلَالِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْاَلُهُ فِيْهَا فَقَالَ اَقِمْ حَتّٰى تَاْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَاْمُرَ لَكَ بِهَا قَالَ ثُمَّ قَالَ يَا قَبِيْصَةُ اِنَّ الْمَسْئَلَةَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِاَحَدِ ثَلَاثَةٍ رَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ وَرَجُلٍ اَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَاحَتْ مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ اَوْ قَالَ سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ وَرَجُلٍ اَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتّٰى يَقُوْمَ ثَلَاثَةٌ مِّنْ ذَوِي الْحِجٰى مِنْ قَوْمِهٖ لَقَدْ اَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ اَوْ قَالَ سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْئَلَةِ يَا قَبِيْصَةُ سُحْتٌ يَاْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا۔

ترجمہ۔ قبیصہ نے کہا میں قرضدار ہو گیا تھا۔ ایک بڑی رقم کا (یعنی دو قبیلوں کی اصلاح وغیرہ کے لئے یا کسی اور امر خیر کے واسطے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور آپ سے سوال کیا آپ نے فرمایا۔ تم ٹھیرو کہ ہمارے پاس صدقات کا مال آئے تو ہم اس میں سے کچھ تم کو دیں پھر آپ نے فرمایا۔ اے قبیصہ سوال حلال نہیں مگر تین شخصوں کو ایک تو وہ جو قرضدار ہو جائے (کسی امر خیر میں) تو حلال ہو جاتا ہے اسکو سوال یہاں تک کہ مل جائے اس کو اتنا مال پھر سوال سے باز رہے۔ دوسرے وہ شخص کہ پہونچی ہو آفت اس کے مال میں کہ ضائع ہو گیا ہو مال اُس کا تو حلال ہو جاتا ہے سوال اُس کو یہاں تک کہ مل جائے اس کو اتنی رقم کہ درست ہو جائے اس کی گزران۔ راوی کو شک ہے کہ قوام فرمایا یا سداد معنی دونوں کے ایک ہیں۔ تیسرا وہ کہ پہونچا ہو اس کو فاقہ اور تین شخص عقل والوں میں سے اس کی قوم کے گواہی دیں کہ اسکو بیشک فاقہ پہونچا ہے اس کو بھی سوال جائز ہے جب تک کہ اپنی گزران درست ہونیکے موافق نہ پائے اور سوا ان لوگوں کے اے قبیصہ سوال حرام ہے اور سوا ان کے جو سوال کرنے والا ہے وہ حرام کھاتا ہے۔

بَابُ جَوَازِ الْاَخْذِ بِغَيْرِ سُوَالٍ وَّلَا تَطَلُّعٍ

بے مانگے جو چیز آجائے اس کا لینا کیسا ہے

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

ترجمہ۔ سالم نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت عمرؓ

تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ قَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي الْعَطَاۤءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهٖ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ حَتّٰى اَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ اَعْطِهٖ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ خُذْهُ وَمَا جَاۤءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ۔

سے روایت کی کہ حضرت عمر نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ مال دیا کرتے تھے اور میں کہتا تھا کہ مجھ سے زیادہ احتیاج رکھتا ہو اس کو عنایت کیجئے۔ یہاں تک کہ ایک بار مجھے آپ نے کچھ مال دیا اور میں نے عرض کیا کہ جسے مجھ سے زیادہ حاجت ہو اسے عنایت فرمائیے آپ نے فرمایا۔ اس کو لے لو اور اس مال میں سے جو تمہارے پاس بغیر لالچ کے اور بغیر مانگے اس کو لے لیا کرو اور اس طرح نہ آئے اس کو خیال بھی نہ کرو۔

فائدہ۔ شاید یہ مثل اسی حدیث سے نکلی ہے۔ مصرع۔ چیزیکہ بے سوال رسد دادۂ خداست ٭ اور اس حدیث سے کمال زہد اور بے رغبتی اور لاطمعی اور ایثار حضرت عمرؓ کا معلوم ہوتا ہے اور اس میں علما کا اختلاف ہے کہ جس کو مال آجائے اسے قبول کرنا چاہیئے یا نہیں اور اس میں تین مذہب ہیں اور صحیح و مشہور مذہب یہ ہے کہ سوا سلطان کے اور کا مال قبول کرنا مستحب ہے اور جمہور کا بھی قول ہے اور عطیہ سلطان کا۔ سو بعضوں نے اس کو حرام کہا ہے اور بعضوں نے حلال۔ اور صحیح یہ ہے کہ عطایائے سلطانی میں مال حرام غالب ہے غرض اگر مال حرام غالب ہو تو لینا روا نہیں ورنہ خیر مباح ہے اور ایسا ہے جو ایسے شخص کے پاس مال آئے جو اس کا مستحق نہیں اور اس میں مال حرام غالب نہیں تو لینا روا ہے اگر لینے والے میں کوئی مانع شرعی موجود نہ ہو اور بعضوں نے اس مباح کو واجب رکھا ہے خواہ سلطان سے ہو یا اس کے غیر سے اور بعضوں نے مستحب کہا ہے سلطان کے عطیہ کو نہ اور کے۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْطِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ الْعَطَاۤءَ فَيَقُوْلُ لَهٗ عُمَرُ اَعْطِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ اَوْ تَصَدَّقْ بِهٖ وَمَا جَاۤءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ قَالَ سَالِمٌ فَمِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا لَا يَسْاَلُ اَحَدًا شَيْئًا وَّلَا يَرُدُّ شَيْئًا اُعْطِيَهٗ۔

ترجمہ۔ سالم بن عبد اللہ اپنے باپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر بن خطاب کو کچھ مال دیا کرتے تھے اور وہ عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہ کسی ایسے شخص کو عنایت کیجئے جو مجھ سے زیادہ احتیاج رکھتا ہو تو ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مال لے لو اور اپنے پاس رکھو خواہ صدقہ دیدو اور جو اس قسم کے مال سے تمہارے پاس آئے اور تم نے اس کی خواہش نہ کی ہو اور نہ مانگا ہو تو اس کو لے لیا کرو اور اپنے دل سے خواہش نہ کیا کرو۔ سالم نے کہا۔ اسی سبب سے ابن عمر کسی سے کچھ نہ مانگتے تھے اور اگر کوئی دیتا تھا تو پھیر نہ دیتے تھے۔

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِمِثْلِ ذٰلِكَ عَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ السَّعْدِيِّ عَنْ عُمَرَ

ترجمہ۔ وہی روایت اس سند سے مروی ہوئی۔

بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

عَنِ ابْنِ السَّاعِدِيِّ الْمَالِكِيِّ اَنَّهُ قَالَ اسْتَعْمَلَنِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهَا وَاَدَّيْتُهَا اِلَيْهِ اَمَرَ لِيْ بِعُمَالَةٍ فَقُلْتُ اِنَّمَا عَمِلْتُ لِلّٰهِ وَاَجْرِيْ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ خُذْ مَا اُعْطِيْتَ فَاِنِّيْ عَمِلْتُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَمَّلَنِيْ فَقُلْتُ مِثْلَ قَوْلِكَ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُعْطِيْتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ اَنْ تَسْاَلَ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ۔

ترجمہ۔ ابن ساعدی سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدقہ کا عامل کیا جب میں فارغ ہوا اور صدقہ کا مال ان کو لاکر دیدیا تو مجھے کچھ اجرت دینے کا حکم کیا۔ میں نے کہا میں نے تو اللہ کے واسطے یہ کام کیا ہے اور مزدوری میری اللہ پر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں جو دیتا ہوں لے لو ایک بار میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صدقہ تحصیلا تھا اور آپ نے مجھے بھی کچھ اجرت دی اور میں نے بھی ایسا ہی کہا جیسے تم نے کہا سو مجھ سے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بغیر مانگے تمہارے کچھ ملے تو کھاؤ اور صدقہ دو۔

عَنْ بُكَيْرِ ابْنِ الْاَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ السَّعْدِيِّ اَنَّهُ قَالَ اسْتَعْمَلَنِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اللَّيْثِ۔

ترجمہ۔ وہی روایت اس دوسری سند سے مروی ہوئی۔

بَابُ كَرَاهَةِ الْحِرْصِ عَلَى الدُّنْيَا۔ حرص دنیا کی مذمت میں

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلٰى حُبِّ اثْنَتَيْنِ حُبِّ الْعَيْشِ وَالْمَالِ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بوڑھے کے جینے اور مال کی حرص جوان ہے۔

فائدہ۔ یہ مصرع اس حدیث کے موافق ہے۔ ع۔ مرد چوں پیر شود حرص جوان گردد۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلٰى حُبِّ اثْنَتَيْنِ طُوْلِ الْحَيَاةِ وَحُبِّ الْمَالِ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ سے وہی روایت مروی ہوئی اس میں طول کا لفظ زیادہ ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْرَمُ ابْنُ

ترجمہ۔ مضمون وہی ہے۔

آدَمَ وَيَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ۔

ترجمہ۔ وہی روایت ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمِثْلِهِ۔

ترجمہ۔ وہی روایت ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى وَادِيًا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ۔

ترجمہ۔ انس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر آدمی کے دو جنگل ہوں مال کے تو بھی وہ تیسرا ڈھونڈتا رہے اور پیٹ نہیں بھرتی آدمی کا مگر مٹی اور رجوع ہوتا ہے اللہ اس پر جو توبہ کرے (یعنی جو دنیا کی حرص سے باز آئے اسے گنج قناعت عطا فرماتا ہے)

فائدہ۔ یہ شعر اس حدیث کے موافق ہے ؎

چشم تنگ کور دنیا دار را
یا قناعت پر کند یا خاک گور

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فَلَا اَدْرِي اَشَيْءٌ اُنْزِلَ اَمْ شَيْءٌ كَانَ يَقُولُهُ بِمِثْلِ حَدِيثِ اَبِي عَوَانَةَ۔

ترجمہ۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے یہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ آپ پر یہ بات اتری تھی یا خود فرماتے تھے۔ پھر بیان کی روایت ابوعوانہ کی جو اوپر گذری۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادٍ مِنْ ذَهَبٍ اَحَبَّ اَنَّ لَهُ وَادِيًا آخَرَ وَلَنْ يَمْلَاَ فَاهُ اِلَّا التُّرَابُ وَاللّٰهُ يَتُوبُ عَلٰى مَنْ تَابَ۔

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ فرمایا اگر آدمی کو ایک جنگل سونے کا ہو تو بھی آرزو کرے کہ دوسرا اور ہو اور اس کا منھ نہیں بھرتی مگر مٹی (گور کی) اور اللہ رجوع کرتا ہے اس کی طرف جو توبہ کرے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْ اَنَّ لِابْنِ آدَمَ مِلْاَ وَادٍ مَالًا لَاَحَبَّ اَنْ يَكُونَ اِلَيْهِ مِثْلُهُ وَلَا يَمْلَاُ نَفْسَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَاللّٰهُ يَتُوبُ عَلٰى مَنْ تَابَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَلَا اَدْرِي اَمِنَ الْقُرْآنِ هُوَ اَمْ لَا قَالَ وَفِي رِوَايَةِ زُهَيْرٍ قَالَ فَلَا اَدْرِي اَمِنَ الْقُرْآنِ لَمْ يَذْكُرِ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اگر آدمی کا ایک میدان مال سے بھرا ہو تو بھی چاہے کہ اسی کے برابر اور ہو اور آدمی کا جی کسی چیز سے نہیں بھرتا سوا مٹی کے اور رجوع ہوتا ہے اللہ اس پر جو توبہ کرے ابن عباس نے کہا میں نہیں جانتا کہ یہ قرآن میں سے ہے یا نہیں اور زہیر کی روایت میں یہ ہے کہ میں نہیں جانتا قرآن میں سے ہے یا نہیں اور ابن عباس کا نام نہیں لیا۔

تَعَالٰی عَنْهُمَا۔

عَنْ اَبِی الْاَسْوَدِ قَالَ بُعِثَ اَبُوْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ اِلٰی قُرَّاءِ اَهْلِ الْبَصْرَةِ فَدَخَلَ اِلَیْهِ ثَلَاثُ مِائَةِ رَجُلٍ قَدْ قَرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَقَالَ اَنْتُمْ خِیَارُ اَهْلِ الْبَصْرَةِ وَقُرَّاؤُهُمْ فَاتْلُوْهُ وَلَا یَطُوْلَنَّ عَلَیْكُمُ الْاَمَدُ فَتَقْسُوَ قُلُوْبُكُمْ كَمَا قَسَتْ قُلُوْبُ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَاِنَّا كُنَّا نَقْرَاُ سُوْرَةً كُنَّا نُشَبِّهُهَا فِی الطُّوْلِ وَالشِّدَّةِ بِبَرَاءَةٍ فَاُنْسِیْتُهَا غَیْرَ اَنِّیْ قَدْ حَفِظْتُ مِنْهَا لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰی وَادِیًا ثَالِثًا وَلَا یَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَكُنَّا نَقْرَاُ سُوْرَةً كُنَّا نُشَبِّهُهَا بِاِحْدَی الْمُسَبِّحَاتِ فَاُنْسِیْتُهَا غَیْرَ اَنِّیْ قَدْ حَفِظْتُ مِنْهَا یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ فَتُكْتَبُ شَهَادَةً فِیْ اَعْنَاقِكُمْ فَتُسْاَلُوْنَ عَنْهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

ترجمہ۔ ابی الاسود نے کہا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بصرہ کے قاریوں کو بلوا بھیجا اور وہ سب تین سو قاری ان کے پاس آئے اور انھوں نے قرآن پڑھا اور ابو موسیٰ نے ان سے کہا کہ تم بصرہ کے سب لوگوں سے بہتر ہو اور وہاں کے قاری ہو سو قرآن پڑھتے رہو اور بہت مدت گزر جانے سے سست نہ ہو جاؤ کہ تمہارے دل سخت ہو جائیں جیسے تم سے اگلوں کے دل سخت ہو گئے۔ اور ہم ایک سورت پڑھا کرتے تھے جو طول میں اور سخت وعیدوں میں برأت کے برابر تھی۔ پھر میں اسے بھول گیا مگر اتنی بات یاد رہی کہ اگر آدمی کے دو میدان ہوتے مال کے تب بھی تیسرا ڈھونڈتا رہتا اور آدمی کا پیٹ نہیں بھرتا مگر مٹی سے اور ہم ایک سورت اور پڑھتے تھے اور اس کو مسبحات میں کی ایک سورت کے برابر جانتے تھے میں وہ بھی بھول گیا۔ مگر اس میں سے یہ آیت یاد ہے اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ بات جو کرتے نہیں اور جو بات ایسی کہتے ہو کہ کرتے نہیں وہ تمہاری گردنوں میں لکھ دی جاتی ہے گواہی کے طور پر کہ اس کا سوال ہوگا تم سے قیامت کے دن۔

فائدہ۔ ان سب حدیثوں میں مذمت دنیا کی حرص کی اور برائی ہے دنیا کے بہت چاہنے کی اور کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

اہلِ دنیا کافرانِ مطلق اند! روز و شب در زق زق و در بق بق اند

اور بشارت ہے حضرت انسان کو کہ بے مرے انکا پیٹ نہیں بھرتا، اگرچہ سونے کی اینٹوں سے انکا گھر بھر جائے

بَابُ فَضْلِ الْقَنَاعَةِ وَالْحَثِّ عَلَیْهَا۔ قناعت کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ

ترجمہ۔ روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ امیری سامان بہت ہونے سے نہیں ہے بلکہ امیری دل سے ہے۔

فائدہ۔ یعنی سامان دنیا بہت ہے مگر آدمی پر حرص غالب ہے جب بھی امیر نہیں اور دل غنی ہے تو بے مال کے بھی بے پرواہ ہے۔

بَابُ التَّحْذِيرِ مِنَ الْاِغْتِرَارِ بِزِيْنَةِ الدُّنْيَا وَمَا يُبْسَطُ مِنْهَا

دنیا کی زینت پر مغرور نہ ہونے کے بیان میں

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ اِلَّا مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَصَمَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْخَيْرَ لَا يَاْتِي اِلَّا بِخَيْرٍ اَوَ خَيْرٌ هُوَ اِنَّ كُلَّ مَا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ يَقْتُلُ حَبَطًا اَوْ يُلِمُّ اِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ اَكَلَتْ حَتّٰى اِذَا امْتَلَاَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ ثَلَطَتْ اَوْ بَالَتْ ثُمَّ اجْتَرَّتْ فَعَادَتْ فَاَكَلَتْ فَمَنْ يَاْخُذْ مَالًا بِحَقِّهِ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ يَاْخُذْ مَالًا بِغَيْرِ حَقِّهِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ۔

ترجمہ۔ ابو سعید نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر لوگوں میں وعظ کہا اور فرمایا۔ اللہ کی قسم اے لوگوں میں تمہارے لئے اور کسی چیز سے نہیں ڈرتا ہوں مگر اس سے جو اللہ نکالتا ہے تمہارے لئے دنیا کی زینت تو ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا خیر کا نتیجہ شر بھی ہوتا (یعنی دنیا کی دولت اور حکومت آنا اور اسلام کی ترقی ہونا تو خیر ہے اسکا نتیجہ برا کیونکر ہوگا) پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چپ رہے تھوڑی دیر پھر فرمایا تم نے کیا کہا (پھر اس کے سوال کو پوچھ لیا کہ کہیں بھول نہ گیا ہو تو مطابقت جواب کی سوال کے ٹھیک اس کی سمجھ میں نہ آئے) اس نے عرض کی اے رسول اللہ کے کیا خیر کا نتیجہ شر بھی ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں خیر کا نتیجہ تو خیر ہی ہوتا ہے مگر اتنی بات ہے کہ بہار کے دنوں میں جو سبزہ اگتا ہے (اور اسے تم خیر بھی جانتے ہو) وہ نہیں مارتا ہے ہیضہ سے اور نہ قریب المرگ کرتا ہے مگر ہرا چرنے والے کو کہ وہ کھا جاتا ہے یہاں تک کہ اسکی کوکھیں پھول جاتی ہیں اور سورج کے سامنے ہو کر تپلا ہگنے لگتا ہے یا موتنے لگتا ہے پھر جگالی کرنے لگتا ہے اور پھر چرنے جاتا ہے (یہاں تک کہ اسی لوٹ پوٹ میں ایک دن مر جاتا ہے) یہی حال اس مال کا ہے کہ جو اس کو حق کے ساتھ لیتا ہے اسکو برکت ہوتی ہے اور جو ناحق طور پر لیتا ہے اسکی مثال ایسی ہی ہوتی ہے کہ کھاتا جاتا ہے اور پیٹ نہیں بھرتا (جیسے اس ہری چرنے والے کا)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَخْوَفُ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا قَالُوْا وَمَا زَهْرَةُ الدُّنْيَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَرَكَا

ترجمہ۔ وہی روایت دوسری سند سے مروی ہوئی اتنی بات زیادہ ہے کہ آپ نے تین بار فرمایا کہ خیر کا نتیجہ خیر ہی ہوتا ہے اور اخیر میں فرمایا جس نے اس کو (یعنی مال کو حق کی راہ سے لیا اور راہ حق میں رکھا تو کیا خوب مدد اس سے ملتی ہے (یعنی

الْاَرْضِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَھَلْ یَاْتِی الْخَیْرُ بِالشَّرِّ قَالَ لَا یَاْتِی الْخَیْرُ اِلَّا بِالْخَیْرِ لَا یَاْتِی الْخَیْرُ اِلَّا بِالْخَیْرِ لَا یَاْتِی الْخَیْرُ اِلَّا بِالْخَیْرِ اِنَّ کُلَّ مَا اَنْبَتَ الرَّبِیْعُ یَقْتُلُ اَوْ یُلِمُّ اِلَّا اٰکِلَۃَ الْخَضِرِ فَاِنَّھَا تَاْکُلُ حَتّٰی اِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاھَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ ثُمَّ اجْتَرَّتْ وَبَالَتْ وَثَلَطَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَاَکَلَتْ اِنَّ ھٰذَا الْمَالَ خَضِرَۃٌ حُلْوَۃٌ فَمَنْ اَخَذَہٗ بِحَقِّہٖ وَوَضَعَہٗ فِیْ حَقِّہٖ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَۃُ ھُوَ وَمَنْ اَخَذَہٗ بِغَیْرِ حَقِّہٖ کَانَ کَالَّذِیْ یَاْکُلُ وَلَا یَشْبَعُ۔

درجات عالیہ صدقات وخیرات اور مبرات کے اس کو عنایت ہوتے ہیں) باقی مضمون وہی ہے جو اوپر گذرا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَہٗ فَقَالَ اِنَّ مِمَّا اَخَافُ عَلَیْکُمْ بَعْدِیْ مَا یُفْتَحُ عَلَیْکُمْ مِنْ زَھْرَۃِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتِھَا فَقَالَ رَجُلٌ اَوَ یَاْتِی الْخَیْرُ بِالشَّرِّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَسَکَتَ عَنْہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقِیْلَ لَہٗ مَا شَاْنُکَ تُکَلِّمُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا یُکَلِّمُکَ قَالَ وَرَاَیْنَا اَنَّہٗ یُنْزَلُ عَلَیْہِ فَاَفَاقَ یَمْسَحُ عَنْہُ الرُّحَضَاءَ وَقَالَ اَنَّ ھٰذَا السَّائِلُ وَکَاَنَّہٗ حَمِدَہٗ فَقَالَ اِنَّہٗ لَا یَاْتِی الْخَیْرُ بِالشَّرِّ وَاِنَّ مِمَّا یُنْبِتُ الرَّبِیْعُ یَقْتُلُ اَوْ یُلِمُّ اِلَّا اٰکِلَۃَ الْخَضِرَۃِ فَاِنَّھَا اَکَلَتْ حَتّٰی اِذَا امْتَلَاَتْ خَاصِرَتَاھَا اسْتَقْبَلَتْ عَیْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ وَاِنَّ ھٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ ھُوَ لِمَنْ اَعْطٰی مِنْہُ الْمِسْکِیْنَ وَالْیَتِیْمَ وَابْنَ السَّبِیْلِ اَوْ کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنَّہٗ مَنْ یَاْخُذُہٗ بِغَیْرِ حَقِّہٖ کَالَّذِیْ یَاْکُلُ وَلَا یَشْبَعُ وَیَکُوْنُ عَلَیْہِ شَھِیْدًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

ترجمہ۔ ابوسعید نے وہی روایت بیان کی مگر یہ بات زیادہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے تھے اور ہم آپ کے گرد بیٹھے اور آگے آپ نے وہی مضمون فرمایا۔ دنیا کی زینت کا۔ تب ایک شخص نے عرض کی کہ کیا خیر کا نتیجہ شر ہوتا ہے آپ چپ ہو رہے۔ لوگوں نے اس شخص سے کہا تو نے کیوں ایسی بات کہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے بات نہ کی اور ہم کو خیال ہو کہ آپ پر وحی اترتی ہے اتنے میں آپ نے پسینہ پونچھا اور فرمایا اس سائل نے اچھی بات کہی۔ پھر آپ نے وہی مثال سبز چرنے والی کی بیان کی اور فرمایا۔ یہ مال ہرا ہے، میٹھا ہے اور بہت اچھا رفیق ہے اس مسلمان کا جو مسکین کو اور یتیم کو اور مسافر کو یا اور کچھ فرمایا۔ اخیر میں یہ فرمایا کہ وہ مال اس پر قیامت کے دن گواہ ہوگا باقی مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فائدہ۔ اس حدیث میں آپ نے اپنی امت مرحومہ کو دنیا کی زینت اور کثرت سے ڈرایا اور ان کو ڈرایا جن کو مال حلال ہاتھ آئے اور راہ حق میں خرچ ہو ان ملاعین دنیا کا تو ذکر ہی نہیں جو مال حرام اکٹھا کرتے ہیں اور اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور سائل نے پوچھا کہ خیر کا انجام شر کیونکر ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں یہ ٹھیک ہے مگر دنیا کی زینت خیر حقیقی نہیں بلکہ اس میں بندوں کا امتحان اور فتنہ ہے کہ اس میں مشغول ہو کر ہزاروں خدا کو بھول جاتے ہیں اور آپس میں بغض اور نفسانیت پیدا کرتے ہیں پھر اس پر سبزہ کی مثال فرمائی کہ گو بظاہر پانی کا برسنا سبزہ کا ہونا زندگی کا باعث ہے مگر بدپرہیز جانوروں کے لئے وہی سبب ہلاکت کا ہوتا ہے۔

بَابُ فَضْلِ التَّعَفُّفِ وَالصَّبْرِ وَالْقَنَاعَةِ وَالْحَثِّ عَلٰى كُلِّ ذٰلِكَ

صبر و قناعت کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَاَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ حَتّٰی اِذَا نَفِدَ مَا عِنْدَهٗ قَالَ مَا یَكُنْ عِنْدِیْ مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهٗ عَنْكُمْ وَمَنْ یَّسْتَعْفِفْ یُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ یَّسْتَغْنِ یُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ یَّصْبِرْ یُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا اُعْطِیَ اَحَدٌ مِّنْ عَطَآءٍ خَیْرٌ وَّاَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ۔

ترجمہ۔ ابو سعید نے کہا چند لوگوں نے انصار کے کچھ مانگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے ان کو دیا۔ انھوں نے پھر مانگا پھر دیا۔ یہاں تک کہ جب تمام ہو گیا جو کچھ آپ کے پاس تھا تو آپ نے فرمایا میرے پاس جو مال ہوتا ہے تو میں تم سے دریغ نہیں کرتا اور جو سوال سے بچے اللہ اسے بچاتا ہے اور جو اپنے دل کو بے پرواہ رکھے۔ اللہ اس کو بے پرواہ کر دیتا اور جو صبر کی عادت ڈالے اللہ اس پر صبر آسان کر دیتا ہے اور کوئی عطائے الٰہی بہتر اور کشادگی والی صبر سے زیادہ نہیں

فائدہ۔ اس حدیث میں قناعت اور صبر اور تنگی دنیا پر راضی رہنے کی تعلیم اور ترغیب ہے۔

عَنِ الزُّهْرِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ۔

ترجمہ۔ زہری سے دوسری سند سے وہی روایت مروی ہوئی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَّقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَآ اٰتَاهُ۔

ترجمہ۔ عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مراد کو پہونچا اور چھٹکارا پایا جس نے جو اسلام لایا اور موافق ضرورت کے رزق دیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی روزی پر قناعت دی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ یا اللہ محمد کے گھر والوں کی روزی موافق ضرورت کے رکھ۔

فائدہ۔ یعنی دنیا کی طمطراق اور ساز و براق اور حمل اثقال کے تحمل مشاق اور زبردستی کی دھوم دھام

اور ہجوم عوام اور ناحق کی زق زق اور اہل معاملات کی بق بق سے محفوظ رکھ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بقدر ضرورت کے روٹی ملنا فقر اور غنی دونوں سے افضل ہے خیر الامور اوسطہا اور قوت اہل لغت کے نزدیک سدرمق کو کہتے ہیں اور اس سے دنیا کم رکھنے کی فضیلت ثابت ہوئی اور کفایت کرنے کی قوت لایموت پر۔

بَابُ إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ وَمَنْ يُخَافُ عَلَى إِيمَانِهِ إِنْ لَّمْ يُعْطَ وَاحْتِمَالِ مَنْ سَأَلَ بِجَفَاءٍ لِجَهْلِهِ وَبَيَانِ الْخَوَارِجِ وَأَحْكَامِهِمْ

دل پرچانے والوں کا اور خوارج کا بیان۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقُلْتُ وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَغَيْرُ هٰؤُلَاءِ كَانَ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُمْ قَالَ إِنَّهُمْ خَيَّرُونِي أَنْ يَسْأَلُونِي بِالْفُحْشِ أَوْ يُبَخِّلُونِي فَلَسْتُ بِبَاخِلٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ صدقہ کا مال تقسیم فرمایا۔ اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! قسم اللہ کی اسکے مستحق اور لوگ تھے۔ آپ نے فرمایا۔ انھوں نے مجھے مجبور کیا۔ دو باتوں میں کہ یا تو مجھ سے بے حیائی سے مانگیں یا میں اُن کے آگے بخیل ٹھہروں۔ سو میں بخل کرنے والا نہیں ہوں۔

فائدہ۔ غرض یہ کہ انھوں نے مجھے بہت الحاح سے سوال کیا بہ سبب ضعف ایمان کے اور اگر میں ان کو نہ دیتا تو بخیل کہتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جاہلوں اور سخت دل اور ضعیف الایمان لوگوں سے مدارات کرنا ضرور ہے اور اس مصلحت سے ان کو مال دینا روا ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ رِدَاءٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيدَةً فَنَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عُنُقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ۔

ترجمہ۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا جاتا تھا اور آپ پر ایک نجران (شہر کا نام ہے) کی چادر اوڑھی ہوئی تھی جس کا کنارہ موٹا تھا اور آپ کو ایک گاؤں کا آدمی ملا اور آپ کو چادر سمیت کھینچا بہت زور سے کہ میں نے دیکھا آپ کی گردن کے موہرے پر چادر کا نشان بن گیا اور اس کا حاشیہ گڑ گیا۔ اس کے زور سے کھینچنے کے سبب پھر کہا اے محمد حکم کرو میرے لئے اس مال میں سے کچھ دینے کا جو اللہ کا دیا آپ کے پاس ہے۔ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور ہنسے اور حکم کیا اس کو کچھ دینے کا۔

فائدہ۔ اور اس کی اس گانوزوری پر کچھ غصہ نہ فرمایا۔ یہ کمال خلق اور حلم تھا آپ کا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جاہلوں کی گستاخیوں اور بے ادبیوں پر حلم و صبر و درگذر کرنا اور ان کے سوء ادب کے بدلے میں ان سے احسان

کرنا چاہیئے اور خوش خلقی سے برتنا چاہیئے جیسے آپ ہنس دیئے اور اس کو کچھ دلوا بھی دیا اور اس سے ہنسنے کا جواز بھی سمجھا گیا۔

عَنْ اِسْحٰقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ وَفِیْ حَدِیْثِ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ مِنَ الزِّیَادَةِ قَالَ ثُمَّ جَبَذَهٗ اِلَیْهِ جَبْذَةً رَجَعَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ نَحْرِ الْاَعْرَابِیِّ وَفِیْ حَدِیْثِ هَمَّامٍ فَجَاذَبَهٗ حَتّٰی انْشَقَّ الْبُرْدُ وَحَتّٰی بَقِیَتْ حَاشِیَتُهٗ فِیْ عُنُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ اسحٰق سے بذریعہ انس کے وہی روایت مروی ہے اور عکرمہ بن عمار کی روایت میں یہ مضمون زیادہ ہے کہ اُس اعرابی نے ایسا گھسیٹا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس اعرابی کے گلے سے لگ گئے اور ہمام کی روایت میں یہ ہے کہ ایسا کھینچا کہ چادر مبارک پھٹ گئی اور کنارہ اسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں رہ گیا۔ باقی مضمون وہی ہے جو اوپر گذرا۔

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقْبِیَةً وَلَمْ یُعْطِ مَخْرَمَةَ شَیْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ یَا بُنَیَّ انْطَلِقْ بِنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ قَالَ ادْخُلْ فَادْعُهٗ لِیْ قَالَ فَدَعَوْتُهٗ لَهٗ فَخَرَجَ اِلَیْهِ وَعَلَیْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ قَالَ فَنَظَرَ اِلَیْهِ فَقَالَ رَضِیَ مَخْرَمَةُ۔

ترجمہ۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تقسیم کیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائیں اور مخرمہ کو کوئی نہ دی تب مخرمہ نے کہا اے میرے بیٹے میرے ساتھ چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سو میں ان کے ساتھ گیا اور انھوں نے کہا تم گھر میں جاکر انھیں بلاؤ میں نے حضرت کو بُلایا۔ آپ نکلے اس میں کی ایک قبا اوڑھی ہوئی اور فرمایا کہ یہ میں نے تمہارے واسطے رکھ چھوڑی تھی اور پھر آپ نے مخرمہ کو دیکھا اور فرمایا۔ مخرمہ خوش ہو گئے

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَدِمَتْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقْبِیَةٌ فَقَالَ لِیْ اَبِیْ مَخْرَمَةُ انْطَلِقْ بِنَا اِلَیْهِ عَسٰی اَنْ یُّعْطِیَنَا مِنْهُ شَیْئًا قَالَ فَقَامَ اَبِیْ عَلَی الْبَابِ فَتَكَلَّمَ فَعَرَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهٗ فَخَرَجَ مَعَهٗ قَبَاءٌ وَهُوَ یُرِیْهِ مَحَاسِنَهٗ وَهُوَ یَقُوْلُ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ خَبَأْتُ

ترجمہ۔ مسور نے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قبائیں آئیں اور مجھ سے میرے باپ مخرمہ نے کہا اے میرے بیٹے میرے ساتھ چلو شاید ہم کو بھی اس میں سے کچھ دیں۔ غرض میرے باپ دروازے پر کھڑے رہے اور بات کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آواز پہچانی اور نکلے اور آپ کے پاس ایک قبا تھی اور آپ اسکے پھول بوٹوں کی طرف نظر کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ یہ میں نے تمہارے لئے اٹھا رکھی تھی۔ یہ میں نے تمہارے لئے اٹھا رکھی تھی۔

فائدہ۔ اس میں سخاوجود و بذل و عطا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معلوم ہوتی ہے اور اپنے یاروں کا خیال رکھنا اور اُن کی دلجوئی اور مدارات۔

عَنْ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ

ترجمہ۔ سعد نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند

أَعْطَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا وَأَنَا جَالِسٌ فِيهِمْ قَالَ فَتَرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ رَجُلًا لَمْ يُعْطِهِ وَهُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ فَقُمْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ فِيهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا قَالَ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ وَفِي حَدِيثِ الْحُلْوَانِيِّ تَكْرَارُ الْقَوْلِ مَرَّتَيْنِ۔

لوگوں کو کچھ مال دیا اور میں بھی ان میں بیٹھا تھا اور آپ نے ایک شخص کو چھوڑ دیا جو میرے نزدیک ان سب سے اچھا تھا سو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں اس کو مومن سمجھتا ہوں۔ آپ اس کو کیوں نہیں دیتے۔ میں اسے اللہ کی قسم مومن جانتا ہوں آپ نے فرمایا شاید مسلم ہو۔ پھر میں تھوڑی دیر چپ رہا اور پھر اس کی خوبی نے جو مجھے معلوم تھی، غلبہ کیا اور میں نے پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ اسے کیوں نہیں دیتے۔ اس کو اللہ کی قسم میں مومن جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا شاید مسلم ہو۔ پھر میں چپ ہو رہا اور پھر اس کی خوبی نے جو مجھے معلوم تھی مجھ پر غلبہ کیا اور میں نے پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ اسے کیوں نہیں دیتے۔ اللہ کی قسم میں اسے مومن جانتا ہوں آپ نے فرمایا۔ شاید مسلم ہو پھر تیسری بار میں آپ نے فرمایا کہ میں اکثر ایک کو دیتا ہوں اور دوسرا میرے نزدیک اس سے اچھا ہوتا ہے۔ اس خیال سے کہ اگر میں اسے نہ دوں گا تو یہ اوندھے منہ دوزخ میں چلا جائیگا اور حلوانی کی روایت میں وہ قول جو تین بار مروی ہوا۔ دو ہی بار ہے۔

فائدہ۔ اس میں صاف تصریح ہے کہ ضعیف الایمان لوگوں کو اس لئے دیتا ہوں کہ وہ تکلیف پاکر ایمان سے پھر نہ جائیں اور حالانکہ کامل الایمان موجود ہوتے ہیں کہ وہ ہرگز تکلیف کے خوف سے دین سے پھرنے والے نہیں، اور انہیں کو مؤلفۃ القلوب کہتے ہیں۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَلَى مَعْنَى حَدِيثِ صَالِحٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

ترجمہ۔ زہری سے دوسری سند سے یہی مضمون مروی ہوا۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ يُحَدِّثُ هٰذَا يَعْنِي حَدِيثَ الزُّهْرِيِّ الَّذِي ذَكَرْنَا فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ فَضَرَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ بَيْنَ عُنُقِي وَكَتِفِي ثُمَّ قَالَ أَقِتَالًا أَيْ سَعْدُ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ۔

ترجمہ۔ محمد بن سعد سے یہی روایت زہری کی مروی ہوئی اس میں اتنی بات زیادہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گردن اور شانے کے بیچ میں ہاتھ مارا اور فرمایا کیا لڑتے ہو اے سعد۔ پھر آگے وہی بات فرمائی۔ (یہ آپ نے محبت سے فرمایا کہ کیا تم ہم سے لڑتے ہو۔ حالانکہ ان کی کیا مجال تھی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ نَاسًا مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالُوْا يَوْمَ حُنَيْنٍ حِيْنَ أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا أَفَاءَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْ رِجَالًا مِّنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ قَالَ أَنَسٌ فَحُدِّثَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ مِّنْ أَدَمٍ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَاءَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ فَقَالَ لَهٗ فُقَهَاءُ الْأَنْصَارِ أَمَّا ذَوُوْ رَأْيِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا وَأَمَّا أُنَاسٌ مِّنَّا حَدِيْثَةٌ أَسْنَانُهُمْ قَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّيْ أُعْطِيْ رِجَالًا حَدِيْثِيْ عَهْدٍ بِكُفْرٍ أَتَأَلَّفُهُمْ أَفَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَرْجِعُوْنَ إِلٰى رِحَالِكُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰهِ لَمَا تَنْقَلِبُوْنَ بِهٖ خَيْرٌ مِّمَّا يَنْقَلِبُوْنَ بِهٖ فَقَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ رَضِيْنَا قَالَ فَإِنَّكُمْ سَتَجِدُوْنَ أَثَرَةً شَدِيْدَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَإِنِّيْ عَلَى الْحَوْضِ قَالُوْا سَنَصْبِرُ۔

ترجمہ۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ چند لوگوں نے انصار کے حنین کے دن کہا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول م کو اموال ہوازن میں سے کچھ مال بغیر لڑے بھڑے دلوا دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند آدمیوں کو قریش میں سے سو اونٹ دیئے تو انصار کے لوگ کہنے لگے۔ اللہ اپنے رسول کو بخشے کہ وہ قریش کو دیتے ہیں ہمیں چھوڑ کر اور ہماری تلواریں ابھی تک قریش کا خون ٹپکا رہی ہیں۔ انس بن مالک نے کہا کہ اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی اور آپ نے انصار کو بلا بھیجا اور ان کو ایک چمڑے کے خیمے میں جمع کیا۔ پھر جب سب جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا۔ یہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھے پہونچی ہے۔ تب ان میں سے سمجھ دار لوگوں نے کہا کہ جو ہم میں فہمیدہ لوگ ہیں یا رسول اللہ انہوں نے تو کچھ بھی نہیں کہا اور بعضے کم سن لوگ ہم میں کے بولے اللہ بخشے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ قریش کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے اور ہماری تلواریں ان کے خون ابھی تک ٹپکا رہی ہیں تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایسے لوگوں کو دیتا ہوں جو ابھی کافر تھے۔ ان کا دل خوش کرنے کو اور تم لوگ خوش نہیں ہوتے اس سے کہ لوگ تو مال لیکر اپنے گھر چلے جائیں اور تم اللہ کے رسول کو لیکر اپنے گھر جاؤ سو البتہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ تم جو لیکر گھر جاؤ گے وہ اس سے بہتر ہے جو وہ لیکر گھر جائیں گے (البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن ساری دنیا سے بہتر ہے) پھر سب انصار نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ! ہم راضی ہوئے۔ پھر آپ نے فرمایا آگے تم پر بہت لوگ مقدم کئے جائیں گے (یعنی تمہیں چھوڑ کر اور وں کو دیں گے) تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ ملاقات کرو تم اللہ سے اور اس کے رسول سے کہ میں حوض کوثر پر ہونگا۔ انھوں نے کہا اب ہم صبر کرینگے (بعون اللہ و قوتہ)

فائدہ۔ نووی نے کہا کہ قاضی عیاض نے ذکر کیا کہ اس حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خمس (یعنی پانچواں حصہ) نکالنے کے قبل دیا یا جو دیا اس کو خمس میں نہیں گنا اور باقی روایتوں سے

معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ان کو خمس میں سے دیا ہے اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کو خمس کا اختیار ہے کہ جس طرح چاہے خرچ کرے اور جن کو چاہے اس میں سے زیادہ دیئے یا ایک شخص کو اس میں سے بہت کچھ دیدے اور اسی طرح امام کو اختیار ہے کہ خمس کو مصالح مومنین میں خرچ کرے اور چاہے تو کسی مالدار کو بہت کچھ دیدے کسی مصلحت کی نظر سے، اور حضرت نے انصار سے فرمایا کہ آگے جو حاکم ہوں گے وہ تم کو چھوڑ کر اوروں کے تئیں اموال دنیاوی دیا کریں گے، سو تم کو ضرور ہے کہ نعمائے اُخروی پر نظر رکھو اور مجھ سے حوض کوثر پر ملنے کا خیال باندھے رہو اور ابھی سے صبر کی عادت ڈالو

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مَا اَفَاءَ مِنْ اَمْوَالِ هَوَازِنَ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ اَنَسٌ فَلَمْ نَصْبِرْ وَقَالَ فَاِنَّا اُنَاسٌ حَدِيْثَةٌ اَسْنَانُهُمْ۔

ترجمہ۔ انس بن مالک سے وہی روایت دوسری سند سے مروی ہوئی اسی روایت کی مثل جو گذری اس میں اتنا زیادہ ہے کہ انس نے کہا پھر ہم لوگ صبر نہ کر سکے اور اُناسٌ مِنَّا میں مِنَّا کا لفظ نہیں کہا باقی مضمون وہی ہے۔ کہا مسلم نے اور روایت کی ہم سے زہیر بن حرب نے ان سے یعقوب نے ان سے ابن شہاب کے بھتیجے نے ان سے ان کے چچا نے اُن سے انس بن مالک نے اور روایت کی حدیث مثل اُس کی (جو گذری) اور اس میں بھی ہے کہ انس نے کہا پھر ہم صبر نہ کر سکے۔ جیسے روایت یونس کی ہے زہری سے (جو اس کے اوپر گذری)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَنْصَارَ فَقَالَ اَفِيْكُمْ اَحَدٌ مِّنْ غَيْرِكُمْ قَالُوْا لَا اِلَّا ابْنَ اُخْتٍ لَّنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ ابْنَ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ فَقَالَ اِنَّ قُرَيْشًا حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَّمُصِيْبَةٍ وَّاِنِّيْ اَرَدْتُّ اَنْ اَجْبُرَهُمْ وَاَتَاَلَّفَهُمْ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بُيُوْتِكُمْ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَّسَلَكَ الْاَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكْتُ شِعْبَ الْاَنْصَارِ۔

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو ایک جگہ جمع کیا اور فرمایا تم میں کوئی غیر ہے۔ انھوں نے کہا نہیں مگر ایک ہماری بہن کا لڑکا۔ آپ نے فرمایا۔ بہن کا لڑکا قوم میں داخل ہے۔ پھر فرمایا۔ قریش نے ابھی جاہلیت کو چھوڑا ہے اور ابھی مصیبت سے نجات پائی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ان کی فریادرسی کروں اور ان کی دلجوئی کروں اور کیا تم خوش نہیں ہوتے ہو کہ لوگ دنیا لیکر چلے جائیں اور تم اللہ کے رسول کو لیکر اپنے گھر جاؤ (باقی رہی میری محبت اور رفاقت تمہارے ساتھ وہ تو ایسی ہے) کہ اگر سب لوگ ایک میدان کی راہ لیں اور انصار ایک گھاٹی کی (جو دو پہاڑوں کے بیچ میں ہو) تو میں انصار ہی کی گھاٹی میں جاؤں (اور ان کا ساتھ کبھی نہ چھوڑوں)

فائدہ۔ اس حدیث میں فضیلت انصار کی اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن کے ساتھ معلوم ہوئی

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ مَكَّةُ قَسَمَ الْغَنَائِمَ فِيْ قُرَيْشٍ

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جب مکہ فتح ہوا۔ تو غنیمت قریش میں بانٹی گئی اور انصار نے کہا یہ بڑی

فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْعَجَبُ اِنَّ سُيُوْفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ وَاِنَّ غَنَائِمَنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَمَعَهُمْ فَقَالَ مَا الَّذِیْ بَلَغَنِیْ عَنْكُمْ قَالُوْا هُوَ الَّذِیْ بَلَغَكَ وَكَانُوْا لَا يَكْذِبُوْنَ قَالَ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا اِلٰى بُيُوْتِهِمْ وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بُيُوْتِكُمْ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا اَوْ شِعْبًا وَّسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِیَ الْاَنْصَارِ وَشِعْبَ الْاَنْصَارِ۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ اَقْبَلَتْ هَوَازِنُ وَغَطَفَانُ وَغَيْرُهُمْ بِذَرَارِيِّهِمْ وَنَعَمِهِمْ وَمَعَ النَّبِیِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم يَوْمَئِذٍ عَشَرَةُ اٰلَافٍ وَّمَعَهُ الطُّلَقَاءُ فَاَدْبَرُوْا عَنْهُ حَتّٰى بَقِیَ وَحْدَهٗ قَالَ فَنَادٰى يَوْمَئِذٍ نِدَائَيْنِ لَمْ يَخْلِطْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا قَالَ الْتَفَتَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ الْتَفَتَ عَنْ يَّسَارِهٖ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ قَالَ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ فَنَزَلَ فَقَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ وَاَصَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَائِمَ كَثِيْرَةً فَقَسَمَ فِی الْمُهَاجِرِيْنَ وَالطُّلَقَاءِ وَلَمْ يُعْطِ الْاَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اِذَا كَانَتِ الشِّدَّةُ فَنَحْنُ نُدْعٰى وَتُعْطَى الْغَنَائِمُ غَيْرَنَا فَبَلَغَهٗ ذٰلِكَ فَجَمَعَهُمْ فِیْ قُبَّةٍ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِیْ عَنْكُمْ فَسَكَتُوْا فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَ

تعجب کی بات ہی کہ ہماری تو تلواریں خون بہائیں اور غنیمت یہ لوگ لیجائیں اور یہ خبر حضرت کو پہنچی سو آپ نے ان کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ یہ کیا بات ہے جو مجھے تم سے پہونچی ہے انھوں نے عرض کی کہ ہاں وہی بات ہے جو آپ کو پہونچی اور وہ لوگ کبھی جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ تب آپ نے فرمایا کیا تم کو خوش نہیں آتا کہ اور لوگ دنیا لیکر اپنے گھر جائیں اور تم اللہ کے رسول کو لیکر اپنے گھر جاؤ اور میرا حال تو یہ ہے کہ اگر یہ لوگ ایک میدان کی راہ لیں یا گھاٹی کی اور انصار ایک وادی یا گھاٹی کی تو میں انصار کی وادی میں چلوں یا انہی کی گھاٹی میں۔

ترجمہ۔ انس نے کہا جب حنین کا دن ہوا ہوازن اور غطفان اور قبیلوں کے لوگ اپنی اولاد اور جانوروں کو لیکر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار غازی تھے اور مکہ کے لوگ بھی جن کو طلقا کہتے ہیں۔ پھر یہ سب ایک بار پیٹھ دے دیے یہاں تک کہ حضرت اکیلے رہ گئے اور اس دن دو آوازیں دیں کہ ان کے بیچ میں کچھ نہیں کہا۔ پہلے داہنی طرف آپ نے منھ کیا اور پکارا کہ اے گروہ انصار کے تو انصار نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں اے رسول اللہ کے۔ آپ خوش ہوں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں پھر آپ نے بائیں طرف منھ کیا اور پکارا اے گروہ انصار کے تو انھوں نے پھر جواب دیا اور کہا کہ ہم حاضر ہیں اے رسول اللہ کے آپ خوش ہوں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اور آپ ایک سفید خچر پر سوار تھے اس دن اور اتر پڑے اور فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں (مقام بندگی سے بڑھ کر کوئی فخر کا مقام نہیں۔ شیخ اکبر نے اس کی خوب تصریح کی ہے کہ مقام عبدیت خاص ہے انبیاء کے واسطے اور کسی کو اس مقام میں مشارکت نہیں۔ سبحان اللہ اللہ کا بندہ ہونا کتنی بڑی نعمت ہے کیا خوب کہا ہے ایک شاعر نے ؎

داغ غلامیت کرد پایہ خسرو بلند
صدر ولایت شود بندہ کہ سلطان خرید

تَذْهَبُونَ بِمُحَمَّدٍ تَحُوزُونَهُ إِلَى بُيُوتِكُمْ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَضِينَا قَالَ فَقَالَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَأَخَذْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ قَالَ هِشَامٌ فَقُلْتُ يَا أَبَا حَمْزَةَ أَنْتَ شَاهِدٌ ذَاكَ قَالَ وَأَيْنَ أَغِيبُ عَنْهُ۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ افْتَتَحْنَا مَكَّةَ ثُمَّ إِنَّا غَزَوْنَا حُنَيْنًا قَالَ فَجَاءَ الْمُشْرِكُونَ بِأَحْسَنِ صُفُوفٍ رَأَيْتُ قَالَ فَصُفَّتِ الْخَيْلُ ثُمَّ صُفَّتِ الْمُقَاتِلَةُ ثُمَّ صُفَّتِ النِّسَاءُ مِنْ وَرَاءِ ذٰلِكَ ثُمَّ صُفَّتِ الْغَنَمُ ثُمَّ صُفَّتِ النَّعَمُ قَالَ وَنَحْنُ بَشَرٌ كَثِيرٌ قَدْ بَلَغْنَا سِتَّةَ آلَافٍ وَعَلَى مُجَنِّبَةِ خَيْلِنَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ فَجَعَلَتْ خَيْلُنَا تَلْوِي خَلْفَ ظُهُورِنَا فَلَمْ نَلْبَثْ أَنِ انْكَشَفَتْ خَيْلُنَا وَفَرَّتِ الْأَعْرَابُ وَمَنْ نَعْلَمُ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَنَادَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ ثُمَّ قَالَ يَا لَلْأَنْصَارِ يَا لَلْأَنْصَارِ قَالَ قَالَ أَنَسٌ هٰذَا حَدِيثُ عِمِّيَّةٍ قَالَ قُلْنَا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ

اور اسکا رسول اور شکست کھا گئے مشرک لوگ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت لوٹ کا مال ہاتھ آیا اور آپ نے اس کو مہاجرین میں تقسیم کر دیا اور مکہ کے لوگوں میں اور انصار کو اس میں سے کچھ نہ دیا۔ تب انصار نے کہا کہ کٹھن گھڑی میں تو ہم بلائے جاتے ہیں اور لوٹ کا مال اوروں کو دیا جاتا ہے اور آپ کو یہ خبر لگی سو آپ نے ان کو ایک خیمہ میں اکھٹا کیا۔ اور فرمایا کہ اے گروہ انصار کے یہ کیا بات ہے جو مجھکو تم سے پہونچی ہے۔ تب وہ چپ ہو رہے آپ نے فرمایا اے گروہ انصار کے کیا تم خوش نہیں ہوتے ہو اس پر کہ لوگ دنیا لیکر چلے جائیں اور تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لیجا کر اپنے گھر میں رکھ چھوڑ دگے۔ انھوں نے کہا بے شک اے رسول اللہ کے ہم راضی ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اگر لوگ ایک گھاٹی میں چلے اور انصار دوسری میں تو میں انصار کی گھاٹی کی راہ لوں۔ ہشام نے کہا۔ میں نے کہا۔ اے ابو حمزہ تم اس وقت حاضر تھے انہوں نے کہا۔ میں آپ کو چھوڑ کر کہاں جاتا۔

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم نے مکہ فتح کیا (بعونہ تعالیٰ) پھر جہاد کیا حنین پر اور مشرک خوب صفیں باندھ کر آئے جو میں نے دیکھیں اور پہلے گھوڑوں نے صف باندھی (یعنی سواروں نے) پھر لڑنت لوگوں نے پھر عورتوں نے ان کے پیچھے پھر صف باندھی بکریوں نے۔ پھر چارپایوں نے اور ہم بہت لوگ تھے کہ پہونچ گئے تھے چھ ہزار کو (اور یہ راوی کی غلطی ہے حقیقت میں اس دن بارہ ہزار آدمی تھے جیسا اوپر کی روایت میں گزرا) اور ہماری ایک جانب کے سواروں پر خالد بن ولید رسالدار تھے اور ایک بارگی ہمارے گھوڑے پیٹھ کی طرف جھکنے لگے اور ہم نہ ٹھیرے یہاں تک کہ ننگے ہوئے گھوڑے ہمارے اور گاؤں کے لوگ بھاگنے لگے اور جن لوگوں کو میں جانتا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈانٹا کہ ہاں اے مہاجرین' ہاں اے مہاجرین پھر ڈانٹا کہ اے انصاری انصار اور انس نے کہا یہ حدیث

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَيْمُ اللّٰهِ مَا أَتَيْنَاهُمْ حَتّٰى هَزَمَهُمُ اللّٰهُ قَالَ فَقَبَضْنَا ذٰلِكَ الْمَالَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا إِلَى الطَّائِفِ فَحَاصَرْنَاهُمْ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ رَجَعْنَا إِلٰى مَكَّةَ قَالَ فَنَزَلْنَا قَالَ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي الرَّجُلَ الْمِائَةَ ثُمَّ ذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيْثِ كَنَحْوِ حَدِيْثِ قَتَادَةَ وَأَبِي التَّيَّاحِ وَهِشَامِ بْنِ زَيْدٍ

ایک جماعت کی ہے یا کہا یہ حدیث میرے چچاؤں کی ہے۔ پھر ہم نے کہا حاضر ہیں ہم لے رسول اللہ کے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور کہا انس نے اللہ کی قسم کہ ہم پہونچے نہیں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دیدی اور ہم نے ان سب کا مال لے لیا۔ پھر ہم طائف کی طرف چلے اور ان کو چالیس روز تک گھیرا۔ پھر مکہ لوٹ آئے اور اترے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک کو سو اونٹ عطا فرمانے لگے۔ پھر کہ گئے باقی حدیث ذکر کی جیسے روایت قتادہ اور ابی التیاح اور ہشام بن زید کی اوپر گذری۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ أَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ وَصَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ وَعُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ وَالْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ كُلَّ إِنْسَانٍ مِّنْهُمْ مِائَةً مِّنَ الْإِبِلِ وَأَعْطٰى عَبَّاسَ بْنَ مِرْدَاسٍ دُوْنَ ذٰلِكَ فَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسٍ۔ شعر

أَتَجْعَلُ نَهْبِيْ وَنَهْبَ الْعُبَيْدِ
بَيْنَ عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعِ
فَمَا كَانَ بَدْرٌ وَلَا حَابِسٌ
يَفُوْقَانِ مِرْدَاسَ فِي الْمَجْمَعِ
وَمَا كُنْتُ دُوْنَ امْرِئٍ مِّنْهُمَا
وَمَنْ تَخْفِضِ الْيَوْمَ لَا يُرْفَعِ

قَالَ فَأَتَمَّ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةً۔

ترجمہ۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان اور صفوان اور عیینہ اور اقرع ان سب کو سو سو اونٹ دیئے اور عباس بن مرداس کو کچھ کم دیئے تو عباس نے یہ اشعار کہیں جو اوپر مذکور ہوئے۔ تب آپ نے اُن کے سو اونٹ پورے کر دیئے

فائدہ اور مضمون اُن شعروں کا یہ ہے کہ آپ میرا اور میرے گھوڑے کا حصہ جس کا نام عبید تھا۔ عیینہ اور اقرع کے بیچ میں مقرر فرماتے ہیں حالانکہ عیینہ اور اقرع دونوں مرداس سے یعنی مجھ سے کسی مجمع میں بڑھ نہیں سکتے اور میں ان دونوں سے کچھ کم نہیں ہوں اور آج جس کی بات نیچے ہو گئی وہ پھر اوپر نہ ہوگی۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فَأَعْطٰى أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ

ترجمہ۔ عمر بن سعید بن مسروق نے دوسرے اسناد سے یہی روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غنائم حنین تقسیم کئے اور ابوسفیان کو سو اونٹ دیئے اور حدیث بیان کی مانند اس کی

مِائَةً مِّنَ الْإِبِلِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ وَزَادَ وَأَعْطَى عَلْقَمَةَ بْنَ عُلَاثَةَ مِائَةً۔

اور علقمہ بن علاثہ کو سو دیئے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ عَلْقَمَةَ بْنَ عُلَاثَةَ وَلَا صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ وَلَمْ يَذْكُرِ الشِّعْرَ فِي حَدِيثِهِ۔

ترجمہ۔ عمر بن سعید سے اس سند سے یہی روایت مروی ہوئی اور اس میں علقمہ بن علاثہ اور صفوان بن امیہ کا ذکر نہیں، نہ شعروں کا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا فَتَحَ حُنَيْنًا قَسَمَ الْغَنَائِمَ فَأَعْطَى الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ فَبَلَغَهُ أَنَّ الْأَنْصَارَ يُحِبُّونَ أَنْ يُصِيبُوا مَا أَصَابَ النَّاسُ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَهُمْ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللَّهُ بِي وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللَّهُ بِي وَمُتَفَرِّقِينَ فَجَمَعَكُمُ اللَّهُ بِي وَيَقُولُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ فَقَالَ أَلَا تُجِيبُونِي فَقَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ فَقَالَ أَمَا إِنَّكُمْ لَوْ شِئْتُمْ أَنْ تَقُولُوا كَذَا وَكَذَا وَكَانَ مِنَ الْأَمْرِ كَذَا وَكَذَا لِأَشْيَاءَ عَدَّدَهَا زَعَمَ عَمْرٌو أَنْ لَا يَحْفَظُهَا فَقَالَ أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاءِ وَالْإِبِلِ وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رِحَالِكُمُ الْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهُمْ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن زید نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حنین فتح کیا اور غنیمت تقسیم کی اور مولفۃ القلوب کو مال دیا تو آپ کو خبر لگی کہ انصار چاہتے ہیں کہ جیسا اور لوگوں کو حصہ ملا ہے۔ ویسا ہی ہم کو بھی ملے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اے گروہ انصار کے کیا میں نے تم کو گمراہ نہیں پایا۔ پھر اللہ نے تم کو ہدایت کی میرے سبب سے اور کیا میں نے محتاج نہیں پایا تم کو پھر اللہ نے میرے سبب سے تم کو امیر کیا اور کیا میں نے تم کو متفرق نہیں پایا۔ پھر اللہ نے اکٹھا کر دیا تم کو (انصار میں دو قبیلے بہت بڑے تھے ایک اوس دوسرے خزرج ان میں سو برس سے برابر لڑائی چلی آتی تھی حضرتؐ کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اسے دور کیا) اور وہ کہتے تھے اللہ اور رسول اس کا نہایت امانت دار ہے (یعنی جو آپ نے کیا وہی حق ہے ہم اس پر راضی ہیں) پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھے جواب نہیں دیتے۔ انھوں نے عرض کی کہ اللہ اور رسول اس کا بہت امانت دار ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو کہ ایسا ایسا کہو اور کام ایسا ایسا ہو کئی چیزوں کا آپ نے ذکر کیا کہ عمرو کہتے ہیں۔ میں انھیں بھول گیا (تو یہ نہیں ہو سکتا) پھر فرمایا کہ تم اس سے خوش نہیں ہوتے کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لیکر اپنے گھر جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لیکر اپنے گھر جاؤ۔ پھر فرمایا انصار استر ہیں (یعنی بدن سے ہمارے لگے ہوئے ہیں جیسے استر لگا رہتا ہے) اور باقی لوگ ابرہ ہیں (یعنی بہ نسبت انصار کے ہم سے دور ہیں جیسے ابرہ بدن سے دور رہتا ہے) اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں کا ایک آدمی ہوتا اور اگر لوگ

ایک میدان اور گھاٹی میں جائیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں جاؤں اور میرے بعد لوگ تم کو پیچھے ڈالیں گے (یعنی تم کو نہ دے کر اوروں کو نہ دینگے) تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ ملنا مجھ سے حوض پر۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا فِي الْقِسْمَةِ فَأَعْطَى الْأَقْرَعَ ابْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِّنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَأَعْطَى أُنَاسًا مِّنْ أَشْرَافِ الْعَرَبِ وَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ فَقَالَ رَجُلٌ وَاللّٰهِ إِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا عُدِلَ فِيهَا وَمَا أُرِيدَ فِيهَا وَجْهُ اللّٰهِ قَالَ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَأُخْبِرَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ حَتّٰى كَانَ كَالصِّرْفِ ثُمَّ قَالَ فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ ثُمَّ قَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ قَالَ قُلْتُ لَا جَرَمَ لَا أَرْفَعُ إِلَيْهِ بَعْدَهَا حَدِيثًا۔

ترجمہ۔ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ جب حنین کا دن ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں کو غنیمت کا مال زیادہ دیا۔ چنانچہ اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیئے اور عیینہ کو بھی ایسے ہی اور چند آدمیوں کو سرداران عرب سے ایسا ہی کچھ دیا اور اور لوگوں سے ان کو مقدم کیا تقسیم میں۔ سو ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم یہ تقسیم ایسی ہے کہ اس میں عدل نہیں ہے اور اس میں اللہ کی رضامندی مقصود نہیں تو میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ اللہ کی قسم میں اس کی خبر دوں گا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اور میں آپ کے پاس آیا اور میں نے آپ کو خبر دی تو آپکا چہرہ بدل گیا جیسے خون ہوتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کون عدل کرے گا اگر اللہ تعالیٰ اور رسول اس کا عدل نہ کرے۔ پھر فرمایا آپ نے کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کہ ان کا اس سے زیادہ ستایا مگر اُنھوں نے صبر کیا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج سے میں آپ کو کسی بات کی خبر نہ دونگا (اس لئے کہ آپ کو اُس میں تکلیف ہوتی ہے)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّهَا لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُهُ فَغَضِبَ مِنْ ذٰلِكَ غَضَبًا شَدِيدًا وَاحْمَرَّ وَجْهُهُ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَذْكُرْهُ لَهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ قَدْ أُوذِيَ مُوْسٰى بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ۔

ترجمہ۔ عبداللہ نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال بانٹا اور ایک شخص نے کہا یہ تقسیم ایسی ہے کہ اللہ کی رضامندی اس سے مقصود نہیں۔ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر چپکے سے کہدیا اور آپ بہت غصہ ہوئے اور چہرہ آپکا لال ہو گیا اور میں نے آرزو کی کہ کاش اس کا ذکر نہ کیا ہوتا تو خوب ہوتا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام کو اس سے زیادہ ستایا اور انھوں نے صبر کیا (حضرت موسیٰ علیہ السلام پردہ میں چھپ کر نہاتے تھے۔ جاہلوں نے

کہا انکے انثیین بڑے ہیں ایک بار پتھر پر کپڑے رکھدیئے وہ بھاگا آپ اسکے پیچھے دوڑے۔ لوگوں نے دیکھ لیا کہ کچھ عیب نہیں اور جب حضرت ہارون کا انتقال ہوا۔ انکا جسد آسمان پر ملائکہ لے گئے۔ جاہلوں نے کہا انہوں نے ان کو مار ڈالا آخر وہ ایک تخت پر آسمان سے ظاہر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے مجھے نہیں مارا۔ غرض اس طرح ہمیشہ جاہل لوگ انبیاء علماء کو بدنام کرتے چلے آئے ہیں۔ خدام حدیث اور وارثان علم رسول ہمیشہ صبر کرتے رہے ہیں)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ بِالْجِعْرَانَةِ مُنْصَرَفَهٗ مِنْ حُنَيْنٍ وَفِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ فِضَّةٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ مِنْهَا يُعْطِي النَّاسَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اعْدِلْ قَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ اِذَا لَمْ اَكُنْ اَعْدِلُ لَقَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ اِنْ لَمْ اَكُنْ اَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ دَعْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَقْتُلَ هٰذَا الْمُنَافِقَ فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ يَتَحَدَّثَ النَّاسُ اَنِّيْ اَقْتُلُ اَصْحَابِيْ اِنَّ هٰذَا وَاَصْحَابَهٗ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنْهُ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔

ترجمہ ۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں تھے جب حنین سے لوٹے تھے اور بلال کے کپڑے میں کچھ چاندی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مٹھی سی لے لے کر بانٹتے تھے اور لوگوں کو دیتے تھے تو ایک شخص آیا اور اس نے کہا عدل کر اے محمدؐ۔ آپ نے فرمایا۔ کون عدل کریگا اگر میں عدل نہ کروں اور تو بڑا بدنصیب اور بڑا نقصان والا ہو گیا اگر میں عدل نہ کروں۔ (یعنی تو مجھے نبی سمجھ کر ایمان لایا اور جب میں ظالم ٹھیرا تو تیرا کہاں ٹھکانا لگے گا) اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ مجھے چھوڑ دیجئے کہ میں اس منافق کو مار ڈالوں اے رسول اللہ کے۔ آپ نے فرمایا پناہ اللہ کی لوگ کہیں گے کہ میں اپنے رفیقوں کو مارتا ہوں۔ (معلوم ہوا زبان خلق سے بچنا چاہیئے) اور یہ شخص اور اس کے یار قرآن کو پڑھیں گے اور قرآن ان کے گلوں سے نہ اتریگا (یعنی دل میں اثر نہ کریگا) اور قرآن سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے (بعض وقت زور سے تیر مارو تو پار ہو جاتا ہے اور اس میں خون تک نہیں بھرتا)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْسِمُ مَغَانِمَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ

ترجمہ ۔ وہی ہے دوسری سند سے۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَهُوَ بِالْيَمَنِ بِذَهَبَةٍ فِيْ تُرْبَتِهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

ترجمہ ۔ ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضرت علی نے یمن سے کچھ سونا بھیجا مٹی میں ملا ہوا (یعنی کان سے جیسا نکلا تھا ویسا ہی تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ وَعُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ وَزَيْدِ الْخَيْرِ الطَّائِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ قَالَ فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ فَقَالُوا يُعْطِي صَنَادِيدَ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي إِنَّمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ لِأَتَأَلَّفَهُمْ فَجَاءَ رَجُلٌ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِينِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ يَا مُحَمَّدُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ إِنْ عَصَيْتُهُ أَيَأْمَنُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي قَالَ ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ فَاسْتَأْذَنَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فِي قَتْلِهِ يَرَوْنَ أَنَّهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ۔

اور آپ نے اسے چار آدمیوں میں بانٹا۔ اقرع بن حابس اور عیینہ بن بدر اور علقمہ بن علاثہ عامری اور ایک شخص بنی کلاب کے قبیلے کا اور دیا زید الخیر طائی کو پھر ایک اور شخص کو بنی نبہان سے اور اس پر قریش بہت جلے اور کہنے لگے کہ آپ نجد کے سرداروں کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں ان کو اسلئے دیتا ہوں، کہ اُن کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا ہو اتنے میں ایک شخص آیا کہ اس کی ڈاڑھی گھنی تھی۔ گال پھولے ہوئے تھے۔ آنکھیں گڑھے میں گھسی ہوئی تھیں۔ ماتھا اونچا تھا۔ سر منڈا ہوا تھا اور اس نے آکر کہا۔ اللہ سے ڈر اے محمدؐ (یہ حلیہ عجیب فتنہ انگیز ہے مجھے دو بار اس شکل والوں سے ایذا پہنچی ہے۔ اللہ اس صورت سے بچائے) اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں نافرمانی کروں گا تو پھر اللہ تعالیٰ کی کون اطاعت کریگا (معلوم ہوا کہ نبی سے بڑھکر کسی کا درجہ نہیں) اور اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین والوں پر امانت مقرر فرمایا ہے اور تم لوگ امانت دار نہیں جانتے۔ پھر وہ آدمی پیٹھ موڑ کر چلا گیا اور ایک شخص نے اجازت مانگی قوم میں سے اسکے قتل کی۔ لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ خالد بن ولید تھے اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک اسکی اصل میں سے ایک قوم ہے کہ وہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور اُن کے گلوں سے نیچے نہیں اترتا اور اہل اسلام کو قتل کرتے ہیں اور بت پرستوں کو چھوڑ دیتے ہیں (تمام اہل بدعت کا یہی حال دیکھنے میں آتا ہے کہ پنجہ پرست شدہ پرست جھنڈے پرست تعزیہ پرست گور پرستوں کے یار غار بے نمازیوں، ہیجڑوں، بھڑووں، رنڈیوں زانیوں کے دوستدار، وفادار، فاسقوں، فاجروں، شاربان خمر بائعان مسکرات مغنیان و مغنیات کے جویان رہتے ہیں)۔ اسلام سے ایسا نکل جاتے ہیں جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے اگر میں ان کو پاتا تو ایسا قتل کرتا جیسے عاد قتل ہوئے ہیں (یعنی جڑ پیڑ سے اڑا دیتا جیسے عاد کو باد نے برباد کیا)

فائدہ - اس حدیث سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ انھوں نے خوارج کو قتل کیا اور

گویا حضرت کی آرزو بر لائے آگے ان کا بیان مفصل آئیگا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ بِذَهَبَةٍ فِي أَدِيمٍ مَقْرُوظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا قَالَ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ وَالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ وَزَيْدِ الْخَيْلِ وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهٰذَا مِنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَا تَأْمَنُونِي وَأَنَا أَمِينُ مَنْ فِي السَّمَاءِ يَأْتِينِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ مُشَمَّرُ الْإِزَارِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اتَّقِ اللهَ فَقَالَ وَيْلَكَ أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللهَ قَالَ ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ فَقَالَ لَا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ يُصَلِّي قَالَ خَالِدٌ وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُولُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي قَلْبِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَمْ أُومَرْ أَنْ أُنَقِّبَ عَنْ قُلُوبِ النَّاسِ وَلَا أَشُقَّ بُطُونَهُمْ قَالَ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ رَطْبًا لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ۔

ترجمہ۔ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ حضرت علی رضہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ سونا بھیجا ایک چمڑے میں جو ببول کی چھال سے رنگا ہوا تھا اور مٹی سے بھی جدا نہیں کیا گیا تھا تو آپ نے چار آدمیوں میں بانٹا۔ عیینہ بن بدر اور اقرع بن حابس اور زید خیل میں اور چوتھے علقمہ بن علاثہ تھے یا عامر بن طفیل۔ تو ایک شخص نے آپ کے صحاب میں سے کہا کہ ہم اسکے زیادہ حقدار تھے اُن لوگوں سے اور یہ خبر آپ کو پہنچی اور آپنے فرمایا کہ تم مجھے امانت دار نہیں جانتے اور میں اس کا امانت دار ہوں جو آسمان کے اوپر ہے (یعنی اللہ تعالیٰ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اُوپر ہے نہ جیسا ملاعین جہمیہ جو مفسدان دین ہیں خیال کرتے ہیں اور برق و بجلی کی طرح اہل سنّت پر کڑکتے ہیں کہ وہ ذات مقدس ہر جگہ ہے معاذ اللہ من ذلک اور یہ ملاعین بیہدہ عقائد جہمیہ کو جان جہاں جانتے ہیں اور عقیدہ انبیاؑ کو وہم وگمان سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے شر سے ہر بشر کو محفوظ رکھے) آتی ہے مجھے خبر آسمان کی صبح اور شام۔ پھر ایک شخص کھڑا ہوا جس کی دونوں آنکھیں گڑھے میں گھسی ہوئی تھیں، دونوں گال پھولے ہوئے تھے۔ پیشانی ابھری ہوئی تھی۔ سر منڈا ہوا تھا، تہمت اٹھائے ہوئے۔ کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! اللہ سے ڈر آپنے فرمایا۔ خرابی ہے تیری تو کیا سب زمین والوں سے بڑھ کر مستحق نہیں اللہ سے ڈرنے کا (یعنی سب سے زیادہ تو تو ہے مستحق اس سے ڈرنے کا اس لئے کہ اس کے رسول سے بے ادبی کرتا ہے) پھر وہ شخص چلا اور خالد بن ولید نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! کیا میں اسکی گردن نہ ماروں۔ آپنے فرمایا نہیں۔ شاید یہ نماز پڑھتا ہو (معلوم ہوا کہ وہ اکثر حاضر باش خدمت مبارک بھی نہ تھا ورنہ ایسی حرکت سرزد نہ ہوتی) خالد نے کہا بہت نماز پڑھنے والے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ آپ اپنی زبان سے وہ باتیں

کرتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں۔ اس پر رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھے یہ حکم نہیں ہوا کہ کسی کا دل چیر کر دیکھوں نہ یہ کہ کسی کا پیٹ پھاڑوں۔ پھر آپ نے اس کی طرف دیکھا اور وہ پیٹھ موڑے جا رہا تھا تو آپ نے فرمایا۔ اسکی اصل سے ایسے لوگ نکلیں گے کہ وہ اللہ کی کتاب آسانی سے پڑھیں گے۔ مگر گلے سے نیچے نہ اُترے گی (یہی حال ہے اہلِ بدعت کا یکشبہ قرآن پڑھیں گے مگر عقیدہ یہ رکھیں گے کہ قرآن کا ترجمہ پڑھنے سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے پھر قرآن کا مضمون کیونکر گلے اترے) نکل جائیں گے دین سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے (یعنی تمام اعمال صالحہ خیر و صدقات صلوٰۃ و زکوٰۃ حج و صیام سب کچھ بجالاتے ہیں مگر شرک بدعت کی شومی سے جو انکے عقائد و اعمال میں گھسی ہوئی ہے کوئی نیکی قبول نہیں جیسے تیر نکل گیا تو اس میں خون بھی نہیں بھرتا) راوی نے کہا۔ میں گمان کرتا ہوں کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میں اُن کو پاؤں تو ثمود کی طرح قتل کر دوں۔

فائدہ - آخر حضرت علی رضؓ نے وہی کیا۔ جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء۔ آمین اور زید کو جاہلیت میں زید الخیل کہا کرتے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام اسلام میں زید الخیر رکھدیا۔ اسی لئے بعضے نسخوں میں زید الخیر آیا ہے اور دونوں صحیح ہیں اور ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہے۔ شرع کا حکم ہے کہ وہ قتل کیا جائے اور وہ کافر ہے اور ان روایتوں میں اس کا قتل جو مروی نہیں اس کی وجہ خود حضرت نے فرمادی کہ لوگ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یاروں کو قتل کرتے ہیں اور یہ امر لوگوں کے بھاگنے اور نفرت کا سبب ہوگا اور آپ نے تمام منافقوں کے ساتھ بھی سلوک کیا تاکہ اور دل کو الفت ہو اور شاید ان کو بعد چندی ہدایت ہو اور ان روایتوں میں سے کسی میں اجازت مانگنا حضرت عمر کا مروی ہے کسی میں خالد بن ولید کا اور دونوں صحیح ہے اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ دونوں نے اجازت مانگی ہو اسکے قتل کی اور نووی نے فرمایا ہے کہ قرآن کا گلے سے نہ اترنا مراد اس سے یہ ہے کہ سوا لفظوں کے تلاوت کے اس کے معانی سے ان کو کچھ حصہ نہیں اور یہ قول نووی کا بھی مؤید ہے ہماری تصریح کا جو ہم اوپر کہہ آئے ہیں کہ مراد اس سے وہ ہیں جو ترجمہ قرآنی سے نفور ہیں اور ان حدیثوں سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو خوارج کو کافر کہتے ہیں۔ قاضی عیاض نے فرمایا ہے کہ مازری نے کہا ہے کہ خوارج کی تکفیر میں علما کا اختلاف ہے اور یہ مسئلہ نہایت مشکل ہے اس لئے کہ داخل کرنا کافر کا ملت میں اور خارج کرنا مسلمان کا ملت سے نہایت امر دشوار ہے اور ابی بکر باقلانی کے اقوال اس میں مضطرب ہیں اور انھوں نے کہا ہے کہ یہ امر بہت مشکل ہے اس لئے کہ قوم نے اُن کے کفر کی تصریح نہیں کی اور سبب اشکال کا یہ ہے کہ مثلاً معتزلہ کہتا ہے کہ اللہ عالم ہے مگر اسے علم نہیں اور زندہ ہے مگر اس کو حیوٰۃ نہیں اور اس سے اس کے کفر میں شک پڑ جاتا ہے اس لئے کہ

شرع میں یہ بات تو معلوم ہو کہ جو کہے کہ عالم نہیں ہے یا حی نہیں ہے۔ وہ کافر ہے اور یہ بھی حجت قطعی سے معلوم ہو چکا ہے کہ ایک ذات کا عالم ہونا اس طرح پر کہ اسے علم نہ ہو یا حی ہونا اس طرح کہ حیات نہ ہو محال ہے اب ہم اگر یہ کہیں کہ معتزلے نے جب علم الٰہی کی نفی کی تو اللہ کے عالم ہونے کی نفی کی اور یہ بالاجماع کفر ہے اور اس صورت میں اس کا عالم کہنا مفید نہیں اور اگر یہ کہیں کہ وہ علم کی نفی کرتا ہے اور اللہ کے عالم ہونے کا اقرار کرتا ہے تو وہ کافر نہ ہوا، اگرچہ علم کی نفی سے عالم ہونے کی نفی لازم آتی ہے۔ غرض یہی مقام اشکال کا ہے یہ کلام ہے مازری کا اور مذہب شافعی اور جماہیر علما کا یہ ہے کہ خوارج کی تکفیر نہ کی جائے اور ایسی ہی قدریہ اور معتزلہ ہیں اور تمام اہل اہواء وبدع اور امام شافعی نے کہا ہے کہ میں گواہی تمام اہل ہوا کی قبول کرتا ہوں مگر خطابیہ کی اور وہ ایک گروہ ہیں رافضیوں میں سے کہ وہ اپنے ہم مذہب کی گواہی جھوٹی دینا جائز جانتے ہیں۔ تمام ہوا مضمون نووی کا۔ ساتھ تقدیم و تاخیر اور ایک نوع اختصار کے اور غنیۃ الطالبین میں جناب مستطاب مولٰنا شاہ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خطابیہ منسوب ہیں ابی الخطاب کی طرف اور ان کا عقیدہ ہے کہ ہر زمانہ میں ایک نبی ناطق ہوتا ہے۔ ایک صامت یعنی چپ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ناطق تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبی صامت۔ غرض ان کی گواہی مقبول نہیں۔

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ وَعَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ عَامِرَ بْنَ الطُّفَيْلِ وَقَالَ نَاتِئُ الْجَبْهَةِ وَلَمْ يَقُلْ نَاشِزُ وَزَادَ فَقَامَ اِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا ثُمَّ اَدْبَرَ فَقَامَ اِلَيْهِ خَالِدٌ سَيْفُ اللّٰهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا وَقَالَ اِنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ لَيِّنًا رَطْبًا وَقَالَ قَالَ عُمَارَةُ حَسِبْتُهُ قَالَ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ۔

ترجمہ۔ وہی مضمون ہے جو اگلی روایتوں میں گزرا دوسری سند سے مروی ہوا ہے۔

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ بَيْنَ اَرْبَعَةِ نَفَرٍ زَيْدِ الْخَيْرِ وَالْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ وَعُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنٍ وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ اَوْ عَامِرِ بْنِ الطُّفَيْلِ وَقَالَ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَرِوَايَةِ عَبْدِ الْوَاحِدِ وَقَالَ اِنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ وَلَمْ يَذْكُرْ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ۔

ترجمہ۔ عمارہ سے وہی مضمون مروی ہوا اور اس میں یہ ذکر نہیں کہ میں اگر ان کو پاؤں تو ثمود کی طرح قتل کروں

عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ وَعَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ اَنَّهُمَا اَتَیَا اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ فَسَاَلَاهُ عَنِ الْحَرُوْرِیَّةِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم یَذْکُرُهَا فَقَالَ لَا اَدْرِیْ مَنِ الْحَرُوْرِیَّةُ وَلٰکِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَخْرُجُ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَلَمْ یَقُلْ مِنْهَا قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلٰوتَکُمْ مَعَ صَلٰوتِهِمْ فَیَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ حُلُوْقَهُمْ اَوْ حَنَاجِرَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِیَّةِ فَیَنْظُرُ الرَّامِیْ اِلٰی سَهْمِهٖ اِلٰی نَصْلِهٖ اِلٰی رِصَافِهٖ فَیَتَمَارٰی فِی الْفُوْقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَیْءٌ

ترجمہ۔ ابوسلمہ اور عطا دونو ابوسعید کے پاس آئے اور کہا کہ حروریہ کے باب میں تم نے کچھ سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ ان کا کچھ ذکر کرتے تھے۔ انھوں نے کہا۔ میں نہیں جانتا کہ حروریہ کون لوگ ہیں مگر میں نے آپ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے اس امت میں ایک قوم نکلے گی اور یہ نہیں فرمایا کہ اس امت سے ہوگی غرض وہ ایسے ہوں گے کہ حقیر جانو گے تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے آگے اور قرآن پڑھیں گے کہ ان کے حلقوں سے یا فرمایا گلوں سے نیچے نہ اُترے گا۔ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے کہ شکاری دیکھتا ہے اپنے تیر کی لکڑی کو اور اسکی بھال کو اور اس کی پر کو اور غور کرتا ہے اس کے کنارہ اخیر کو جو اس کی چٹکیوں میں تھا کہ کہیں اس کی کسی چیز میں کچھ خون بھرا ہے (تو دیکھتا ہے کہ کہیں بھی نہیں بھرا)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَقْسِمُ قَسْمًا اَتَاهُ ذُو الْخُوَیْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اعْدِلْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیْلَكَ وَمَنْ یَّعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ اِنْ لَّمْ اَعْدِلْ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ائْذَنْ لِّیْ فِیْهِ اَضْرِبْ عُنُقَهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَاِنَّ لَهٗ اَصْحَابًا یَحْقِرُ اَحَدُکُمْ صَلٰوتَهٗ مَعَ صَلٰوتِهِمْ وَصِیَامَهٗ مَعَ صِیَامِهِمْ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ یُنْظَرُ اِلٰی نَصْلِهٖ فَلَا یُوْجَدُ فِیْهِ شَیْءٌ ثُمَّ یُنْظَرُ اِلٰی رِصَافِهٖ فَلَا یُوْجَدُ فِیْهِ شَیْءٌ ثُمَّ یُنْظَرُ اِلٰی نَضِیِّهٖ فَلَا یُوْجَدُ فِیْهِ شَیْءٌ وَّهُوَ الْقِدْحُ ثُمَّ یُنْظَرُ اِلٰی قُذَذِهٖ فَلَا یُوْجَدُ فِیْهِ شَیْءٌ سَبَقَ

ترجمہ۔ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ کچھ بانٹ رہے تھے کہ ذوالخویصرہ آیا ایک شخص بنی تمیم کا اور اس نے کہا کہ اے رسول اللہ کے عدل کرو۔ تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرابی ہے تیری جب میں عدل نہ کروں گا تو کون کریگا اور تو بالکل بدنصیب اور محروم ہو گیا۔ اگر میں نے عدل نہ کیا اس پر حضرت عمر نے عرض کی کہ اے رسول اللہ کے مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن ماردوں۔ آپ نے فرمایا۔ جانے دو اس لئے کہ اسکے چند یار ہوں گے کہ تم حقیر سمجھو گے اپنی نماز کو ان کی نماز کے آگے اور اپنے روزے کو اُن کے روزے کے آگے۔ قرآن پڑھیں گے کہ ان کے گلوں سے نہ اتریگا۔ اسلام سے ایسا نکل جائیں گے کہ جیسے تیر شکار سے کہ دیکھتا ہے تیر انداز اس کے پیکان کو تو اس میں کچھ بھرا نہیں ہے پھر دیکھتا ہے اس کی پیکان کی جڑ کو۔ تو اس میں کچھ نہیں۔ پھر دیکھتا ہے اس کی لکڑی کو تو اس میں بھی کچھ نہیں۔ پھر دیکھتا ہے اس کے پر کو تو اس میں بھی کچھ نہیں اور تیر اس شکار کی بیٹ اور خون سے نکل گیا اور نشانی اس گروہ کی یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا کہ ایک شانہ عورت

الْعَرَقَ وَالدَّمَ اٰيَتُهُمْ رَجُلٌ اَسْوَدُ اِحْدٰى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْاَةِ اَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ يَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فَاَشْهَدُ اَنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَاتَلَهُمْ وَاَنَا مَعَهٗ فَاَمَرَ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَوُجِدَ فَاُتِيَ بِهٖ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلَيْهِ عَلٰى نَعْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ نَعَتَ۔

کی پستان کا سا ہو گا یا فرمایا جیسے گوشت کا لوتھڑا تھلتھلاتا ہوا۔ اور وہ گروہ اُس وقت نکلے گا جب لوگوں میں پھوٹ ہو گی۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے سنا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے لڑے اور میں آپ کے ساتھ تھا اور آپ نے حکم فرمایا اس کے ڈھونڈھنے کا اور وہ ملا اور حضرت علی کے پاس لایا گیا اور میں نے اس کو دیکھا کہ جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی تھا۔

فائدہ۔ ان روایتوں میں کئی معجزے کھلے کھلے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، کہ جن کی آپ نے پہلے سے خبر دی اور ویسا ہی واقع ہوا۔ اول یہ کہ آپ نے فرمایا پھوٹ کے وقت نکلے گا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نزاع تھی اور دونوں تحکیم پر راضی ہوئے جب ہی ایک گروہ دس ہزار کا دونوں لشکروں سے جدا ہو گیا اور دونوں گروہوں کی تکفیر کرنے لگا۔ اور جب[۲] حضرت علی نے بشارت دی کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اگر تم اس گروہ سے لڑو گے تو ان میں دس بھی نہ بچیں گے اور تم میں کے دس بھی نہ مارے جائیں گے چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ پھر[۳] آگے روایتوں میں آپ نے فرمایا کہ ان کو قتل وہ فرقہ کرے گا۔ جو حق سے قریب ہو گا یعنی حضرت علی کا فرقہ اور انھوں نے ہی قتل کیا اور ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ حضرت علی حق پر تھے اور جن لوگوں نے ان سے خلاف کیا وہ باغی تھے اور یہ روایتیں حجت ہیں اہل سنت کی اور ان[۴] روایتوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امت آپ کی آپ کے بعد باقی رہے گی اور اُن میں شوکت اور قوت ہو گی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ فرقہ مارقہ تشدد کریں گی اور بے موقع کہ جہاں تشدد ضرور نہیں اور ویسا ہی ہوا اور[۵] فرمایا کہ ایک مرد ایسا ہو گا اور اس کا حلیہ ایسا ہو گا چنانچہ ویسا ہی نکلا اور یہ بات ایسی ہے کہ کوئی فریس یا عقیل ہرگز ہرعقل سے نہیں کہہ سکتا بجز وحی الٰہی کے اور جو منکر نبوت اس میں غور کریگا اور انصاف سے دیکھے گا۔ تصدیق رسالت کریگا وللہ الحمد۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ قَوْمًا يَكُوْنُوْنَ فِيْ اُمَّتِهٖ يَخْرُجُوْنَ فِيْ فُرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ سِيْمَاهُمُ التَّحَالُقُ قَالَ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ اَوْ مِنْ اَشَرِّ الْخَلْقِ يَقْتُلُهُمْ اَدْنَى الطَّائِفَتَيْنِ اِلَى الْحَقِّ قَالَ فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمْ مَثَلًا اَوْ قَالَ قَوْلًا الرَّجُلُ يَرْمِي الرَّمِيَّةَ اَوْ قَالَ الْغَرَضَ فَيَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرٰى بَصِيْرَةً وَيَنْظُرُ

ترجمہ۔ ابی سعید نے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کا ذکر کیا جو آپ کی امت میں ہو گی اور وہ لوگ نکلیں گے جبکہ لوگوں میں پھوٹ ہو گی اور نشانی اُن کی سر منڈانا ہو گی اور فرمایا آپ نے کہ وہ بدترین خلق ہیں قتل کریں گے ان کو وہ لوگ دونوں گروہوں میں سے جو نزدیک ہوں گے حق کے (اور وہ گروہ حضرت علی کا تھا) اور ان کی ایک مثال آپ نے بیان فرمائی یا ایک بات کہی کہ آدمی جب تیر مارتا ہے شکار کو یا فرمایا نشانہ کو اور نظر کرتا ہے بھال کو تو اس میں کچھ اثر نہیں دیکھتا

فِي التَّفَضِ فَلَا يَرَى بَصِيرَةً وَيَنْظُرُ فِي الْفُوقِ فَلَا يَرَى بَصِيرَةً قَالَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَأَنْتُمْ قَتَلْتُمُوهُمْ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ۔

اور نظر کرتا ہے تیر کی لکڑی میں تو کچھ اثر نہیں دیکھتا اور نظر کرتا ہے سوفار میں جو تیر انداز کی چٹکی میں رہتا ہے تو کچھ اثر نہیں پاتا ہے۔ ابو سعید نے کہا کہ اے عراق والو! تم ہی نے تو ان کو قتل کیا ہے (یعنی حضرت علی کے ساتھ ہو کر)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرُقُ مَارِقَةٌ عِنْدَ فُرْقَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ۔

ترجمہ۔ ابو سعید خدری نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ایک فرقہ جدا ہو جائیگا۔ جب مسلمانوں میں پھوٹ ہوگی اور اس کو قتل کرے گا وہ گروہ جو قریب ہوگا دونوں گروہوں میں حق سے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي أُمَّتِي فِرْقَتَيْنِ فَتَخْرُجُ مِنْ بَيْنِهِمَا مَارِقَةٌ يَلِي قَتْلَهُمْ أَوْلَاهُمْ بِالْحَقِّ۔

ترجمہ۔ ابو سعید نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت میں دو گروہ ہو جائیں گے اور اُن دونوں میں ایک فرقہ جدا ہو جائیگا اور ان کو قتل کریگا وہ گروہ جو حق سے قریب ہوگا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَمْرُقُ مَارِقَةٌ فِي فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ فَيَلِي قَتْلَهُمْ أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ۔

ترجمہ۔ وہی ہے جو اوپر ہو چکا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثٍ ذَكَرَ فِيهِ قَوْمًا يَخْرُجُونَ عَلَى فُرْقَةٍ مُخْتَلِفَةٍ يَقْتُلُهُمْ أَقْرَبُ الطَّائِفَتَيْنِ مِنَ الْحَقِّ۔

ترجمہ۔ اس کا بھی وہی ہے۔

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُولَ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَقُلْ وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خَدْعَةٌ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَيَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ

ترجمہ۔ سوید بن غفلہ نے کہا کہ حضرت علی نے فرمایا۔ جب میں تم سے روایت کروں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اگر میں آسمان سے گر پڑوں تو اس سے بہتر ہے کہ رسول اللہ پر وہ بات باندھوں جو آپ نے نہیں فرمائی اور جب میں تمہارے اور اپنے بیچ میں کچھ بات کروں تو جان لو کہ لڑائی میں حیلہ اور فریب روا ہے اب سنو کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے۔ اخیر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی کہ ان کے لوگ کم سن ہوں گے اور کم عقل باتیں تو سب مخلوقات سے اچھی کہیں گے اور قرآن ایسا پڑھیں گے۔ کہ ان

مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ فِيْ قَتْلِهِمْ اَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا اور دین سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ پھر جب تم ان سے ملو تو ان کو مارو۔ اسلئے کہ ان کے مارنے سے تم کو قیامت کے دن اللہ کے پاس سے ثواب ملے گا۔

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کے اپنے مناقشات میں یہ بات نہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھ دیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا بڑا گناہ جانتے تھے اور اپنی ہلاکت کا موجب سمجھتے تھے اسی لئے صحابہ نہایت عدول ہیں کہ کوئی ان میں ضعیف نہیں ہے نہ قابلِ جرح۔

عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ۔

ترجمہ۔ وہی روایت دوسری سند سے مذکور ہوئی۔

عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ لَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِمَا يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔

ترجمہ۔ اعمش سے اس سند سے وہی روایت مروی ہوئی اور اس میں یہ مضمون نہیں ہے کہ وہ دین سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ الْخَوَارِجَ فَقَالَ فِيْهِمْ رَجُلٌ مُخْدَجُ الْيَدِ اَوْ مُوْدَنُ الْيَدِ اَوْ مَثْدُوْنُ الْيَدِ لَوْلَا اَنْ تَبْطَرُوْا لَحَدَّثْتُكُمْ بِمَا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَقْتُلُوْنَهُمْ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ اَنْتَ سَمِعْتَهٗ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ اِيْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ اِيْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔

ترجمہ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا خوارج کا اور فرمایا کہ ان میں ایک شخص ہوگا۔ جس کا ہاتھ ناقص ہوگا یا پستان زن کے برابر ہوگا اور کہا کہ اگر تم فخر نہ کرو تو میں بیان کروں جس کا وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے قتل کرنے والوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا تم نے سنا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے انہوں نے کہا کہ ہاں قسم ہے رب کعبہ کی، ہاں قسم ہے رب کعبہ کی ہاں قسم ہے رب کعبہ کی۔

عَنْ عُبَيْدَةَ قَالَ لَا اُحَدِّثُكُمْ اِلَّا مَا سَمِعْتُ مِنْهُ فَذَكَرَ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَ حَدِيْثِ اَيُّوْبَ مَرْفُوْعًا

ترجمہ۔ وہی روایت جو مروی ہوئی۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ الْجُهَنِيِّ اَنَّهٗ كَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِيْ كَانُوْا مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ الَّذِيْنَ سَارُوْا اِلَى الْخَوَارِجِ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ اُمَّتِيْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ اِلٰى قِرَاءَتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صَلٰوتُكُمْ اِلٰى صَلٰوتِهِمْ

ترجمہ۔ زید سے روایت ہے کہ وہ اس لشکر میں تھے جو حضرت علی کے ساتھ خوارج پر گیا تھا۔ انھوں نے کہا کہ حضرت علی نے فرمایا۔ اے لوگو! میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے ایک قوم نکلے گی میری امت سے کہ قرآن پڑھیں گے ایسا کہ تمہارا پڑھنا ان کے آگے کچھ نہ ہوگا اور نہ تمہاری نماز ان کی نماز کے آگے کچھ ہوگی اور نہ تمہارا روزہ ان کے روزوں کے آگے کچھ ہوگا

بِشَيْءٍ وَلَا صِيَامُكُمْ إِلَى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ يَقْرَءُونَ
الْقُرْآنَ يَحْسِبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ لَا تُجَاوِزُ
صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا
يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَوْ يَعْلَمُ الْجَيْشُ
الَّذِينَ يُصِيبُونَهُمْ مَا قُضِيَ لَهُمْ عَلَى لِسَانِ
نَبِيِّهِمْ لَاتَّكَلُوا عَنِ الْعَمَلِ وَآيَةُ ذَلِكَ أَنَّ
فِيهِمْ رَجُلًا لَهُ عَضُدٌ لَيْسَ لَهُ ذِرَاعٌ عَلَى رَأْسِ
عَضُدِهِ مِثْلُ حَلَمَةِ الثَّدْيِ عَلَيْهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ
فَتَذْهَبُونَ إِلَى مُعَاوِيَةَ وَأَهْلِ الشَّامِ وَتَتْرُكُونَ
هَؤُلَاءِ يَخْلُفُونَكُمْ فِي ذَرَارِيِّكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ
وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونُوا هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ
فَإِنَّهُمْ قَدْ سَفَكُوا الدَّمَ الْحَرَامَ وَأَغَارُوا فِي
سَرْحِ النَّاسِ فَسِيرُوا عَلَى اسْمِ اللَّهِ قَالَ سَلَمَةُ
بْنُ كُهَيْلٍ فَنَزَّلَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ مَنْزِلًا حَتَّى
قَالَ مَرَرْنَا عَلَى قَنْطَرَةٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا وَعَلَى الْخَوَارِجِ
يَوْمَئِذٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ الرَّاسِبِيُّ فَقَالَ
لَهُمْ أَلْقُوا الرِّمَاحَ وَسُلُّوا سُيُوفَكُمْ مِنْ
جُفُونِهَا فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُنَاشِدُوكُمْ كَمَا
نَاشَدُوكُمْ يَوْمَ حَرُورَاءَ فَرَجَعُوا فَوَحَّشُوا
بِرِمَاحِهِمْ وَسَلُّوا السُّيُوفَ وَشَجَرَهُمُ
النَّاسُ بِرِمَاحِهِمْ قَالَ وَقُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى
بَعْضٍ وَمَا أُصِيبَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ إِلَّا
رَجُلَانِ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ الْتَمِسُوا
فِيهِمُ الْمُخْدَجَ فَالْتَمَسُوا فَلَمْ يَجِدُوهُ فَقَامَ
عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بِنَفْسِهِ حَتَّى أَتَى نَاسًا
قَدْ قُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ فَقَالَ أَخِّرُوهُمْ
فَوَجَدُوهُ مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ فَكَبَّرَ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ
اللَّهُ وَبَلَّغَ رَسُولُهُ قَالَ فَقَامَ إِلَيْهِ عَبِيدَةُ
السَّلْمَانِيُّ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اللَّهِ الَّذِي

قرآن پڑھ کر وہ سمجھیں گے کہ ہمارا اس میں فائدہ ہے اور وہ
ان کا ضرر ہو گا۔ نماز ان کے گلوں سے نہ اترے گی۔ نکل
جائیں گے اسلام سے جیسے تیر شکار سے۔ اگر وہ لشکر جو ان
پر جائیگا جان لے۔ اس بشارت کو جس کا بیان فرمایا گیا ہے
تمہارے نبی کی زبان مبارک پر تو بھروسا کر لے اسی عمل
پر (یہ سمجھ لے کہ اب عمل کی حاجت نہیں اتنا ثواب
ان کے قتل میں ہے) اور نشانی اُن کی یہ ہے کہ اُن میں
آدمی ہے کہ اس کے شانہ کے سر پر عورت کے سر پستان کی
مثل ہے اور اس پر بال ہیں سفید رنگ کے اور حضرت
علی نے فرمایا کہ تم جاتے ہو معاویہ کی طرف اہل شام پر اور
ان کو چھوڑے جاتے ہو کہ یہ تمہارے پیچھے تمہاری اولاد
اور اموال کو ایذا دیں اور میں اللہ سے امید رکھتا ہوں
کہ یہ وہی قوم ہے کہ اس لئے کہ انہوں نے خون بہایا
حرام اور لوٹ لیا مواشی کو لوگوں کے سو ان پر چلو اللہ
کا نام لیکر سلمہ بن کہیل نے کہا کہ پھر بیان کیا مجھ سے زید
نے ایک ایک منزل کا یہاں تک کہ کہا انہوں نے کہ گزرے
ہم ایک پل پر (اور وہ پل تھا دبرجان کا چنانچہ نسائی
کی روایت میں وارد ہوا ہے) پھر جب دونوں لشکر
ملے۔ اس دن خوارج کا سپہ سالار عبداللہ بن وہب
راسبی تھا اور اس نے حکم دیا اُن کو کہ اپنے نیزے پھینک
دو اور تلواریں میان سے نکال لو اس لئے کہ میں ڈرتا ہوں
کہ یہ لوگ تم پر ویسی بوچھاڑ نہ کریں جیسی حرورا کے دن کی
تھی۔ سو وہ پھرے اور اپنے نیزے پھینک دیئے اور تلواریں
میان سے نکال لیں اور لوگ ان سے جلے اور ان کو اپنے
نیزوں سے کونچ لیا اور ایک پر دوسرا مقتول ہوا اور حضرت
علی کے لشکر سے صرف دو آدمی کام آئے پھر حضرت علی نے فرمایا
کہ ڈھونڈو اُس میں مخدج کو اور اس کو ڈھونڈا اور نہ پایا۔
پھر حضرت علی خود کھڑے ہوئے اور ان مقتولوں کے پاس گئے
جو ایک دوسرے پر پڑے ہوئے تھے اور آپ نے فرمایا کہ ان کو

لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَسَمِعْتَ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِيْ وَ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ حَتّٰى اسْتَحْلَفَهُ ثَلَاثًا وَ هُوَ يَحْلِفُ لَهُ۔

ہٹاؤ پھر اس کو پایا زمین سے لگا ہوا اور آپ نے کہا اللہ اکبر پھر فرمایا کہ سچا ہے اللہ تعالیٰ اور پیغام پہنچایا اس کے رسول نے کہا راوی نے کہ پھر کھڑے ہوئے عبیدہ سلمانی اور عرض کیا کہ اے امیر المومنین قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ آپ نے سنا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ ہاں قسم ہے اللہ پاک کی کہ نہیں معبود ہے کوئی سوا اسکے یہاں تک کہ تین بار اس نے آپ کو قسم دی اور آپ نے قسم کھائی اس پر کہ سنا ہے میں نے اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ۔ یہ قسم دلانا ان کا صرف اس لئے تھا کہ لوگوں کو یقین آجائے اور اس بشارت سے خوش ہوں اور معجزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بخوبی معلوم ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہو کہ حضرت علی اور ان کے رفیق حق پر ہیں اور وہ اس جنگ میں مثاب ہیں اور بر سر صواب۔

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْحَرُوْرِيَّةَ لَمَّا خَرَجَتْ وَهُوَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالُوْا لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَلِمَةُ حَقٍّ اُرِيْدَ بِهَا بَاطِلٌ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَ نَاسًا اِنِّيْ لَاَعْرِفُ صِفَتَهُمْ فِيْ هٰؤُلَاءِ يَقُوْلُوْنَ الْحَقَّ بِاَلْسِنَتِهِمْ لَا يَجُوْزُ هٰذَا مِنْهُمْ وَ اَشَارَ اِلٰى حَلْقِهِ مِنْ اَبْغَضِ خَلْقِ اللّٰهِ اِلَيْهِ مِنْهُمْ اَسْوَدُ اِحْدٰى يَدَيْهِ طُبْيُ شَاةٍ اَوْ حَلَمَةُ ثَدْيٍ فَلَمَّا قَتَلَهُمْ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ انْظُرُوْا فَنَظَرُوْا فَلَمْ يَجِدُوْا شَيْئًا فَقَالَ ارْجِعُوْا فَوَاللّٰهِ مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِبْتُ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ وَجَدُوْهُ فِيْ خَرِبَةٍ فَاَتَوْا بِهِ حَتّٰى وَضَعُوْهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ اَنَا حَاضِرُ ذٰلِكَ مِنْ اَمْرِهِمْ وَقَوْلِ عَلِيٍّ فِيْهِمْ زَادَ يُوْنُسُ فِيْ رِوَايَتِهِ قَالَ

ترجمہ۔ عبید اللہ جو مولیٰ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سے روایت ہے کہ حروریہ جب نکلے اور جب وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے تو حروریہ نے کہا لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ۔ یعنی حکم نہیں کسی کا سوا اللہ کے تو حضرت علی نے فرمایا کہ یہ کلمہ ایسا ہے کہ حق ہے مگر ارادہ ان کا اس سے باطل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا تھا ایک لوگوں کا کہ میں اُن کا حال بخوبی جانتا ہوں اور اُن کی نشانیاں ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں اور وہ اپنی زبانوں سے حق کہتے ہیں مگر وہ اس سے تجاوز نہیں کرتا ہے اور اشارہ کیا عبید اللہ نے اپنے حلق کی طرف (یعنی حق بات حلق سے نیچے نہیں اترتی) اور اللہ کی مخلوق میں بڑے دشمن اللہ کے یہی ہیں ان میں ایک شخص اسود ہے کہ ایک ہاتھ اس کا ایسا ہے کہ جیسے پرچے بکری کے یا سر پستان فرمایا پھر جب قتل کیا ان کو علی بن ابی طالب نے تو فرمایا دیکھو پھر دیکھا تو وہ نہ ملا پھر فرمایا انھوں نے کہ پھر جاؤ۔ سو قسم ہے اللہ پاک کی کہ میں نے جھوٹ نہیں کہا اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے (یعنی نبی نے مجھ سے جھوٹ نہیں فرمایا) میں نے تم

بُكَيْرٌ وَحَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنِ ابْنِ حُنَيْنٍ أَنَّهُ
قَالَ رَأَيْتُ ذٰلِكَ الْأَسْوَدَ۔

سے جھوٹ کہا) دوبار یا تین بار یہی کہا پھر پایا اس کو ایک کھنڈر
میں اور لائے اس کو یہاں تک کہ رکھ دیا لاشہ اس کا حضرت علی
کے آگے اور عبید اللہ نے کہا کہ میں حاضر تھا اس جگہ جب انھوں
نے یہ کام کیا اور حضرت علی نے ان کے حق میں یہ فرمایا اور یونس کی
روایت میں اتنی بات زیادہ ہے کہ بکیر نے کہا اور روایت کی مجھ سے
ایک شخص نے ابن حنین نے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے
اس اسود کو۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَعْدِي
مِنْ أُمَّتِي أَوْ سَيَكُونُ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي قَوْمٌ
يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَلَاقِيمَهُمْ يَخْرُجُونَ
مِنَ الدِّينِ كَمَا يَخْرُجُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ
ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ وَهُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ
فَقَالَ ابْنُ الصَّامِتِ فَلَقِيتُ رَافِعَ بْنَ عَمْرٍو
الْغِفَارِيَّ أَخَا الْحَكَمِ الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ
تَعَالَى عَنْهُمَا قُلْتُ مَا حَدِيثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ
أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ كَذَا وَكَذَا
فَذَكَرْتُ لَهُ هٰذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ وَأَنَا سَمِعْتُهُ
مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعد میرے میری امت سے یا فرمایا
اب ہوگی بعد میرے میری امت میں وہ قوم کہ قرآن پڑھیں
گے اور ان کے حلقوموں سے نیچے نہ اترے گا دین سے وہ ایسا
نکل جائیں گے جیسے کہ تیر نکلتا ہے شکار سے اور پھر نہ آئیں گے
وہ دین میں وہ ساری مخلوق سے بدتر ہیں۔ ابن صامت نے
کہا کہ پھر میں ملا رافع بن عمرو غفاری سے جو حکم غفاری کے بھائی
ہیں اور میں نے کہا وہ کیا حدیث ہے جو تم نے سنی ہے ابوذر
سے ایسے ایسے اور ذکر کی میں نے یہ حدیث تو انھوں نے کہا میں
نے سنی ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ فَقَالَ
سَمِعْتُهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ قَوْمٌ يَقْرَءُونَ
الْقُرْآنَ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَا يَعْدُو تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ
مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ
وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ
قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ
وَقَالَ يَخْرُجُ مِنْهُ أَقْوَامٌ۔

ترجمہ۔ سہل نے کہا سنا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ ذکر کرتے تھے آپ خوارج کا اور کہا انھوں نے کہ سنا
میں نے آپ کو کہ اشارہ کرتے تھے مشرق کی طرف اور فرماتے تھے
کہ وہ ایسی قوم ہے کہ قرآن پڑھتے ہیں اپنی زبانوں سے اور اترتا
نہیں ہے ان کے گلوں سے نکل جاتے ہیں وہ دین سے جیسا
نکل جاتا ہے تیر شکار سے اور روایت کی ہم سے یہ ابوکامل نے
انہوں نے عبدالواحد سے انہوں نے سلیمان سے اسی اسناد سے
اور اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا نکلیں گے ان سے کئی قومیں

عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى
عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتِيهُ

ترجمہ۔ سہل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ
آپ نے فرمایا ایک قوم نکلے گی مشرق کی طرف سے سر منڈائے ہوئے

نَوْمٌ قِبَلَ الْمَشْرِقِ مُحَلَّقَةٌ رُءُوْسُهُمْ۔

بَابُ تَحْرِيْمِ الزَّكوٰةِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَهُمْ بَنُوْ هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ دُوْنَ غَيْرِهِمْ

باب زکوٰۃ حرام ہونے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی اولاد پر اور وہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب ہیں

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ اَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَخْ كَخْ اِرْمِ بِهَا اَمَا عَلِمْتَ اَنَّا لَا نَاْكُلُ الصَّدَقَةَ

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ حسن بن علی نے ایک کھجور صدقہ کی اپنے منہ میں لیکر ڈال لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھو تھو پھینکدے اس کو کیا تو نہیں جانتا کہ ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے۔

فائدہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس سے بڑوں کو بچنا واجب ہو اس سے چھوٹوں کو بھی بچانا واجب ہے اور یہاں کے ولیوں کو ضرور ہے اور اس سے تحریم صدقہ کی آپ پر اور آپ کی اولاد پر ثابت ہوئی اور وہ بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب ہیں یہ مذہب ہے شافعی علیہ الرحمۃ کا اور جو اُن کے موافق ہیں اور یہی قول ہے بعض مالکیہ کا اور مالک اور ابوحنیفہ کا قول ہو کہ وہ صرف بنو ہاشم ہیں اور قاضی نے کہا کہ بعض علماء کے نزدیک سب قریش اس میں داخل ہیں اور اصبغ مالکی نے کہا وہ اولاد ہیں قصے کی اور دلیل شافعی کی یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب ایک ہی ہیں اور آپ نے حصہ ذوی القربی کا انھیں میں تقسیم کیا اور یہ حکم زکوٰۃ مفروضہ کا ہے اور صدقہ تطوع میں امام شافعی کے تین قول ہیں صحیح یہ ہو کہ وہ بھی آپ پر حرام ہو اور آپ کی اولاد کو حلال ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ دونوں پر حرام ہے تیسرا یہ ہے کہ دونوں پر حلال ہے اور بنی ہاشم اور بنی المطلب کے موالی میں بھی شافعیہ کے دو قول ہیں اور صحیح یہی ہے کہ ان پر بھی حرام ہے اس حدیث کی رو سے اور جو ابو رافع سے آگے آتی ہے اور دوسرا یہ ہے کہ اُن کو حلال ہے اور کوفیوں اور ابوحنیفہ کا قول بھی یہی ہے کہ حرام ہے اور بعض مالکیہ بھی یہی کہتے ہیں۔ اور مالک نے اباحت کا بیان کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے ابن بطال مالکی نے کہ یہ اختلاف صرف موالی بنی ہاشم میں ہے اور ان کے سوا اوروں کے موالی میں اختلاف نہیں یعنی ان کو حلال ہے بالاجماع اور یہ بات ان کی کچھ نہیں، بلکہ اصحاب شافعیہ کے نزدیک بنی ہاشم اور بنی المطلب دونوں کے موالی پر حرام ہے اور ان میں کسی طرح کا فرق نہیں ہے (نووی)

عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ اِنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ۔

ترجمہ۔ شعبہ سے یہی روایت آئی ہے اور اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہم کو صدقہ حلال نہیں۔

عَنْ شُعْبَةَ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ كَمَا قَالَ ابْنُ مُعَاذٍ اِنَّا لَا نَاْكُلُ الصَّدَقَةَ۔

ترجمہ۔ شعبہ سے اس روایت میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہم صدقہ نہیں کھاتے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنِّیْ لَاَنْقَلِبُ اِلٰی اَهْلِیْ فَاَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلٰی فِرَاشِیْ ثُمَّ اَرْفَعُهَا لِاٰکُلَهَا ثُمَّ اَخْشٰی اَنْ تَکُوْنَ صَدَقَةً فَاُلْقِیْهَا۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اپنے گھر جاتا ہوں اور اپنے بچھونے پر کھجور پڑی پاتا ہوں اور اٹھاتا ہوں کہ کھاؤں۔ پھر ڈرتا ہوں کہ صدقہ کی نہ ہو اور پھینک دیتا ہوں

فائدہ ۔اب عوام بلکہ خواص میں بھی اس کے خلاف ہو رہا ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ شارع نے طہارت ظاہری میں تخفیف فرمائی کہ جب تک نجاست معلوم نہ ہو تطہیر واجب نہیں بخلاف طہارت لقمہ کے کہ اس سے بچنے کو صرف احتمال کافی رکھا اور لوگوں کا قاعدہ اس کے خلاف ہے کہ لقمہ حرام باوجود یقین کے بھی نہ چھوڑیں گے اور طہارت ظاہری میں وہ وساوس پیدا کریں گے کہ معاذ اللہ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ اَحَادِیْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَنْقَلِبُ اِلٰی اَهْلِیْ فَاَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلٰی فِرَاشِیْ وَفِیْ بَیْتِیْ فَاَرْفَعُهَا لِاٰکُلَهَا ثُمَّ اَخْشٰی اَنْ تَکُوْنَ صَدَقَةً فَاُلْقِیْهَا۔

ترجمہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ تَمْرَةً فَقَالَ لَوْلَا اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَکَلْتُهَا۔

ترجمہ ۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور پائی اور فرمایا آپ نے کہ اگر صدقہ کی نہ ہوتی تو میں کھا لیتا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِتَمْرَةٍ بِالطَّرِیْقِ فَقَالَ لَوْلَا اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَکَلْتُهَا

ترجمہ۔ وہی مضمون ہے

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ تَمْرَةً فَقَالَ لَوْلَا اَنْ تَکُوْنَ صَدَقَةً لَاَکَلْتُهَا۔

ترجمہ ۔ وہی مضمون ہے ۔

فائدہ ۔نووی نے کہا ان روایتوں سے ورع ثابت ہوا اس لئے کہ یہ کھجور مجرد احتمال سے حرام نہیں ہوتی مگر اس کا ترک ورع کی راہ سے فرمایا اور معلوم ہوا کہ ایسی حقیر کم قیمت چیزیں پڑی ملیں تو ان کو پہنچانا ضرور نہیں مگر ان کو استعمال میں لانا درست ہے اور آپ نے صدقہ کے خوف سے چھوڑ دیا اور نہ اس خیال سے کہ لقطہ ہے اور یہ حکم متفق علیہ ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ مالک ایسی چیزوں کو نہ ڈھونڈتا ہے، نہ اس کے تلف ہونے کا غم کرتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ
حَدَّثَهُ قَالَ اجْتَمَعَ رَبِيعَةُ بْنُ الْحَارِثِ وَالْعَبَّاسُ
بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا
فَقَالَا وَاللّٰهِ لَوْ بَعَثْنَا هٰذَيْنِ الْغُلَامَيْنِ قَالَ
لِي وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا
إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَاهُ
فَأَمَّرَهُمَا عَلٰى هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ فَأَدَّيَا مَا
يُؤَدِّي النَّاسُ وَأَصَابَا مِمَّا يُصِيبُ النَّاسُ قَالَ
فَبَيْنَمَا هُمَا فِي ذٰلِكَ جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَوَقَفَ عَلَيْهِمَا فَذَكَرَا لَهُ
ذٰلِكَ فَقَالَ عَلِيٌّ لَا تَفْعَلَا فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ بِفَاعِلٍ
فَانْتَحَاهُ رَبِيعَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا تَصْنَعُ
هٰذَا إِلَّا نَفَاسَةً مِنْكَ عَلَيْنَا فَوَاللّٰهِ لَقَدْ نِلْتَ
صِهْرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا
نَفِسْنَاهُ عَلَيْكَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
أَرْسِلُوهُمَا فَانْطَلَقَا وَاضْطَجَعَ قَالَ فَلَمَّا صَلَّى
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ سَبَقْنَاهُ
إِلَى الْحُجْرَةِ فَقُمْنَا عِنْدَهَا حَتّٰى جَاءَ فَأَخَذَ
بِآذَانِنَا ثُمَّ قَالَ أَخْرِجَا مَا تُصَرِّرَانِ ثُمَّ دَخَلَ
وَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ
جَحْشٍ قَالَ فَتَوَاكَلْنَا الْكَلَامَ ثُمَّ تَكَلَّمَ أَحَدُنَا
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنْتَ أَبَرُّ النَّاسِ وَأَوْصَلُ
النَّاسِ وَقَدْ بَلَغْنَا النِّكَاحَ فَجِئْنَا لِتُؤَمِّرَنَا
عَلٰى بَعْضِ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ فَنُؤَدِّيَ إِلَيْكَ
كَمَا يُؤَدِّي النَّاسُ وَنُصِيبَ كَمَا يُصِيبُونَ
قَالَ فَسَكَتَ طَوِيلًا حَتّٰى أَرَدْنَا أَنْ نُكَلِّمَهُ قَالَ
وَجَعَلَتْ زَيْنَبُ تُلْمِعُ إِلَيْنَا مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ
أَنْ لَا تُكَلِّمَاهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا
تَنْبَغِي لِآلِ مُحَمَّدٍ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ

ترجمہ۔ عبدالمطلب بن ربیعہ سے روایت ہے کہ جمع
ہوئے ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب اور دونوں
نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم بھیجدیں ان دونوں لڑکوں کو یعنی مجھ کو
اور فضل بن عباس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
اور یہ دونوں جا کر عرض کریں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ان کو تحصیلدار بنا دیں ان زکاتوں پر اور یہ دونوں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو لاکر ادا کردیں جیسے اور لوگ ادا کرتے ہیں
اور کچھ ان کو مل جائے جیسے اور لوگوں کو ملتا ہے۔ غرض یہ گفتگو
ہو رہی تھی کہ علی بن ابی طالب آئے اور ان کے آگے کھڑے
ہوئے اور ان دونوں نے حضرت علی رضؓ سے اس کا ذکر کیا۔
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مت بھیجو کہ حضرت تو
قسم اللہ کی ایسا کرنے والے نہیں (اس لئے کہ آپ کو معلوم
تھا کہ زکوٰۃ سیدوں کو حرام ہے) پس برا کہنے لگے حضرت علی کو
ربیعہ بن حارث اور کہا کہ اللہ کی قسم تم ہمارے ساتھ یہ جو کرتے
ہو تو حسد سے۔ اور قسم ہے اللہ پاک کی کہ تم نے جو شرف رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا پایا ہے تو اس کا تو ہم تم
سے کچھ بھی حسد نہیں کرتے تب حضرت علی نے فرمایا کہ اچھا
ان دونوں کو روانہ کرو اور ہم دونوں گئے اور حضرت علی کرم اللہ
تعالیٰ وجہہ لیٹ رہے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ظہر کی نماز پڑھ چکے تو ہم دونوں جلدی سے حجرے میں آپ
سے پہلے جا پہنچے اور کھڑے ہوئے حجرے کے پاس یہاں
تک کہ آپ تشریف لائے اور ہم دونوں کے کان پکڑے (یہ
شفقت اور ملاعبت تھی آپ کی اور لڑکے اس سے خوش
ہوتے ہیں) اور فرمایا آپ نے کہ ظاہر کرو جو تم دل میں گٹھڑ
باندھ لائے ہو۔ پھر آپ بھی حجرے میں گئے اور ہم بھی اور
اس دن آپ حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کے پاس تھے۔ پھر ایک دوسرے سے لگا کہ تم بولو۔ غرض
ایک نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ سب سے زیادہ احسان
کرنے والے ہیں اور سب سے زیادہ صلہ رحم کرنے والے ہیں

ادْعُوا إِلَىَّ مَحْمِيَةَ وَكَانَ عَلَى الْخُمُسِ وَنَوْفَلَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ فَجَاءَهُ فَقَالَ لِمَحْمِيَةَ أَنْكِحْ هٰذَا الْغُلَامَ ابْنَتَكَ لِلْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فَأَنْكَحَهُ وَقَالَ لِنَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ أَنْكِحْ هٰذَا الْغُلَامَ ابْنَتَكَ فَأَنْكَحَنِي وَقَالَ لِمَحْمِيَةَ أَصْدِقْ عَنْهُمَا مِنَ الْخُمُسِ كَذَا وَكَذَا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَمْ يُسَمِّهِ لِي۔

قرابت والوں سے اور ہم نکاح کر پہونچ گئے ہیں (یعنی جوان ہوگئے ہیں) پھر ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ہم کو ان زکوتوں پر تحصیلدار بنا دیں کہ ہم بھی آپ کو تحصیل لادیں جیسے اور لوگ لاتے ہیں اور ہم کو بھی کچھ مل جائے جیسے اور وں کو ملتا ہے (تاکہ ہمارے نکاح کا خرچ نکل آئے) پھر حضرت چپ ہو رہے بڑی دیر تک یہاں تک کہ ہم نے چاہا کہ پھر کچھ کہیں اور ام المومنین زینبؓ ہم سے پردہ کی آڑ سے اشارہ فرماتی تھیں کہ اب کچھ نہ کہو پھر آپ نے فرمایا کہ زکوٰۃ آل محمدؐ کے لائق نہیں یہ تو لوگوں کا میل ہے (شاید یہ مثل یہیں سے ہے کہ روپیہ پیسہ ہاتھ کی میل ہے) مگر تم میرے پاس محمیہ کو بلالاؤ (یہ نام تھا آپ کے خزانچی کا) اور وہ خمس کے اوپر مقرر تھے اور بلالاؤ نوفل بن حارث بن عبد المطلب کو۔ کہا راوی نے کہ پھر یہ دونوں حاضر ہوئے اور آپ نے محمیہ سے فرمایا کہ تم اپنی لڑکی اس لڑکے فضل بن عباس کو بیاہ دو اور نوفل بن حارث سے فرمایا کہ تم اپنی لڑکی اس لڑکے سے بیاہ دو یعنی مجھ سے (یعنی عبد المطلب بن ربیعہ سے جو راوی حدیث ہیں) غرض میرا نکاح کر دیا آپ نے اور محمیہ سے فرمایا کہ ان دونوں کا مہر خمس سے ادا کر دو۔ اتنا اتنا زہری نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن عبد اللہ میرے شیخ نے تعداد مہر کی نہیں فرمائی۔

فائدہ۔ قرآن مجید میں بلوغ کو نکاح فرمایا ہے۔ حَتّٰى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ویسا ہی اس روایت میں بھی ہے اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے کپڑے یا ہاتھ سے اشارہ فرمایا ہوگا۔ اس لئے کہ لمع لغت میں اسی کو کہتے ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کا مال سادات کو مطلقاً حرام ہے خواہ کسی خدمت کے عوض میں دیا جائے خواہ یوں دیا جائے۔ غرض آٹھوں اسباب جو قبول زکوٰۃ کے ہیں۔ اُن سب میں سے کوئی وجہ ہو ان کو لینا اس کا روا نہیں اور یہی صحیح ہے اصحاب شافعیہ کے نزدیک اور احادیث بھی اسی کی مؤید ہیں اور بعض لوگوں نے جو اجازت دی ہے اجرت تحصیل میں وہ ضعیف مذہب ہے بلکہ باطل ہے اور یہ حدیث صریح اس مذہب کو رد کرتی ہے اور اس مال کو میل جو فرمایا اس میں علت اس کی حرمت کی بیان کر دی اور وہ میل اس لئے ہے کہ زکوٰۃ کے نکالنے سے ان کا بقیہ مال پاک ہو جاتا ہے جیسے اللہ پاک فرماتا ہے۔ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا۔

عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ رَبِيعَةَ

ترجمہ۔ عبد المطلب بن ربیعہ نے کہا کہ ان کے باپ ربیعہ اور ابن عباس دونوں نے عبد المطلب اور فضل بن عباس

بْنُ الْحَارِثِ وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَا لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا ائْتِيَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَقَالَ فَأَلْقَى عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ رِدَاءَهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهِ وَقَالَ أَنَا أَبُو حَسَنٍ الْقَرْمُ وَاللَّهِ لَا أَرِيمُ مَكَانِي حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْكُمَا ابْنَاكُمَا بِحَوْرِ مَا بَعَثْتُمَا بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ ثُمَّ قَالَ لَنَا إِنَّ هَذِهِ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَيْضًا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُوا إِلَى مَحْمِيَةَ بْنِ جَزْءٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الْأَخْمَاسِ۔

سے کہا کہ تم دونوں جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس اور حدیث بیان کی جیسے اوپر گزری اور اس میں یوں ہے کہ حضرت علی نے اپنی چادر بچھائی اور لیٹ رہے اور کہا کہ میں باپ ہوں حسن کا اور سید ہوں قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اس جگہ سے نہ جاؤں گا۔ جب تک تمہارے بیٹے نہ لوٹیں تمہاری بات کا جواب لیکر جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلا بھیجی ہے۔ پھر یہ فرمایا کہ یہ میل ہیں لوگوں کی اور یہ محمدؐ اور آلِ محمدؐ کو جائز نہیں اور فرمایا۔ بلاؤ میرے پاس محمیہ بن جزء کو اور وہ ایک آدمی تھے قبیلہ بنی اسد کے کہ آپ نے ان کو تحصیلدار کیا تھا۔ خمسوں پر۔

بَابُ إِبَاحَةِ الْهَدِيَّةِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِبَنِي هَاشِمٍ وَلِبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَإِنْ كَانَ الْمُهْدِي مَلَكَهَا بِطَرِيقِ الصَّدَقَةِ وَبَيَانِ أَنَّ الصَّدَقَةَ إِذَا قَبَضَهَا الْمُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ زَالَ عَنْهَا وَصْفُ الصَّدَقَةِ وَحَلَّتْ لِكُلِّ أَحَدٍ مِمَّنْ كَانَتِ الصَّدَقَةُ مُحَرَّمَةً عَلَيْهِ

باب ہدیہ حلال ہونے کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اور بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کیلئے اگرچہ ہدیہ دینے والا اس کا صدقہ لے کر مالک ہوا ہو

عَنْ جُوَيْرِيَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ مِنْ طَعَامٍ قَالَتْ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عِنْدَنَا طَعَامٌ إِلَّا عَظْمٌ مِنْ شَاةٍ أُعْطِيَتْهُ مَوْلَاتِي مِنَ الصَّدَقَةِ

ترجمہ۔ جویریہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی مسلمانوں کی ماں نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آئے اور فرمایا کچھ کھانا ہے تو انھوں نے عرض کی کہ نہیں قسم ہے اللہ کی اے رسول اللہ تعالیٰ کے ہمارے پاس کچھ کھانا نہیں ہے مگر چند ہڈیاں بکری کی جو میری آزاد

فَقَالَ قَرِّبِيْهِ فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا۔

لونڈی کو صدقہ میں ملی ہیں آپ نے فرمایا۔ لاؤ اس لئے کہ صدقہ تو اپنی جگہ تک پہونچ گیا۔

فائدہ۔ یعنی جب صدقہ جس کو دینا تھا اس تک پہونچ گیا اور اس نے دوسرے کو ہدیہ دیا تو اب حرمت اس کی جو سادات پر تھی باقی نہ رہی اس لئے کہ اب وہ ہدیہ ہو گیا اور صدقہ نہ رہا اور اس میں دلیل ہے شافعی اور انکے موافقین کو کہ گوشت قربانی کا جب کسی نے لے لیا تو اب اس کو بیچنا اس کو درست ہو گیا اور اگر کسی ایسے شخص کو ہدیہ دیا جس کو صدقہ لینا درست نہ تھا تو بھی اس کو حلال ہو گیا اور بعض مالکیہ نے کہا ہے کہ بیع اس گوشت کی روا نہیں مگر دلیل ان کی معلوم نہیں اور ظاہراً اس روایت کے خلاف معلوم ہوتا ہے (نووی)

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ

ترجمہ۔ وہی روایت جو اوپر گزری

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اَهْدَتْ بَرِيْرَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمًا تُصُدِّقَ بِهِ عَلَيْهَا فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ

ترجمہ۔ انس نے کہا ہدیہ دیا بریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ گوشت کہ اس کو کسی نے صدقہ دیا تھا تو آپ نے لیا اور فرمایا ان کو صدقہ ہے اور ہم کو ہدیہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقِيْلَ هٰذَا مَا تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ گوشت گائے کا لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کسی نے کہا کہ یہ گوشت صدقہ کا ہے جو بریرہ کو ملا تھا تو آپ نے فرمایا۔ ان پر صدقہ ہے اور ہم کو ہدیہ۔

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ نے گائے کا گوشت کھایا ہے اور یہ روایت مسلم ہی میں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ قَضِيَّاتٍ كَانَ النَّاسُ يَتَصَدَّقُوْنَ عَلَيْهَا وَتُهْدِيْ لَنَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَّلَكُمْ هَدِيَّةٌ فَكُلُوْهُ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ بریرہ کے مقدمہ سے تین حکم شرعی ثابت ہوئے لوگ اس کو صدقہ دیتے اور وہ ہم کو ہدیہ دیتی تو ذکر کیا ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تو آپ نے فرمایا وہ اس پر صدقہ ہے اور تم کو ہدیہ ہے سو تم کھاؤ۔

فائدہ۔ یہاں ایک حکم بیان کیا، دوسرا یہ ہے کہ ولاء اسی کو ہے جو آزاد کرے اور تیسرا لونڈی جب آزاد ہو تو اس کو اپنے خاوند کے پاس رہنے کا اختیار ہے۔

عَنِ الْقَاسِمِ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ۔

ترجمہ۔ قاسم سے وہی روایت مذکور ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ وَهُوَ لَنَا مِنْهَا هَدِيَّةٌ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وہی روایت مروی ہے مگر اس میں یہ فرمایا کہ وہ ہمارے لئے اس کی طرف سے ہدیہ ہے۔

عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ بَعَثَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مِّنَ الصَّدَقَةِ فَبَعَثْتُ اِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا مِنْهَا بِشَيْءٍ فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَائِشَةَ قَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ قَالَتْ لَا اِلَّا اَنَّ نُسَيْبَةَ بَعَثَتْ اِلَيْنَا مِنَ الشَّاةِ الَّتِيْ بَعَثْتُمْ بِهَا اِلَيْهَا قَالَ اِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا۔

ترجمہ۔ ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا بھیجا میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری کو صدقہ کی تو میں نے اس میں سے تھوڑا گوشت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھیجا پھر آپ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ نہیں مگر نسیبہ نے (یعنی ام عطیہ نے) ہمارے پاس کچھ گوشت بھیجا ہے اس بکری میں سے جو آپ نے ان کے پاس بھیجی تھی آپ نے فرمایا وہ اپنی جگہ پہونچ گئی۔

فائدہ۔ یعنی صدقہ ام عطیہ کے واسطے تھا ان کو پہونچ گیا۔ اب تمہارے لئے ہدیہ ہے اب کھاؤ، اور ہمیں کھلاؤ۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اُتِيَ بِطَعَامٍ سَاَلَ عَنْهُ فَاِنْ قِيْلَ هَدِيَّةٌ اَكَلَ مِنْهَا وَاِنْ قِيْلَ صَدَقَةٌ لَمْ يَاْكُلْ مِنْهَا۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب کھانا آتا پوچھ لیتے اگر ہدیہ ہوتا تو کھاتے اور صدقہ ہوتا تو نہ کھاتے۔

فائدہ۔ یہ پوچھنا آپ کا ورع کی راہ سے تھا اور جب تک کہ لوگوں کو خوب معلوم نہ تھا کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے اور اس سے اصل ماکل و مشارب کا دریافت کرنا روا ہوا۔

بَابُ الدُّعَاءِ لِمَنْ اَتٰى بِصَدَقَتِهٖ - باب صدقہ لانے والے کو دعا دینے کا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ فَاَتَاهُ اَبِيْ اَبُوْ اَوْفٰى بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِيْ اَوْفٰى۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب کوئی قوم صدقہ لاتی تھی تو آپ ان کے لئے فرماتے تھے یا اللہ رحمت کر ان کے اوپر پھر آئے میرے باپ ابو اوفیٰ صدقہ لیکر تو آپ نے فرمایا۔ یا اللہ رحمت کر ابی اوفیٰ کی آل پر

فائدہ۔ یہ دعا فرمانا آپ کا بموجب اس آیت شریف کے تھا کہ اللہ پاک نے فرمایا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ۔ اور مذہب مشہور علماء کا یہی ہے کہ یہ دعا زکوٰۃ دینے والے کو دینا مستحب ہے اور ظاہریہ کا قول

ہے کہ واجب ہے اور بعض اصحاب شافعیہ بھی اسی طرف گئے اور جمہور نے کہا ہے کہ یہ امر آیت مبارک کا ہمارے واسطے مستحب ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن کی طرف بھیجا زکوٰۃ لینے کو اور ان کو دعا کا حکم نہیں دیا اور جواب اس کا یہ دیا ہے کہ دعا کا حکم ان کو قرآن شریف سے خود معلوم تھا اور جمہور نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ دعا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باعث اُن کی تسکین کی تھی بخلاف اوروں کے اور امام شافعی نے دعا میں کہا ہے کہ مستحب ہے کہ یوں کہے آجَرَكَ اللّٰهُ فِيْمَا أَعْطَيْتَ وَجَعَلَهُ طَهُوْرًا وَبَارَكَ لَكَ فِيْمَا أَبْقَيْتَ ۔ مگر جب تک یہ الفاظ کسی روایت کے ثابت نہ ہوں مجرد قول کسی کا ثبت استحباب نہیں ہو سکتا اور تحصیل دار کا یہ کہنا کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى فُلَانٍ اس کو جمہور شافعیہ نے مکروہ کہا ہے اور یہی مذہب ہے ابن عباس اور امام مالک اور ابن عیینہ کا اور ایک جماعت سلف کا اور ایک جماعت نے اس کو جائز کہا ہے اس حدیث کی رو سے اور جنھوں نے مکروہ کہا ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ غیر انبیاء کے لئے جائز نہیں مگر انبیاء کی ذیل میں اس لئے کہ صلوٰۃ لسان سلف میں مخصوص بانبیا تھی جیسے عزوجل کا لفظ ہے اللہ پاک کے واسطے اور جیسے یہ نہیں کہہ سکتے کہ محمد عزوجل' اگرچہ آپ بھی عزیز و جلیل ہیں اسی طرح یہ نہیں کہہ سکتے کہ ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم اور اگرچہ معنی اس کے بھی صحیح ہیں اور ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے اس میں کہ یہ نہی تنزیہہ ہے یا تحریم یا مجرد ادب ہے۔ اور قول صحیح اور مشہور یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے بکراہت تنزیہی اس لئے کہ یہ شعار ہے اہل بدع کا اور اُنکے شعار سے ہم منع کئے گئے ہیں اور اتفاق ہے اس پر کہ غیر انبیا کے لئے لفظ صلوٰۃ بشراکت انبیا جائز ہے جیسے آیا ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اور شیخ ابو محمد جوینی جو اصحاب شافعیہ سے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ سلام بھی بمعنی صلوٰۃ ہے اور اُس کو اکیلا استعمال نہ کرے سوا انبیاء کے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ و سلام کو قرین کیا غرض یوں نہ کہنا چاہیئے کہ فلاں علیہ السلام نے (مثلاً کہیں کہ عبدالکریم علیہ السلام نے فرمایا) مگر مخاطبہ کے طور سے تحیت سے کہنا درست ہے جیسے کہیں السلام علیکم یا اسلام علیک واللہ اعلم (نووی)

عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ صَلِّ عَلَيْهِمْ ۔

ترجمہ۔ شعبہ سے بسند ثانی یوں ہی مروی ہے مگر اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یا اللہ رحمت کر ان پر۔

بَابُ اِرْضَاءِ السَّاعِيْ مَا لَمْ يَطْلُبْ حَرَامًا ۔ باب تحصیلدار زکوٰۃ کو راضی رکھنے کا جب تک وہ کچھ مالِ حرام طلب نہ کرے

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلْيَصْدُرْ عَنْكُمْ وَهُوَ عَنْكُمْ رَاضٍ ۔

ترجمہ۔ جریر نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب زکوٰۃ لینے والا تمہارے پاس آئے تو چاہیے کہ راضی جائے۔

فائدہ۔ مقصود حدیث یہ ہے کہ حاکموں کی اطاعت کرو، ان کو راضی رکھو بات چیت نشست و برخاست

پس ان کو رنج نہ دو کہ اس میں صلاح ذات البین ہو اور اجماع مسلمین ہے اور یہ سب امور جب ہی تک ہیں کہ تم سے جور اور ظلم کی راہ سے طلب نہ کرے کوئی چیز۔

كِتَابُ الصِّيَامِ

روزہ کے مسائل

فائدہ۔ صوم اور صیام لغت میں مطلق امساک کے معنے میں ہے اور شرع میں امساک مخصوص ہی زمان مخصوص میں شخص مخصوص کا اس کی شرائط کے ساتھ۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان آتا ہے تو کھل جاتے ہیں دروازے جنت کے اور بند ہو جاتے ہیں دروازے دوزخ کے اور زنجیروں میں کس دیے جاتے ہیں شیاطین۔

فائدہ۔ یہ حدیث دلیل ہے ایک بڑے مذہب صحیح کی اور اسی طرف گئے ہیں محققین اور بخاری علیہ الرحمۃ اور وہ یہ ہے کہ فقط رمضان کہنا روا ہے بغیر لفظ شہر کے اور اس میں کچھ کراہت نہیں ہے اور اس میں تین مذہب ہیں۔ اول یہ کہ کسی حال میں صرف رمضان کہنا روا نہیں اور یہ قول ہے اصحاب مالک کا اور ان لوگوں نے دعویٰ کیا ہو کہ رمضان نام ہے اللہ تعالیٰ کا پس اس کا اطلاق غیر پر بلا قید روا نہیں اور اکثر اصحاب شافعی اور ابن باقلانی کا قول یہ ہے کہ یہاں ایک قرینہ ہے کہ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہاں اللہ پاک مراد نہیں اور مہینا مراد ہے پس اس میں کراہت نہیں اور اگر قرینہ نہ ہو تو مکروہ ہے غرض جیسے لوگ کہتے ہیں ہم نے رمضان کا روزہ رکھا رمضان میں قیام شب کیا یہ مکروہ نہیں مگر یہ کہنا کہ رمضان آیا یا رمضان گیا یہ مکروہ ہے اور یہ دوسرا قول ہے اور تیسرا وہی جس طرف بخاری وغیرہ گئے ہیں کہ خواہ قرینہ ہو یا نہ ہو۔ رمضان کا اطلاق بلا کراہت روا ہے اور یہی صحیح اور صواب ہے اور اول کے دونوں مذہب فاسد ہیں اور کھلنا اور بند ہونا دروازوں کا اور قید ہو جانا شیاطین کا حقیقت ہے مجاز نہیں۔ یہی مذہب حق ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رمضان ہوتا ہے، دروازے رحمت کے کھل جاتے ہیں اور دروازے دوزخ کے بند ہو جاتے ہیں اور شیطان زنجیروں میں باندھے جاتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ بِمِثْلِهٖ۔

ترجمہ۔ وہی مضمون ہے جو اوپر گذرا۔

بَابُ وُجُوْبِ صَوْمِ رَمَضَانَ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَالْفِطْرِ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَاَنَّهٗ اِذَا غُمَّ فِیْ اَوَّلِهٖ اَوْ اٰخِرِهٖ اُكْمِلَتْ عِدَّةُ الشَّهْرِ ثَلَاثِیْنَ یَوْمًا

باب اس بیان میں کہ روزہ اور افطار چاند دیکھکر کریں اور اگر بدلی ہو تو تیس ۳۰ تاریخ پوری کریں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰی تَرَوْهُ فَاِنْ اُغْمِیَ عَلَیْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ۔

ترجمہ۔ روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا۔ رمضان کا اور فرمایا کہ نہ روزہ رکھو اور نہ افطار کرو جب تک کہ چاند نہ دیکھ لو پھر اگر بدلی ہو جائے تم پر تو تیس دن پورے کرو (یعنی خواہ شعبان کے خواہ رمضان کے)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَضَرَبَ بِیَدَیْهِ فَقَالَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا ثُمَّ عَقَدَ اِبْهَامَهٗ فِی الثَّالِثَةِ صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ فَاِنْ اُغْمِیَ عَلَیْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ ثَلَاثِیْنَ۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا رمضان کا اور اشارہ کیا اپنے دونوں ہاتھوں سے (یعنی دس انگلیوں سے)، اور فرمایا کہ مہینا ایسا ہے' ایسا ہے' ایسا ہے اور بند کر لیا اپنے انگوٹھے کو تیسری بار (یعنی انتیس دن کا ہوتا ہے) پھر اور فرمایا روزہ رکھو چاند دیکھکر اور افطار کرو چاند دیکھکر۔ پھر اگر تم پر بدلی ہو تو گن لو پورے تیس دن۔

فائدہ۔ یعنی انتیس کو شعبان کی مثلاً ابر ہو تو تیس شعبان کی پورے کر لو۔ بعد اس کے روزہ رکھ لو اور اسی طرح اگر انتیس رمضان کو بدلی ہو اور بہ سبب بدلی کے رویت نہ ہو تو تیس روزے پورے کر لو اور بعد اس کے عید فطر کرو جمہور نے اس حدیث کے یہی معنے کئے ہیں اور احادیث اور روایات بھی اسی کے موید ہیں

عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْكُمْ فَاقْدُرُوْا ثَلَاثِیْنَ نَحْوَ حَدِیْثِ اَبِیْ اُسَامَةَ۔

ترجمہ۔ وہی مضمون ہے جو اوپر مذکور ہوا

عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ

ترجمہ۔ عبیداللہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر کیا اور فرمایا کہ مہینہ انتیس کا بھی

فَقَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا قَالَ فَاقْدُرُوا لَهٗ وَلَمْ يَقُلْ ثَلَاثِيْنَ۔

ہوتا ہے اور ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ایسا ایسا اور فرمایا کہ اندازہ کر دو اس کا اور تیس کا لفظ نہیں فرمایا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ۔

ترجمہ۔ وہی مضمون ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ فَاِذَا رَاَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ۔

ترجمہ۔ وہی جو اوپر گزرا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَصُوْمُوْا وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ۔

ترجمہ۔ وہی مضمون ہے جو اوپر کئی بار ترجمہ ہو چکا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ لَيْلَةً لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ اِلَّا اَنْ يُغَمَّ عَلَيْكُمْ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ

ترجمہ۔ وہی مضمون ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَقَبَضَ اِبْهَامَهٗ فِي الثَّالِثَةِ۔

ترجمہ۔ ابن عمر نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے۔ مہینہ ایسا ایسا ایسا ہے اور انگوٹھے کو کم کر دیا۔ تیسری بار میں (یعنی انتیس کا بھی ہوتا ہے)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ۔

ترجمہ۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپ سے سنا کہ فرماتے تھے۔ مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔

فائدہ ۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انتیس کا رمضان ہونے سے اس کا اجر بھی نہیں گھٹتا۔ اس لئے کہ وہ بھی مہینہ کامل ہے نہ ناقص۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا عَشْرًا وَّعَشْرًا وَّتِسْعًا۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ ایسا ہے ایسا ہے ایسا ہے یعنی دس اور دس اور نو دن کا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ كَذَا وَكَذَا وَصَفَّقَ بِيَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ بِكُلِّ أَصَابِعِهِمَا وَنَقَصَ فِي الصَّفْقَةِ الثَّالِثَةِ إِبْهَامَ الْيُمْنٰى أَوِ الْيُسْرٰى۔

ترجمہ۔ عبداللہ عمر کے بیٹے رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ ایسا ایسا ایسا ہے اور اپنے دونوں ہاتھ مارے دوبار اور سب انگلیاں کھلی رکھیں اور تیسری بار میں انگوٹھا داہنا یا بایاں کم کر لیا (یعنی بند کر دیا اور اشارہ ہوا انتیس کا)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ وَطَبَّقَ شُعْبَةُ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ وَّكَسَرَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ قَالَ عُقْبَةُ وَأَحْسَبُهٗ قَالَ الشَّهْرُ ثَلَاثُوْنَ وَطَبَّقَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ انتیس کا ہوتا ہے اور شعبہ نے دونوں ہاتھ اپنے ملا کر اشارہ کیا اور تیسری بار میں انگوٹھے کو موڑ لیا۔ عقبہ نے کہا اور میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ مہینہ تیس کا ہوتا ہے اور دونوں ہتھیلیوں کو تین بار ملایا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَعَقَدَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ وَالشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِيْ تَمَامَ ثَلَاثِيْنَ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لوگ امی ہیں نہ لکھتے ہیں۔ نہ حساب کرتے ہیں مہینہ تو ایسا ہوتا ہے ایسا ہوتا ہے ایسا ہوتا ہے اور تیسری بار میں انگوٹھا بند کر لیا اور مہینہ ایسا ہوتا ہے ایسا ہوتا ہے ایسا ہوتا ہے۔ یعنی تیس دن پورے ہوتے ہیں۔

فائدہ ۔ قربان اس نبی امی کے کہ اپنی امت مرحومہ کو ایسی تعلیم دی کہ تمام جہان کے حساب والے گرد ہیں اور ایک ذرا سی بات کو کس کس طرح سے ان کے ذہن نشین کر دیا اور رحمت کرے اللہ تعالیٰ محدثین کو کہ انہوں نے کیسے آپ کی تعلیمات اور ارشادات کی حفاظت کی کہ ایک ایک بات کو اسانید متعددہ سے اور اسالیب مختلفہ کو جس جس طرح سے وارد ہوئے خوب یاد رکھا اور ایسی حفاظت کی کہ کسی امت کو نصیب نہ ہوئی۔ الحمد علی ذلک

عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

ترجمہ۔ اسود سے اس اسناد سے بھی مروی ہوئی مگر

وَلَمْ يَذْكُرِ الشَّهْرَ الثَّانِيَ ثَلَاثِيْنَ ۔

اس میں دوسرے تیس دن کے مہینے کا ذکر نہیں۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ رَجُلًا يَقُوْلُ اللَّيْلَةَ النِّصْفُ فَقَالَ لَهُ مَا يُدْرِيْكَ أَنَّ اللَّيْلَةَ النِّصْفُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ الْعَشْرِ مَرَّتَيْنِ وَهٰكَذَا فِي الثَّالِثَةِ وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ كُلِّهَا وَحَبَسَ أَوْ خَنَسَ إِبْهَامَهُ ۔

ترجمہ ۔ سعد بن عبیدہ نے کہا کہ سنا ابن عمر نے ایک آدمی کو کہ کہتا تھا کہ آج کی رات آدھا مہینہ ہوگیا تو عبداللہ نے فرمایا تو نے کیا جانا کہ آج کی رات آدھا مہینہ ہوا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے۔ مہینہ ایسا ہوتا ہے اور اشارہ کیا اپنی انگلیوں سے دوبار اور ایسا ہی تیسری بار کیا اور سب انگلیوں سے اشارہ کیا اور بند کرلیا یا جھکا لیا اپنے انگوٹھے کو۔

فائدہ ۔ یعنی تم نے کیونکر جانا کہ آج کی رات آدھا مہینہ ہوا۔ اس لئے کہ مہینہ کبھی انتیس ہی کا ہوتا ہے۔ پھر جب تک ماہ تمام نہ ہوا در معلوم نہ ہو کہ انتیس کا ہوا یا تیس کا، تب تک کیونکر معلوم ہو کہ نصف ماہ کونسی رات کو ہوا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا وَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَأَفْطِرُوْا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُوْمُوْا ثَلٰثِيْنَ يَوْمًا ۔

ترجمہ ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم اس کو دیکھو تب ہی افطار بھی کرو۔ پھر اگر بدلی ہو جائے تو تیس روزے پورے رکھ لو پھر اس کے بعد عید کرو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعَدَدَ ۔

ترجمہ ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روزہ رکھو چاند دیکھکر اور افطار کرو چاند دیکھکر اور اگر بدلی ہو جائے تو گنتی پوری کرو (یعنی تیس کی)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمِّيَ عَلَيْكُمُ الشَّهْرُ فَعُدُّوْا ثَلٰثِيْنَ ۔

ترجمہ ۔ وہی جو اوپر گزرا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهِلَالَ فَقَالَ إِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَأَفْطِرُوْا فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوْا ثَلٰثِيْنَ ۔

ترجمہ ۔ وہی جو اوپر گزرچکا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ رمضان سے پیشگی ایک روز

قَالَ لَا تَقَدَّمُوْا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صَوْمًا فَلْيَصُمْهُ۔

مت رکھو مگر وہ شخص جو ہمیشہ ایک دن میں روزہ رکھا کرتا تھا اور وہی دن آگیا تو خیر وہ رکھے اپنے مقرر دن میں (مثلاً جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھتا تھا اور انتیس اور تیس تاریخ میں شعبان کے وہی دن آگئے تو وہ رکھ لے)

عَنْ يَحْيَى بْنِ كَثِيْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

ترجمہ۔ یحییٰ سے اس اسناد سے مانند اسکی مروی ہے

عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْسَمَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلٰى أَزْوَاجِهِ شَهْرًا قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ لَيْلَةً أَعُدُّهُنَّ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بَدَأَ بِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّكَ دَخَلْتَ مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِيْنَ أَعُدُّهُنَّ فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ۔

ترجمہ۔ زہری نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی کہ اپنی بی بیوں کے پاس نہ آئیں گے ایک ماہ تک زہری نے کہا۔ پھر خبر دی مجھ کو عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبانی کہ انہوں نے فرمایا کہ جب انتیس روز گذرے اور میں گنتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ پہلے میرے پاس تشریف لائے (اور یہ فخریہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا اور اس میں کمال محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے ساتھ ثابت ہوئی) پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ ہمارے پاس نہ آئیں گے مہینہ بھر تک اور آپ انتیسویں ہی دن تشریف لائے اور میں دن گنتی تھی تو آپ نے فرمایا۔ مہینہ انتیس کا بھی تو ہوتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَزَلَ نِسَاءَهُ شَهْرًا فَخَرَجَ إِلَيْنَا فِيْ تِسْعَةٍ وَعِشْرِيْنَ فَقُلْنَا إِنَّمَا الْيَوْمُ تِسْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ فَقَالَ إِنَّمَا الشَّهْرُ وَصَفَّقَ بِيَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَحَبَسَ إِصْبَعًا وَاحِدَةً فِي الْآخِرَةِ۔

ترجمہ۔ جابر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنارہ کیا اپنی بیبیوں سے ایک مہینہ کو پھر نکلے ہماری طرف انتیسویں دن سو ہم نے عرض کی کہ آج تو انتیسواں دن ہے۔ تو آپ نے فرمایا مہینہ اتنا بھی ہوتا ہے اور دونوں ہاتھ ملائے تین بار اور بند کر لی ایک انگلی پچھلی بار میں (یعنی انتیس کا اشارہ فرمایا)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَقُوْلُ اعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ شَهْرًا فَخَرَجَ إِلَيْنَا صَبَاحَ تِسْعٍ وَعِشْرِيْنَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا أَصْبَحْنَا لِتِسْعٍ وَعِشْرِيْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

ترجمہ۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ کنارہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے ایک ماہ کا اور نکلے آپ انتیسویں کی صبح کو سو بعضے لوگوں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ تعالیٰ کے آج تو ہماری انتیسویں دن کی صبح ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس کا بھی ہوتا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَّ عِشْرِيْنَ ثُمَّ طَبَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ ثَلَاثًا مَرَّتَيْنِ بِاَصَابِعِ يَدَيْهِ كُلِّهَا وَالثَّالِثَةَ بِتِسْعٍ مِّنْهَا۔

ہے پھر ملائے آپ نے دو ہاتھ تین بار، دو بار تو سب انگلیوں کے ساتھ اور تیسری بار نو انگلیوں سے۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَفَ اَنْ لَّا يَدْخُلَ عَلٰى بَعْضِ اَهْلِهٖ شَهْرًا فَلَمَّا مَضٰى تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا عَلَيْهِمْ اَوْ رَاحَ فَقِيْلَ لَهٗ حَلَفْتَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَا تَدْخُلُ عَلَيْنَا شَهْرًا قَالَ اِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَّ عِشْرِيْنَ يَوْمًا۔

ترجمہ۔ وہی جو اوپر گذرا۔

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ۔

ترجمہ۔ وہی مضمون ہے جو اوپر گذر چکا۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ عَلَى الْاُخْرٰى فَقَالَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ثُمَّ نَقَصَ فِي الثَّالِثَةِ اِصْبَعًا۔

ترجمہ۔ سعد سے بھی وہی انتیس کا اشارہ مروی ہوا۔

عَنْ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا عَشْرًا وَّعَشْرًا وَّتِسْعًا مَرَّةً۔

ترجمہ۔ سعد نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ ایسا ہے، ایسا ہے، ایسا ہے دس دس اور نو ایک بار

عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيْثِهِمَا۔

ترجمہ۔ اسمعیل سے وہی مضمون مروی ہے۔

بَابُ بَيَانِ اَنَّ لِكُلِّ بَلَدٍ رُؤْيَتَهُمْ وَاَنَّهُمْ اِذَا رَاَوُا الْهِلَالَ بِبَلَدٍ لَا يَثْبُتُ حُكْمُهٗ لِمَا بَعُدَ عَنْهُمْ

باب اس بیان میں کہ شہر میں وہیں کی رویت معتبر ہی اور دوسرے شہر کی رویت وہاں کام نہیں آتی!!

عَنْ كُرَيْبٍ اَنَّ اُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا بَعَثَتْهُ اِلٰى مُعَاوِيَةَ

ترجمہ۔ کریب کو ام الفضل بنت حارث نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیجا شام کو انہوں نے کہا کہ

بِالشَّامِ قَالَ فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا وَاسْتُهِلَّ عَلَيَّ رَمَضَانُ وَاَنَا بِالشَّامِ فَرَاَيْتُ الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فِيْ اٰخِرِ الشَّهْرِ فَسَاَلَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ مَتٰى رَاَيْتُمُ الْهِلَالَ فَقُلْتُ رَاَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ اَنْتَ رَاَيْتَهُ فَقُلْتُ نَعَمْ وَرَاٰهُ النَّاسُ وَصَامُوْا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ لٰكِنَّا رَاَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلَا نَزَالُ نَصُوْمُ حَتّٰى نُكْمِلَ ثَلٰثِيْنَ اَوْ نَرَاهُ فَقُلْتُ اَفَلَا تَكْتَفِيْ بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ فَقَالَ لَا هٰكَذَا اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَكَّ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى فِيْ نَكْتَفِيْ اَوْ تَكْتَفِيْ.

میں گیا شام کو اور ان کا کام نکال دیا اور میں نے چاند دیکھا رمضان کا شام میں جمعہ کی شب کو (یعنی پنجشنبہ کی شام کو) پھر مدینہ آیا آخر ماہ میں اور عبداللہ بن عباس نے پوچھا مجھ سے اور ذکر کیا چاند کا کہ تم نے کب دیکھا۔ میں نے کہا جمعہ کی شب کو۔ انھوں نے کہا۔ تم نے خود دیکھا۔ میں نے کہا ہاں اور لوگوں نے بھی دیکھا اور روزہ رکھا حضرت معاویہؓ اور اور لوگوں نے تو ابن عباس نے فرمایا کہ ہم نے تو ہفتہ کی شب کو دیکھا اور ہم پورے تیس روزے رکھیں گے یا چاند دیکھ لیں گے تو میں نے کہا آپ کافی نہیں جانتے دیکھنا معاویہؓ کا اور ان کا روزہ رکھنا آپ نے فرمایا نہیں ایسا ہی حکم کیا ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور یحییٰ بن یحییٰ کو شک ہے کہ نکتفی کہا یا تکتفی۔

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رویت ہلال کی عام نہیں ہوتی یعنی جس شہر والے دیکھیں وہ روزہ رکھیں یا افطار کریں اور دوسروں کو ان کی رویت پر استناد ضرور نہیں اور یہی مذہب صحیح ہے اصحاب شافعیہ کے نزدیک بلکہ نووی نے لکھا ہے کہ جہاں تک قصر نہیں ہوتا ہے نماز میں وہیں تک رویت کا بھی اعتبار ہے اور بعضوں نے کہا کہ اگر مطلع متفق ہو تو دوسروں کو بھی اعتبار ضرور ہے اور بعضوں نے کہا ایک اقلیم تک اگر اتفاق ہے تو اعتبار ہے ورنہ نہیں اور بعض کا قول ہے کہ رویت ایک جگہ کی تمام روئے زمین کو کافی ہے اور انھوں نے اس حدیث کا یہ جواب دیا ہے کہ ابن عباس نے اس ایک شخص کی گواہی قبول نہیں کی مگر ظاہر حدیث اس پر دال ہے کہ انھوں نے رویت بعیدہ کا اعتبار نہیں کیا (نووی)

بَابُ بَيَانِ اَنَّهٗ لَا اِعْتِبَارَ بِكِبَرِ الْهِلَالِ وَصِغَرِهٖ وَاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَمَدَّهٗ لِلرُّؤْيَةِ فَاِنْ غُمَّ فَلْيُكْمَلْ ثَلٰثُوْنَ

باب اس بیان میں کہ چاند کے چھوٹے بڑے ہونے کا اعتبار نہیں اور جب بدلی ہو تو تیس کی گنتی پوری کرو!!

عَنْ اَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ خَرَجْنَا لِلْعُمْرَةِ فَلَمَّا نَزَلْنَا بِبَطْنِ نَخْلَةَ تَرَاءَيْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ

ترجمہ۔ ابوالبختری نے کہا کہ ہم عمرہ کو نکلے اور جب بطن نخلہ کو پہنچے (کہ ایک مقام کا نام ہے) تو سب نے چاند

بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ قَالَ فَلَقِيْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَقُلْنَا اِنَّا رَاَيْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ فَقَالَ اَيَّ لَيْلَةٍ رَاَيْتُمُوْهُ قَالَ فَقُلْنَا لَيْلَةَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدَّهٗ لِلرُّؤْيَةِ فَهُوَ لِلَيْلَةِ رَاَيْتُمُوْهُ۔

دیکھنا شروع کیا اور بعضوں نے دیکھ کر کہا کہ یہ تین رات کا چاند ہے (یعنی بڑا ہونے کے سبب سے) اور بعضوں نے کہا دو رات کا ہے پھر ملے ہم ابن عباسؓ سے اور ان سے ذکر کیا کہ ہم نے چاند دیکھا اور کسی نے کہا تین رات کا ہے اور کسی نے کہا دو رات کا ہے تب انہوں نے پوچھا کہ تم نے کون سی رات میں دیکھا تو ہم نے کہا فلاں فلاں رات میں۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے نے اس کو بڑھا دیا دیکھنے کے لئے اور وہ اسی رات کا تھا۔ جس رات تم نے دیکھا۔

فائدہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹا بڑا ہونے کا اعتبار نہیں جب رویت ہو اسی شب کا ہے خواہ انتیسویں ہو یا تیسویں۔

عَنْ اَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ اَهْلَلْنَا رَمَضَانَ وَنَحْنُ بِذَاتِ عِرْقٍ فَاَرْسَلْنَا رَجُلًا اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَسْاَلُهٗ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَمَدَّهٗ لِرُؤْيَتِهٖ فَاِنْ اُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ۔

ترجمہ۔ وہی ہے مگر اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ذات عرق میں چاند دیکھا اور چھوٹے بڑے کی تصریح نہیں۔

بَابُ بَيَانِ مَعْنٰى قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرَا عِيْدٍ لَا يَنْقُصَانِ

دو مہینے عید کے ناقص نہیں ہوتے اسکا بیان

عَنْ اَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَهْرَا عِيْدٍ لَا يَنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَذُو الْحِجَّةِ۔

ترجمہ۔ ابی بکرہ نے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو ماہ عیدوں کے ناقص نہیں ہوتے ایک رمضان دوسرا ذی الحجہ۔

فائدہ۔ صحیح اور معتبر معنی تو اس کے یہی ہیں کہ ان دونوں ماہ کا ثواب کسی طرح نہیں گھٹتا خواہ انتیس کے ہوں خواہ تیس کے، غرض یہ ہے کہ ایک تاریخ کے کم ہونے سے ثواب کم نہیں ہوتا اور بعضوں نے کہا کہ ایک سال میں دونوں ماہ انتیس کے نہیں ہوتے اگر ایک انتیس کا ہوتا ہے تو دوسرا تیس کا ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ دونوں ثواب میں برابر ہیں ایک دوسرے سے کم نہیں یعنی اگر رمضان میں روزے ہیں تو ذی الحجہ

میں مناسک حج ہیں اور یہ سب قول ضعیف ہیں صحیح وہی ہے جو اوّل گذرا۔

بَابُ بَيَانِ اَنَّ الدُّخُوْلَ فِي الصَّوْمِ يَحْصُلُ بِطُلُوْعِ الْفَجْرِ وَاَنَّ لَهُ الْاَكْلَ وَغَيْرَهٗ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ وَبَيَانُ صِفَةِ فَجْرِ الَّذِيْ يَتَعَلَّقُ بِهِ الْاَحْكَامُ مِنَ الدُّخُوْلِ فِي الصَّوْمِ وَدُخُوْلُ وَقْتِ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَغَيْرُ ذٰلِكَ وَهُوَ الْفَجْرُ الثَّانِيْ وَيُسَمَّى الصَّادِقَ وَالْمُسْتَطِيْرَ وَاَنَّهٗ لَا اَثَرَ لِلْفَجْرِ الْاَوَّلِ فِي الْاَحْكَامِ وَهُوَ الْفَجْرُ الْكَاذِبُ الْمُسْتَطِيْلُ بِاللَّامِ كَذَنَبِ السِّرْحَانِ وَهُوَ الذِّئْبُ

باب اس بیان میں کہ روزہ طلوع فجر سے شروع ہوجاتا ہے اور اس بیان میں

کہ کھانا پینا وغیرہ جائز ہے واسطے سحری کھانے والے کے فجر کے طلوع ہونے تک اور فجر کی صفت کے بیان میں جس سے احکام تعلق رکھتے ہیں روزوں میں دخول کرنے اور صبح کے وقت کے داخل ہونے وغیرہ سے اور وہ فجر دوسری ہے جس کا نام صادق اور مستطیر ہے اور اس بیان میں کہ پہلی فجر کو احکام میں کچھ اثر نہیں اور وہ صبح کاذب ہے

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ قَالَ لَهٗ عَدِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَجْعَلُ تَحْتَ وِسَادَتِيْ عِقَالَيْنِ عِقَالًا اَبْيَضَ وَعِقَالًا اَسْوَدَ اَعْرِفُ اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ وِسَادَتَكَ لَعَرِيْضٌ اِنَّمَا هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ۔

ترجمہ۔ عدی بن حاتم نے کہا کہ جب یہ آیت اتری حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ یعنی کھاتے پیتے رہو جب تک کہ ظاہر ہوجائے سفید دھاگا کالے دھاگے سے صبح کے تو عدی نے عرض کی کہ اے رسول اللہ کے میں اپنے تکیہ کے نیچے دو رسیاں رکھتا ہوں ایک سفید ایک کالی اسی سے میں پہچان لیتا ہوں رات کو دن سے۔ تب آپ نے فرمایا تمہارا تکیہ تو بہت چوڑا ہے (یہ مزاح کی راہ سے فرمایا کہ اتنا چوڑا ہے کہ صبح اسی کے نیچے سے ہوتی ہے) اس آیت میں تو سیاہی رات کی اور سفیدی دن کی مراد ہے۔

فائدہ:- غرض یہ ہے کہ دھاگے سے مراد رات اور دن ہے اور شاید عدی کی زبان میں یہ مجاز مستعمل نہ ہوگا اس لئے ان کو دھوکا ہوا ابو عبید نے کہا ہے کہ خیط ابیض سے صبح صادق مراد ہے اور اس آیت سے اور روایت سے معلوم ہوا کہ صبح صادق سے اول سب رات ہے اور اس سے دن کا آغاز ہے۔ غرض صبح صادق اور رات میں کوئی فاصل نہیں اور یہی مذہب صحیح ہے اور یہی قول ہے جماہیر علما کا۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَاْخُذُ خَيْطًا اَبْيَضَ وَخَيْطًا اَسْوَدَ فَيَاْكُلُ حَتّٰى يَسْتَبِيْنَهُمَا حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ

ترجمہ۔ سہل بن سعد نے کہا جب یہ آیت اتری كُلُوْا وَاشْرَبُوْا الخ کہا کہ آدمی پکڑتے دو تاگے سفید اور سیاہ پھر کھاتے صبح کے روشن ہونے تک یہاں تک کہ اتاری اللہ تعالیٰ نے من الفجر پھر وہ (التباس) ظاہر ہوگیا۔

عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْفَجْرِ فَبَيَّنَ ذٰلِكَ۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ اَرَادَ الصَّوْمَ رَبَطَ اَحَدُهُمْ فِيْ رِجْلَيْهِ الْخَيْطَ الْاَسْوَدَ وَالْخَيْطَ الْاَبْيَضَ فَلَا يَزَالُ يَاْكُلُ وَيَشْرَبُ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهٗ رِئْيُهُمَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنَ الْفَجْرِ فَعَلِمُوْا اَنَّمَا يَعْنِيْ بِذٰلِكَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ۔

ترجمہ۔ سہل بن سعد نے کہا جب یہ آیت اتری کُلُوا وَاشْرَبُوا تو آدمی جب تک روزہ رکھنے کا ارادہ کرتا تو دو تاگے اپنے پیر میں باندھ لیتا ایک سفید دوسرا سیاہ اور کھاتا پیتا رہتا یہاں تک کہ اس کو دیکھنے میں کالے اور سفید کا فرق معلوم ہونے لگتا تب اللہ پاک نے اسکے بعد مِنَ الْفَجْرِ کا لفظ اتارا۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ تاگوں سے مراد رات اور دن ہے۔

فائدہ: ان روایتوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صبح صادق تاگے کی طرح عرض مشرق میں مستطیل ہوتی ہے اور جو عمود کی طرح بلند ہو وہ صبح کاذب ہے اور وہ رات میں داخل ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى تَسْمَعُوْا تَاْذِيْنَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ۔

ترجمہ۔ عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال رات سے اذان دیتے ہیں۔ (تاکہ تہجد پڑھنے والے کھانے کو جائیں اور سحر سے فارغ ہو جائیں) سو تم کھاتے پیتے رہا کرو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم کی اذان سنو (اور وہ نابینا تھے جب لوگ کہتے کہ صبح ہوئی صبح ہوئی جب اذان دیتے)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى تَسْمَعُوْا اَذَانَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ۔

ترجمہ۔ وہی ہے جو اوپر گذرا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤَذِّنَانِ بِلَالٌ وَّابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ الْاَعْمٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ قَالَ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا اِلَّا اَنْ يَّنْزِلَ هٰذَا وَيَرْقٰى هٰذَا۔

ترجمہ۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو موذن تھے۔ بلال اور ابن ام مکتوم نابینا۔ تو آپ نے فرمایا۔ بلال رات سے اذان دیتا ہے سو تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ اذان دیں ابن ام مکتوم اور کہا راوی نے کہ دونوں کی اذان میں کچھ دیر بیچ میں نہ ہوتی تھی اتنا ہی تھا کہ یہ اترے وہ چڑھے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ بلال اذان دیتے تھے قبل فجر کے اور انتظار کرتے تھے طلوع فجر کا اور وہیں ٹھہرے ہوئے کچھ پڑھتے رہتے پھر جب اترتے عبد اللہ ابن ام مکتوم کو خبر کر دیتے کہ تم اذان دو۔ پھر ابن ام مکتوم

طہارت وغیرہ کر کے چڑھتے اور اذان دیتے طلوع فجر کے قبل۔

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ۔

ترجمہ - حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی وہی روایت مروی ہوئی ہے۔

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِالْاِسْنَادَيْنِ كِلَيْهِمَا نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ نُمَيْرٍ۔

ترجمہ - وہی جو اوپر مذکور ہوا۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّ اَحَدًا مِّنْكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ اَوْ قَالَ نِدَاءُ بِلَالٍ مِّنْ سُحُوْرِهٖ فَاِنَّهٗ يُؤَذِّنُ اَوْ قَالَ يُنَادِيْ لِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ وَيُوْقِظَ نَائِمَكُمْ وَقَالَ لَيْسَ اَنْ يَّقُوْلَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَصَوَّبَ يَدَهٗ وَرَفَعَهَا حَتّٰى يَقُوْلَ هٰكَذَا وَفَرَّجَ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ

ترجمہ - عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی باز نہ رہے تم میں سے اپنے سحر کھانے سے بلال کی اذان سن کر اس لیے کہ وہ اس واسطے اذان دیتے ہیں رات سے کہ پھر جائے جو نماز پر کھڑا ہے تم میں سے اور جاگ جائے سونے والا اور فرمایا کہ صبح وہ نہیں ہے جو ایسی ہو اور بلند کیا آپ نے ہاتھ کو (یعنی جو روشنی نیزہ کی طرح اوپر کو بلند ہوتی ہے وہ صبح صادق نہیں ہے) جبتک کہ ایسی نہ ہو اور کھول دیا آپ نے انگلیوں کو (یعنی جب تک کناروں میں نکلکے منتشر نہ ہو وہ صبح صادق نہیں)

عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ الْفَجْرَ لَيْسَ الَّذِيْ يَقُوْلُ هٰكَذَا وَجَمَعَ اَصَابِعَهٗ ثُمَّ نَكَسَهَا اِلَى الْاَرْضِ وَلٰكِنِ الَّذِيْ يَقُوْلُ هٰكَذَا وَوَضَعَ الْمُسَبِّحَةَ عَلَى الْمُسَبِّحَةِ وَمَدَّ يَدَيْهِ۔

ترجمہ - سلیمان تیمی سے اس اسناد سے مروی ہے وہی روایت جو اوپر گذری مگر اس میں ایسا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ فجر وہ نہیں ہے جو ایسی ہو اور آپ نے سب انگلیوں کو جمع کیا اور ان کو زمین کی طرف جھکایا (یعنی جو روشنی اوپر سے نیچے کو آئے وہ صبح صادق نہیں ہے بلکہ صبح صادق وہ ہے جو ایسی ہو اور آپ نے کلمہ کی انگلی کلمہ کی انگلی پر رکھی اور دونوں ہاتھوں کو پھیلایا (یعنی اشارہ کیا کہ آسمان کے کناروں میں پھیلے)

عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَانْتَهٰى حَدِيْثُ الْمُعْتَمِرِ عِنْدَ قَوْلِهٖ يُنَبِّهُ نَائِمَكُمْ وَيَرْجِعُ قَائِمَكُمْ وَقَالَ اِسْحَاقُ قَالَ جَرِيْرٌ فِيْ حَدِيْثِهٖ وَلَيْسَ اَنْ يَّقُوْلَ هٰكَذَا يَعْنِي الْفَجْرَ هُوَ الْمُعْتَرِضُ وَلَيْسَ بِالْمُسْتَطِيْلِ

ترجمہ - سلیمان تیمی سے اس اسناد سے وہی روایت مروی ہوئی اور تمام ہوئی روایت معتمر کی یہیں تک کہ آپ نے فرمایا اذان بلال کی اس لیے ہے کہ جگا دی تمہارے سوتوں کو اور لوٹے تمہارا تہجد پڑھنے والا اور اسحاق نے کہا کہ جریر نے کہا اپنی حدیث میں اور صبح وہ نہیں جو ایسی ہو (یعنی اونچی) ولیکن وہ وہ ہے جو ایسی ہو (یعنی پھیلی ہوئی)

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغُرَّنَّ اَحَدَكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ مِّنَ السَّحُوْرِ وَلَا هٰذَا الْبَيَاضُ حَتّٰى يَسْتَطِيْرَ۔

ترجمہ۔ سمرہ بیٹے جندب کے کہتے تھے میں نے سنا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے. کوئی بلال کی اذان سے دھوکا کھا کر سحور کھانے سے باز رہے اور نہ یہ سفیدی (جو نیزے کی طرح بلند ہے) صبح ہے بلکہ صبح وہ ہے جو پھیلی ہو۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ وَّلَا هٰذَا الْبَيَاضُ لِعَمُوْدِ الصُّبْحِ حَتّٰى يَسْتَطِيْرَ۔

ترجمہ۔ سمرہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دھوکا نہ دے تم کو اذان بلال کی اور یہ سفیدی صبح کا ستون جب تک کہ وہ اس طرح چوڑی نہ ہو جائے

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ مِنْ سُحُوْرِكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ وَّلَا بَيَاضُ الْاُفُقِ الْمُسْتَطِيْلُ هٰكَذَا حَتّٰى يَسْتَطِيْرَ هٰكَذَا وَحَكَاهُ حَمَّادٌ بِيَدَيْهِ قَالَ يَعْنِيْ مُعْتَرِضًا۔

ترجمہ۔ وہی جو اوپر گذرا۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَهُوَ يَخْطُبُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ وَلَا هٰذَا الْبَيَاضُ حَتّٰى يَبْدُوَ الْفَجْرُ اَوْ قَالَ حَتّٰى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ۔

ترجمہ۔ اس کا اوپر کی روایتوں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ مضمون وہی ہے۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ۔

ترجمہ۔ وہی جو اوپر گذرا۔

بَابُ فَضْلِ السُّحُوْرِ وَاسْتِحْبَابِهِ وَاسْتِحْبَابِ تَاْخِيْرِهِ وَتَعْجِيْلِ الْفِطْرِ

سحر کی فضیلت اور اسکی دیر میں کھانے کی فضیلت اور افطار جلدی کرنے کی فضیلت

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةً۔

ترجمہ۔ فرمایا سحر کھاؤ۔ سحر میں برکت ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَكْلَةُ السَّحَرِ۔

ترجمہ۔ فرمایا ہمارے اور اہل کتاب کے روزہ میں سحر کے لقمہ کا فرق ہے۔

عَنْ مُوْسٰی بْنِ عَلِیٍّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ۔

ترجمہ۔ وہی روایت موسیٰ سے مروی ہوئی۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُمْنَا اِلَی الصَّلٰوةِ قُلْتُ كَمْ كَانَ قَدْرُ مَا بَيْنَهُمَا قَالَ خَمْسِيْنَ اٰيَةً۔

ترجمہ۔ زید نے کہا سحر کی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پھر کھڑے ہوئے نماز صبح کو۔ میں نے کہا دونوں میں بیچ میں کتنی دیر ہوئی انہوں نے کہا پچاس آیت کے موافق۔

عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ۔

ترجمہ۔ قتادہ سے بھی یہی روایت آئی ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ۔

ترجمہ۔ سہل بن سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمیشہ لوگ خیر پر رہیں گے جبتک افطار جلد کریں گے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ۔

ترجمہ۔ سہل سے وہی مضمون مروی ہوا جو اوپر گذرا۔

عَنْ اَبِیْ عَطِيَّةَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَمَسْرُوْقٌ عَلٰی عَائِشَةَ فَقُلْنَا يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلٰوةَ وَالْاٰخَرُ يُؤَخِّرُ الْاِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلٰوةَ قَالَتْ اَيُّهُمَا الَّذِیْ يُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلٰوةَ قَالَ قُلْنَا عَبْدُ اللّٰهِ يَعْنِی ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَتْ كَذٰلِكَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَادَ اَبُوْ كُرَيْبٍ وَالْاٰخَرُ اَبُوْ مُوْسٰی۔

ترجمہ۔ ابی عطیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں اور مسروق حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے مسلمانوں کی ماں دو شخص سے صحاب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ایک تو اول وقت افطار کرتے ہیں اور اول ہی وقت نماز پڑھتے ہیں اور دوسرے افطار اور نماز میں دیر کرتے ہیں تو آپ نے پوچھا وہ کون ہیں جو اوّل وقت افطار کرتے ہیں اور اوّل ہی وقت نماز پڑھتے ہیں تو ہم نے کہا وہ عبد اللہ یعنی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور آپ نے فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ زیادہ کیا ابو کریب نے اپنے روایت میں کہ کہا دوسرے ابو موسیٰ ہیں۔

فائدہ:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اول وقت افطار کرنا اور اوّل ہی وقت نماز پڑھنا بھی مسنون ہے اور یہی ہدی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہی لازم ہے ہر متبع سنّت کو۔

عَنْ اَبِیْ عَطِیَّةَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَمَسْرُوْقٌ عَلٰی عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فَقَالَ لَہَا مَسْرُوْقٌ رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کِلَاھُمَا لَا یَألُوْا عَنِ الْخَیْرِ اَحَدُھُمَا یُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْاِفْطَارَ وَالْاٰخَرُ یُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَالْاِفْطَارَ فَقَالَتْ مَنْ یُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْاِفْطَارَ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ فَقَالَتْ ھٰکَذَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ۔

ترجمہ۔ مضمون وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا صرف اتنا ہی فرق ہے کہ اس میں افطار اور مغرب کی تاخیر مذکور ہوئی ہے۔

بَابُ بَیَانِ وَقْتِ انْقِضَاءِ الصَّوْمِ وَخُرُوْجِ النَّھَارِ

باب وقت روزہ تمام ہونے کا اور دن کے ختم ہونے کا

عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْبَلَ اللَّیْلُ وَاَدْبَرَ النَّھَارُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ وَلَمْ یَذْکُرِ ابْنُ نُمَیْرٍ فَقَدْ۔

ترجمہ۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات آئی اور دن گیا اور سورج ڈوبا بس روزہ دار نے افطار کیا اور ابن نمیر کی روایت میں فَقَدْ کا لفظ نہیں ہے۔

فائدہ:۔ یعنی غروب آفتاب کے بعد پھر تاخیر نہ کرے افطار میں جیسے بعضے وسواسی کہتے ہیں کہ ذرا ٹھہرو کیا بیتابی ہے اور کیا بے صبری ہے اور یہ نہیں جانتے کہ افطار اوّل ہی وقت مسنون ہے اور غروب آفتاب اور رات کا آنا اور دن کا جانا تینوں ایک ہی وقت میں ہوتے ہیں مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے توضیح کے لئے تینوں کو جمع فرمایا اور بعض مقام ایسے ہوتے ہیں کہ غروب آفتاب نہیں معلوم ہوتا ہے تو وہاں کا اندھیرا وقت افطار بتاتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ یَا فُلَانُ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ عَلَیْکَ نَھَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ فَنَزَلَ فَجَدَحَ فَاَتَاہُ بِہٖ فَشَرِبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بِیَدِہٖ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ مِنْ ھٰھُنَا

ترجمہ۔ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سفر میں رمضان کے مہینے میں پھر جب آفتاب ڈوبا تو آپ نے فرمایا اے فلانے اترو اور ہمارے لئے ستو گھولو انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ابھی آپ پر دن ہے یعنی ان صحابی کو یہ خیال ہوا کہ جب غروب کے بعد جو سرخی رہ جاتی رہے جب دن جاتا ہے، حالانکہ یہ غلط ہے) آپ نے پھر فرمایا کہ اترو (یعنی اونٹ پر سے) اور ہمارے لئے

وَجَاءَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ

ستو گھولو۔ پھر وہ اترے اور ستو گھولے اور آپ کے پاس لائے اور آپ نے پیے اور پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ جب سورج ڈوب جائے اس طرف کو (یعنی مغرب میں) اور آجائے رات اس طرف سے (یعنی مشرق سے) پس روزہ کھل چکا صائم کا۔

عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ إِنَّ عَلَيْنَا نَهَارًا فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فَشَرِبَ ثُمَّ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا وَأَشَارَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْمَشْرِقِ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ۔

ترجمہ۔ عبداللہ سے وہی مضمون مروی ہے۔ مگر اتنا فرق ہے کہ انہوں نے عرض کی کہ اگر آپ شام ہونے دیں تو خوب ہے اور آپ نے آخر میں فرمایا ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کر کے کہ جب رات کو دیکھو کہ ادھر آئی تو افطار کر چکا صائم۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى يَقُوْلُ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ يَا فُلَانُ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَعَبَّادِ بْنِ عَوَّامٍ۔

ترجمہ۔ وہی ہے جو اوپر گذرا۔

عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَعَبَّادٍ وَعَبْدِ الْوَاحِدِ وَلَيْسَ فِي حَدِيْثِ أَحَدٍ مِّنْهُمْ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَلَا قَوْلُهٗ وَجَاءَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا إِلَّا فِي رِوَايَةِ هُشَيْمٍ وَحْدَهٗ

ترجمہ۔ شیبانی نے ابن ابی اوفیٰ سے وہی روایت بیان کی جیسے ابن مسہر اور عباد اور عبدالواحد کی روایتیں اوپر مذکور ہوئیں اور ان میں سے کسی میں یہ نہیں ہے کہ وہ مہینا رمضان کا تھا (یعنی اس سند میں یہ مذکور نہیں) اور یہ قول ہے کہ جب آئی رات اس طرف سے مگر یہ مذکور صرف ہشیم کی روایت میں ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْوِصَالِ — باب صوم وصال کی نہی میں!

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْوِصَالِ

ترجمہ۔ عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا وصال سے (یعنی روزہ پر روزہ

قَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّیْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی۔

رکھنے سے کہ جس کے بیچ میں افطار نہ ہو) تو لوگوں نے عرض کی کہ آپ تو وصال کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے تو کھلایا جاتا ہے اور پلایا جاتا ہے (یعنی پروردگار کی طرف سے)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصَلَ فِیْ رَمَضَانَ فَوَاصَلَ النَّاسُ فَنَهٰی هُمْ قِيْلَ لَهٗ اَنْتَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ اِنِّیْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی۔

ترجمہ۔ مضمون وہی فقط اتنا فرق ہے کہ آپ نے رمضان میں وصال کیا اور لوگوں نے بھی۔ پھر آپ نے اُن کو منع فرمایا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ وَلَمْ يَقُلْ رَمَضَانَ۔

ترجمہ۔ ابن عمر سے وہی مضمون مروی ہوا مگر اس میں رمضان کا ذکر نہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُوَاصِلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَيُّكُمْ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَيَسْقِيْنِیْ فَلَمَّا اَبَوْا اَنْ يَّنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَاَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَاَخَّرَ الْهِلَالُ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ حِيْنَ اَبَوْا اَنْ يَّنْتَهُوْا۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رض نے کہا کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے تب ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ تو وصال کر لیتے ہیں تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کون ہے برابر میرے میں تو رات کو رہتا ہوں کہ کھلاتا ہے مجھے پروردگار میرا اور پلاتا ہے پھر جب لوگ باز نہ رہے (یہ کمال محبت اور اطاعت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی اور انہوں نے اس نہی کو براہِ شفقت سمجھا) وصال سے تو آپ نے ان کے ساتھ وصال کیا ایک روز پھر دوسرے روز پھر چاند دیکھ گیا اور فرمایا آپ نے اگر چاند نہ ہوتا تو میں زیادہ وصال کرتا اور یہ فرمانا آپ کا زجر و توبیخ کی راہ سے تھا جب وہ باز نہ رہے وصال سے۔

فائدہ: متفق ہیں علما وصال کی نہی پر اور وہ روزہ پر روزہ رکھتا ہے بغیر اسکے کہ بیچ میں کچھ کھائے یا پیئے اور امام شافعی اور اُن کے اصحاب نے تصریح کی ہے اس کی کراہت پر اور صحیح یہ ہے کہ کراہت تحریمی ہے اور ایک قول تنزیہی کا بھی ہے مگر نہی کے جمہور علما قائل ہیں اور قاضی عیاض نے کہا ہے کہ علما مختلف ہیں احادیث وصال میں۔ سو بعضوں نے کہا ہے کہ نہی اس سے بہ سبب رحمت اور شفقت کے ہے اُمت پر اور ایک جماعت نے سلف میں وصال فرمایا ہے پھر جو قادر اس کو مضائقہ نہیں اور ابن وہب

اور احمد اور اسحاق نے وصال کا جواز فرمایا سحر تک پھر نقل کی قاضی نے اکثر لوگوں سے کراہت اس کی اور خطابی وغیرہ نے کہا کہ وصال خصائص میں سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حرام ہے امت پر اور جن لوگوں نے جواز کا قول لیا ہے انہوں نے استدلال کیا ہے کہ بعض طرق مسلم میں وارد ہوا ہے کہ آپ نے لوگوں کو منع فرمایا بہ سبب رحمت کے اور یہ روایت بھی جس کی ذیل میں فائدہ ہے اس کے جواز پر دلالت کرتی ہے ورنہ صحابہ کبھی اس کے مرتکب نہ ہوتے بعد نہی کے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ قَالُوْا فَاِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّكُمْ لَسْتُمْ فِیْ ذٰلِكَ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَيَسْقِيْنِیْ فَاكْلَفُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دور رہو وصال سے تو کسی نے عرض کی کہ آپ وصال کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم میرے برابر نہیں ہو۔ میں تو رات کاٹتا ہوں اس لطف میں کہ کھلاتا ہے مجھ کو پروردگار میرا اور پلاتا ہے اور تم اتنے ہی اعمال بجالاؤ جس کی طاقت تم رکھتے ہو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَاكْلَفُوْا مَا لَكُمْ بِهٖ طَاقَةٌ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہی مضمون مروی ہوا مگر اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اتنی تکلیف اٹھاؤ جتنی تم کو طاقت ہو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى عَنِ الْوِصَالِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عُمَارَةَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ۔

ترجمہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وصال سے اور باقی وہی مضمون ہے جو عمارہ نے ابی زرعہ سے روایت کیا۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ وَجَاءَ رَجُلٌ فَقَامَ اَيْضًا حَتّٰى كُنَّا رَهْطًا فَلَمَّا اَحَسَّ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّا خَلْفَهٗ جَعَلَ يَتَجَوَّزُ فِی الصَّلٰوةِ ثُمَّ دَخَلَ رَحْلَهٗ فَصَلّٰى صَلٰوةً لَا يُصَلِّيْهَا عِنْدَنَا قَالَ قُلْنَا لَهٗ حِيْنَ اَصْبَحْنَا اَفَطِنْتَ لَنَا اللَّيْلَةَ فَقَالَ نَعَمْ ذَاكَ الَّذِیْ حَمَلَنِیْ عَلٰى ذٰلِكَ الَّذِیْ صَنَعْتُ قَالَ فَاَخَذَ يُوَاصِلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَاكَ فِیْ اٰخِرِ الشَّهْرِ

ترجمہ۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں نماز پڑھتے تھے (یعنی رات کو) سو میں آیا اور آپ کے بازو پر کھڑا ہو گیا اور دوسرا شخص آیا وہ بھی کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ ایک جماعت جمع ہو گئی (یعنی دس سے کم) پھر جب آپ نے ہماری سن گن پائی تو نماز ہلکی پڑھنے لگے۔ (سبحان اللہ کیا شفقت تھی امت پر) پھر اپنے گھر تشریف لے گئے اور ایسی نماز پڑھی (یعنی بہت لمبی) کہ ہمارے ساتھ نہ پڑھتے تھے۔ پھر ہم نے صبح کو ذکر کیا کہ آپ کو کیا خبر ہو گئی تھی رات کو ہماری اقتدا کی آپ نے فرمایا کہ ہاں اسی سبب سے تو میں نے کیا

فَاَخَذَ رِجَالٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ يُوَاصِلُوْنَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ رِجَالٍ يُوَاصِلُوْنَ اِنَّكُمْ لَسْتُمْ مِثْلِیْ اَمَا وَاللّٰهِ لَوْ تَمَادَّ لِیَ الشَّهْرُ لَوَاصَلْتُ وِصَالًا يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُوْنَ تَعَمُّقَهُمْ۔

جو کچھ کیا (یعنی نماز ہلکی کی) پھر آپ وصال کرنے لگے اور وہ دن آخر ماہ کے تھے تو اور لوگ بھی وصال کرنے لگے تو آپ نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا کہ وصال کرتے ہیں تم میری مثل نہیں ہو۔ اللہ کی قسم اگر مہینا زیادہ ہوتا تو میں ایسا وصال کرتا کہ زیادتی کرنے والے اپنی زیادتی چھوڑ دیتے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ وَاصَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ شَهْرِ رَمَضَانَ فَوَاصَلَ نَاسٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَبَلَغَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ لَوْ مُدَّ لَنَا الشَّهْرُ لَوَاصَلْنَا وِصَالًا يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُوْنَ تَعَمُّقَهُمْ اِنَّكُمْ لَسْتُمْ مِثْلِیْ اَوْ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ اِنِّیْ اَظَلُّ يُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَيَسْقِيْنِیْ

ترجمہ۔ انس نے کہا وصال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول رمضان میں اور اور لوگوں نے بھی اور آپ کو خبر پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ اگر مہینہ لمبا ہوتا تو میں ایسا وصال کرتا کہ حد سے بڑھنے والے اپنی زیادتی چھوڑ دیتے (یعنی ہار جاتے اور حقیقت یہ ہے کہ ہم سب آپ سے ہارے ہوئے ہیں) تم تو میرے برابر نہیں ہو یا فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں (سچ ہے چہ نسبت خاک را باعالم پاک) میں اس طرح رہتا ہوں کہ مجھے میرا رب کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ نَهٰى هُمُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَّهُمْ فَقَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّیْ يُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَيَسْقِيْنِیْ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ منع کیا لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے رحمت کی نظر سے اور عرض کی لوگوں نے کہ آپ تو وصال فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا میں تمہاری طرح کا نہیں ہوں۔ مجھے تو کھلاتا ہے رب میرا اور پلاتا ہے۔ یہاں پر مولف علیہ الرحمۃ نے بیاض چھوڑ دی ہے۔

ف۔ سبحان اللہ محدثین کی احتیاط کا کیا کہنا کہ آٹھ نو سو برس سے جو مؤلف کی کتاب میں بیاض چلی آتی ہے تو اس کو نقل کرتے جاتے ہیں اور اپنی طرف سے تصرف نہیں کرتے یہ کسی اور کو کہاں نصیب ہے۔

فائدہ:۔ زاد المعاد میں ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے وصال کی تحقیق میں پورا کلام کیا ہے کہ زیادہ اس پر ممکن نہیں جس کو مزید تحقیق درکار ہو اسے ملاحظہ فرمائے۔

بَابُ بَيَانِ اَنَّ الْقُبْلَةَ فِی الصَّوْمِ لَيْسَتْ مُحَرَّمَةً عَلٰى مَنْ لَّمْ تُحَرِّكْ شَهْوَتَهٗ

باب روزے کی حالت میں بوسہ کے بیان میں!

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ اِحْدٰى نِسَائِهٖ ثُمَّ تَضْحَكُ

ترجمہ۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک بی بی صاحبہ کو بوسہ لیتے تھے اور آپ روزے سے ہوتے تھے بی بی صاحبہ یہ فرماتی تھیں اور ہنستی تھیں۔

عَنْ سُفْيَانَ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ اَسَمِعْتَ اَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ فَسَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ نَعَمْ۔

ترجمہ۔ سفیان نے کہا کہ میں نے عبدالرحمن قاسم کے بیٹے سے پوچھا کہ کیا تم نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ وہ بیان کرتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبانی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بوسہ لیتے تھے روزے میں تو وہ تھوڑی دیر چپ ہو رہے پھر کہا کہ ہاں

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُنِیْ وَهُوَ صَائِمٌ وَاَيُّكُمْ يَمْلِكُ اِرْبَهٗ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ اِرْبَهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے میرا اور وہ روزے سے ہوتے تھے اور کون اپنی شہوت ایسی روک سکتا ہے جیسے آپ روکتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَلٰكِنَّهٗ اَمْلَكُكُمْ لِاِرْبِهٖ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور وہ روزے سے تھے اور اپنی حاجت کو خوب قابو میں رکھنے والے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ اَمْلَكَكُمْ لِاِرْبِهٖ۔

ترجمہ۔ وہی ہے جو اوپر گذرا۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مباشرت (یعنی بوس و کنار) کرتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے

عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ انْطَلَقْتُ اَنَا وَمَسْرُوْقٌ اِلٰى عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا فَقُلْنَا لَهَا اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ اسود نے کہا میں اور مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے میں مباشرت

يُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ قَالَتْ نَعَمْ وَلٰكِنَّهُ كَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهٖ أَوْ مِنْ أَمْلَكِكُمْ لِإِرْبِهٖ شَكَّ أَبُو عَاصِمٍ۔

کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں مگر وہ بہت اپنی حاجت کو روکنے والے تھے۔

عَنِ الْأَسْوَدِ وَمَسْرُوقٍ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلٰى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ يَسْأَلَانِهَا فَذَكَرَ نَحْوَهُ۔

ترجمہ۔ اسود سے وہی مضمون مروی ہے جو اوپر گزرا۔

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ۔

ترجمہ۔ عروہ سے روایت ہے کہ خبر دی ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بوسہ لیا اور آپ روزے سے تھے۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

ترجمہ۔ یحییٰ بن ابی کثیر سے اس اسناد سے یہی مضمون مروی ہوا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ فِي شَهْرِ الصَّوْمِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے روزوں کے مہینے میں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ فِي رَمَضَانَ وَهُوَ صَائِمٌ۔

ترجمہ۔ وہی مضمون ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ۔

ترجمہ۔ وہی مضمون ہے

عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ۔

ترجمہ۔ حفصہ سے وہی مضمون مروی ہوا۔

عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ۔

ترجمہ۔ حفصہ سے وہی مضمون مروی ہوا۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُقَبِّلُ الصَّائِمُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلْ هٰذِهٖ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ

ترجمہ۔ عمر بن ابی سلمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ صائم بوسہ لے تو آپ نے فرمایا ام سلمہ سے پوچھو۔ ام سلمہ نے خبر دی کہ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بوسہ لیتے ہیں۔ تب عمر بن ابی سلمہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ ذٰلِکَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَتْقَاکُمْ لِلّٰہِ وَاَخْشَاکُمْ۔

سب معاف کر دیئے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ آگاہ ہو۔ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور خوف کرنے والا ہوں۔

فائدہ :- غرض ان روایتوں سے بوسہ لینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور جواز اس کا اُمت کے لئے ثابت ہوا اور ابوداؤد نے جو حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ان کی زبان چوستے تھے۔ اس میں مصدرع راوی ضعیف ہے کہ سعدی نے کہا ہے کہ وہ کجرو طریق سے پھرا ہوا ہے اور اسی طرح محمد بن دینار بھی اس میں ضعیف ہے کہ یحیٰی نے اسے ضعیف کہا ہے اور ابن ماجہ اور احمد نے جو میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس عورت و مرد کو کہ روزہ دار تھے اور انہوں نے بوسہ لیا تو آپ نے فرمایا کہ روزہ ان کا کھل گیا تو یہ روایت صحیح نہیں اور اس میں ابی یزید ضبی راوی ہے اور ابو یزید مجہول ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطلقاً جواز بوسہ کا مذکور ہے کچھ جوان اور بوڑھے کی قید صحیح نہیں ہوئی آپ سے اور اُن کا فرق کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں اور اس باب میں جو روایت ابوداؤد نے ذکر کی۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ایک شخص نے پوچھا آپ سے کہ مباشرت صائم کو روا ہے یا نہیں تو آپ نے اجازت دی اور دوسرے نے پوچھا تو اس کو منع فرمایا پھر جس سے رخصت دی تھی وہ بوڑھا تھا اور جس کو اجازت نہیں دی تھی وہ جوان تھا۔ اس میں اسرائیل راوی ہے اور اگرچہ اس سے بخاری اور مسلم احتجاج کرتے ہیں مگر اسرائیل اور اعرج کے بیچ میں ابوالعنبس عدوی کوئی ہے اور وہ ایسا شخص ہے کہ اس کی حدیث لینے سے محدثین ساکت ہو گئے اور نام اس کا حارث بن عبید ہے غرض یہ فرق بھی قابل تسلیم نہیں کذا فی زاد المعاد اور نووی نے فرمایا ہے کہ امام شافعی اور اُن کے اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ بوسہ روزے میں لینا حرام نہیں اس شخص کو جس کی شہوت حرکت میں نہ آئے مگر اس کا ترک اولیٰ ہے اور مکروہ نہیں ہے بوسہ ان کے نزدیک اور جس کی شہوت حرکت میں آئے اس کو حرام ہے اور خوف ہو اس کو کہ جماع کر بیٹھے گا اور بعضوں نے اس کے حق میں مکروہ کہا ہے اور قاضی نے کہا ہے کہ اسکی اباحت کی قائل ہے۔ ایک جماعت صحابہ و تابعین سے اور یہی مذہب ہے احمد اور اسحاق اور داؤد کا اور مطلق مکروہ کہا ہے امام مالک نے اور ابن عباس اور ابوحنیفہ اور ثوری اور اوزاعی اور شافعی نے کہا ہے کہ جوان کو مکروہ ہے بوڑھے کو مباح اور امام مالک سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے اور روایت کی ابن وہب نے مالک سے اباحت اس کے صوم نفل میں نہ فرض میں اور اس میں اتفاق ہے کہ بوسے لینے سے روزہ باطل نہیں ہوتا مگر جب انزال ہو جائے اور احتجاج کیا ہے اس پر اس حدیث سے جو سنن میں مشہور ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بھلا دیکھو تو اگر کوئی کلی کرے اور مراد یہ ہے کہ جیسے کلی مقدمہ ہے پینے کا اور مبطل روزہ کا نہیں، ویسے ہی بوسہ مقدمہ ہے جماع کا اور مبطل روزہ کا نہیں مانتے۔

بَابُ صِحَّةِ صَوْمِ مَنْ طَلَعَ عَلَيْهِ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ

باب اس بیان میں کہ روزے میں جنب کو اگر صبح ہو جائے تو روزہ صحیح ہے

عن ابی هريرة رضي الله تعالى عنه يقول فی قصصه من ادركه الفجر جنبا فلا يصوم قال فذكرت ذلك لعبد الرحمن بن الحارث فذكر ذلك عبد الرحمن لابيه فانكر ذلك فانطلق عبد الرحمن وانطلقت معه حتى دخلنا على عائشة وام سلمة رضي الله تعالى عنهما فسالهما عبد الرحمن عن ذلك قال فكلتاهما قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يصبح جنبا من غير حلم ثم يصوم قال فانطلقنا حتى دخلنا على مروان فذكر ذلك له عبد الرحمن فقال مروان عزمت عليك الا ما ذهبت الى ابی هريرة رضي الله تعالى عنه فرددت عليه ما يقول قال فجئنا ابا هريرة رضي الله تعالى عنه وابو بكر رضي الله تعالى عنه حاضر ذلك كله قال فذكر له عبد الرحمن فقال ابو هريرة اهما قالتاه لك قال نعم قال هما اعلم ثم رد ابو هريرة ما كان يقول فی ذلك الى الفضل بن عباس رضي الله عنهما فقال ابو هريرة سمعت ذلك من الفضل رضي الله عنه ولم اسمعه من النبي صلى الله عليه وسلم قال فرجع ابو هريرة رضي الله تعالى عنه عما كان يقول فی ذلك الحديث قلت

ترجمہ۔ ابوہریرہ اپنی روایتوں میں کہتے تھے کہ جس کو فجر ہو جائے حالت جنابت میں وہ روزہ نہ رکھے سو میں نے (یہ مقولہ ہے ابی بکر بن عبدالرحمن کا) عبدالرحمٰن سے کہا جو میرے باپ تھے انھوں نے اس کا انکار کیا اور ہم دونوں (یعنی ابوبکر اور عبدالرحمٰن) حضرت عائشہ اور ام سلمہ کے پاس گئے اور عبدالرحمٰن نے اُن سے پوچھا تو دونوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت جنابت میں صبح ہو جاتی تھی اور پھر روزہ رکھتے تھے اور جنابت بغیر احتلام کے ہوتی تھی (اس لئے کہ انبیا کو احتلام نہیں ہوتا یعنی صحبت سے بیبیوں کے جنب ہوتی تھی) کہا ابی بکر نے پھر ہم گئے مروان کے پاس اور عبدالرحمٰن نے ان سے ذکر کیا۔ سو مروان نے کہا میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم ابوہریرہ کے پاس جاؤ اور اُن کی بات کا جواب دیدو پھر ہم ابوہریرہؓ کے پاس آئے اور ابوبکر ان سب باتوں میں حاضر تھا اور ذکر کیا عبدالرحمٰن نے تو ابوہریرہ نے کہا کہ ان دونوں بیبیوں نے یہ فرمایا تم سے انہوں نے کہا ہاں۔ تو ابوہریرہؓ نے کہا کہ بے شک وہ اور لوگوں سے زیادہ جانتی ہیں۔ پھر ابوہریرہ رضؓ نے اس قول کی نسبت فضل بن عباس کی طرف کی اور کہا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ میں نے یہ بات فضل سے سنی تھی تو اس کو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا۔ غرض ابوہریرہ نے اس بات سے رجوع کیا جو وہ اس مسئلہ میں کہا کرتے تھے پھر میں نے (یہ مقولہ ہے ابن جریج کا) عبدالملک سے کہا کہ

لِعَبْدِ الْمَلِكِ أُقَالَتَا فِي رَمَضَانَ قَالَ كَذٰلِكَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ ثُمَّ يَصُوْمُ۔

کیا ان دونوں بیبیوں نے رمضان کے روزے کو کہا انہوں نے کہا کہ ایسا فرمایا بیبیوں نے کہ صبح ہوتی تھی آپ کو حالت جنابت میں بغیر احتلام کے پھر آپ روزہ رکھتے تھے

فائدہ:- ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قول کی نسبت فضل کی طرف کی الخ یعنی ابوھریرہؓ نے فضل سے روایت کی ہے مرفوعاً کہ جو جنب ہو اور صبح ہو جائے وہ روزہ نہ رکھے اور مذہب صحیح یہی ہے کہ روزہ درست ہے اس لئے کہ اللہ پاک نے فرمایا کہ مباشرت کرو ان سے اور ڈھونڈھو جو لکھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اور کھاؤ پیو جب تک کہ ظاہر ہو سفید دھاگہ فجر کا آخر تک پس جب فجر تک مباشرت یعنی جماع جائز ہوا تو خواہ نخواہ طلوع فجر کے بعد غسل ہوگا اب رہا جواب فضل کی روایت کا اس کے کئی جواب ہیں اول یہ کہ وہ بات فضل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو فجر کے طلوع کے بعد نہاتے یہ بیان جواز کے لئے تھا مگر افضل فجر کے قبل ہی نہانا ہے۔ دوسرے کہ شاید فضل کی روایت میں جنب سے وہ شخص مراد ہو جو جماع کر رہا ہے کہ بیشک اس کا روزہ نہ ہوگا اب ان میں توفیق ہو گئی اور تعارض بھی نہ رہا اور تیسرے یہ کہ ابوالفضل کی روایت منسوخ ہے اور جب کی بات ہے جب جماع شب کو بھی حرام تھا۔ پھر جب یہ آیت اتری جو ہم نے اوپر بیان کی تب یہ امر منسوخ ہو گیا ابن منذر نے کہا ہے یہ جواب بہت اچھا ہے (خلاصہ یہ کہ اب صحیح بات یہی ہے کہ جنب اگر بعد طلوع فجر کے بھی نہائے جب بھی روزہ صحیح ہے اسی پر دال ہے قرآن مجید و حدیث شریف دونوں اور یہی مذہب ہے جماہیر صحابہ اور تابعین کا اور رجوع کیا اسی کی طرف ابوھریرہ نے اگرچہ پہلے افساد صوم کے قائل تھے اور یہی حکم ہے حائض اور نفسا کا جب خون ان کا رات سے بند ہو جائے اور بعد طلوع فجر کے غسل کریں کہ روزہ ان کا صحیح ہے)

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ فِي رَمَضَانَ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ فَيَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح ہو جاتی تھی رمضان میں اور آپ جنب ہوتے تھے بغیر احتلام کے (یعنی صحبت سے جنب ہوتے تھے نہ احتلام سے کہ اس سے انبیاء پاک ہیں) پھر غسل فرماتے تھے اور روزہ رکھتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ الْحِمْيَرِيِّ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ حَدَّثَهُ أَنَّ مَرْوَانَ أَرْسَلَهُ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا يَسْأَلُ عَنِ الرَّجُلِ يُصْبِحُ جُنُبًا أَيَصُوْمُ فَقَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ لَا حُلُمٍ

ترجمہ۔ عبداللہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر بن عبدالرحمن نے ان سے بیان کیا کہ مروان نے ان کو بھیجا ام سلمہ کی طرف کہ پوچھیں کہ جو شخص صبح کرے جنابت میں آیا وہ روزہ رکھے یا نہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت میں صبح کرتے تھے جماع کے سبب سے نہ

ثُمَّ لَا يُفْطِرُ وَلَا يَقْضِي

احتلام سے اور پھر نہ افطار کرتے تھے اور نہ قضا کرتے تھے (یعنی روزہ کو صحیح جانتے تھے)

فائدہ: اس سے رد ہوگیا وہ قول جو حسن بصری اور نخعی کی طرف منسوب ہے کہ روزہ نفل میں تو یہ امر جائز ہے اور فرض میں روا نہیں اور وہ قول بھی جو سالم بن عبداللہ اور حسن بصری اور حسن بن صالح کی طرف منسوب ہے کہ روزہ تو رکھ لے مگر قضا بھی کرے غرض اب اختلاف اس مسئلے میں جاتا رہا اور اتفاق ہوگیا اس پر کہ جو جنب ہو جائے اور صبح کے طلوع کے بعد نہائے روزہ اس کا صحیح ہے خواہ فرض ہو یا نفل اور نہ اس پر قضا ہے نہ اور کوئی بلا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَاُمِّ سَلَمَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمَا قَالَتَا اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ اِحْتِلَامٍ فِيْ رَمَضَانَ ثُمَّ يَصُوْمُ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ دونوں بیبیوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکور ہے کہ دونوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح ہو جاتی تھی بغیر احتلام کے رمضان میں اور پھر روزہ رکھتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِيْهِ وَهِيَ تَسْمَعُ مِنْ وَّرَاءِ الْبَابِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ تُدْرِكُنِي الصَّلٰوةُ وَاَنَا جُنُبٌ فَاَصُوْمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا تُدْرِكُنِي الصَّلٰوةُ وَاَنَا جُنُبٌ فَاَصُوْمُ فَقَالَ لَسْتَ مِثْلَنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ فَقَالَ وَاللهِ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَعْلَمَكُمْ بِمَا اَتَّقِيْ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دروازے کی اوٹ سے سنتی تھیں۔ غرض اس نے عرض کی کہ اے رسول اللہ کے مجھے نماز کا وقت آجاتا ہے اور میں جنب ہوتا ہوں کیا میں روزہ رکھوں آپ نے فرمایا مجھے بھی نماز کا وقت آجاتا ہے اور میں جنب ہوتا ہوں پھر میں روزہ رکھتا ہوں اس نے عرض کی کہ آپ اور ہم برابر نہیں ہیں اے رسول اللہ کے اس لئے کہ اللہ پاک نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے ہیں آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں امید رکھتا ہوں کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ ہوں جاننے والا اُن چیزوں کا جس سے بچنا ضروری ہے (غرض اس سائل کو یہ گمان ہوا کہ شاید یہ حکم آپ کے ساتھ خاص مگر

آپ نے فرمادیا کہ یہ حکم مجھ کو تم کو سب کو برابر ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ کسی حالت میں تکلیف شرعی سے اور لوازم عبدیت سے باہر نہیں ہو سکتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں یہ کمال عبدیت ہے ورنہ واقع میں حضرت کا مرتبہ ایسا ہی ہے کہ سارے جہان سے اعلم و اتقی ہیں)

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ عَنِ الرَّجُلِ يُصْبِحُ جُنُبًا أَيَصُومُ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُومُ۔

ترجمہ۔ سلیمان سے روایت ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ جو شخص صبح کرے جنابت میں وہ روزہ رکھے تو انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کرتے تھے جنابت میں بغیر احتلام کے اور پھر روزہ رکھتے تھے

بَابُ تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ الْجِمَاعِ فِي نَهَارِ رَمَضَانَ عَلَى الصَّائِمِ وَوُجُوبِ الْكَفَّارَةِ الْكُبْرٰى فِيهِ وَبَيَانِهَا وَأَنَّهَا تَجِبُ عَلَى الْمُوسِرِ وَالْمُعْسِرِ وَتَثْبُتُ فِي ذِمَّةِ الْمُعْسِرِ حَتّٰى يَسْتَطِيعَ

جماع کا رمضان میں دن کو حرام ہونا روزہ دار پر اور بیان کفارہ کا اور اُس کے وجوب کا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلَكْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَمَا أَهْلَكَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ قَالَ هَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَجِدُ مَا تُطْعِمُ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ ثُمَّ جَلَسَ

ترجمہ۔ ابوہریرہ نے کہا کہ ایک شخص آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ میں ہلاک ہوگیا یا رسول اللہ آپ نے فرمایا۔ کس نے ہلاک کیا تجھکو اس نے عرض کی کہ میں اپنی بیوی پر جا پڑا رمضان میں (یعنی جماع کر بیٹھا) آپ نے فرمایا تو ایک غلام یا لونڈی آزاد کر سکتا ہے اس نے کہا۔ نہیں آپ نے فرمایا۔ دو مہینے کے روزے برابر رکھ سکتا ہے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا۔ ساٹھ مسکینوں کو کھلا سکتا ہے۔ اس

فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ فَقَالَ تَصَدَّقْ بِهٰذَا قَالَ أَفْقَرُ مِنَّا فَمَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ إِلَيْهِ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ۔

نے کہا نہیں پھر وہ بیٹھا رہا یہاں تک کہ حضرت کے پاس ایک ٹوکرا کھجور کا آیا۔ آپ نے فرمایا۔ جا اس کو صدقہ دیدے مسکینوں کو اس نے کہا کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی مسکین ہے مدینہ کے دونو کنکریلی کالے پتھروں والی زمینوں کے بیچ میں کہ ان میں کوئی گھر والا مجھ سے بڑھ کر محتاج نہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے (قربانت شوم و فدایت گردم دگرد سرت گردم) یہاں تک کہ آپ کی کچلیاں کھل گئیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ لے اس کو اور کھلا اپنے گھر والوں کو۔

فائدہ :۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو رمضان کے دنوں میں جماع کرے اور روزہ رمضان توڑ ڈالے جماع سے اس پر کفارہ واجب ہے اور نووی نے فرمایا ہے کہ یہی مذہب ہے ہمارا اور مذہب کافہ علماء کا جب جماع قصداً واقع ہو جان بوجھکر اور کفارہ یہی ہے کہ ایک گردن آزاد کرنا جو مومن و مسلمان ہو اور سلیم ہو عیوب سے جو محنت اور خدمت میں خلل انداز ہوتی ہو۔ مثلاً لنگڑا لولا نہ ہو۔ پھر اگر اس کی طاقت نہ ہو تو دو ماہ کے برابر پے در پے روزے۔ پھر اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اطعام ساٹھ مساکین کا ہر مسکین کو ایک سیر کھانا جیسے عرب میں مد ہوتا ہے۔ پھر اگر یہ تینوں کی طاقت اس وقت نہ ہو تو شافعی کے دو قول ہیں۔ اوّل یہ کہ اس پر کچھ واجب نہیں ہے اور اگر اس کے بعد طاقت بھی ہو جب بھی اس پر کچھ واجب نہیں اور اس کی دلیل یہی حدیث ہے کہ اس میں جب اس سائل نے اپنی عدم استطاعت بیان فرمائی تو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ جب تجھے طاقت ہو جب کفارہ ادا کر دینا اور دوسرا قول یہ ہے کہ وقت استطاعت اس پر ادائے کفارہ واجب ہے اور اس کو نووی نے صحیح اور مختار کہا ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ آپ کے پاس جب ٹوکرا آیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ صدقہ دے حالانکہ پہلے اس کی عدم استطاعت تینوں باتوں میں ظاہر ہو چکی تھی اس سے معلوم ہوا کہ مثل سائر دیوں کے وقت استطاعت اس کی ادا ضرور ہے اور کفارہ اس کے ذمہ باقی رہا اور عرق جو حدیث میں وارد ہوا ہے وہ فقہا کے نزدیک پندرہ صاع کا ہوتا ہے جس کے ساٹھ مد ہوئے پس ہر مسکین کو ایک مد پہنچنا ضرور ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ رِوَايَةِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَقَالَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ

ترجمہ - محمد بن مسلم زہری نے اسی اسناد سے یہی حدیث روایت کی جیسے ابن عیینہ نے روایت کی اور کہا اس میں کہ ایک عرق یعنی

وَهُوَ الزِّنْبِيلُ وَلَمْ يَذْكُرْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ اَنْيَابُهُ

ٹوکرا) اور وہ ہی زنبیل ہے اور اس میں حضرت کی ہنسی کا ذکر نہیں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَاَتِهِ فِيْ رَمَضَانَ فَاسْتَفْتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ صِيَامَ شَهْرَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَاَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا

ترجمہ۔ ابوہریرہ نے کہا ایک شخص جماع کر بیٹھا رمضان میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا تو ایک غلام یا لونڈی آزاد کر سکتا ہے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا دو مہینے روزے رکھ سکتا ہے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔

فائدہ:۔ اس حدیث سے استدلال کیا ہے حنفیہ نے کہ کفارہ رمضان میں کافر غلام آزاد کرنا بھی روا ہے اور ایسا ہی کفارہ ظہار میں اور مومن رقبہ صرف کفارہ قتل میں ضرور ہے۔ اس لئے کہ اس میں ایمان کی شرط منصوص قرآنی ہے مگر جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جمیع کفارات میں رقبہ مومنہ ضرور ہے اس لئے کہ جہاں مطلق رقبہ مذکور ہے اس کو حمل کرتے ہیں رقبہ مومنہ پر اسی قید کے لحاظ سے جو قرآن میں کفارۂ قتل میں مذکور ہے اور قاعدہ اصول کا یہی ہے کہ مطلق کو مقید پر محمول کرتے ہیں۔ کذا قال النووی فی شرح مسلم۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّ رَجُلًا اَفْطَرَ فِيْ رَمَضَانَ فَاَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّكَفِّرَ بِعِتْقِ رَقَبَةٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ۔

ترجمہ۔ زہری سے یہی روایت مروی ہے اس اسناد سے جیسے ابن عیینہ سے اوپر روایت کی۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ حَدَّثَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ رَجُلًا اَفْطَرَ فِيْ رَمَضَانَ اَنْ يُّعْتِقَ رَقَبَةً اَوْ يَصُوْمَ شَهْرَيْنِ اَوْ يُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک شخص کو کہ اس نے روزہ توڑ ڈالا تھا رمضان میں کہ آزاد کرے ایک بردہ یا روزے رکھے دو ماہ یا کھلائے ساٹھ مسکینوں کو۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ۔

ترجمہ۔ زہری سے اس اسناد سے مروی ہوئی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا ایک شخص آیا رسول

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ احْتَرَقْتُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَ قَالَ وَطِئْتُ امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ نَهَارًا قَالَ تَصَدَّقْ تَصَدَّقْ قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ فَأَمَرَهُ أَنْ يَجْلِسَ فَجَاءَهُ عَرَقَانِ فِيهِمَا طَعَامٌ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِهِ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ میں جل گیا آپ نے فرمایا۔ کیوں اس نے عرض کی کہ میں نے جماع کیا رمضان شریف میں اپنی عورت سے دن کو۔ آپ نے فرمایا صدقہ دے صدقہ دے۔ اس نے عرض کی کہ میرے پاس تو کچھ موجود نہیں ہے۔ اتنے میں آپ کے پاس دو گونیاں آئیں کھانے کی (یعنی غلہ یا کھجور کی) آپ نے فرمایا لے یہ صدقہ کردے۔

فائدہ۔ صدقہ دے یعنی وہی ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا جیسا اُوپر مذکور ہوا۔ دوسری روایتوں میں اس صدقہ کی تفصیل آچکی اور یہ جو اس نے کہا کہ میں جل گیا اس سے استعمال مجاز کا روا ہوا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا تَقُولُ أَتَى رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَلَيْسَ فِي أَوَّلِ الْحَدِيثِ تَصَدَّقْ تَصَدَّقْ وَلَا قَوْلُهُ نَهَارًا۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اُس حدیث کو ذکر کیا اخیر تک جیسے اُوپر گذری مگر اس کے اول میں صدقہ دے صدقہ دے نہیں ہے اور نہ دن کا لفظ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ أَتَى رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ احْتَرَقْتُ احْتَرَقْتُ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَأْنُهُ فَقَالَ أَصَبْتُ أَهْلِي قَالَ تَصَدَّقْ فَقَالَ وَاللهِ يَا نَبِيَّ اللهِ مَا لِي شَيْءٌ وَمَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ قَالَ اجْلِسْ فَبَيْنَا هُوَ كَذٰلِكَ أَقْبَلَ رَجُلٌ يَسُوقُ حِمَارًا عَلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں رمضان میں اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں جل گیا میں جل گیا آپ نے فرمایا کیا حال ہے اس کا اس نے عرض کی کہ میں نے اپنی بی بی سے صحبت کی آپ نے فرمایا صدقہ دے اس نے عرض کی کہ قسم اللہ تعالیٰ کی اے نبی اللہ کے میرے پاس کچھ نہیں ہے اور نہ میں کچھ دے سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹھ وہ بیٹھ گیا اور وہ اسی حال میں تھا کہ آدمی آیا اور ایک گدھے کو ہانکتا ہوا لایا

اِنِّمَا نَحْنُ فَقَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْ بِهٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَغَيْرَنَا نَوَاللهِ اِنَّا لَجِيَاعٌ مَالَنَا شَيْءٌ قَالَ فَكُلُوْهُ۔

کہ اس پر کچھ غلہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ جلنے والا کہاں ہے جو ابھی یہاں تھا اور وہ کھڑا ہوا اور آپ نے فرمایا۔ لے اس کو صدقہ دے۔ اس نے عرض کی کہ کیا میرے سوا اس کا مستحق کوئی اور ہے۔ اللہ کی قسم ہم لوگ بھوکے ہیں اور ہمارے پاس کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تو اسے کھاؤ۔

بَابُ جَوَازِ الصَّوْمِ وَالْفِطْرِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ لِلْمُسَافِرِ فِيْ غَيْرِ مَعْصِيَةٍ اِذَا كَانَ سَفَرُهُ مَرْحَلَتَيْنِ فَاَكْثَرَ

مسافر کے صوم اور افطار کا بیان

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ الْكَدِيْدَ ثُمَّ اَفْطَرَ قَالَ وَكَانَ صَحَابَةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّبِعُوْنَ الْاَحْدَثَ فَالْاَحْدَثَ مِنْ اَمْرِهٖ۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے جس سال مکہ فتح ہوا رمضان میں اور آپ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ جب کدید میں پہنچے (نام مقام کا ہے کہ وہاں ایک نہر ہے اور مدینہ سے سات منزل ہے اور وہاں سے مکہ دو منزل رہتا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ کدید ایک نہر ہے بیالیس میل مکہ سے) تو افطار کیا اور صحابہ کرام کی عادت تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نئی سے نئی بات جو ہوتی۔ اس کا اتباع کرتے۔

فائدہ:۔ علما کا اختلاف ہے سفر میں روزہ رکھنے میں چنانچہ اہل ظاہر کا مذہب ہے کہ رمضان میں سفر میں روزہ رکھنا صحیح نہیں اور اگر کسی نے رکھا بھی تو درست نہیں ہوتا اور اس کی قضا واجب ہے دلیل ان کی ظاہر آیت وحدیث ہے اور حدیث یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ روزہ رکھنے والوں کو آپ نے عصاۃ یعنی نافرمان فرمایا اور جماہیر علما اور جمیع اہل فتویٰ کا قول ہے کہ مسافر کو روزہ روا ہے اور اگر رکھے

تو درست ہوتا ہے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ روزہ افضل ہے یا افطار یا دونوں برابر ہیں۔ پس امام مالک اور ابوحنیفہ اور شافعی رضی اللہ عنہم اور اکثر اگلوں کا قول ہے کہ روزہ افضل ہے اسکو جسے طاقت ہو اور بے ضرر رکھ سکے پھر اگر ضرر ہو تو افطار افضل ہے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ روزہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور عبداللہ بن رواحہ وغیرہ صحابہ نے اور بہت سی روایتوں میں روزہ صحابہ کا مذکور ہے اور اس لئے بھی روزہ افضل ہے کہ اس سے برأت ذمہ فی الحال حاصل ہوتی ہے اور سعید بن مسیب اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق وغیرہم کا قول ہے کہ افطار بہرحال افضل ہے اور بعضوں نے ایک قول امام شافعی کا بھی ایسا ہی نقل کیا ہے مگر وہ قول غریب ہے اور انکی دلیلیں بھی وہی روایات ہیں جو اہل ظاہر کے دلائل ہیں اور دلیل حمزہ بن عمرو اسلمی کے لئے جو مسلم کے آخر باب میں آتی ہے اور بعض کا قول ہے کہ افطار اور صوم دونوں برابر ہیں اور صحیح قول اکثر لوگوں کا قول ہے۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ قَالَ يَحْيٰى قَالَ سُفْيَانُ لَا أَدْرِي مِنْ قَوْلِ مَنْ هُوَ يَعْنِي يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ مِنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ زہری سے اس اسناد سے مثل اسی کی مروی ہے۔ یحییٰ نے کہا کہ سفیان نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ قول کس کا ہے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر قول لیا جاتا ہے) یعنی اول قول منسوخ ہوتا ہے۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ كَانَ الْفِطْرُ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ مِنْ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْآخِرِ فَالْآخِرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَصَبَّحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ لِثَلَاثَ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ

ترجمہ۔ زہری نے اس اسناد سے کہا ہے کہ روزہ نہ رکھنا اور افطار کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اخیر کی بات ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخیری بات پر عمل ضرور ہے اور زہری نے کہا کہ صبح کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرھویں رمضان کی مکہ میں۔

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيْثِ اللَّيْثِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانُوْا يَتَّبِعُوْنَ الْأَحْدَثَ فَالْأَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ وَيَرَوْنَهُ النَّاسِخَ الْمُحْكَمَ۔

ترجمہ۔ زہری سے اس اسناد سے مروی ہے کہ انہوں نے مثل حدیث لیث روایت کی ہے اور ابن شہاب نے کہا کہ صحابہ حضرتؐ کے نئی سے نئی بات اختیار کرتے تھے اور نئی بات کو ناسخ اور محکم جانتے (یعنی آپ نے روزہ رکھا اور پھر افطار کیا اور افطار کو ناسخ جانتے ہیں اور روزہ رکھنے کو منسوخ)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَافَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا سفر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

حَتّٰى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِاِنَاءٍ فِيْهِ شَرَابٌ فَشَرِبَهُ نَهَارًا لِيَرَاهُ النَّاسُ ثُمَّ اَفْطَرَ حَتّٰى دَخَلَ مَكَّةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَصَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَفْطَرَ فَمَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ اَفْطَرَ۔

رمضان میں اور روزہ رکھا یہاں تک کہ عسفان میں پہنچے پھر آپ نے ایک پیالہ منگایا کہ اُس میں کوئی پینے کی چیز تھی اور اُس کو پیا دن کو تاکہ سب لوگ آپ کو دیکھیں پھر افطار کرتے رہے یہاں تک کہ مکّہ میں پہنچے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے روزہ بھی رکھا اور افطار بھی کیا سو جس کا جی چاہے روزہ رکھے جس کا جی چاہے افطار کرے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ لَا تَعِبْ عَلٰى مَنْ صَامَ وَلَا عَلٰى مَنْ اَفْطَرَ قَدْ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ وَاَفْطَرَ۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ ہم بُرا نہیں کہتے اس کو جو روزہ رکھے (یعنی سفر میں) اور نہ اسکو جو افطار کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ بھی رکھا اور افطار بھی کیا۔

فائدہ:۔ ان روایتوں میں دلیل ہے مذہب جمہور کی کہ روزہ اور افطار دونوں روا ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ اِلٰى مَكَّةَ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيْمِ فَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِّنْ مَّآءٍ فَرَفَعَهُ حَتّٰى نَظَرَ النَّاسُ اِلَيْهِ ثُمَّ شَرِبَ فَقِيْلَ لَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ اِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ فَقَالَ اُولٰٓئِكَ الْعُصَاةُ اُولٰٓئِكَ الْعُصَاةُ۔

ترجمہ۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے جس سال مکہ فتح ہوا رمضان میں مکہ کی طرف اور روزہ رکھا یہانتک کہ جب کراع غمیم تک پہنچے (کراع غمیم مقام کا نام ہے کہ مدینہ سے سات منزل یا زیادہ ہے) اور لوگوں نے روزہ رکھا پھر آپ نے پیالہ ایک پانی کا منگایا اس کو بلند کیا یہانتک کہ لوگوں نے انکی طرف دیکھا پھر آپ نے پی لیا اور لوگوں نے اُس کے بعد آپ سے عرض کی کہ بعضے لوگ روزہ رکھتے ہیں آپ نے فرمایا وہی نافرمان ہیں وہی نافرمان ہیں۔

فائدہ:۔ شاید اس سے وہ لوگ مراد ہوں جن کو روزہ ضرر کرتا ہے۔

عَنْ جَعْفَرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَزَادَ فَقِيْلَ لَهُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِمُ الصِّيَامُ وَاِنَّمَا يَنْظُرُوْنَ فِيْمَا فَعَلْتَ فَدَعَا بِقَدَحٍ مِّنْ مَّآءٍ بَعْدَ الْعَصْرِ۔

ترجمہ۔ جعفر نے اس اسناد سے یہی روایت کی اور اس میں اتنی بات زیادہ کی کہ لوگوں نے آپ سے عرض کی لوگوں پر روزہ شاق ہے اور وہ منتظر ہیں کہ آپ نے کیا کیا پھر آپ نے ایک پیالہ پانی کا منگایا بعد عصر کے آگے وہی مضمون ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَرَاٰى رَجُلًا قَدِ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَقَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا لَهُ قَالُوْا رَجُلٌ صَآئِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ترجمہ۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے۔ کہ ایک شخص پر لوگوں کی بھیڑ دیکھی اور اس پر سایہ کئے ہوئے تھے آپ نے پوچھا کہ اس سے کیا ہوا لوگوں نے عرض کی کہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تَصُوْمُوْا فِي السَّفَرِ — ایک روزہ دار ہے آپ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا خوب نہیں

فائدہ - یعنی جب ضرر ہوا اور ایسی نوبت پہنچے تو کیا لطف ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ يُحَدِّثُ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا بِمِثْلِهِ۔

ترجمہ - جابر سے وہی روایت ہے۔

عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ وَزَادَ قَالَ شُعْبَةُ وَكَانَ يَبْلُغُنِيْ عَنْ يَحْيَى ابْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ اَنَّهُ كَانَ يَزِيْدُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَفِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّهُ قَالَ عَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللّٰهِ الَّذِيْ رَخَّصَ لَكُمْ قَالَ فَلَمَّا سَاَلْتُهُ لَمْ يَحْفَظْهُ۔

ترجمہ - شعبہ سے اسی اسناد سے مانند اسی کی مروی ہے اور زیادہ کہا شعبہ نے کہ مجھے خبر لگی ہے یحیی بن ابی کثیر سے کہ وہ زیادہ کرتے تھے اس حدیث میں اور اس اسناد میں کہ آپ نے فرمایا۔ اللہ کی رخصت قبول کرو جو تمہارے لئے دی ہے اور کہا راوی نے پھر جب میں نے ان سے پوچھا تو انہیں یاد نہیں رہا۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسِتَّ عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ رَمَضَانَ فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ اَفْطَرَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ۔

ترجمہ - ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ جہاد کیا ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سولھویں رمضان کو تو ہم میں کوئی روزے سے تھا اور کوئی افطار کئے تھا اور روزہ دار افطار کرنے والے پر عیب نہ کرتا تھا اور نہ افطار کرنے والا روزہ دار پر۔

عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ هَمَّامٍ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ التَّيْمِيِّ وَعُمَرَ بْنِ عَامِرٍ وَهِشَامٍ لِثَمَانِ عَشْرَةَ خَلَتْ وَفِيْ حَدِيْثِ سَعِيْدٍ فِيْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ وَشُعْبَةَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ اَوْ تِسْعَ عَشْرَةَ۔

ترجمہ - قتادہ سے اسی اسناد سے مانند روایت ہمام کے مروی ہے مگر تیمی اور عمرو بن عامر اور ہشام کی روایت میں اٹھارہویں تاریخ اور سعید کی روایت میں بارہویں اور شعبہ کی روایت میں سترویں یا انیسویں مذکور ہے

فائدہ :- بارہویں سے شاید انیسویں تک وہ ممتد ہوا ہو پھر کسی نے اول تاریخ بیان کی کسی نے آخر۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَمَا يُعَابُ عَلَى الصَّائِمِ صَوْمُهُ وَلَا عَلَى الْمُفْطِرِ اِفْطَارُهُ۔

ترجمہ - ابوسعید نے کہا کہ ہم سفر کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان مبارک میں تو نہ روزدار کے روزے پر کوئی عیب لگاتا ہے نہ مفطر کے افطار پر۔

فائدہ: اس مسلک انصاف صحابہ کا ظاہر ہے اور یہی سبیل مومنین ہے اور یہی مذہب اقرب بدلائل ہے کہ جو چاہے رخصت پر عمل کرے جو طاقت رکھے عزیمت پر اور دین میں حرج نہیں

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ قال کنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فمنا الصائم ومنا المفطر فلا یجد الصائم علی المفطر ولا المفطر علی الصائم یرون ان من وجد قوۃ فصام فان ذلک حسن ویرون ان من وجد ضعفا فافطر فان ذلک حسن

ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جہاد کرتے تھے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں اور کوئی ہم سے روزہ دار ہوتا اور کوئی صاحب افطار اور نہ صائم مفطر پر غصہ کرتا اور نہ مفطر صائم پر اور جانتے تھے کہ جس میں قوت ہو وہ روزہ رکھے یہ بھی خوب ہے اور جس میں ضعف ہو وہ افطار کرے یہ بھی خوب ہے

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ وجابر بن عبد اللہ قال سافرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیصوم الصائم ویفطر المفطر فلا یعیب بعضہم علی بعض

ترجمہ: ابوسعید اور جابر بن عبد اللہ دونوں نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا، اور روزہ رکھنے والا روزہ رکھتا تھا اور افطار کرنے والا افطار اور کوئی کسی پر عیب نہ کرتا تھا۔

عن حمید قال سئل انس عن الصوم رمضان فی السفر فقال سافرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یعب الصائم علی المفطر ولا المفطر علی الصائم۔

ترجمہ: حمید نے انس سے کسی نے پوچھا روزہ رمضان کو سفر میں تو کہا انھوں نے کہ سفر کیا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں تو نہ برا کہا صائم نے مفطر کو نہ مفطر نے صائم کو۔

عن حمید قال خرجت فصمت فقالوا لی اعد فقال فقلت ان انسا رضی اللہ تعالٰی عنہ اخبرنی ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانوا یسافرون فلا یعیب الصائم علی المفطر ولا المفطر علی الصائم فلقیت ابن ابی ملیکۃ فاخبرنی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا بمثلہ

ترجمہ: حمید نے کہا نکلا میں سفر میں) اور میں نے روزہ رکھا تو لوگوں نے کہا تم دوبارہ روزہ رکھو (یعنی سفر کا روزہ صحیح نہیں ہوا) تو میں نے کہا انس نے مجھے خبر دی ہے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کرتے تھے اور صائم مفطر پر طعنہ نہ کرتا تھا نہ مفطر صائم پر اور پھر ملا میں ابن ابی ملیکہ سے اور خبر دی مجھے انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مثل اس کی۔

عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی السفر فمنا الصائم ومنا المفطر قال فنزلنا منزلا فی یوم حار اکثرنا ظلا صاحب الکساء فمنا

ترجمہ: انس نے کہا ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سفر میں سو کوئی ہم میں صائم تھا کوئی مفطر اور ایک منزل میں اترے گرمی کے دنوں میں، اور سب سے زیادہ سائے میں وہ تھا جس کے پاس

مَنْ يَتَّقِي الشَّمْسَ بِيَدِهٖ قَالَ فَسَقَطَ الصُّوَّامُ وَقَامَ الْمُفْطِرُوْنَ فَضَرَبُوا الْاَبْنِيَةَ وَسَقَوُا الرِّكَابَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْاَجْرِ

چادر تھی اور کتنے تو ایسے تھے کہ ہاتھ ہی سے دھوپ کی آڑ کئے ہوئے اور روزہ دار چلتے تھے سب منزل پر جا کر پڑ گئے۔ اور افطار والوں نے کھڑے ہو کر خیمہ لگائے اور اونٹوں کو پانی پلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افطار کرنے والے آج بہت سا ثواب لے گئے

فائدہ: معلوم ہوا کہ سفر میں بھائیوں کی خدمت کرنا بھی بڑا ثواب ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَصَامَ بَعْضٌ وَّاَفْطَرَ بَعْضٌ فَتَحَزَّمَ الْمُفْطِرُوْنَ وَعَمِلُوْا وَضَعُفَ الصُّوَّامُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ قَالَ فَقَالَ فِيْ ذٰلِكَ ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ بِالْاَجْرِ

ترجمہ: انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے اور بعض صحابہ صائم تھے بعض مفطر پھر کر خدمت چست باندھی مفطروں نے اور محنت کی اور ضعیف ہو گئے صائم لوگ بعض کاموں سے اس وقت فرمایا آپ نے کہ آج مفطر لوگ ثواب کما لے گئے۔

عَنْ قَزَعَةَ قَالَ اَتَيْتُ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَهُوَ مَكْثُوْرٌ عَلَيْهِ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْهُ قُلْتُ اِنِّيْ لَا اَسْاَلُكَ عَمَّا يَسْاَلُكَ هٰؤُلَاءِ عَنْهُ سَاَلْتُهٗ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ سَافَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مَكَّةَ وَنَحْنُ صِيَامٌ قَالَ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ قَدْ دَنَوْتُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَالْفِطْرُ اَقْوٰى لَكُمْ فَكَانَتْ رُخْصَةً فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ اَفْطَرَ ثُمَّ نَزَلْنَا مَنْزِلًا اٰخَرَ فَقَالَ اِنَّكُمْ مُصَبِّحُوْا عَدُوِّكُمْ وَالْفِطْرُ اَقْوٰى لَكُمْ فَاَفْطِرُوْا وَكَانَتْ عَزْمَةً فَاَفْطَرْنَا ثُمَّ لَقَدْ رَاَيْتُنَا نَصُوْمُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ

ترجمہ: قزعہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا میں ابی سعید کے پاس آیا اور ان پر لوگوں کا ہجوم تھا پھر جب بھیڑ چھٹ گئی تو میں نے کہا میں آپ سے وہ نہیں پوچھتا جو یہ لوگ پوچھتے تھے اور میں نے ان سے سفر میں روزے کو پوچھا اُنھوں نے فرمایا سفر کیا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کو اور ہم روزہ دار تھے پھر ایک منزل میں اترے اور آپ نے فرمایا تم اب دشمن سے قریب ہو گئے اور افطار میں تمہاری قوت بہت زیادہ ہو گی بس رخصت ہوئی افطار کی۔ تب بعضے ہم میں سے روزہ دار تھے اور بعضے مفطر پھر ہم آگے کی منزل میں اترے اور آپ نے فرمایا تم صبح کو اپنے غنیم سے ملنے والے ہو تو افطار تمہاری قوت بڑھا دیگا۔ سو تم سب افطار کرو اور یہ فرمانا آپ کا حکم قطعی تھا پھر ہم سب ہم لوگوں نے افطار کیا۔ پھر اس کے (یعنی بعد فراغ مقابلہ غنیم) ہم نے اپنے لشکر کو دیکھا کہ ہم روزہ روزہ رکھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں۔

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت سال حمزۃ بن عمرو الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصیام فی السفر فقال ان شئت فصم وان شئت فافطر

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا حمزہ بن عمرو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا روزے کو سفر میں۔ آپ نے فرمایا چاہے روزہ رکھ چاہے افطار کر۔

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان حمزۃ بن عمرو الاسلمی سال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی رجل اسرد الصوم فاصوم فی السفر قال صم ان شئت وافطر ان شئت

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے پوچھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ میں بہت پے در پے روزہ رکھتا ہوں تو کیا سفر میں بھی روزے رکھا کروں آپ نے فرمایا چاہو رکھو چاہے نہ رکھو۔

فائدہ: اس حدیث میں بھی صاف دلالت ہے مذہب جمہور پر کہ خواہ سفر میں روزہ رکھے خواہ نہ رکھے

عن ہشام بھذا الاسناد مثل حدیث حماد بن زید انی رجل اسرد الصوم

ترجمہ: ہشام سے یہی روایت مروی ہوئی مثل حدیث حماد کی جو اوپر گذری۔

عن ہشام بھذا الاسناد ان حمزۃ قال انی رجل اصوم افاصوم فی السفر۔

ترجمہ: ہشام سے اس اسناد سے یہی روایت مروی ہوئی کہ حمزہ نے کہا میں روزے رکھتا ہوں کیا سفر میں رکھوں آخر تک۔

عن حمزۃ بن عمرو الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال یا رسول اللہ اجد بی قوۃ علی الصیام فی السفر فھل علی جناح فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھی رخصۃ من اللہ عز وجل فمن اخذ بھا فحسن ومن احب ان یصوم فلا جناح علیہ قال ھارون فی حدیثہ ھی رخصۃ ولم یذکر من اللہ

ترجمہ: حمزہ اسلمی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں اپنے میں قوت پاتا ہوں روزہ کی سفر میں تو میں اگر روزہ رکھوں تو کیا کچھ گناہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ رخصت ہے اللہ کی طرف سے سو جس نے اس کو لیا خوب کیا اور جس نے چاہا روزہ رکھنا تو اس پر گناہ نہیں اور ہارون نے اپنی روایت میں اللہ کی طرف سے ذکر نہیں کیا۔

عن ابی الدرداء قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شھر رمضان فی حر شدید حتی ان کان احدنا لیضع یدہ علی راسہ من شدۃ الحر وما منا احد صائم الا رسول اللہ صلی اللہ

ترجمہ: ابی درداء نے کہا نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں سخت گرمی میں یہاں تک کہ کوئی کوئی ہم میں سے اپنا ہاتھ سر پر رکھے ہوئے تھا۔ گرمی کی سختی سے اور کوئی ہم میں سے روزہ دار نہ تھا سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فِي يَوْمٍ شَدِيْدِ الْحَرِّ حَتَّى اِنَّ الرَّجُلَ لَيَضَعُ يَدَهٗ عَلٰى رَأْسِهٖ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَمَا مِنَّا اَحَدٌ صَائِمٌ اِلَّا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ۔

عبداللہ بن رواحہ کے۔

ترجمہ: ابی الدرداء نے وہی مضمون روایت کیا۔ مگر اس میں رمضان کا ذکر نہیں۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْفِطْرِ لِلْحَاجِّ بِعَرَفَاتٍ يَوْمَ عَرَفَةَ

عرفات میں حاجی کو افطار مستحب ہونیکے بیان میں

عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صِيَامِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَهٗ۔

ترجمہ: ام الفضل حارث کی بیٹی کہتی ہیں کہ ان کے پاس چند لوگوں نے تکرار کی عرفہ کے دن (عرفات میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے میں کسی نے کہا آپ روزے سے ہیں کسی نے کہا نہیں تب انھوں نے ایک دودھ کا پیالہ آپ کی خدمت شریف میں بھیجا اور آپ عرفات میں اپنے اونٹ پر وقوف کیے ہوئے تھے پھر آپ نے پی لیا

فائدہ: نووی نے فرمایا مذہب شافعی کا اور مالک اور ابو حنیفہ رح اور جمہور علماء کا یہی ہے کہ افطار عرفہ میں مستحب ہے حاجی کو اور ابن منذر نے یہی حکایت کیا ہے کہ ابو بکر صدیق اور عمر اور عثمان اور ابن عمر اور ثوری سے اور کہا ہے ابن زبیر اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روزہ رکھتے تھے اور عمر بن خطاب اور عثمان بن ابی العاص سے بھی یہی مروی ہے اور اسحاق کا میلان بھی اسی طرف تھا اور عطا جاڑے میں روزہ رکھتے تھے۔ گرمی میں نہیں اور قتادہ نے روزے میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھا۔ اگر دعا میں ضعیف نہ ہو اور جمہور نے احتجاج کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افطار سے اور اس سے استدلال کیا ہے جنہیں مطلق مذکور ہے کہ عرفہ کا روزہ دو برس کا کفارہ ہے اور جمہور نے ان حدیثوں سے اس حدیثوں سے اس کو مراد لیا ہے جو عرفات میں نہ ہو۔

عَنْ اَبِي النَّضْرِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَقَالَ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْ

ترجمہ: ابی النضر سے اس اسناد سے بھی روایت مروی ہوئی مگر اس میں یہ ذکر نہیں کہ آپ اپنے اونٹ

أُمِّ الْفَضْلِ

پر وقوف کیے ہوئے تھے اور سند میں یہ ہے کہ روایت ہے عمیر سے جو مولیٰ ہیں ام الفضل کے۔

عَنْ أَبِي النَّضْرِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَقَالَ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى أُمِّ الْفَضْلِ

ترجمہ: سالم ابی النضر سے اس اسناد سے مانند روایت ابن عیینہ کے مروی ہے اور اس میں یہی راوی نے کہا کہ روایت ہے عمیر سے جو مولیٰ ہیں ام الفضل کے

عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ الْفَضْلِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا تَقُولُ شَكَّ أُنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَنَحْنُ بِهَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَعْبٍ فِيهِ لَبَنٌ وَهُوَ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَهُ۔

ترجمہ: عمیر بن عباس کے مولیٰ سے روایت ہے کہ انھوں نے ام الفضل سے سنا لوگوں نے شک کیا اصحاب رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں سے دن عرفہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے میں تب انھوں نے ایک پیالہ دودھ کا بھیج دیا اور آپ عرفات میں تھے۔ پھر آپ نے پی لیا۔

عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ النَّاسَ شَكُّوا فِي صِيَامِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ مَيْمُونَةُ بِحِلَابِ اللَّبَنِ وَهُوَ وَاقِفٌ فِي الْمَوْقِفِ فَشَرِبَ مِنْهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ۔

ترجمہ: میمونہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بی مسلمانوں کی ماں نے فرمایا کہ لوگوں نے شک کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روزے میں عرفہ کے دن (میدان عرفات میں) سو بھیجا میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک لوٹا دودھ کا اور آپ وقوف کئے ہوئے تھے موقف میں اور آپ نے پی لیا اور سب لوگ دیکھتے تھے آپ کو۔

فائدہ: ان روایتوں سے کئی امور ثابت ہوئے۔ اول مستحب ہونا افطار کا عرفات میں۔ دوسرے مستحب ہونا وقوف کا سواری پر اور یہی صحیح ہے مذہب شافعی میں۔ تیسرے جواز کھڑے ہو کر پینے کا اور سوار ہو کر بھی۔ چوتھے مباح قبول ہدیہ کا آپ کے واسطے۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ : عاشورے کے روزے کا بیان

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ فَلَمَّا هَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا قریش عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے ایام جاہلیت میں اور رسول اللہ علیہ وسلم بھی۔ پھر جب آپ مدینہ کو ہجرت کی روزہ رکھا اور اس دن روزے

فرض شَهرُ رَمَضَانَ قَالَ مَن شَاءَ صَامَهُ وَمَن شَاءَ تَرَكَهُ۔

کا حکم فرمایا۔ پھر جب رمضان فرض ہوا آپ نے فرمایا جو چاہے اب عاشورے کو روزہ رکھے جو چاہے چھوڑ دے۔

فائدہ: نووی نے کہا علماء نے اتفاق کیا ہے کہ اب عاشورے کا روزہ سنت ہے، واجب نہیں اور اول اسلام میں اس کا کیا حکم تھا اس میں اختلاف ہے یعنی رمضان فرض ہونے سے قبل سو ابوحنیفہ کا قول ہے کہ واجب تھا اور اصحاب شافعی میں اختلاف ہے مشہور قول یہ ہے کہ ہمیشہ سنت تھا کبھی واجب نہیں ہوا مگر استحباب اس کا موکد تھا پھر جب رمضان فرض ہوا مستحب رہ گیا موکد نہ رہا۔

عَن هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي اَوَّلِ الْحَدِيْثِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهُ وَقَالَ فِي آخِرِ الْحَدِيْثِ وَتَرَكَ عَاشُوْرَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ كَرِوَايَةِ جَرِيْرٍ

ترجمہ: ہشام نے اس اسناد سے یہی روایت کی اور اول حدیث میں یہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاشورے کا روزہ رکھتے تھے اور آخر میں یہ کہا کہ آپ نے عاشورے کا روزہ چھوڑ دیا۔ پھر جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے چھوڑ دے اور اس بات کو رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا قول نہیں ٹھیرایا جیسے جریر کی روایت میں تھا

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اَنَّ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ كَانَ يُصَامُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ الْاِسْلَامُ مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ عاشورے کا روزہ جاہلیت میں رکھا جاتا تھا پھر جب اسلام آیا تو اب چاہے کوئی رکھے چاہے چھوڑ دے۔

فائدہ۔ جو چاہے رکھے جو چاہے چھوڑ دے اس سے حنفیہ استدلال کرتے ہیں واجب نہ ہونے پر اور شافعیہ استدلال کرتے ہیں موکد نہ ہونے پر اور بہرحال اب وہ سنت مستحبہ ہے غیر موکدہ۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُ بِصِيَامِهِ قَبْلَ اَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَاءَ صَامَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَمَنْ شَاءَ اَفْطَرَ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرماتے تھے اس کے روزے کا (یعنی عاشورے کا) جب رمضان فرض نہیں ہوا تھا۔ پھر جب رمضان فرض ہوا تو یہ حکم ہوا کہ جس کا جی چاہے وہ عاشورے کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ قُرَيْشًا كَانَتْ تَصُوْمُ عَاشُوْرَاءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ اَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ قریش عاشورے کو روزہ رکھتے تھے جاہلیت میں پھر رسول اللہ علیہ وسلم نے بھی حکم فرمایا اس کے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصِيَامِهِ حَتّٰى فُرِضَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفْطِرْهُ.

روزے کا یہاں تک کہ جب رمضان فرض ہوا تو آپ نے فرمایا جو چاہے اس میں روزہ رکھے جو چاہے افطار کرے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يَصُوْمُوْنَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَهُ وَالْمُسْلِمُوْنَ قَبْلَ أَنْ يُفْتَرَضَ رَمَضَانُ فَلَمَّا افْتُرِضَ رَمَضَانُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عَاشُوْرَاءَ يَوْمٌ مِنْ أَيَّامِ اللّٰهِ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ اہل جاہلیت عاشورے کو روزہ رکھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رکھا اور مسلمان بھی رمضان شریف فرض ہونے سے پہلے رکھتے تھے۔ پھر جب رمضان فرض ہوا تو آپ نے فرمایا۔ عاشورہ اللہ تعالیٰ کے دنوں میں سے ایک دن ہے جو چاہے اس میں روزہ رکھے چاہے چھوڑ دے۔

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

ترجمہ: عبید اللہ نے اس اسناد سے یہی روایت کی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا يَصُوْمُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَصُوْمَهُ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَرِهَ فَلْيَدَعْهُ.

ترجمہ: عبداللہ بن عمر نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر ہوا عاشورے کا تو آپ نے فرمایا اس دن میں اہل جاہلیت روزہ رکھتے تھے سو جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جی نہ چاہے جس کا وہ چھوڑ دے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ كَانَ يَصُوْمُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُوْمَهُ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَتْرُكَهُ فَلْيَتْرُكْهُ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَصُوْمُهُ إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ صِيَامَهُ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر نے روایت کی کہ سنا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ عاشورے کا دن ایسا ہے کہ اس میں اہل جاہلیت روزہ رکھتے تھے سو جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے چھوڑ دے اور عبداللہ روزہ نہیں رکھتے تھے مگر جبکہ موافق پڑ جائے ان دنوں کے جس میں ان کی عادت تھی روزہ رکھنے کی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْمُ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيْثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ سَوَاءً

ترجمہ: عبداللہ ابن عمر سے وہی روایت برابر مذکور ہوئی جو اوپر آچکی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر ہوا عاشورے کا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

ترجمہ: وہی مضمون ہے جو اوپر مذکور ہوا

تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ فَقَالَ ذَاكَ يَوْمٌ كَانَ يَصُوْمُهٗ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ شَاءَ صَامَهٗ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهٗ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ دَخَلَ الْاَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ يَتَغَدّٰى فَقَالَ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ اُدْنُ اِلَى الْغَدَآءِ فَقَالَ اَوَلَيْسَ الْيَوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ قَالَ وَهَلْ تَدْرِيْ مَا يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَ اِنَّمَا هُوَ يَوْمٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهٗ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فَلَمَّا نَزَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ تُرِكَ وَ اَبُوْ كُرَيْبٍ تَرَكَهٗ۔

عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَا فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تَرَكَهٗ۔

عَنْ قَيْسِ بْنِ سَكَنٍ اَنَّ الْاَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ دَخَلَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَ هُوَ يَاْكُلُ فَقَالَ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ اُدْنُ فَكُلْ قَالَ اِنِّيْ صَائِمٌ قَالَ نَصُوْمُهٗ ثُمَّ تُرِكَ

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ دَخَلَ اَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ عَلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَهُوَ يَاْكُلُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّ الْيَوْمَ عَاشُوْرَاءُ فَقَالَ قَدْ كَانَ يُصَامُ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِلَ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تُرِكَ فَاِنْ كُنْتَ مُفْطِرًا فَاَطْعِمْ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا اشعث بن قیس عبداللہ کے پاس آئے اور وہ ناشتہ کرتے تھے صبح کو تو کہا انھوں نے کہ اے ابومحمد آؤ ناشتہ کرو تو انھوں نے کہا کہ آج کیا عاشورے کا دن نہیں ہے تو عبداللہ نے کہا کہ تم جانتے ہو عاشورے کا دن کیسا ہے تو اشعث نے کہا وہ کیسا دن ہے تو عبداللہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن روزہ رکھتے قبل رمضان فرض ہونے کے پھر جب رمضان کی فرضیت اتری تو آپ نے روزہ چھوڑ دیا اور ابوکریب کی روایت میں ہے کہ اس کو چھوڑ دیا۔

ترجمہ: اعمش سے وہی مضمون مروی ہوا اس میں یہ ہے کہ جب رمضان کی فرضیت اتری اسے چھوڑ دیا

ترجمہ: قیس نے کہا اشعث آئے عبداللہ کے پاس اور وہ کھانا کھا رہے تھے عاشورے کے دن انھوں نے کہا آؤ اے ابومحمد اور نزدیک آؤ اور کھاؤ تو انھوں نے کہا میں روزے سے ہوں۔ انھوں نے کہا ہم روزہ رکھتے تھے اس میں پھر چھوڑ دیا گیا

ترجمہ: علقمہ نے کہا کہ اشعث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آئے اور وہ عاشورے کے دن کھانا کھا رہے تھے تو انھوں نے کہا کہ اے عبدالرحمن آج عاشورے کا دن ہے انھوں نے کہا اس کا روزہ رکھا جاتا تھا قبل رمضان کے پھر جب رمضان فرض ہوا وہ چھوڑ دیا گیا تو اگر تم روزے سے نہ ہو تو کھاؤ

ترجمہ: جابر بن سمرہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرماتے تھے عاشورے کے روزے کا

وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ وَيَحُثُّنَا عَلَيْهِ وَيَتَعَاهَدُنَا عِنْدَهُ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ لَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا عَنْهُ وَلَمْ يَتَعَاهَدْنَا عِنْدَهُ۔

اور اس کی ترغیب دیتے تھے اور اس کا خیال رکھتے تھے وہ ہمارے لئے پھر جب رمضان فرض ہوا نہ آپ نے اس کا حکم فرمایا اور نہ اس سے منع کیا۔ نہ اس کا خیال رکھا آپ نے ہمارے لئے

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ خَطِيبًا بِالْمَدِينَةِ يَعْنِي فِي قَدْمَةٍ قَدِمَهَا خَطَبَهُمْ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِهٰذَا الْيَوْمِ هٰذَا يَوْمُ عَاشُورَاءَ وَلَمْ يَكْتُبِ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَأَنَا صَائِمٌ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَصُومَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُفْطِرَ فَلْيُفْطِرْ۔

ترجمہ: عبدالرحمٰن نے کہا سنا میں نے معاویہ بن ابی سفیان سے کہ انھوں نے خطبہ پڑھا مدینہ میں یعنی ایک آمد میں جب مدینہ آئے تھے اور دن عاشورہ کے خطبہ میں کہا کہ تمہارے علما کہاں ہیں اے اہل مدینہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اس دن کو فرماتے تھے کہ یہ عاشورے کا دن ہے۔ اللہ نے اس کا روزہ تم پر فرض نہیں کیا اور میں روزے سے ہوں۔ پھر جو چاہے روزہ رکھے جو چاہے افطار کرے۔

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ

ترجمہ: ابن شہاب سے یہی مضمون مروی ہوا۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي مِثْلِ هٰذَا الْيَوْمِ إِنِّي صَائِمٌ فَمَنْ شَاءَ أَنْ يَصُومَ فَلْيَصُمْ وَلَمْ يَذْكُرْ بَاقِي حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَيُونُسَ۔

ترجمہ: زہری سے اس اسناد سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ نے یہ سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ آج کے دن کے لئے میں روزے ہوں۔ پھر جو چاہے روزہ رکھے۔ اور باقی حدیث مالک اور یونس کی انھوں نے بیان نہیں کی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَسُئِلُوا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالُوا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي أَظْهَرَ اللّٰهُ فِيهِ مُوسٰى وَبَنِي إِسْرَائِيلَ عَلٰى فِرْعَوْنَ فَنَحْنُ نَصُومُهُ تَعْظِيمًا لَهُ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَحَقُّ بِمُوسٰى مِنْكُمْ فَأَمَرَ بِصَوْمِهِ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو یہود کو دیکھا کہ عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں اور لوگوں نے ان سے پوچھا کہ کیوں روزہ رکھتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ دن ہے کہ اسی دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غلبہ دیا اس لئے آج ہم روزہ رکھتے ہیں اس کی تعظیم کے لئے (یعنی اللہ پاک کی) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم تم سے زیادہ دوست ہیں اور قریب ہیں موسیٰ علیہ السلام کے پھر حکم دیا آپ نے اس کے روزے کا

عَنْ أَبِي بِشْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ

ترجمہ: بشر سے اس اسناد سے وہی روایت مروی

فَسَأَلَهُمْ عَنْ ذٰلِكَ

ہوئی۔ مگر اس میں یوں ہے کہ آپ نے پوچھا یہود سے سبب اس روزے کا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ صِيَامًا يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي تَصُومُونَهُ قَالُوا هٰذَا يَوْمٌ عَظِيمٌ أَنْجَى اللّٰهُ فِيهِ مُوسٰى وَقَوْمَهُ وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهُ فَصَامَهُ مُوسٰى شُكْرًا فَنَحْنُ نَصُومُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَحْنُ أَحَقُّ وَأَوْلٰى بِمُوسٰى مِنْكُمْ فَصَامَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ

ترجمہ: وہی مضمون ہے مگر اتنا زیادہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے بھی اس دن شکریہ نجات میں روزہ رکھا۔

عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ عَنِ ابْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ لَمْ يُسَمِّهِ

ترجمہ: ایوب سے یہی مضمون اس اسناد سے مروی ہوا۔ مگر اس اسناد میں یہ ہے کہ روایت ہے ابن سعید سے اور ان کا نام نہیں لیا

عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ يَوْمًا يُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ تَتَّخِذُهُ عِيدًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُومُوهُ أَنْتُمْ

ترجمہ: ابو موسیٰ نے کہا عاشورے کے دن کی تعظیم یہود کرتے تھے اور اس کو عید ٹھیرلتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس دن روزہ رکھو۔

عَنْ قَيْسٍ فَذَكَرَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ قَالَ أَبُو أُسَامَةَ فَحَدَّثَنِي صَدَقَةُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ أَهْلُ خَيْبَرَ يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ يَتَّخِذُونَهُ عِيدًا وَيُلْبِسُونَ نِسَاءَهُمْ حُلِيَّهُمْ وَشَارَتَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصُومُوهُ أَنْتُمْ۔

ترجمہ: قیس سے اس اسناد سے مروی ہے کہ اس میں یہ مضمون زائد ہے کہ ابو اسامہ نے کہا روایت کی مجھ سے صدقہ بن ابی عمران نے قیس بن مسلم سے انھوں نے طارق سے انھوں نے ابو موسیٰ سے کہ کہا ابو موسیٰ نے خیبر کے یہود روزہ رکھتے تھے عاشورے کے دن اور اس دن عید ٹھیراتے تھے اور اپنی عورتوں کو زیور پہناتے تھے اور انکو سنوارتے تھے اور سنگار کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ روزہ رکھو۔

فائدہ: اوپر کی روایتوں سے معلوم ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں بھی روزہ رکھتے عاشورے کا۔ پھر جب مدینہ میں آئے تو یہود کو دیکھا اور رکھنے لگے۔ شاید بیچ میں ترک کر دیا ہو یا یہود کے

قول کے موافق وحی اتری ہو یا یہود میں سے جو مسلمان ہوئے ہوں ان کی تصدیق آپ نے کی ہو یا تواتر اس کا علم آپ کو ہوا یہود سے اور صرف اخبار احاد سے آپ نے روزہ نہیں رکھا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَسُئِلَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَقَالَ مَا عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَ يَوْمًا يَطْلُبُ فَضْلَهُ عَلَى الْأَيَّامِ إِلَّا هٰذَا الْيَوْمَ وَلَا شَهْرًا إِلَّا هٰذَا الشَّهْرَ يَعْنِي رَمَضَانَ

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا عاشورے کا تو انہوں نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا ہو کسی دن کا اور دنوں میں سے اسی دن کی بزرگی ڈھونڈھنے کو سوا اس دن کے اور کسی ماہ میں روزہ رکھا اور اس ماہ کی بزرگی ڈھونڈھنے کو سوا ماہ رمضان کے (یعنی دنوں میں عاشورہ مہینوں میں رمضان کو بزرگ جانتے تھے)

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي يَزِيدَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ

ترجمہ: وہی روایت اس سند سے بھی مروی ہوئی

عَنِ الْحَكَمِ بْنِ الْأَعْرَجِ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ رِدَاءَهُ فِي زَمْزَمَ فَقُلْتُ لَهُ أَخْبِرْنِي عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَقَالَ إِذَا رَأَيْتَ هِلَالَ الْمُحَرَّمِ فَاعْدُدْ وَأَصْبِحْ يَوْمَ التَّاسِعِ صَائِمًا قُلْتُ هٰكَذَا كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ يَصُومُهُ قَالَ نَعَمْ

ترجمہ: حکم ابن اعرج نے کہا میں ابن عباس کے پاس پہنچا اور وہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے اپنی چادر پر زمزم کے کنارے سو میں نے کہا خبر دیجئے مجھکو عاشورے کے روزے سے انھوں نے فرمایا جب تم چاند دیکھو محرم کا تو تاریخیں گنتے رہو پھر جب نویں تاریخ ہو اس دن روزہ رکھو میں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے انھوں نے کہا ہاں۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب یہی ہے کہ عاشورا نویں تاریخ ہے محرم کی اور ابن عباس سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورے کا روزہ رکھا اور لوگوں نے عرض کی کہ اس دن کی تعظیم تو یہود و نصاریٰ کرتے ہیں اگر سال آئندہ آویگا تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ نویں تاریخ روزہ رکھیں گے پھر آپ کا انتقال ہو گیا غرض ان کا مذہب یہی ہے کہ عاشورہ نویں کو ہے اور مشاہیر علمائے سلف و خلف کا مذہب یہ ہے کہ عاشورہ دسویں تاریخ ہے اور یہی قول ہے سعید بن مسیب اور حسن بصری اور اور مالک اور احمد اور اسحاق کا اور ظاہر احادیث ہے اور یہی مقتضی لفظ ہے۔ اس لئے کہ عاشورا عشر سے مشتق ہے اور عشر دس کو کہتے ہیں اور امام شافعی اور ان کے اصحاب اور احمد اور اسحاق اور دوسرے علما کا قول ہے کہ نویں اور دسویں دونوں کا روزہ مستحب ہے۔ اس لئے کہ آپ نے دسویں کا روزہ رکھا تھا اور نویں تاریخ کی نیت کی تھی۔ اتنے میں وفات ہو گئی اور حدیث مسلم میں گذرا ہے کہ افضل صیام بعد رمضان کے صیام شہر اللہ محرم ہے اور علمانے کہا ہے کہ نویں تاریخ کے روزہ ملا لینے سے غرض، یہی کہ اکیلے

دسویں کے روزے میں یہود کی مشابہت تھی

عَنِ الْحَكَمِ ابْنِ الْاَعْرَجِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ رِدَاءَهُ عِنْدَ زَمْزَمَ عَنْ صَوْمِ عَاشُوْرَاءَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ حَاجِبِ بْنِ عُمَرَ

ترجمہ: حکم بن اعرج نے کہا پوچھا میں نے ابن عباس سے اور وہ تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ زمزم کے پاس عاشورے کے روزے کو پھر بیان کیا روایت مثل روایت حاجب بن عمر کی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَقُوْلُ حِيْنَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَاَمَرَ بِصِيَامِهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُ يَوْمٌ يُعَظِّمُهُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ قَالَ فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ حَتّٰى تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: عبداللہ بن عباس کہتے تھے جب روزہ رکھا رسول اللہ علیہ وسلم نے عاشورے کے دن کا اور حکم کیا اس کے روزے کا تو لوگوں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ کہ یہ دن تو ایسا ہے کہ اس کی تعظیم کرتے ہیں یہود و نصاریٰ تو آپ نے فرمایا جب اگلا سال آوے گا تو انشاء اللہ ہم نویں تاریخ کا روزہ رکھیں گے آخر اگلا سال نہ آنے پایا کہ آپ نے وفات پائی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ بَقِيْتُ اِلٰى قَابِلٍ لَاَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ يَعْنِيْ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر میں باقی رہا سال آئندہ تک تو روزہ رکھوں گا میں نویں تاریخ کو اور ابوبکر کی روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے کہا مراد اس سے یوم عاشورا ہے۔

عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنْ اَسْلَمَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَاَمَرَهُ اَنْ يُّؤَذِّنَ فِي النَّاسِ مَنْ كَانَ لَمْ يَصُمْ فَلْيَصُمْ وَمَنْ كَانَ اَكَلَ فَلْيُتِمَّ صِيَامَهُ اِلَى اللَّيْلِ

ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلم کے قبیلے سے ایک آدمی کو روانہ کیا۔ عاشورے کے دن اور حکم کیا کہ لوگوں کو پکار دے کہ جو روزہ نہ رکھا ہو وہ رکھ لے اور جو کھا چکا ہو وہ اپنا امساک پورا کرے رات تک۔

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ اَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ عَاشُوْرَاءَ اِلٰى قُرَى الْاَنْصَارِ الَّتِيْ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ مَنْ كَانَ اَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ وَمَنْ كَانَ اَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ فَكُنَّا نَصُوْمُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ وَنُصَوِّمُهُ

ترجمہ: ربیع معوذ کی بیٹی سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ علیہ وسلم نے عاشورے کی صبح کو حکم بھیجا انصار کے گاؤں میں مدینہ کے گرد کہ جس نے روزہ رکھا وہ اپنا روزہ پورا کرے اور جس نے صبح سے افطار کیا ہو وہ باقی دن پورا کرے (یعنی اب کچھ نہ کھا دے) پھر اس کے بعد ہم روزہ رکھا کرتے تھے

وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا الصِّغَارَ مِنْهُمْ اِنْشَاءَ اللّٰهُ وَنَذْهَبُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَاِذَا بَكٰى اَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ اَعْطَيْنَاهَا اِيَّاهُ عِنْدَ الْاِفْطَارِ

اور اپنے چھوٹے لڑکوں کو بھی روزہ رکھواتے تھے۔ اگر اللہ چاہتا تھا اور مسجد کو جاتے تھے اور لڑکوں کے لیے گڑیاں بناتے تھے اُن کی پھر جب کوئی رونے لگتا تھا تو اس کو وہی کھیلنے کو دیدیتے تھے یہاں تک کہ افطار کا وقت آجاتا تھا۔

فائدہ: مراد ان دونوں روایتوں کی یہ ہے کہ جو روزہ دار ہو روزہ پورا کرے اور جس نے کھا لیا ہو وہ اس دن کے ادب سے پھر افطار کے وقت تک کچھ نہ کھاوے جیسے یوم الشک میں جو روز کے شروع میں کچھ کھا چکا ہو اور پھر معلوم ہو جائے کہ یہ دن رمضان کا ہے اسکو بھی شام تک کچھ نہ کھانا چاہیے اور چھوٹے لڑکوں کو اس لیے روزہ رکھواتا ہے کہ عادت پڑے عبادت کی اگرچہ وہ غیر مکلف ہیں۔

عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ قَالَ سَاَلْتُ الرُّبَيِّعَ بِنْتَ مُعَوِّذٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا عَنْ صَوْمِ عَاشُوْرَاءَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُسُلَهُ فِيْ قُرَى الْاَنْصَارِ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ بِشْرٍ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ وَنَصْنَعُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَنَذْهَبُ بِهِ مَعَنَا فَاِذَا سَاَلُوْنَا الطَّعَامَ اَعْطَيْنَاهُمُ اللُّعْبَةَ تُلْهِيْهِمْ حَتّٰى يُتِمُّوْا صَوْمَهُمْ۔

ترجمہ: خالد بن ذکوان نے پوچھا ربیع بنت معوذ بن عفراء سے عاشورہ کے روزے کو تو انہوں نے کہا کہلا بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے گاؤں میں اور ذکر کی حدیث مانند بشر کی مگر اس اتنا کہا کہ بنا دیتے تھے ہم لڑکوں کے لئے کھلونا اون سے یعنی پشم سے اور ان کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے پھر جب وہ کھانا مانگتے تھے تو ہم وہی کھلونا ان کو دیدیتے تھے اور وہ ان کو غافل کر دیتا تھا کہ وہ اپنا روزہ پورا کر لیتے تھے۔

بَابُ تَحْرِيْمِ صَوْمِ يَوْمَيِ الْعِيْدَيْنِ

عیدین میں روزہ حرام ہونے کا بیان

عَنْ اَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ اَزْهَرَ اَنَّهُ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَجَاءَ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ اِنَّ هٰذَيْنِ يَوْمَانِ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَالْاٰخَرُ يَوْمٌ تَاْكُلُوْنَ فِيْهِ مِنْ نُسُكِكُمْ

ترجمہ: ابی عبید مولیٰ ابن ازہر نے کہا کہ حاضر ہوا میں عید میں عمر بن خطاب کے ساتھ اور آپ آئے اور نماز پڑھی پھر فارغ ہوئے اور خطبہ پڑھا لوگوں پر اور فرمایا کہ یہ دونوں دن ایسے ہیں کہ منع کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں روزہ رکھنے سے اور یہ دن آج کا تمہارے افطار کا ہے بعد رمضان کے اور دوسرا دن ایسا ہے کہ تم اس

میں اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو۔

فائدہ: روزہ عید الفطر اور عید اضحیٰ کا باجماع علما حرام ہے ہر حال میں خواہ روزہ نذر کا ہو یا نفل کا یا کفارہ وغیرہ کا اور اگر خاص اُن ہی کی طرف تعیین کر کے نذر کرے قصداً تو امام شافعی اور جمہور کے نزدیک نذر اس کی منعقد نہیں ہوتی اور نہ اس کی قضا لازم ہوتی ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک نذر لازم ہوتی ہے اور قضا اس کی واجب ہے اور اگر اسی دن روزہ رکھ لے تو نذر پوری ہو جاتی ہے اور یہ تمام آئمہ کے خلاف ہے (کذا قال النوری)

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ صِیَامِ یَوْمَیْنِ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَیَوْمِ الْفِطْرِ

ترجمہ: ابو ہریرہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ دو دن کے روزوں سے ایک عید البقر اور دوسری عید الفطر میں

عَنْ قَزَعَةَ عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ مِنْهُ حَدِیْثًا فَاَعْجَبَنِیْ فَقُلْتُ لَهٗ اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَقُوْلُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ اَسْمَعْ قَالَ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ لَا یَصْلُحُ الصِّیَامُ فِیْ یَوْمَیْنِ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَیَوْمِ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ

ترجمہ: قزعہ نے ابی سعید سے روایت کی کہ انھوں نے کہا سنا میں نے اُن سے ایک حدیث کو کہ مجھے بہت پسند آئی اور میں نے کہا ان سے کہ کیا تم نے سنا ہے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو انھوں نے کہا کہ کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر ایسی بات کہوں گا جو آپ نے نہیں فرمائی اور جو میں نے نہیں سنی کہا انھوں کہ سنا میں نے ان کو کہ فرماتے تھے روزہ درست نہیں ان دو دن میں ایک عید اضحیٰ میں اور دوسرے عید الفطر میں رمضان کی

عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ صِیَامِ یَوْمَیْنِ یَوْمَ الْفِطْرِ وَیَوْمِ النَّحْرِ۔

ترجمہ: ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا دو دن کے روزوں سے عید فطر اور عید اضحیٰ کے

عَنْ زِیَادِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ اِنِّیْ نَذَرْتُ اَنْ اَصُوْمَ یَوْمًا فَوَافَقَ یَوْمَ اَضْحٰی اَوْ فِطْرٍ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَمَرَ اللّٰهُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ هٰذَا الْیَوْمِ۔

ترجمہ: زیاد بن جبیر نے کہا ایک شخص آیا ابن عمر کے پاس اور کہا میں نے نذر کی ہے کہ ایک دن روزہ رکھوں اور وہ دن موافق ہوا عید اضحیٰ یا فطر کے تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ پاک نذر پورا کرنے کا حکم فرماتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس دن کے روزہ رکھنے سے منع فرماتے ہیں۔

فائدہ: یعنی ابن عمر نے اس کے جواب سے کنارہ کیا اور بیان فرمایا کہ اس میں دلیلیں معارض

ہیں اور جو عید کے دن نذر معین کرے اس کی تحقیق اوپر ابھی بیان ہو چکی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحَى

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید فطر اور عید اضحیٰ کے روزے سے۔

بَابُ تَحْرِيمِ صَوْمِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ وَبَيَانِ أَنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ - ایام تشریق میں روزہ حرام ہونے کا بیان

عَنْ نُبَيْشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَّشُرْبٍ

ترجمہ: نبیشہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایام تشریق کے کھانے پینے کے دن ہیں۔

عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَبِي مَلِيحٍ عَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ خَالِدٌ فَلَقِيتُ أَبَا مَلِيحٍ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِي بِهِ فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ هُشَيْمٍ وَزَادَ وَذِكْرِ اللهِ تَعَالَى

ترجمہ: ابوالملیح نے وہی مضمون روایت کیا مگر اس میں یہ ہے کہ یہ دن کھانے پینے کے ہیں اور یاد الٰہی کے

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ وَأَوْسَ بْنَ الْحَدَثَانِ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ فَنَادَى أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَأَيَّامُ مِنًى أَيَّامُ أَكْلٍ وَّشُرْبٍ.

ترجمہ: کعب کو اور اوس بن حدثان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام تشریق میں بھیجا کہ پکار دیں کہ جنت میں کوئی نہ جاوے گا سوا مومن کے اور منیٰ کے دن کھانے پینے کے ہیں

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَنَادِيَا

ترجمہ: ابراہیم سے یہی مضمون مروی ہوا مگر اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا تم دونوں پکار دینا۔

بَابُ كَرَاهَةِ إِفْرَادِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ بِصَوْمٍ لَا يُوَافِقُ عَادَتَهُ - اکیلے جمعہ کو روزہ رکھنے کی کراہت

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى

ترجمہ: محمد نے کہا پوچھا میں جابر سے اور وہ طواف کرتے تھے بیت اللہ کا کہ کیا منع فرمایا ہے رسول اللہ

عَنْهُ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ أَنَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ نَعَمْ وَرَبِّ هٰذَا الْبَيْتِ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روزے سے انھوں نے کہا کہ ہاں قسم ہے اس بیت کے رب کی۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ سَأَلَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بِمِثْلِهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ وہی مضمون دوسری سند سے مروی ہوا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَصُمْ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا أَنْ يَصُومَ قَبْلَهُ أَوْ يَصُومَ بَعْدَهُ

ترجمہ: ابوہریرہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی روزہ نہ رکھے اکیلے جمعہ کا مگر یہ کہ اس کے آگے بھی رکھے یا اس کے پیچھے بھی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَخْتَصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي وَلَا تَخُصُّوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کوئی خاص کرے جمعہ کی رات کو سب راتوں میں جاگنے اور نماز کے ساتھ اور نہ خاص کرے اس کے دن کو سب دنوں میں روزے کے ساتھ مگر یہ کہ روزہ رکھتا ہو وہ ہمیشہ اور اس میں جمعہ آجاوے۔

فائدہ: نودی نے فرمایا کہ جمہور اصحاب شافعی کا قول یہی ہے کہ خاص جمعہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ مگر ایسا ہو کہ کسی تاریخ میں وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور اس دن جمعہ آگیا تو مضائقہ نہیں اور اسی طرح مثلاً اس نے نذر کی کہ جس دن بیمار اچھا ہو گا روزہ رکھوں گا اور شب جمعہ اچھا ہو گیا تو حرج نہیں یا ایک روزہ اس کے آگے یا ایک پیچھے ملا لیا تو بھی مکروہ نہیں اور امام مالک نے جو موطا میں کہا ہے کہ میں نے کسی اہل علم سے نہیں سنا جو جمعہ کے روزے کو منع کرتا ہو تو شاید ان کو یہ حدیثیں نہ پہنچی ہوں پس وہ معذور ہیں اور ہم کو اتباع حدیث ضرور ہے نہ اتباع کسی امام کا علی الخصوص جب حدیث کے خلاف ہو چنانچہ داؤدی نے جو امام مالک کے شاگردوں میں ہیں انھوں نے تصریح کی ہے کہ یہ حدیث ان کو نہیں پہنچی اگر پہنچتی تو وہ اس کے خلاف کبھی نہ کرتے اور یہی گمان سب اماموں کے ساتھ جو مسائل ان کے حدیث کے خلاف ہیں ورنہ کوئی ان میں جان بوجھ کر مخالفت حدیث کی نہیں کرتا اور امت کو ضرور ہے کہ جب حدیث نبی معصوم کی ملجاوے پھر کسی تقلید نہ کرے یہی سبیل مومنین ہے اور یہی طریق منصفین اگرچہ بڑے برا مانیں متعصبین اور حکمت اس نہی میں شاید یہ ہو کہ یہ دن دعا اور ذکر و عبادت اور نہانے اور نہلانے کا ہے اور نماز کو سویرے جانے کا اس لئے افطار بہتر ہوا کہ یہ وظائف بخوبی ادا ہوں اور یہ دن گویا نظیر ہے عرفہ کے عرفات والوں کے لئے کہ اس دن بھی حاجیوں کو افطار اولیٰ ہے پس اس میں بھی افطار مستحب ہے

اور جب ایک دن قبل یا بعد اس کے روزہ رکھ لیا تو یہ روزے گویا کفارہ ہو گئے ان وظیفوں کا جس میں بسبب روزے کے قصور ہوا پس کراہت جاتی رہی اور اس حدیث میں تصریح ہے کہ تخصیص شب جمعہ کی بھی نہ کرے اس شب میں قیام کرے اور نماز پڑھے اور دنوں میں نہ کرے اور معلوم ہوا اس سے صلوٰۃ الرغائب کا بدعت ہونا اللہ تعالیٰ اس کی احداث کرنے والے کو برباد کرے اور معلوم ہوا کہ وہ نماز بدعت اور جہالت ہے اور سر سے پانک ضلالت ہے اور اس میں بہت منکرات و محدثات ہیں اور ایک جماعت نے اماموں کی اس کی مذمت اور قباحت میں تصانیف نفیسہ کئے ہیں اور اس کو سراپا فسق و گمراہی اور ضلالت و موجب روسیاہی لکھا ہے اور اس کے مرتکب کو سراپا ضال اور اہل ضلال لکھا ہے۔ انتہے ما فی النووی بنوع تغیر۔ مترجم کہتا ہے یہی حکم ہے ان اوراد و وظائف کا جو لوگوں نے احداث کر لئے اور شارع علیہ الرحمۃ سے اس کی کوئی سند نہیں جیسے دعائے گنج العرش اور دعائے سیفی اور درود اکبر اور دلائل الخیرات اور حزب البر اور حزب البحر وغیرہ کہ ان سب سے مومن متبع سنت کو اجتناب لازم ہے اور اس کو منجملہ وظائف و اوراد سمجھنا اور عبادۃ ان کی قرأت کرنا اور اس پر امیدوار ثواب ہونا گویا گھوڑا کھوکر اضافہ کے فرد گذرانتا ہے۔

بَابُ بَيَانِ نَسْخِ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ: اس آیت کے منسوخ ہونے کا بیان وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ كَانَ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُّفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ حَتّٰى نَزَلَتِ الْاٰيَةُ الَّتِيْ بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا۔

ترجمہ: سلمہ بن الاکوع نے کہا جب یہ آیت اتری وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین۔ یعنے جن لوگوں کو طاقت ہے روزے کی وہ فدیہ دیں ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا تو جو چاہتا تھا افطار کرتا تھا رمضان میں اور فدیہ دے دیتا تھا اور یہی حکم رہا یہاں تک کہ اس کے بعد آیت اتری اور اس نے اس آیت کو منسوخ کر دیا یعنے اب روزہ ضرور رکھنا ہوا طاقت والے کو اور فدیہ دینا درست نہیں۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ كُنَّا فِيْ رَمَضَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ اَفْطَرَ فَافْتَدٰى بِطَعَامِ مِسْكِيْنٍ حَتّٰى اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

ترجمہ: سلمہ بن اکوع نے کہا کہ ہم رمضان میں رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں یہ عادت رکھتے تھے کہ جس نے چاہا روزہ رکھا اور جس نے چاہا افطار کیا اور فدیہ دیا ایک مسکین کا کھانا یہاں تک کہ اس کے بعد کی آیت اتری فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ

یعنی جو شخص اس مہینے کو پاوے ضرور ہے کہ روزہ ہی رکھے

فائدہ: یعنے اس بعد کی آیت سے وہ فدیہ والی آیت منسوخ ہو گئی اور جمہور کا یہی قول ہے جیسے سلمہ کی روایت میں ہے اور ابن عمر اور جمہور کا یہی قول ہے کہ جو طاقت روزہ کی نہ رکھتا ہو بسبب بڑھاپے کے وہ فدیہ دیدیوے اور ایک جماعت کا سلف کے اور مالک اور ابو ثور اور داؤد کا قول ہے کہ فدیہ دینا مطلق منسوخ ہو گیا خواہ بوڑھا ہو یا جوان اور جو بوڑھا ایسا ہو کہ روزہ کی طاقت نہیں رکھتا اس پر بھی کھانا دینا مسکین کو واجب نہیں اور مالک نے اس کے لئے کھانا دینا مستحب کہا ہے اور قتادہ نے کہا یہ رخصت تھی بوڑھے کے لئے جو قدرت روزہ کی رکھتا تھا پھر رخصت منسوخ ہو گئی اور اسی کے حق میں یہ رخصت باقی رہی جو طاقت نہیں رکھتا اور ابن عباس وغیرہ نے کہا ہے کہ نازل ہوئی ہے یہ آیت فدیہ کی بوڑھے اور بیمار کے لئے جو روزہ نہیں رکھ سکتے اور ان کو فدیہ دینا چاہیئے اور اس صورت میں گویا لفظ لا یہاں محذوف ہو گا یعنے وعلی الذین لا یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین اور اس صورت میں آیت محکم ہو گی منسوخ نہ ہو گی۔ مگر مریض جب اچھا ہو جاوے تو قضا کرے مگر بوڑھے پر قضا واجب نہیں صرف فدیہ کافی ہے اور اکثر علمار کا قول ہے کہ بیمار کو فدیہ دینا ضرور نہیں۔ صرف قضا اس پر واجب ہو کہ بعد صحت کے قضا کرے اور زید بن اسلم اور زہری اور مالک نے کہا ہو کہ یہ آیت محکم ہے اور نازل ہوئی ہے مریض کے حق میں جو افطار کرے اور پھر اچھا ہو جاوے اور قضا نہ کرے یہاں تک کہ دوسرا رمضان آجاوے پھر دوسرے رمضان کے روزے رکھ لے اور بعد رمضان کے قضا بھی کرے اور فدیہ بھی دیوے اور فدیہ ہر روزے کے بدلے ایک مد گیہوں ہے جو قریب ایک سیر کے ہے مگر جو مریض ایسا ہو کہ ایک رمضان میں روزہ قضا کیا اور بیماری اس کی دوسرے رمضان تک برابر رہی تو وہ فدیہ نہ دے صرف قضائے روزہ ہی کافی ہے اور ان سب صورتوں میں یطیقونہ کی ضمیر صوم کیطرف راجع ہے اور حسن بصری وغیرہ نے کہا ہے کہ ضمیر اس کی راجع ہے اطعام کی یعنے جو لوگ اطعام کی طاقت رکھتے ہیں وہ فدیہ دیویں اور روزہ کی طرف راجع نہیں اور ان کے نزدیک یہ آیت منسوخ ہے اور عام اور جمیع علمار کا قول ہے کہ اطعام ہر روزہ کا ایک مد ہے اور ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مد کہیں ہیں اور صاحبین کا بھی قول یہی ہے۔ اور اشہب مالکی نے کہا ہے کہ ایک مد اور ثلث مد کا ہو اہل مدینہ کے سوا اور جمہور علمار کا قول ہے کہ وہ مرض جسمیں افطار روا ہے اور ایسا ہو تا ضرور ہے کہ روزے سے اس میں مشقت ہو اور بعض نے کہا ہے کہ ہر مریض کو افطار روا ہے کذا قال القاضی عیاض علی ما نقلہ النووی

بَابُ جَوَازِ تَاخِيرِ قَضَاءِ رَمَضَانَ مَا لَمْ يَجِيءْ رَمَضَانُ اٰخَرُ لِمَنْ اَفْطَرَ بِعُذْرٍ كَمَرَضٍ وَّسَفَرٍ وَّحَيْضٍ وَّنَحْوِ ذٰلِكَ : ایک رمضان کی قضا میں دوسرے رمضان تک تاخیر روا ہونے کا بیان اس شخص کے لئے جو کسی عذر سے چھوڑ دے مثل مرض اور سفر اور حیض وغیرہ کے

عَنْ اَبِی سَلَمَۃَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَۃَ

ترجمہ: ابی سلمہ نے کہا سنا میں نے حضرت عائشہ

رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا تَقُوْلُ كَانَ يَكُوْنُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَقْضِيَهُ إِلَّا فِيْ شَعْبَانَ الشُّغْلُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ فرماتی تھیں کہ مجھ پر جو رمضان کے روزے قضا ہوتے تھے تو میں ان کو قضا نہ کر سکتی تھی۔ مگر شعبان میں اور وجہ اس کی یہ تھی کہ میں مشغول رہتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (اور فرصت نہ پاتی تھی۔)

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَذٰلِكَ لِمَكَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: یحییٰ سے بھی یہی روایت مذکور ہوئی اس سند سے مگر اس میں یہ ہے کہ یہ تاخیر قضائے رمضان کی شعبان تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی خدمت کے سبب سے ہے۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّ ذٰلِكَ لِمَكَانِهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْيَى يَقُوْلُهُ۔

ترجمہ: یحییٰ سے اس اسناد سے یہی مروی ہوا اور اس میں یحییٰ نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ یہ تاخیر ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے سبب سے ہوتی ہوگی۔

عَنْ يَحْيَى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيْثِ الشُّغْلُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: یحییٰ سے یہی روایت مروی ہوئی مگر اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور مشغولیت کا ذکر نہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنْ كَانَتْ إِحْدَانَا لَتُفْطِرُ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا تَقْدِرُ أَنْ تَقْضِيَهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَأْتِيَ شَعْبَانُ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ ہم سے ایک ایسی تھی کہ افطار کرتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اور قضا نہ کر سکتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہاں تک شعبان آجاتا تھا۔

فائدہ: یعنی جناب ام المومنین رضی اللہ عنہا ہمیشہ حضرت کی خدمت میں حاضر رہتی تھیں اور مترصد استمتاع رہا کرتی تھیں ہر وقت میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بجا لادیں اور یہ معلوم نہ تھا کہ آپ کس وقت ان کا ارادہ فرماتے ہیں اور اجازت روزے کی اس لئے نہ لیتی تھیں کہ شاید آپ اجازت تو دیدیں مگر پھر آپ کو حاجت ہو اور آپ کو اس سے تکلیف گذرے اور یہ کمالِ ادب تھا آپ کا اور کمالِ رضاجوئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور علماء کا اتفاق ہے کہ عورت کو نفل روزہ جائز نہیں جب اس کا شوہر گھر میں ہو۔ مگر اس کی اجازت سے اور حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا شعبان میں اس لئے فرصت پاتی تھیں کہ آپ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اکثر روزے رکھتے تھے اور تاخیر قضا کی مدت بھی قریب اختتام پہنچتی تھی اور مذہب امام مالک اور ابی حنیفہ اور شافعی اور احمد اور جماہیر سلف

وخلف کا یہی ہے کہ قضاء رمضان کا پورا کرنا تاخیر کے ساتھ جائز ہے یعنی یہ واجب نہیں کہ اول شوال ہی میں اسے پورا کرے بلکہ پورے سال میں جب چاہے ادا کرلے اور اس فرض کو اپنے ذمہ پر سے جب چاہے اتار لے اور ان لوگوں کا قول ہے کہ تاخیر اس کی شعبان سے آگے روا نہیں اس لئے کہ اس کے بعد رمضان ایسا مہینہ ہے کہ اس میں قضا نہیں ہو سکتی اور داؤد ظاہری کا مذہب ہے کہ عید کے دوسرے ہی روز سے قضا کے روزے رکھنا ضرور ہے اور روایت ام المومنین حضرت عائشہ کی اللہ راضی ہو ان سے داؤد پر حجت ہے اور جمہور نے کہا ہے کہ البتہ جلدی کرنا قضا میں مستحب ہے اور جس نے افطار کیا رمضان میں کسی عذر کے سبب اور وہ عذر اس کا مثلاً بیماری یا حیض و نفاس وغیرہ یہانتک باقی رہا کہ وہ مرگیا یا مرگئی تو اس پر نہ روزہ ہے نہ فدیہ نہ اس کی طرف سے کوئی دوسرا روزہ رکھے نہ دوسرا فدیہ دیوے اور جو رمضان کی قضا رکھے تو مستحب ہے کہ پے درپے رکھے اور اگر الگ الگ بھی رکھا تو عند الجمہور جائز ہے اس لئے کہ روزے کا اطلاق اس پر بھی ہے۔

بَابُ قَضَآءِ الصَّوْمِ عَنِ الْمَيِّتِ ؛ میت کی طرف سے روزے رکھنے کا بیان

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ وَعَلَیْہِ صِیَامٌ صَامَ عَنْہُ وَلِیُّہٗ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مرجاوے اور اس پر روزے ہوں اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّ امْرَاَۃً اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ اُمِّیْ مَاتَتْ وَعَلَیْہَا صَوْمُ شَہْرٍ فَقَالَ اَرَاَیْتِ لَوْ کَانَ عَلَیْہَا دَیْنٌ اَکُنْتِ تَقْضِیْنَہٗ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَدَیْنُ اللّٰہِ اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ

ترجمہ: ابن عباس نے کہا ایک عورت آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اس نے عرض کی میری ماں مرگئی ہے اور اس پر ایک ماہ کے روزے تھے آپ نے فرمایا کہ بھلا دیکھ تو اگر اس کچھ قرض ہوتا تو تو ادا کرتی اس نے عرض کی کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ کا قرض سب سے پہلے ادا کرنا ضرور ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمِّیْ مَاتَتْ وَعَلَیْہَا صَوْمُ شَہْرٍ اَفَاَقْضِیْہِ عَنْہَا فَقَالَ لَوْ کَانَ عَلٰی اُمِّکَ دَیْنٌ اَکُنْتَ قَاضِیَہٗ عَنْہَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَیْنُ اللّٰہِ اَحَقُّ اَنْ یُّقْضٰی قَالَ سُلَیْمَانُ فَقَالَ الْحَکَمُ وَسَلَمَۃُ بْنُ کُہَیْلٍ جَمِیْعًا وَنَحْنُ جُلُوْسٌ حِیْنَ حَدَّثَ مُسْلِمٌ بِہٰذَا الْحَدِیْثِ فَقَالَا سَمِعْنَا مُجَاہِدًا یَذْکُرُ ہٰذَا

ترجمہ: ابن عباس نے کہا کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی اے اللہ کے رسول میری ماں مرگئی ہے اور اس پر ایک ماہ کے روزے ہیں کیا میں اس کی قضا رکھوں۔ آپ نے فرمایا اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو تم ادا کرتے یا نہیں۔ اس نے کہا ہاں ادا کرتا۔ آپ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ کا قرض تو ضرور ادا کرنا چاہیے اور سلیمان نے کہا کہ حکم اور سلمہ بن کہیل دونوں نے کہا کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے جب یہ حدیث بیان کی مسلم البطین نے تو

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

ان دونوں نے کہا سنا ہم نے مجاہد سے کہ وہ بیان کرتے تھے یہی روایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ وَّ مُجَاهِدٍ وَّ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ۔

ترجمہ: ۔سعید اور مجاہد اور عطاء نے ابن عباس سے بھی روایت بیان فرمائی۔

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ جَاءَتِ امْرَأَۃٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمِّیْ مَاتَتْ وَعَلَیْہَا صَوْمُ نَذْرٍ اَفَاَصُوْمُ عَنْہَا قَالَ اَرَاَیْتِ لَوْ کَانَ عَلٰی اُمِّکِ دَیْنٌ فَقَضَیْتِیْهِ اَکَانَ یُؤَدِّیْ ذٰلِکِ عَنْہَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَدَیْنُ اللّٰہِ اَحَقُّ اَنْ یُّقْضٰی قَالَ فَصُوْمِیْ عَنْ اُمِّکِ۔

ترجمہ: ۔سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت کی کہ ایک عورت آئی رسول اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عرض کی یا رسول اللہ میری ماں مرگئی اور اس پر نذر کا روزہ تھا کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھوں پھر آپ نے وہی قرض کی مثال بیان فرمائی جو اوپر گذری۔

عَنْ بُرَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ بَیْنَا اَنَا جَالِسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْہُ امْرَأَۃٌ فَقَالَ اِنِّیْ تَصَدَّقْتُ عَلٰی اُمِّیْ اِنَّہَا مَاتَتْ قَالَ فَقَالَ وَجَبَ اَجْرُکِ وَرَدَّہَا عَلَیْکِ الْمِیْرَاثُ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّہٗ کَانَ عَلَیْہَا صَوْمُ شَہْرٍ اَفَاَصُوْمُ عَنْہَا قَالَ صُوْمِیْ عَنْہَا قَالَتْ اِنَّہَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ اَفَاَحُجُّ عَنْہَا قَالَ حُجِّیْ عَنْہَا

ترجمہ: بریدہ نے کہا ہم بیٹھے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہ ایک عورت آئی اور اس نے عرض کی کہ میں نے ایک لونڈی خیرات میں دی تھی ،اپنی ماں کو اور میری ماں مرگئیں آپ نے فرمایا کہ تیرا ثواب ہو گیا اور پھر وہ لونڈی تیرے پاس آگئی بسبب میراث کے اس نے عرض یا رسول اللہ میری ماں پر ایک ماہ کے روزے تھے کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں آپ نے فرمایا کہ ہاں روزے رکھو اس کی طرف سے۔اس نے عرض کہ میری ماں نے حج نہیں کیا تھا آپ نے فرمایا اس کی طرف سے حج بھی کرو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ ابْنِ مُسْهِرٍ غَیْرَ اَنَّہٗ قَالَ صَوْمُ شَہْرَیْنِ

ترجمہ: عبداللہ بن بریدہ نے اپنے باپ سے وہی روایت کی مگر اس میں دو ماہ کے روزے مذکور ہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَۃٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ بِمِثْلِہٖ وَقَالَ صَوْمُ شَہْرٍ

ترجمہ: وہی مضمون ہے مگر اس میں دو ماہ کے روزے مروی ہیں۔

عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ صَوْمُ شَهْرَيْنِ

ترجمہ: سفیان سے وہی روایت مروی ہے۔ مگر اس میں دو ماہ کے روزے مروی ہیں

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمْ وَقَالَ صَوْمُ شَهْرٍ

ترجمہ: سلیمان سے وہی روایت مروی ہوئی اور اس میں ایک ماہ کے روزے مروی ہیں۔

فائدہ: امام شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ مستحب ہے ولی میت کو میت کی طرف سے روزہ رکھنا اور جب ولی نے روزہ رکھ لیا تو اطعام مسکین کی کچھ ضرورت نہیں اور میت بری الذمہ ہو گیا اور یہی قول صحیح اور مختار ہے اور اسی قول کو ان اصحاب شافعی نے صحیح اور محقق کہا ہے جو فقہ اور حدیث دونوں کے جامع ہیں اور یہی قول موافق ہے ان حدیثوں کے جو صحیح ہیں اور صریح اس پر دلالت کرتی ہیں اور جو حدیث میں آیا ہے کہ جو مر جاوے اور اس پر روزے ہوں تو اس کی طرف سے کھانا کھلایا جاوے یہ حدیث ثابت نہیں اور اگر ثابت بھی ہو تو اس کی تطبیق اس طرح ہے کہ دونوں امر جائز ہوں اور ولی مختار ہو کہ چاہے اطعام کرے چاہے روزے رکھے اور ولی سے مراد قریب ہے خواہ عصبہ ہو خواہ وارث یا اور کوئی ہو اور ان روایتوں سے کئی امور معلوم ہوئے۔

اوّل: جواز صوم کا میت کی طرف سے

دوسری: اجنبیہ عورت کی بات سننی ضرورت شرعی میں

تیسری: صحت قیاس کی اس لئے کہ آپ نے حقوق الٰہی کو حقوق عباد پر یعنی دین پر قیاس کیا اور اس سے میت کی طرف سے ادائے دین بھی ثابت ہوا اور اس پر اجماع امت ہے اور ادائے دین اگر غیر قرابت والے کی طرف سے ہو جب بھی روا ہے۔

چوتھی: یہ بھی معلوم ہوا کہ جو چیز کسی پر صدقہ کرے اور پھر وہ میراث کے سبب لوٹ آوے تو اس کا لینا روا ہے بلا کراہت کے بخلاف اس چیز کو خریدے کہ یہ منع ہے۔

پانچویں: معلوم ہوا کہ نیابت میت کی حج میں جائز ہے اور اسی طرح نیابت اس کی جو ایسا بیمار ہو کہ امید صحت نہ رکھتا ہو۔

بَابُ نَدْبِ لِلصَّائِمِ اِذَا دُعِيَ اِلٰى طَعَامٍ وَّلَمْ يُرِدِ الْاِفْطَارَ اَوْ شُوْتِمَ اَوْ قُوْتِلَ اَنْ يَّقُوْلَ اِنِّيْ صَائِمٌ وَاَنَّهٗ يُنَزِّهُ صَوْمَهٗ عَنِ الرَّفَثِ وَالْجَهْلِ وَنَحْوِهٖ

باب صائم کو مستحب ہے کہ جب کھانے کو بلایا جائے یا کوئی گالی دیوے یا لڑنے آئے تو کہدے کہ میں صائم ہوں اور اپنے روزے کو بیہودہ باتوں وغیرہ سے پاک رکھے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

ترجمہ: ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلٰی طَعَامٍ وَّھُوَ صَائِمٌ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ

ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کو بلاویں کھانے کو اور وہ روزے سے ہو تو کہدے کہ میں روزے سے ہوں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رِوَایَۃً اِذَا اَصْبَحَ اَحَدُکُمْ یَوْمًا صَائِمًا فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَجْھَلْ فَاِنِ امْرُؤٌ شَاتَمَہٗ اَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ اِنِّیْ صَائِمٌ

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جو شخص روزے سے ہو وہ فحش نہ بکے اور جہالت نہ کرے اور اگر کوئی اس کو برا کہے یا لڑے تو کہدے کہ میں روزے سے ہوں میں روزے سے ہوں

فائدہ: یعنی اس کو خبر دیدے کہ میں گالی گلوج کے لائق نہیں ہوں اور اگر دعوت میں کوئی بلاوے تو بھی عذر روزے کا بیان کردے پھر اگر وہ نہ مانیں اور بلاوے تو جانا لازم ہے اور کھانا کھادے اور روزہ اس کے نہ کھانے کا عذر ہے اور جس کو روزہ نہ ہو اس کو کھلانے میں کچھ عذر نہیں اور اس کو کھانا لازم ہے اور اصحاب شافعیہ کا یہ بھی قول ہے کہ اگر صاحب خانہ جبر کرے اور روزہ نفل ہو تو افطار کر ڈالنا مستحب ہے اور اگر صوم واجب ہو تو فطر حرام ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اظہار عبادات نافلہ کا خواہ صوم ہو یا صلوٰۃ وغیرہ وقت ضرورت کے جائز ہے اور ضرورت اظہار نہ ہو تو اخفا اس کا مستحب ہے اور اس میں حسن معاشرت اور اصلاح ذات البین اور دلخوشی ہے دوستوں کی اور یہ جو فرمایا کہ جو لڑے اس سے بولدے کہ میں روزے سے ہوں اس میں اس کا باز رکھنا ہے زیادتی سے اور غالباً وہ چپ ہو جاتا ہے اور گالی گلوج سے ہر شخص کو بچنا ضرور ہے مگر روزہ دار کو اور بھی زیادہ تاکید ہے اس سے دور رہنے کی۔

بَابُ فَضْلِ الصِّیَامِ روزے کی فضیلت کا بیان

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَہٗ اِلَّا الصِّیَامَ ھُوَ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَخُلْفَۃُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِّیْحِ الْمِسْکِ

ترجمہ: ابوہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر عمل آدمی کا اس کے لئے ہے مگر روزہ کہ وہ خاص میرے واسطے ہے اور میں اس کا بدلہ دیتا ہوں اور قسم ہے اس خدا کی کہ جان محمد اس کے ہاتھ میں ہے کہ بو روزہ دار کے منہ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ اچھی ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ سپر ہے

فائدہ: یعنی بچاتا ہے شہوت و غضب کے فساد سے

عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ الزَّیَّاتِ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَقُوْلُ قَالَ

ترجمہ: ابو صالح زیات سے روایت کہ انہوں نے سنا ابوہریرہ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ عَمَلِ ابْنِ
اٰدَمَ لَہٗ اِلَّا الصِّیَامَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ
وَالصِّیَامُ جُنَّۃٌ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ
فَلَا یَرْفُثْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَسْخَبْ فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ
اَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرُءٌ صَائِمٌ اِنِّیْ صَائِمٌ
وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ
اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ رِّیْحِ الْمِسْكِ
وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُہُمَا اِذَا اَفْطَرَ
فَرِحَ بِفِطْرِہٖ وَاِذَا لَقِیَ رَبَّہٗ فَرِحَ بِصَوْمِہٖ

کہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ یوں تو ہر عمل بنی آدم کا اس کے
لئے ہی مگر روزہ کہ وہ خاص میرے لئے ہی اور میں ہی اس
کا بدلہ دوں گا اور روزہ سپر ہے پھر جب کسی کو روزہ
ہو تو اس دن گالیاں نہ بکے اور آواز بلند نہ کرے
پھر اگر کوئی اسے گالی دے یا لڑنے کو آوے تو کہدے
کہ میں روزے سے ہوں اور قسم ہے اس پروردگار کی
کہ محمد کی جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ بیشک بو صائم کے
منہ کی اللہ تعالیٰ کے آگے زیادہ پسندیدہ ہے۔ قیامت
کے دن مشک کی خوشبو سے اور صائم کو دو خوشیاں
ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے۔ ایک تو خوش ہوتا ہے
وہ اپنے افطار سے دوسرے خوش ہوگا وہ جب ملیگا
اپنے پروردگار سے اپنے روزے کے سبب سے۔

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَۃُ عَشْرُ
اَمْثَالِہَا اِلٰی سَبْعِ مِائَۃِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰہُ اِلَّا
الصَّوْمَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یَدَعُ
شَہْوَتَہٗ وَطَعَامَہٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ
فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ عِنْدَ فِطْرِہٖ وَفَرْحَۃٌ عِنْدَ
لِقَاءِ رَبِّہٖ وَلَخُلُوْفُ فِیْہِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ
مِنْ رِّیْحِ الْمِسْكِ۔

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر عمل آدمی کا دونا
ہوتا ہے اس طرح کہ ایک نیکی دس تک ہو جاتی ہے
یہاں تک کہ سات سو تک بڑھتی ہے اور اللہ صاحب نے
فرمایا ہے کہ روزہ سو وہ خاص میرے لئے ہے اور میں خود
اس کا بدلہ دیتا ہوں اس لئے کہ بندہ میرا اپنی خواہشیں
اور کھانا میرے لئے چھوڑ دیتا ہے اور روزہ دار کو دو
خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی اس کے افطار کے وقت
دوسری خوشی ملاقات پروردگار کے وقت۔ اور البتہ
منہ روزہ دار کے منہ کی اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے
بوئے مشک سے۔

فائدہ: اللہ کے لئے روزہ خاص ہے یعنی اس میں چونکہ ظاہر میں کوئی صورت نہیں ایک امر عدمی ہے
اس لئے اس میں ریا و سمعہ کو دخل بہت کم ہے اور نفس کو اسمیں مطلق حظ نہیں اور گویا تشبیہ ہے ملائکہ
کے ساتھ ملکہ رب العالمین کے ساتھ کہ کھانے پینے سے بے پرواہ ہونا اسی کی شان ہے اور اس سے بڑی عظمت
روزے کی معلوم ہوئی اور بو کو اس کی مشک سے زیادہ پسندیدہ فرمایا ہے۔ جیسے شہیدوں کے خون کو
فرمایا کہ رنگ خون کا ہوگا اور بو مشک کی اور قسم فرمائی اللہ پاک کے ہاتھ کی۔ معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ ہیں
اور نافی اس کا منکر احادیث ہے اور جہمی اور اس کا ہاتھ ویسا ہی ہے جیسے اس کی ذات ہے یعنی کیفیت

اُس کی ذات کی معلوم نہیں اور تاویل اس کی قدرت وغیرہ سے باطل ہے اور قول ہے معتزلہ کا اور قدریہ کا جیسے وصیت کی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ اکبر میں اور اس تاویل سے ابطال اس کی صفات کا لازم آتا ہے غرض مومن کو ضرور ہے کہ ہاتھ اور قدم اور ساق وغیرہ جو قرآن وحدیث میں آئے ہیں ان سب کے ظاہر معنی پر ایمان رکھنا اور اس کی کیفیت خدا کو سونپنا اور بلا تاویل و بلا تعطیل اس پر ایمان لانا یہی سلف کا طریقہ ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر قسم یونہی کھایا کرتے پھر کسی روایت میں کسی صحابی سے یہ مروی نہیں کہ انھوں نے پوچھا یا تعجب کیا ہو ہاتھ پر اللہ پاک کے یا آپ نے کوئی تاویل اصحاب کو بتلائی ہو یا کسی سلف وصحابہ و تابعین نے کوئی تاویل کی غرض صحابہ و تابعین سے ایک حرف بھی اس کی تاویل میں مروی نہیں حالانکہ سب ان آیات واحادیث کو عوام وخواص میں بلا تکلف روایت کرتے چلے آئے ہیں پس جو لوگ معنی سمجھتے تھے وہی ٹھیک ہیں اور وہی مراد الٰہی اور مقصود رسالت پناہی ہے۔ ورنہ شارع کو ضرور تھا کہ اگر کچھ اور مراد ہوتا تو اس کو بیان فرماتے وَمَنْ اَدَّعٰی خلاف ھذا فعلہ البیان۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ يَقُوْلُ اِنَّ الصَّوْمَ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ اِنَّ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَيْنِ اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ وَاِذَا لَقِیَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرِحَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ

ترجمہ: ابوہریرہ اور ابوسعید نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں۔ اول جب افطار کرتا ہے خوش ہوتا ہے۔ دوسرے جب ملاقات کرتا ہے اللہ عزوجل سے جب خوش ہوتا ہے اور قسم ہے اس پروردگار کہ جان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اس کے ہاتھ میں ہے کہ منہ روزہ دار کے منہ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے

فائدہ: افطار کے وقت یہ خوشی ہے کہ پروردگار کی تائید اور توفیق سے ایسی عمدہ عبادت سے سرانجام پایا اور نعمائے دنیوی فی الحال حلال ہوئے اور لذائذ اخروی کا امیدوار بنا یا اور پروردگار کی ملاقات کے وقت یہ خوشی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اس عبادت کو قبول کیا اور جس اجر و ثواب کا وعدہ تھا وہ پورا ہوا۔

عَنْ ضِرَارِ بْنِ مُرَّةَ وَهُوَ اَبُوْ سِنَانٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ وَقَالَ اِذَا لَقِیَ اللّٰهَ فَجَزَاهُ فَرِحَ

ترجمہ: ضرار سے یہی روایت مروی ہوئی اور اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب ملاقات کرے گا اللہ پاک سے اور اللہ تعالیٰ اس کو بدلہ دیوے گا وہ خوش ہوگا۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مَعَهُمْ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ اَيْنَ الصَّائِمُوْنَ فَيَدْخُلُوْنَ مِنْهُ فَاِذَا دَخَلَ اٰخِرُهُمْ اُغْلِقَ فَلَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ۔

جنت میں ایک دروازہ ہے اسے ریان کہتے ہیں (یعنی سیراب کرنے والا) اس میں سے جائیں گے روزہ دار قیامت کے دن اور کوئی ان کے سوا اس میں سے نہ جانے پائے گا اور پکارا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں پھر وہ سب اس میں چلے جائیں گے۔ پھر جب ان میں کا آخیر آدمی بھی داخل ہو جاوے گا وہ بند ہو جاوے گا اور کوئی اس میں نہ جائے گا۔

فائدہ: بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ جب ان میں کا اول آدمی داخل ہو جاوے گا جب بند ہو گا اور یہ وہم ہے۔ چنانچہ تصریح کی ہے اس کی قاضی عیاض نے (نووی) میں اور اس میں بڑی فضیلت اور کرامت روزہ کی مذکور ہوئی۔

بَابُ فَضْلِ الصِّيَامِ فِي سَبِيْلِ اللهِ لِمَنْ يُّطِيْقُهٗ بِلَا ضَرَرٍ وَّلَا تَفْوِيْتِ حَقٍّ

جہاد میں جو طاقت رکھتا ہو اس کے روزے کی فضیلت

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَّصُوْمُ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اِلَّا بَاعَدَ اللهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا

ترجمہ: ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو ایک دن روزہ رکھے اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد میں) مگر دور کر دیتا ہے اللہ پاک اس دن کی برکت سے اس کے منہ کو ستر برس کی راہِ دوزخ سے۔

عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ

ترجمہ: سہیل سے بھی یہی روایت اس اسناد سے مروی ہوئی۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ بَاعَدَ اللهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ خَرِيْفًا

ترجمہ: ابوسعید نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ جو روزہ رکھے ایک دن اللہ کی راہ میں دور کرتا ہے اللہ اس کے منہ کو ستر برس کی راہ تک دوزخ سے

فائدہ: فی سبیل اللہ سے ہر جگہ جہاد مراد ہے اور روزہ اسی کا افضل ہے جو طاقت رکھتا ہو باوجود روزے کے غزو کے کاروبار میں سست نہ ہو

بَابُ جَوَازِ صَوْمِ النَّافِلَةِ بِنِيَّةٍ مِّنَ النَّهَارِ قَبْلَ الزَّوَالِ وَجَوَازِ فِطْرِ الصَّائِمِ نَفْلًا مِّنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَالْأَوْلَى إِتْمَامُهُ

روزہ نفل کی نیت دن سے درست ہونا قبل زوال کے اور روزہ نفل کا توڑنا

جائز ہونا بغیر عذر کے اور پورا کرنا اس کا اولیٰ ہے اس کا بیان

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ يَا عَائِشَةُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ قَالَ فَإِنِّيْ صَائِمٌ ثُمَّ قَالَتْ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ أَوْ جَاءَنَا زَوْرٌ قَالَتْ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ أَوْ جَاءَنَا زَوْرٌ وَقَدْ خَبَأْتُ لَكَ شَيْئًا قَالَ مَا هُوَ قُلْتُ حَيْسٌ قَالَ هَاتِيْهِ فَجِئْتُ بِهٖ فَأَكَلَ ثُمَّ قَالَ قَدْ كُنْتُ أَصْبَحْتُ صَائِمًا قَالَ طَلْحَةُ فَحَدَّثْتُ مُجَاهِدًا بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فَقَالَ ذَاكَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يُخْرِجُ الصَّدَقَةَ مِنْ مَّالِهٖ فَإِنْ شَاءَ أَمْضَاهَا وَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسلمانوں کی ماں فرماتی ہیں کہ مجھ سے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ تمہارے پاس کچھ کھانا ہے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کچھ نہیں ہے تو آپ نے فرمایا میں روزے سے ہوں پھر آپ باہر تشریف لے گئے اور ہمارے پاس کچھ حصہ آیا ہدیہ کے طور پر اور آگئے ہمارے پاس کچھ مہمان (کہ ان میں بڑا حصہ اس ہدیہ کا خرچ ہو گیا اور کچھ تھوڑا سا میں نے آپ کے لئے چھپا رکھا ہے پھر آپ نے پوچھا وہ کیا ہے میں نے کہا حیس ہے (حیس وہ کھانا ہے کہ کھجور اور گھی اور اقط یعنی سوکھا دہی ملا کر بناتے ہیں) اور آپ نے فرمایا لاؤ۔ پھر میں لائی اور آپ نے کھایا۔ پھر فرمایا کہ میں روزے سے تھا صبح کو طلحہ نے کہا میں نے یہ حدیث مجاہد سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ ایسی بات ہے (یعنی نفل روزہ کھول ڈالنا) جیسے کوئی صدقہ نکالے اپنے مال سے تو اس کو اختیار ہے چاہے دیدیوے چاہے پھر رکھ لے۔

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ قُلْنَا لَا قَالَ فَإِنِّيْ صَائِمٌ ثُمَّ أَتَانَا يَوْمًا آخَرَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَقَالَ أَرِيْنِيْهِ فَلَقَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا فَأَكَلَ

ترجمہ: حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ ہے ہم نے کہا کچھ نہیں ہے آپ نے فرمایا میں تو روزہ سے ہوں پھر آئے ہمارے پاس دوسرے دن پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہ حیس ہمارے پاس آیا ہے ہدیہ میں

تو آپ نے فرمایا مجھے دکھاؤ اور میں صبح کو روزے سے تھا
پھر آپ نے کھایا۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نیت روزہ نفل کی دن کو بھی جائز ہے جب تک زوال شمس نہ ہو اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور ان میں یہ بھی تصریح ہے کہ نفل روزے کا توڑ ڈالنا بھی اور دن کو کھا لینا بھی درست ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور جیسے اس کا شروع کرنا انسان کی خوشی سے تھا ویسے ہی اس کا تمام کرنا بھی اس کے اختیار پر ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت کا صحابہ سے اور احمد اور اسحٰق کا اور ان سب لوگوں کے نزدیک اس کا پورا کرنا مستحب ہے، اور امام ابو حنیفہ اور مالک کے نزدیک توڑنا اس کا جائز نہیں اور توڑنے والا اس کا گنہگار ہوتا ہے اور حسن بصری اور امام نخعی اور مکحول کا قول ہے کہ قضا اس کی واجب ہے اس پر جس نے بلا عذر افطار کر ڈالا اور ابن عبد البر نے کہا ہے کہ اجماع ہے اس پر کہ جس نے عذر کے سبب کھول ڈالا مثلاً بیماری یا حیض وغیرہ اس پر قضا نہیں۔

بَابُ اَنَّ اَكْلَ النَّاسِيْ وَشُرْبَهٗ وَجِمَاعَهٗ لَا يُفْطِرُ

بھولے سے کھالینے اور پینے سے اور جماع سے روزہ نہ جانے کا بیان

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِیَ وَهُوَ صَائِمٌ فَاَكَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ۔

ترجمہ: ابو ہریرہؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھول کر کھا لیوے یا پی لیوے اور وہ روزہ دار ہو تو وہ اپنا روزہ پورا کر لیوے اس لئے اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلا پلا دیا۔

فائدہ: یہی مذہب ہے اکثر لوگوں کا کہ روزہ دار جب بھولے سے کھا لے یا پی لے یا جماع کرے تو اس کا روزہ نہیں جاتا اور یہی قول ہے امام شافعی اور امام ابو حنیفہ اور داؤد کا اور ربیعہ اور مالک نے کہا ہے کہ روزہ جاتا رہتا ہے اور اس پر قضا ہے اور کفارہ نہیں اور عطا اور اوزاعی اور لیث نے کہا ہے کہ جماع میں تو قضا ہے اور کھانے میں قضا نہیں اور احمد کا قول ہے کہ جماع میں قضا اور کفارہ دونوں ہیں اور کھانے میں کچھ نہیں (نووی) اور قوی وہی مذہب اول معلوم ہوتا ہے۔

بَابُ صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَيْرِ رَمَضَانَ وَاسْتِحْبَابِ اَنْ لَّا يُخْلِيَ شَهْرٌ مِّنْ صَوْمٍ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کا بیان سوا رمضان کے اور مستحب ہے کہ کوئی مہینہ روزے خالی نہ چھوڑے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ قُلْتُ

ترجمہ: عبداللہ نے کہا میں نے حضرت عائشہ

لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا هَلْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَهْرًا مَعْلُومًا سِوٰى رَمَضَانَ قَالَتْ وَاللّٰهِ إِنْ صَامَ شَهْرًا مَعْلُومًا سِوٰى رَمَضَانَ حَتّٰى مَضٰى لِوَجْهِهِ وَلَا أَفْطَرَهُ حَتّٰى يُصِيبَ مِنْهُ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کبھی کسی پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے رمضان مبارک کے سوا تو انھوں نے فرمایا کہ اللہ کی قسم کسی ماہ کے پورے روزے آپ نے نہیں رکھے سوائے رمضان شریف کے یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے اور نہ کسی پورے مہینہ پر افطار کیا تھا یہاں تک کہ کوئی دن روزہ نہ رکھا ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ شَهْرًا كُلَّهُ قَالَتْ مَا عَلِمْتُهُ صَامَ شَهْرًا كُلَّهُ إِلَّا رَمَضَانَ وَلَا أَفْطَرَهُ كُلَّهُ حَتّٰى يَصُومَ مِنْهُ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: عبداللہ بن شقیق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے تھے کسی ماہ کے پورے دنوں کے تو انھوں نے فرمایا میں نہیں جانتی کہ آپ نے سوا رمضان کے کسی ماہ کے پورے روزے رکھے ہوں اور نہ کوئی ماہ پورے افطار کیا جب تک کہ ایک دو روز روزہ نہ رکھا اور اس میں یہاں تک کہ آپ گلزار دنیا سے تشریف لے گئے۔ سلام اللہ تعالیٰ کا اور رحمت اُن پر۔۔

عن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ يَصُومُ حَتّٰى نَقُولَ قَدْ صَامَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُولَ قَدْ أَفْطَرَ قَدْ أَفْطَرَ قَالَتْ وَمَا رَأَيْتُهُ صَامَ شَهْرًا كَامِلًا مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَمَضَانُ

ترجمہ: عبداللہ بن شقیق نے کہا کہ میں نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں کو تو آپ نے فرمایا کہ روزہ رکھتے تھے آپ یہاں تک کہ ہم کہتے تھے آپ نے خوب روزے رکھے خوب روزے رکھے اور افطار کرتے تھے ایسا کہ ہم کہتے تھے کہ آپ نے بہت دن افطار کیا بہت دن افطار کیا اور فرمایا کہ میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا کہ پورے ماہ روزہ رکھا ہو کبھی مگر جب سے آپ مدینہ تشریف لائے مگر رمضان کا روزہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْإِسْنَادِ هِشَامًا وَلَا مُحَمَّدًا

ترجمہ: عبداللہ بن شقیق سے وہی مضمون مروی ہوا اور اس سند میں ہشام اور محمد کا ذکر نہیں اوپر میں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ترجمہ: حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا۔ رسول اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ اِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهٗ فِيْ شَهْرٍ اَكْثَرَ مِنْهُ صِيَامًا فِيْ شَعْبَانَ۔

صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تک روزے رکھتے تھے کہ ہم کہتے تھے کہ اب افطار نہ کریں گے اور افطار یہاں تک کرتے تھے کہ ہم کہتے تھے کہ اب روزہ نہ رکھیں گے اور میں نے پورے مہینے کے روزے رکھتے ہوئے ان کو کبھی نہ دیکھا۔ سوا رمضان کے اور کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے رکھتے نہ دیکھا۔

عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا عَنْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَفْطَرَ وَلَمْ اَرَهٗ صَائِمًا مِنْ شَهْرٍ قَطُّ اَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهٖ مِنْ شَعْبَانَ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهٗ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ اِلَّا قَلِيْلًا۔

ترجمہ: ابی سلمہ نے کہا میں نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کیونکر رکھتے تھے انھوں نے فرمایا کہ اتنے روزے رکھتے تھے کہ ہم کہتے تھے کہ آپ نے بہت روزے رکھے اور اتنا افطار کرتے تھے کہ ہم کہتے تھے کہ آپ نے بہت افطار کیا اور میں نے ان کو جتنا شعبان میں روزے رکھتے دیکھا اتنا اور کسی ماہ میں نہیں دیکھا گویا آپ پورے شعبان روزے رکھتے تھے۔ پورے شعبان روزے رکھتے سوائے چند روز کے۔

عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شَهْرٍ مِنَ السَّنَةِ اَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِيْ شَعْبَانَ وَكَانَ يَقُوْلُ خُذُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَمَلَّ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَكَانَ يَقُوْلُ اَحَبُّ الْعَمَلِ اِلَى اللّٰهِ مَا دَامَ عَلَيْهِ صَاحِبُهٗ وَاِنْ قَلَّ۔

ترجمہ: ابوسلمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ماہ میں سال بھر کے شعبان سے زیادہ روزے نہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اتنی ہی عبادت کرو جتنی تم کو طاقت ہے کہ اللہ پاک ثواب دینے سے نہیں تھکے گا اور تم عبادت کرتے کرتے تھک جاؤ گے اور فرماتے تھے کہ سب سے زیادہ پیارا اللہ پاک کے نزدیک وہ کام ہے جو ہمیشہ چلا جاوے اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ وَكَانَ يَصُوْمُ اِذَا صَامَ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ لَا وَاللّٰهِ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ لَا وَاللّٰهِ لَا يَصُوْمُ۔

ترجمہ: عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی پورے مہینے کے روزے نہیں رکھے سوا رمضان کے اور آپکی عادت مبارک تھی کہ روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ کہنے والا کہتا کہ اللہ کی قسم اب افطار نہ کریں گے اور افطار کرتے کہ کہنے والا کہتا کہ اللہ کی قسم اب روزہ نہ رکھیں گے۔

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا بارہ ماہ برابر روزے رکھنا خلاف سنت ہے اور اس کو محبوب جاننا بدعت ہے اور آنحضرت کی ہدیٰ کے خلاف اور یہ قسم کھانا قائل کے بر سبیل عادت ہے اسی کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ یعنی اس میں مواخذہ نہیں۔

عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ

ترجمہ: شعبہ نے ابی بشر سے بھی روایت کی اس اسناد سے اور اس میں یہ ہے کہ پے در پے کسی ماہ کے روزے نہیں رکھے جب سے مدینہ تشریف لائے باقی مضمون وہی ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ سَاَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ صَوْمِ رَجَبٍ وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ فِيْ رَجَبٍ فَقَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ

ترجمہ: عثمان حکیم انصاری کے بیٹے سے روایت ہے کہ انھوں نے سعید بن جبیر سے پوچھا رجب کے روزوں سے اور یہ سوال ماہ رجب میں کیا تو سعید نے کہا میں نے سنا ہے ابن عباس سے کہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے تھے اب افطار نہ کریں گے اور افطار کرتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے تھے کہ اب روزہ رکھیں گے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمٍ فِيْ هٰذَا بِمِثْلِهٖ

ترجمہ: عثمان سے اس اسناد سے بھی یہی مضمون مروی ہوا۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُوْمُ حَتّٰى يُقَالَ قَدْ صَامَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى يُقَالَ قَدْ اَفْطَرَ قَدْ اَفْطَرَ

ترجمہ: انس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تک روزہ رکھتے تھے کہ لوگ کہتے تھے کہ خوب روزے رکھے خوب روزے رکھے اور یہاں تک افطار کرتے تھے کہ لوگ کہتے تھے خوب افطار کیا خوب افطار کیا۔

فائدہ: ان حدیثوں سے کئی باتیں معلوم ہوئیں:-

اوّل یہ کہ مستحب ہے کہ کوئی مہینہ روزے سے خالی نہ رہے۔

دوسرے یہ کہ نفل روزے کا کوئی زمانہ معین نہیں ہے جب چاہے رکھ سکتا ہے سوائے رمضان و عیدین اور ایام تشریق کے جن میں منع ہے اور

تیسرے یہ کہ شعبان میں آپ بہ نسبت اور ایام کے زیادہ روزے رکھتے۔

چوتھے یہ کہ کوئی ماہ سوا رمضان کے پورے روزے سے نہیں سرفراز ہوتا تھا کہ کہیں امت کو وجوب کا شبہ ہو جائے اور مثل رمضان کے فرض ہو جائے یا مشابہت رمضان کی لازم نہ آوے اور صوم رجب کے نہ نہی ثابت ہوئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ استحباب اور تخصیص اور جیسے نفل روزے مستحب ہیں سارے اوقات میں ویسے ہی رجب میں ہے اور سنن ابی داؤد میں اتنا آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مندوب ہیں میرے روزے حرام کے مہینوں کے اور رجب بھی ان میں داخل ہے۔ کذا

قال النووی فی شرح مسلم۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ الدَّهْرِ لِمَنْ تَضَرَّرَ بِهِ أَوْ فَوَّتَ بِهِ حَقًّا أَوْ لَمْ يُفْطِرِ الْعِيدَيْنِ وَالتَّشْرِيقِ وَبَيَانِ تَفْضِيلِ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ

باب

صوم دہر کی نہی اور صوم داؤدی کی فضیلت

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ أُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يَقُولُ لَأَقُومَنَّ اللَّيْلَ وَلَأَصُومَنَّ النَّهَارَ مَا عِشْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ الَّذِي تَقُولُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لَهُ قَدْ قُلْتُهُ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَنَمْ وَقُمْ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ قَالَ قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ قَالَ قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا وَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ وَهُوَ أَعْدَلُ الصِّيَامِ قَالَ قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو وَلَأَنْ أَكُونَ قَبِلْتُ الثَّلَاثَةَ الْأَيَّامَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَهْلِي وَمَالِي۔

ترجمہ: عبداللہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر لگی کہ میں کہتا ہوں کہ میں ساری رات جاگا کروں گا اور ہمیشہ دن کو روزہ رکھا کروں گا جب تک جیوں گا (سبحان اللہ کیا شوق تھا عبادت کا اور جوانی میں یہ شوق یہ تاثیر تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحبت و خدمت کی) پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم نے ایسا کہا میں نے عرض کی کہ ہاں یارسول اللہ میں نے ایسا ہی کہا ہے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کی طاقت نہیں رکھ سکتے۔ اس لئے تم روزے بھی رکھو اور افطار بھی کرو اور رات کو نماز بھی پڑھو اور سو بھی رہو اور ہر ماہ میں تین دن روزے رکھ لیا کرو اس لئے کہ ہر نیکی دس گنی لکھی جاتی ہے تو یہ گویا ہمیشہ کے روزے ہوئے (اس لئے کہ تین دہائے تیس ہو گئے) اب میں نے عرض کی کہ میں اس سے طاقت رکھتا ہوں اے رسول اللہ کے۔ آپ نے فرمایا اچھا ایک دن روزہ رکھو اور دو دن افطار کرو۔ پھر میں نے عرض کی کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں یارسول اللہ تو آپ نے فرمایا ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو اور یہ روزہ ہے حضرت داؤد علیہ السلام کا (یعنی ان کی عادت یہی تھی اور یہ سب روزوں سے عمدہ ہے اور معتدل میں نے پھر عرض کی کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا ان روزوں سے افضل کوئی روزہ نہیں ہے

عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ اگر میں یہ فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ تین دن روزے ہر ماہ میں رکھ لیا کرو قبول کر لیتا تو یہ مجھے اپنے گھر بار مال و متاع سے بھی زیادہ پیارا معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ فرمانا اُن کا ایام پیری میں تھا کہ جب ضعف محسوس ہوا۔

عَنْ يَحْيٰى قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يَزِيْدَ حَتّٰى نَأْتِيَ أَبَا سَلَمَةَ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِ رَسُوْلًا فَخَرَجَ عَلَيْنَا وَإِذَا عِنْدَ بَابِ دَارِهِ مَسْجِدٌ قَالَ فَكُنَّا فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى خَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ إِنْ تَشَاءُوْا أَنْ تَدْخُلُوْا وَإِنْ تَشَاءُوْا أَنْ تَقْعُدُوْا هٰهُنَا فَقُلْنَا لَا بَلْ نَقْعُدُ هٰهُنَا فَحَدِّثْنَا قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ أَصُوْمُ الدَّهْرَ وَأَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كُلَّ لَيْلَةٍ قَالَ فَإِمَّا ذُكِرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِمَّا أَرْسَلَ إِلَيَّ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ لِيْ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُوْمُ الدَّهْرَ وَتَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كُلَّ لَيْلَةٍ فَقُلْتُ بَلٰى يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَلَمْ أُرِدْ بِذٰلِكَ إِلَّا الْخَيْرَ قَالَ فَإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُوْمَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوٗدَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهٗ كَانَ أَعْبَدَ النَّاسِ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَمَا صَوْمُ دَاوٗدَ قَالَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ وَاقْرَإِ الْقُرْاٰنَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَاقْرَأْهُ فِيْ كُلِّ عِشْرِيْنَ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَاقْرَأْهُ فِيْ عَشْرٍ

ترجمہ۔ یحیٰی سے روایت ہے کہ میں اور عبداللہ بن یزید دونوں ابوسلمہ کے پاس گئے اور ایک آدمی ان کے پاس بھیجا اور وہ گھر سے نکلے اور ان کے دروازہ پر ایک مسجد تھی کہ جب وہ نکلے تو ہم سب مسجد میں تھے اور انہوں نے کہا کہ چاہو گھر چلو چاہو یہاں بیٹھو۔ ہم نے کہا یہیں بیٹھیں گے اور آپ ہم سے حدیثیں بیان فرماتے۔ انہوں نے کہا روایت کی مجھ سے عبداللہ بن عمرو بن عاص نے اور کہا کہ میں ہمیشہ روزے رکھتا تھا اور ہر شب قرآن پڑھتا تھا (یعنی ساری رات) اور کہا کہ یا تو میرا ذکر آیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یا آپ نے مجھے بلا بھیجا۔ غرض میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ نے فرمایا کہ ہم کو کیا خبر نہیں لگی ہے کہ تم ہمیشہ روزے رکھتے ہو اور ساری رات قرآن پڑھتے ہو۔ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ اور میں اس سے بھلائی چاہتا ہوں (یعنی ریا وسمعہ مقصود نہیں) تب آپ نے فرمایا کہ تم کو اتنا کافی ہے کہ ہر ماہ میں تین دن روزے رکھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ اے نبی اللہ کے میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ تمہاری بی بی کا حق ہے تم پر اور تمہارے ملاقاتیوں کا حق ہے اور تمہارے جسم کا بھی حق ہے تم پر تو اسلئے

قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَإِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ فَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا قَالَ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قَالَ وَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَا تَدْرِي لَعَلَّكَ يَطُولُ بِكَ عُمُرٌ قَالَ فَصِرْتُ إِلَى الَّذِي قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَبِرْتُ وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ قَبِلْتُ رُخْصَةَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

تم داؤد علیہ السلام کا روزہ اختیار کرو جو نبی تھے اللہ تعالیٰ کے اور سب لوگوں سے زیادہ اللہ کی عبادت کرنے والے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ اے نبی اللہ تعالیٰ کے داؤد علیہ السلام کا روزہ کیا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ اور آپ نے فرمایا کہ قرآن ہر ماہ میں ایک بار ختم کیا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں اے نبی اللہ تعالیٰ کے تو آپ نے فرمایا کہ بیس روز میں ختم کیا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ اے نبی اللہ تعالیٰ کے میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ دس روز میں ختم کرو۔ میں نے عرض کیا کہ اے نبی اللہ تعالیٰ کے میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ سات روز میں ختم کرو اور اس سے زیادہ نہ پڑھو (اس لئے کہ اس سے کم میں تدبر اور تفکر قرآن میں ممکن نہیں) اس لئے کہ تمہاری بی بی کا حق بھی ہے تم پر اور تمہارے ملاقاتیوں کا حق ہے تم پر اور تمہارے بدن کا حق ہے تم پر۔ اور میں نے تشدد کیا سو میرے اوپر تشدد ہوا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم نہیں جانتے شاید تمہاری عمر دراز ہو تو اتنا بار تم پر گراں ہوگا اور امور دین میں خلل آئیگا۔ (سبحان اللہ یہ آپ کی شفقت اور انجام بینی تھی اور آخر وہی ہوا) کہا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ پھر میں اسی حال کو پہنچا جس کا آپ نے مجھ سے ذکر کیا تھا اور جب میں بوڑھا ہوا تو آرزو کی میں نے کہ کاش میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت قبول کر لیتا۔

عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِيهِ بَعْدَ قَوْلِهِ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا فَذٰلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ قُلْتُ وَمَا صَوْمُ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ شَيْئًا وَلَمْ يَقُلْ وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلٰكِنْ قَالَ لِوَلَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا

ترجمہ۔ یحییٰ سے اس اسناد سے بھی روایت مروی ہوئی اور اس میں تین دن کے روزوں کے بعد یہ بات زیادہ ہے کہ ہر نیکی دس گنی ہوتی ہے اور یہ ثواب میں ہمیشہ کا روزہ ہے، اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ عبد اللہ نے کہا میں نے عرض کیا کہ داؤد نبی اللہ کا روزہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا سب دنوں کا آدھا (یعنی وہی ایک دن روزہ ایک دن افطار)

اور اس روایت میں قرارت قرآن مجید کا مطلق ذکر نہیں اور ملاقاتیوں کے حق بھی مذکور نہیں اور یہ ہے کہ تمہارے بچہ کا تم پر حق ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأِ الْقُرْاٰنَ فِیْ كُلِّ شَهْرٍ قَالَ قُلْتُ اِنِّیْ اَجِدُ قُوَّةً قَالَ فَاقْرَأْهُ فِیْ عِشْرِیْنَ لَیْلَةً قَالَ قُلْتُ اِنِّیْ اَجِدُ قُوَّةً قَالَ فَاقْرَأْهُ فِیْ سَبْعٍ وَّلَا تَزِدْ عَلٰی ذٰلِكَ

ترجمہ۔ ابی سلمہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قرآن ختم کرو ہر ماہ میں ایک بار۔ میں نے کہا مجھ میں قوت اور ہے۔ آپ نے فرمایا بیس دن میں۔ میں نے کہا اور قوت ہے۔ آپ نے فرمایا ختم کرو سات دن میں اور اس سے زیادہ قرارت نہ کرو۔

فائدہ۔ ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ ایک شبہ ختم جو رمضان شریف میں مروج ہے اور حافظوں کو اس پر ناز ہے یہ خلاف سنت اور حقیقت میں بدعت ہے اور اس پر ناز سراپا حماقت ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِّثْلَ فُلَانٍ كَانَ یَقُوْمُ اللَّیْلَ فَتَرَكَ قِیَامَ اللَّیْلِ۔

ترجمہ۔ ابی سلمہ راوی ہیں کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبداللہ ایسا نہ ہو کہ تم فلانے کے مثل ہو جاؤ کہ وہ شخص رات کو اٹھا کرتا تھا پھر اس نے اٹھنا چھوڑ دیا۔

(یعنی بہت جاگنے سے کہیں دب نہ جاؤ۔)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَقُوْلُ بَلَغَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَصُوْمُ وَاُصَلِّی اللَّیْلَ فَاِمَّا اَرْسَلَ اِلَیَّ وَاِمَّا لَقِیْتُهٗ فَقَالَ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ وَلَا تُفْطِرُ وَتُصَلِّی اللَّیْلَ فَلَا تَفْعَلْ فَاِنَّ لِعَیْنَیْكَ حَظًّا وَّلِنَفْسِكَ حَظًّا وَّلِاَهْلِكَ حَظًّا فَصُمْ وَاَفْطِرْ وَصَلِّ وَنَمْ وَصُمْ مِّنْ كُلِّ عَشَرَةِ اَیَّامٍ یَوْمًا وَّلَكَ اَجْرُ تِسْعَةٍ قَالَ اِنِّیْ اَجِدُنِیْ اَقْوٰی مِنْ ذٰلِكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ قَالَ صُمْ صِیَامَ دَاوٗدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ وَكَیْفَ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر پہنچی کہ میں برابر روزے رکھے جاتا ہوں اور ساری رات نماز پڑھتا ہوں تو آپ نے کسی کو میرے پاس بھیجا میں آپ سے ملا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے خبر لگی ہے کہ تم برابر روزے رکھتے ہو اور بیچ میں افطار نہیں کرتے اور ساری رات نماز پڑھتے ہو تو ایسا مت کرو کہ اس لئے کہ تمہاری آنکھوں کا بھی کچھ حصہ ہے اور تمہاری ذات کا بھی حصہ ہے اور تمہاری بی بی کا بھی سو تم روزہ رکھو اور افطار بھی کرو اور نماز بھی

كَانَ دَاوُدُ يَصُومُ يَا نَبِيَّ اللهِ قَالَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى قَالَ مَنْ لِي بِهَذِهِ يَا نَبِيَّ اللهِ قَالَ عَطَاءٌ فَلَا أَدْرِي كَيْفَ ذَكَرَ صِيَامَ الْأَبَدِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ

پڑھو، سو بھی رہو اور ہر دس دن میں ایک روز روزہ رکھ لیا کرو کہ تم کو اس نو دن کا بھی ثواب ملے تو میں نے عرض کیا کہ میں اپنے میں اس سے زیادہ قوت پاتا ہوں اے نبی اللہ تعالیٰ کے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھو۔ میں نے کہا ان کا روزہ کیا تھا اے نبی اللہ تعالیٰ کے۔ آپ نے فرمایا وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور جب دشمن کے مقابل ہوتے تو کبھی نہ بھاگتے (یعنی جہاد سے) تو عبداللہ نے کہا یہ دشمن سے نہ بھاگنا مجھے کہاں نصیب ہو سکتا ہے اے نبی اللہ تعالیٰ کے (یعنی یہ بڑی قوت و شجاعت کی بات ہے)، عطاء نے کہا جو راوی حدیث ہیں کہ پھر میں نہیں جانتا کہ ہمیشہ روزہ کا کیوں ذکر آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے روزہ ہی نہیں رکھا (یعنی مطلق ثواب نہ پایا) جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ ہی نہیں رکھا جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ ہی نہ رکھا۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ مؤلف کتاب فرماتے ہیں کہ روایت کی مجھ سے محمد بن حاتم نے ان سے محمد بن بکر نے ان سے ابن جریج نے اس اسناد سے اور کہا کہ ابو العباس شاعر نے ان کو خبر دی مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابو العباس ابن سائب ابن فروخ اہل مکہ سے ہیں اور ثقہ اور عدل ہیں۔

مترجم کہتا ہے ابو العباس اوپر کے راوی تھے اس لئے مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے انکی توثیق فرمائی۔

عَنْ حَبِيبٍ سَمِعَ أَبَا الْعَبَّاسِ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَمْرٍو إِنَّكَ لَتَصُومُ الدَّهْرَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ وَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ لَهُ الْعَيْنُ وَنَهَكَتْ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ صَوْمُ الشَّهْرِ كُلِّهِ قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى۔

ترجمہ۔ حبیب سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو العباس سے سنا کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبداللہ تم ہمیشہ روزے رکھتے ہو اور ساری رات جاگتے ہو اور تم جب ایسا کرو گے تو آنکھیں بھر بھر آئیں اور ضعیف ہو جائینگی اور جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے تو روزہ ہی نہیں رکھا اور ہر ماہ میں تین دن روزہ رکھنا گویا پورے ماہ کا رکھنا ہے

(یعنی ثواب کی راہ سے) تو میں نے عرض کیا کہ میں اس سے طاقت رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا اچھا صوم داؤدی رکھا کرو۔ اور وہ یہ ہے کہ داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے۔ ایک دن افطار کرتے تھے اور پھر بھی جب دشمن کے آگے ہوتے تو کبھی نہ بھاگتے (یعنی اتنی قوت پر بھی ہمیشہ روزہ نہ رکھتے تھے جیسے تم نے اختیار کیا ہے)

عَنْ حَبِيْبِ ابْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ نَفِهَتِ النَّفْسُ ترجمہ۔ حبیب سے اس اسناد سے بھی روایت مروی ہے اور اس میں یہ ہے کہ تمہاری جان تھک جائیگی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ قَالَ اِنِّيْ اَفْعَلُ ذٰلِكَ فَاِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ عَيْنَاكَ وَنَفِهَتْ نَفْسُكَ لِعَيْنِكَ حَقٌّ وَلِنَفْسِكَ حَقٌّ وَلِاَهْلِكَ حَقٌّ قُمْ وَنَمْ وَصُمْ وَاَفْطِرْ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مجھے خبر نہیں لگی کہ تم رات بھر جاگتے ہو اور ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں میں ایسا کرتا ہوں آپ نے فرمایا کہ اگر تم ایسا کروگے تو تمہاری آنکھیں بھر بھرائیں گی اور جان تھک جائیگی اور تمہاری آنکھ کا بھی آخر تم پر کچھ حق ہے اور تمہاری جان کا بھی حق ہے اور تمہارے گھر والوں کا بھی، سو تم جاگو بھی سوؤ بھی روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوٗدَ وَاَحَبَّ الصَّلٰوةِ اِلَى اللّٰهِ صَلٰوةُ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهٗ وَيَنَامُ سُدُسَهٗ وَكَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ مجھ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ سب قسم کے روزوں سے زیادہ پیارا روزہ اللہ کو داؤد علیہ السلام کا ہے اور سب سے زیادہ پیاری اللہ کو داؤد علیہ السلام کی نماز ہے (یعنی رات کی) کہ وہ سوتے تھے آدھی رات تک اور جاگتے تھے تہائی حصہ اور پھر سو جاتے تھے (یعنی تہجد پڑھ کر) چھٹے حصہ میں رات کے اور ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوٗدَ وَكَانَ يَصُوْمُ نِصْفَ الدَّهْرِ وَاَحَبُّ الصَّلٰوةِ اِلَى اللّٰهِ صَلٰوةُ دَاوٗدَ كَانَ يَرْقُدُ شَطْرَ اللَّيْلِ ثُمَّ يَقُوْمُ ثُمَّ يَرْقُدُ اٰخِرَهٗ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ میں پیارا روزہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے کہ وہ آدھے زمانہ میں روزہ رکھتے تھے اور سب سے زیادہ پیاری نماز انکی نماز ہے کہ وہ آدھی رات تک

فَيَقُوْمُ ثُلُثَ اللَّيْلِ بَعْدَ شَطْرِهٖ قُلْتُ لِعَمْرِو ابْنِ دِيْنَارٍ أَعَمْرُو ابْنُ اَوْسٍ كَانَ يَقُوْلُ يَقُوْمُ ثُلُثَ اللَّيْلِ بَعْدَ شَطْرِهٖ قَالَ نَعَمْ

پہلے سو جاتے تھے اور پھر اٹھتے تھے اور اخیر میں پھر سو جاتے تھے اور آدھی رات کے بعد جو اٹھتے تو ثلث شب تک نماز پڑھتے۔

(ابن جریج) راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا عمرو بن دینار سے (یہ اُن کے شیخ ہیں اس روایت میں) کہ کیا عمرو بن اوس نے یہ کہا کہ پھر جاگتے تھے اور نماز پڑھتے تھے تہائی رات تک آدھی رات کے بعد تو انہوں نے کہا کہ ہاں

عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الْمَلِيْحِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَبِيْكَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ لَهٗ صَوْمِيْ فَدَخَلَ عَلَيَّ فَاَلْقَيْتُ لَهٗ وِسَادَةً مِّنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْاَرْضِ صَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ فَقَالَ لِيْ اَمَا يَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خَمْسًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ سَبْعًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تِسْعًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَحَدَ عَشَرَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوٗدَ شَطْرَ الدَّهْرِ صِيَامُ يَوْمٍ وَاِفْطَارُ يَوْمٍ

ترجمہ۔ ابو قلابہ نے کہا مجھے خبر دی ابو الملیح نے کہ میں داخل ہوا تمہارے باپ کے ساتھ عبداللہ بن عمرو کے پاس اور انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے میرے روزوں کا ذکر ہوا کہ آپ میرے پاس تشریف لائے اور میں نے آپ کیلیے دو تکیے ڈالے کہ وہ چمڑے کے تھے اور اس میں کھجور کا کھو جرا بھرا ہوا تھا۔ پھر آپ زمین پر بیٹھ گئے اور وہ تکیہ میرے اور آپ کے بیچ میں ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تم کو تین روزے ہر ماہ میں کافی نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (یعنی میں اس سے زیادہ قوی ہوں) پھر آپ نے فرمایا پانچ سہی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا سات۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا نو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا گیارہ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا داؤد کے روزے کے برابر کوئی روزہ نہیں کہ وہ آدھے ایام روزے رکھتے تھے اس طرح کہ ایک دن روزہ ہوتا ایک دن افطار ہوتا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ صُمْ يَوْمًا وَلَكَ اَجْرُ مَا بَقِيَ قَالَ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ يَوْمَيْنِ وَلَكَ اَجْرُ مَا بَقِيَ قَالَ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَلَكَ اَجْرُ مَا بَقِيَ قَالَ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھو اور تم کو دوسرے دنوں کا بھی ثواب ہے تو عبداللہ نے کہا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا دو دن روزہ رکھو اور

قَالَ صُمْ اَرْبَعَةَ اَيَّامٍ وَّلَكَ اَجْرُ مَا بَقِيَ قَالَ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ اَفْضَلَ الصِّيَامِ عِنْدَ اللّٰهِ صَوْمَ دَاوٗدَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا

تم کو باقی دنوں کا بھی ثواب ہے۔ انہوں نے پھر کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا تین دن روزہ رکھو اور تم کو باقی دنوں کا ثواب ہے۔ اور انہوں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ چار دن روزہ رکھو اور تم کو باقی دنوں کا بھی ثواب ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ سب روزوں سے افضل روزہ رکھ اور وہ اللہ کے نزدیک صوم داؤد علیہ السلام ہے کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَمْرٍو بَلَغَنِيْ اَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ فَلَا تَفْعَلْ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَظًّا وَّلِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَظًّا وَّاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَظًّا صُمْ وَاَفْطِرْ صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَذٰلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ بِيْ قُوَّةً قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ صُمْ يَوْمًا وَّاَفْطِرْ يَوْمًا فَكَانَ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ اَخَذْتُ بِالرُّخْصَةِ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم ہمیشہ روزے رکھتے ہو دن کو اور ساری رات جاگتے ہو۔ سو ایسا نہ کرو اس لئے کہ تمہارے بدن کا تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا حصہ ہے اور تمہاری بیوی کا تم پر حصہ ہے۔ تم روزہ رکھو اور افطار کرو۔ اور روزہ رکھو تین دن ہر ماہ میں سو یہی ہمیشہ کا روزہ ہے (یعنی ثواب کی رو سے) میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے قوت اس سے زیادہ ہے اور روزہ رکھو تم داؤد علیہ السلام کا ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو تو عبداللہ آخر عمر میں کہتے تھے کہ کاش میں رخصت قبول کرتا تو خوب ہوتا۔

فائدہ۔ ان سب روایتوں سے عبداللہ بن عمرو کے کئی امور ثابت ہوئے اول رفق اور نرمی اور شفقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی امت مرحومہ پر اور ارشاد اُنکی صلاح وخیر کا اور تعلیم وتلقین آپ کی اُن کے آرام وراحت کے لئے اور کمال اہتمام جناب رسالت مآب کا اس باب میں اور روکنا نہایت تعمق اور استغراق سے عبادات شاقہ میں کہ وہ مانع ہو جاتا ہے ادائے حقوق آخر سے اور سنت ہمیشہ متوسط ہے جیسے ایمان و اسلام سب ادیان میں متوسط ہے اور یہ جو فرمایا آپ نے کہ فلاں شخص کے مثل نہ ہو کہ وہ رات کو جاگتا تھا پھر جاگنا چھوڑ دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مذمت کی ہے ان لوگوں کی جو عبادات شاقہ کرتے ہیں اور پھر اس سے بیزار ہو کر چھوڑ دیتے ہیں جیسے فرمایا وَرَهْبَانِيَّةً

بِ ابْتَدَعُوهَا۔

دوسری یہ کہ ان روایتوں میں صوم الدہر کی نہی وارد ہوئی۔ اور ظاہریہ کا مذہب یہی ہے کہ صوم دہر ممنوع ہے بلحاظ ان ہی روایتوں کے اور جمہور کے نزدیک اگر ایام منہی عنہ میں یعنی عیدین میں اور ایام تشریق میں روزہ نہ رکھے تو روا ہے۔ اور مذہب شافعی کا یہ ہے کہ اگر سب دن روزے رکھے سوا ان پانچ دن کے تو کراہت نہیں ہے بلکہ مستحب ہے مگر شرط یہ ہے کہ اور حقوق میں کمی نہ ہو اور اگر اور حقوق معاش وغیرہ میں کمی ہو تو مکروہ ہے اور انکی دلیل حدیث حمزہ بن عمر ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں برابر روزے رکھتا ہوں تو کیا سفر میں بھی رکھوں آپ نے فرمایا کہ چاہو تو رکھو۔ اور اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ غرض یہ کہ اگر یہ مکروہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دیتے علی الخصوص سفر میں۔ اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے کہ وہ برابر روزے رکھتے تھے یعنی عمر خطاب کے صاحبزادے اور ایسے ہی ابو طلحہ اور حضرت عائشہ اور اکثر سلف سے مروی ہے۔ اور یہ جو حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے روزہ ہی نہیں رکھا۔ اس کے بہت جواب دیتے ہیں۔ اوّل یہ کہ مراد اس سے وہی شخص ہے جو ان پانچ دنوں میں بھی روزہ رکھے اور یہ جواب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ مراد اس سے وہ شخص ہے جس سے اور حقوق واجبہ میں خلل واقع ہووے۔ اور مسلم نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص بھی آخر عمر میں نادم ہوئے اور ضعف انکو بھی لاحق ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانا تھا کہ ان کو ضعف ہو جائے پس نہی اسی کے ساتھ خاص ہے جس کو ضعف ہو جائے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بھی کہ یہ تم سے نہیں ہو سکے گا۔ اس میں اشارہ تھا ان کے عجز کی طرف، باقی رہا ساری رات نماز پڑھنا اس کو نووی نے علی الاطلاق مکروہ لکھا ہے اور اس کو علی العموم علماء رضی اللہ عنہم نے مکروہ لکھا ہے اس لئے کہ ساری رات جاگنے میں ضرر یقینی ہے بخلاف روزے کے اور جو رات بھر جاگے گا تو خواہ نخواہ دن کو سوئے گا اور اس میں اور حقوق کا اتلاف ضرور ہوگا۔ اور اگر دن کو بھی مطلق نہ سویا تو موت یقینی ہے اور ان احادیث میں تصریح ہے کہ صوم داؤد علیہ السلام افضل صیام ہے اور یہی مذہب ہے متولی کا جو اصحاب شافعی میں سے ہیں کہ ان کے نزدیک دائماً روزے صوم داؤدی افضل ہے اور بعضوں نے علی الدوام روزہ کو افضل کہا ہے اور کہا ہے کہ یہ روایتیں خاص ہیں عبداللہ بن عمرو بن عاص کے واسطے۔ مگر احادیث سے قول اول کو ترجیح معلوم ہوتی ہے یعنی صوم داؤدی افضل صیام ہے اور قرأت و ختم قرآن میں صحابہ مختلف تھے۔ بعض ایک ماہ میں ختم کرتے بعض بیس روز میں بعض دس روز میں بعض سات دن میں بعض تین دن میں بعض ایک رات ایک دن میں

بعض ہر رات میں بعض ایک رات ایک دن میں تین ختم فرماتے۔ اور ان کے ناموں کی تفصیل نووی نے بخوبی کی ہے اپنی کتاب آداب القرآن میں اور مذہب مختار یہ ہے کہ جس پر دوام ہو سکے وہ اولیٰ ہے اور جس قدر میں نشاط باقی رہے اور دل بیزار نہ ہوا اور اگر اس کے ساتھ زیادہ قرأت بھی ہو تو نور علیٰ نور ہے۔ اور عبداللہ بن عمرو نے جو قبول کی آرزو رخصت کی اس سے معلوم ہوا کہ عمدہ عبادت وہی ہے جس پر ساری عمر قیام ہو سکے اور یہی منطوق ہے احادیث صحیحہ کا اور یہ جو فرمایا کہ تیری اولاد کا حق ہے تجھ پر۔ اس سے معلوم ہوا کہ باپ کو تعلیم اولاد کی ضرور ہے اگر باپ نہ ہو تو ماں کو تعلیم دینی ضرور ہے اور ان کو اس تعلیم میں اجر ہے۔

باب اسْتِحْبَابِ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّصَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُورَاءَ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ

ہر ماہ میں تین روزے اور عرفہ کے روزے اور عاشورے کے روزے اور پیر اور جمعرات کے روزے کی فضیلت کا بیان

عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ اَنَّهَا سَاَلَتْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ مِنْ اَيِّ اَيَّامِ الشَّهْرِ كَانَ يَصُوْمُ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ يُبَالِيْ مِنْ اَيِّ اَيَّامِ الشَّهْرِ يَصُوْمُ

ترجمہ۔ معاذہ عدویہ نے پوچھا حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ماہ میں تین روزے رکھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ پھر پوچھا کن دنوں میں؟ انہوں نے فرمایا کچھ پرواہ نہ کرتے تھے کن ہی دنوں میں بھی رکھ لیتے تھے۔

فائدہ۔ اس سے مستحب ہونا ہر ماہ میں تین روزوں کا ثابت ہوا

عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ اَوْ قَالَ لِرَجُلٍ وَّهُوَ يَسْمَعُ يَا فُلَانُ اَصُمْتَ مِنْ سُرَّةِ هٰذَا الشَّهْرِ قَالَ لَا قَالَ فَاِذَا اَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ۔

ترجمہ۔ عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا یا اور کسی سے فرمایا اور یہ سنتے تھے۔ غرض آپ نے فرمایا کہ اے فلاں تم نے اس ماہ کے بیچ میں روزے رکھے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر جب تم افطار کرو تو دو روز اور روزہ رکھو۔

عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَجُلٌ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَيْفَ تَصُوْمُ فَغَضِبَ

ترجمہ۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِہٖ
فَلَمَّا رَاٰی عُمَرُ غَضَبَہٗ قَالَ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ
رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا نَعُوْذُ
بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَغَضَبِ رَسُوْلِہٖ
فَجَعَلَ عُمَرُ یُرَدِّدُ ھٰذَا الْکَلَامَ حَتّٰی سَکَنَ
غَضَبُہٗ فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ مَنْ
یَّصُوْمُ الدَّھْرَ کُلَّہٗ قَالَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ
اَوْ قَالَ لَمْ یَصُمْ وَلَمْ یُفْطِرْ قَالَ کَیْفَ
مَنْ یَّصُوْمُ یَوْمَیْنِ وَیُفْطِرُ یَوْمًا قَالَ
وَیُطِیْقُ ذٰلِکَ اَحَدٌ قَالَ کَیْفَ مَنْ یَّصُوْمُ
یَوْمًا وَّیُفْطِرُ قَالَ ذٰلِکَ صَوْمُ دَاوٗدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ
قَالَ کَیْفَ مَنْ یَّصُوْمُ یَوْمًا وَّیُفْطِرُ یَوْمَیْنِ
قَالَ وَدِدْتُّ اَنِّیْ طُوِّقْتُ ذٰلِکَ ثُمَّ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ
مِّنْ کُلِّ شَھْرٍ وَّ رَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ
فَھٰذَا صِیَامُ الدَّھْرِ کُلِّہٖ وَصِیَامُ یَوْمِ
عَرَفَۃَ اَحْتَسِبُ عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّکَفِّرَ
السَّنَۃَ الَّتِیْ قَبْلَہٗ وَالسَّنَۃَ الَّتِیْ بَعْدَہٗ
وَصِیَامُ یَوْمِ عَاشُوْرَاءَ اَحْتَسِبُ عَلَی اللّٰہِ
اَنْ یُّکَفِّرَ السَّنَۃَ الَّتِیْ قَبْلَہٗ

سلم کے پاس اور عرض کیا کہ آپ کیوں کر
روزہ رکھتے ہیں اس پر آپ غصے ہو گئے
(یعنی اس لئے کہ یہ سوال بے موقع تھا۔
اس کو لازم تھا کہ یوں پوچھتا کہ میں روزہ
کیوں کر رکھوں) پھر جب حضرت عمر نے
آپ کا غصہ دیکھا تو عرض کرنے لگے کہ میں
راضی ہوا اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے پر
اسلام کے دین ہونے پر اور محمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) کے نبی ہونے پر اور پناہ مانگتے ہیں
ہم اللہ کے غصہ سے اللہ کے ساتھ اور
اس کے رسول کے غصہ سے۔ غرض
حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار بار ان کلمات کو
کہتے تھے یہاں تک کہ غصہ آپ کا تھم گیا۔
پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ
اے رسول اللہ کے جو ہمیشہ روزہ رکھے
وہ کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا نہ اس نے
روزہ رکھا نہ افطار کیا۔ پھر کہا جو دو دن روزہ
رکھے اور ایک دن افطار کرے وہ کیسا۔
آپ نے فرمایا ایسی طاقت کس کو ہے۔
(یعنی اگر طاقت ہو تو خوب ہے) پھر کہا جو
ایک دن روزہ رکھے ایک دن افطار کرے۔ آپ نے فرمایا یہ روزہ ہے داؤد علیہ السلام
کا۔ پھر کہا جو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن افطار کرے۔ آپ نے فرمایا کہ میں آرزو
رکھتا ہوں کہ مجھے اتنی طاقت ہو (یعنی یہ بھی خوب ہے اگر طاقت ہو) پھر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین روزے ہر ماہ میں اور رمضان کے روزے ایک رمضان کے
بعد دوسرے رمضان سے یہ ہمیشہ کا روزہ ہے (یعنی ثواب میں) اور عرفہ کے دن کا روزہ
ایسا ہے کہ میں امید وار ہوں اللہ پاک سے کہ ایک سال اگلے اور ایک سال پچھلے گناہوں کا
کفارہ ہو جائے اور عاشورے کے روزہ سے امید رکھتا ہوں ایک سال اگلے کا
کفارہ ہو جائے۔

فائدہ۔ اس حدیث سے عرفہ اور عاشورے کے روزے کی فضیلت معلوم ہوئی

اور ہر ماہ میں تین روزے رکھنے سے معلوم ہوا کہ سال بھر کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صَوْمِهٖ قَالَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ رَضِیْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِبَیْعَتِنَا بَیْعَةً قَالَ فَسُئِلَ عَنْ صِیَامِ الدَّهْرِ فَقَالَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ اَوْ مَا صَامَ وَمَا اَفْطَرَ قَالَ فَسُئِلَ عَنْ صِیَامِ یَوْمَیْنِ وَاِفْطَارِ یَوْمٍ قَالَ وَمَنْ یُّطِیْقُ ذٰلِكَ قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ یَوْمٍ وَّاِفْطَارِ یَوْمَیْنِ قَالَ لَیْتَ اِنَّ اللّٰهَ قَوَّانَا لِذٰلِكَ قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ یَوْمٍ وَّاِفْطَارِ یَوْمٍ قَالَ ذٰلِكَ صَوْمُ اَخِیْ دَاوٗدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَیْنِ قَالَ ذَاكَ یَوْمٌ وُّلِدْتُّ فِیْهِ وَیَوْمٌ بُعِثْتُ اَوْ اُنْزِلَ عَلَیَّ فِیْهِ قَالَ فَقَالَ صَوْمُ ثَلٰثَةٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّرَمَضَانَ اِلٰی رَمَضَانَ صَوْمُ الدَّهْرِ قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ عَرَفَةَ قَالَ یُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِیَةَ وَالْبَاقِیَةَ قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ عَاشُوْرَآءَ فَقَالَ یُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِیَةَ وَفِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ فِیْ رِوَایَةِ شُعْبَةَ قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ فَسَكَتْنَا عَنْ ذِكْرِ الْخَمِیْسِ لِمَا نُرَاهُ وَهْمًا۔

ترجمہ۔ ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہوا کہ آپ سے کسی نے آپ کے روزوں کو پوچھا اور آپ غصہ ہوئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہی عرض کیا جو اوپر مذکور ہوا۔ اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ راضی ہوئے ہم اپنی بیعت سے کہ وہی بیعت ہے۔ اور سوال ہوا صیام الدہر کا تو آپ نے فرمایا نہ اس نے روزہ رکھا نہ افطار کیا۔ پھر سوال ہوا دو روز روزے اور ایک روز افطار سے تو آپ نے فرمایا اس کی طاقت کسے ہے۔ پھر سوال ہوا ایک دن روزہ اور دو دن افطار سے تو آپ نے فرمایا کاشکے اللہ تعالیٰ ہم کو ایسی قوت دے۔ اور سوال ہوا دن افطار اور ایک دن روزہ سے تو فرمایا یہ میرے بھائی داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔ اور سوال ہوا دوشنبہ کے روزہ کا تو فرمایا میں اسی دن پیدا ہوا ہوں اور اسی دن نبی ہوا ہوں یا فرمایا اُسی دن مجھ پر وحی اتری ہے اور فرمایا رمضان کے روزے اور ہر ماہ میں تین روزے یہ صوم الدہر ہے۔ اور عرفہ کے روزہ کو پوچھا تو فرمایا کہ ایک سال گذرا ہوا اور ایک سال آگے آنے والے کا کفارہ ہے اور عاشورے کے روزے کو پوچھا تو فرمایا ایک سال گذرے ہوئے کا کفارہ ہے۔ مسلم نے فرمایا اسی حدیث میں شعبہ کی روایت میں کہ پوچھا آپ سے دوشنبہ اور پنجشنبہ کے روزے کو تو ہم نے پنجشنبہ کا ذکر نہیں کیا اس لئے کہ اس میں وہم ہے۔

فائدہ۔ اس روایت میں مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے پنج شنبہ کے ذکر کو وہم سمجھا اس لئے ذکر نہیں کیا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ دوشنبہ کے سوال میں اگر پنجشنبہ کا بھی ذکر ہو تو آگے جو مذکور ہوتا ہے کہ میں اُسی دن پیدا ہوا اور اسی دن نبی ہوا اس کو ربط نہیں رہتا اس لئے کہ یہ سب دوشنبہ ہی کو ہوا ہے۔ اور قاضی عیاض نے کہا کہ ممکن ہے کہ روایت شنبہ کی صحیح ہو اور پنجشنبہ کا ذکر بھی اُس میں ہو مگر ولادت آپ کی دوشنبہ ہی سے متعلق ہو اور کفارہ گناہوں کا جو حدیث شریف میں مذکور ہے مراد اس سے گناہان صغیرہ ہیں۔ اور اگر گناہان صغیرہ نہیں ہیں تو کبیرہ میں بھی کچھ تخفیف ہوتی ہے۔ اور اگر کبیرہ صغیرہ دونوں نہیں ہیں تو عبادات سے رفع درجات ہوتے ہیں اور تین روزے جو مذکور ہوئے ہر ماہ میں ان کو ایام بیض کہتے ہیں اور ایک جماعت صحابہ و تابعین سے مروی ہے کہ ایام بیض تیرھویں چودھویں پندرھویں ہیں کہ اُن ہی میں حضرت عمر اور ابن مسعود اور ابوذر ہیں۔ اور بعضوں نے آخر ماہ کہے ہیں۔ اور بعضوں نے پہلے دن اور کہے ہیں۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بعض اور علماء نے اختیار کیا ہے کہ ایک ماہ میں ہفتہ اور یک شنبہ اور دوشنبہ کو روزہ رکھے اور دوسرے میں سہ شنبہ اور چہارشنبہ اور پنج شنبہ کو رکھے۔ غرض اسی طرح اور بھی اقوال ہیں۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارک یہ تھی کہ ان کے لئے کوئی دن مقرر نہ فرماتے تھے جیسا اوپر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہو چکا ہے۔

عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ ترجمہ۔ شعبہ سے یہی روایت اس سند سے مروی ہوئی ہے

عَنْ غَيْلَانَ ابْنِ جَرِيْرٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ شُعْبَةَ غَيْرَ اَنَّهُ ذَكَرَ فِيْهِ الْاِثْنَيْنِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْخَمِيْسَ ترجمہ۔ غیلان نے یہی روایت اس اسناد سے بیان فرمائی مگر اس میں دوشنبہ کے بعد پنجشنبہ کا ذکر نہیں ہے۔

عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ فِيْهِ وُلِدْتُّ وَفِيْهِ اُنْزِلَ عَلَيَّ

ترجمہ۔ ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا دوشنبہ کے روزہ کو تو آپ نے فرمایا میں اسی دن پیدا ہوا ہوں اور اسی دن مجھ پر وحی اُتری ہے۔

بَابُ صَوْمِ شَهْرِ شَعْبَانَ
شعبان کے روزوں کا بیان

عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ اَوْ لِاٰخَرَ اَصُمْتَ مِنْ سُرَرِ شَعْبَانَ

ترجمہ۔ عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ تم نے

قَالَ لَا قَالَ اِذَا اَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ | شعبان کے اول میں کچھ روزے رکھے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا جب تم افطار کے دن تمام کر لو تو دو روز روزہ رکھو۔

فائدہ۔ سَرَر کے معنے اوزاعی اور ابو عبید اور جمہور علماء نے آخر ماہ کہے ہیں اسلئے کہ وہ استرار سے مشتق ہے اور استرار چھپانا ہے اور ان دنوں میں قمر چھپ جاتا ہے اور بعضوں کا قول ہے کہ مراد اس سے مہینے کا بیچ ہے اور ابوداؤد نے اوزاعی سے نقل کیا کہ مراد اس سے اول ماہ ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جس کو عادت ہو آخر ماہ میں روزے رکھنے کی وہ رمضان سے قبل رکھ سکتا ہے اور جس کو عادت نہ ہو اس کو ایک دو روز پیشگی رمضان سے روزہ منع ہے۔

عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ هَلْ صُمْتَ مِنْ سَرَرِ هٰذَا الشَّهْرِ شَيْئًا فَقَالَ لَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا اَفْطَرْتَ مِنْ رَمَضَانَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ مَكَانَهٗ

ترجمہ۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا کہ تم نے اس مہینے کے آخر میں روزے رکھے (یعنی شعبان میں) اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا جب تم رمضان کے روزوں سے فارغ ہو تو دو روزے رکھ لو اس کے عوض میں۔

عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ هَلْ صُمْتَ مِنْ سَرَرِ هٰذَا الشَّهْرِ يَعْنِيْ شَعْبَانَ شَيْئًا قَالَ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا اَفْطَرْتَ مِنْ رَمَضَانَ فَصُمْ يَوْمًا اَوْ يَوْمَيْنِ شُعْبَةُ الَّذِيْ شَكَّ فِيْهِ قَالَ وَاَظُنُّهٗ قَالَ يَوْمَيْنِ ترجمہ۔ عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہی مضمون مروی ہے صرف اتنا فرق ہے کہ فرمایا آپ نے کہ بعد رمضان کے ایک یا دو روزے رکھ لو اور یہ شبہ شعبہ کا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ هَانِئٍ ابْنِ اَخِيْ مُطَرِّفٍ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهٖ ترجمہ۔ عبداللہ سے اس اسناد سے وہی مضمون مروی ہے۔

بَابُ فَضْلِ صَوْمِ الْمُحَرَّمِ

محرم کے روزے کی فضیلت

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ صَلٰوةُ اللَّيْلِ

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ افضل سب روزوں میں رمضان کے بعد محرم کے روزے ہیں جو اللہ کا مہینہ ہے اور بعد نماز فرض کے تہجد کی نماز ہے۔

فائدہ۔ اس سے محرم کے روزوں کی اور تہجد کی فضیلت ثابت ہوئی۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کے نفل دن کے نفل سے افضل ہیں اور اسی پر اتفاق ہے علماء کا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ یَرْفَعُهُ قَالَ سُئِلَ اَیُّ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ بَعْدَ الْمَكْتُوْبَةِ وَاَیُّ الصِّیَامِ اَفْضَلُ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ الصَّلٰوةُ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ وَاَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ صِیَامُ شَهْرِ اللّٰهِ الْمُحَرَّمِ

ترجمہ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ بعد فرض نماز کے کون سی نماز افضل ہے اور بعد ماہ رمضان کے کون سے روزے افضل ہیں تو آپ نے فرمایا نماز رات کی اور روزے محرم کے۔

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَیْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ فِیْ ذِكْرِ الصِّیَامِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ ترجمہ۔ عبد الملک سے اس اسناد سے وہی روایت مروی ہوئی۔

باب اسْتِحْبَابِ صَوْمِ سِتَّةِ اَیَّامٍ مِّنْ شَوَّالٍ اِتْبَاعًا لِّرَمَضَانَ

شوال کے چھ روزوں کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِیَامِ الدَّهْرِ

ترجمہ۔ ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو روزے رکھے رمضان کے اور اس کے ساتھ لگائے چھ روزے شوال کے تو اس کو ہمیشہ کے روزوں کا ثواب ہوگا۔

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بِمِثْلِهٖ ترجمہ ابی ایوب انصاری سے اسی سند سے وہی روایت مروی ہے۔

عَنْ عُمَرَ ابْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اَیُّوْبَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ وہی روایت ہے۔

فائدہ۔ اس روایت سے استحباب ان روزوں کا ثابت ہوا۔ اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور احمد اور داؤد اور ان کے موافقین کا۔ اور امام مالک اور ابو حنیفہ کے نزدیک یہ مکروہ ہیں۔ اور مالک نے موطا میں کہا ہے کہ میں نے کسی اہل علم کو نہیں دیکھا کہ وہ یہ روزے رکھتا ہو۔ اور یہ روایتیں ان پر حجت ہیں اور قول رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے آگے کسی کا قول نہیں سنا جاتا اور شمس کے آگے چراغ جلانا حماقت ہے

بَابُ فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَبَيَانِ مَحَلِّهَا

شب قدر کی فضیلت اور اسکے تعین کا ذکر

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرٰى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ چند اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دکھلایا گیا کہ شب قدر ہفتہ آخر میں (یعنی رمضان کے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا خواب میں دیکھتا ہوں کہ موافق و مطابق ہوا آخر رمضاں کی سات تاریخوں کے پھر جو اس شب کا تلاش کرنے والا ہو وہ ان ہی راتوں میں تلاش کرے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ

عبداللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تلاش کرو شب قدر کو سات راتوں میں آخر کی۔

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاٰى رَجُلٌ اَنَّ لَيْلَةَ الْقَدْرِ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرٰى رُؤْيَاكُمْ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَاطْلُبُوْهَا فِي الْوِتْرِ مِنْهَا

ترجمہ۔ سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ایک شخص نے شب قدر کو ستائیسویں شب کو دیکھا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ خواب تمہارا اخیر دہے میں واقع ہوا ہے تو اس کو طاق راتوں میں آخر دہے کی تلاش کرو۔

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِلَيْلَةِ الْقَدْرِ اِنَّ نَاسًا مِّنْكُمْ قَدْ اُرُوْا اَنَّهَا فِي السَّبْعِ الْاُوَلِ وَاُرِيَ نَاسٌ مِّنْكُمْ اَنَّهَا فِي السَّبْعِ الْغَوَابِرِ فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ

ترجمہ۔ سالم نے اپنے باپ سے سنا کہ انہوں نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ چند لوگوں نے تم میں سے شب قدر کو سات تاریخوں میں اول کی دیکھا ہے یعنی خواب میں اور چند لوگوں نے سات تاریخوں میں آخر کی دیکھا ہے سو تم آخر کی دس تاریخوں میں تلاش کرو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَاِنْ ضَعُفَ اَحَدُكُمْ اَوْ عَجَزَ فَلَا يُغْلَبَنَّ عَلَى السَّبْعِ الْبَوَاقِي

فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ڈھونڈھو شب قدر کو آخر کے دہے میں پھر اگر کوئی بودا بن کرے یا عاجز ہوجائے تو سات راتوں میں آخر کی سستی نہ کرے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ كَانَ مُلْتَمِسَهَا فَلْيَلْتَمِسْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ

ترجمہ۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لیلۃ القدر کے ڈھونڈھنے والے کو آخر کی دس تاریخوں میں ڈھونڈھنا چاہیے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَيَّنُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ اَوْ قَالَ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ڈھونڈھو شب قدر کو آخر دہے میں یا فرمایا آخر ہفتہ میں۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ اَيْقَظَنِي بَعْضُ اَهْلِي فَنُسِّيْتُهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ وَقَالَ حَرْمَلَةُ فَنَسِيْتُهَا

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا مجھے خواب میں شب قدر دکھائی دی پھر مجھے کسی میرے گھر والے نے جگا دیا سو میں اس کو بھلا دیا گیا اور حرملہ کی روایت میں ہے کہ میں اس کو بھول گیا۔

عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الَّتِي فِي وَسَطِ الشَّهْرِ فَاِذَا كَانَ مِنْ حِيْنَ يَمْضِي عِشْرُوْنَ لَيْلَةً وَيَسْتَقْبِلُ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ يَرْجِعُ اِلٰى مَسْكَنِهِ وَرَجَعَ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهُ ثُمَّ اَنَّهُ اَقَامَ فِي شَهْرٍ جَاوَرَ فِيْهِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ الَّتِي كَانَ يَرْجِعُ فِيْهَا فَخَطَبَ النَّاسَ فَاَمَرَهُمْ بِمَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ اِنِّي كُنْتُ اُجَاوِرُ هٰذِهِ الْعَشْرَ ثُمَّ بَدَا لِي اَنْ اُجَاوِرَ هٰذِهِ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَبِتْ

ترجمہ۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف کرتے تھے ہر مہینے کے بیچ کے دہے میں (یعنی رمضان کے) پھر جب بیس راتیں گذر جاتی تھیں رمضان کی اور اکیسویں آنے کو ہوتی تھی تو اپنے گھر لوٹ آتے تھے اور جو آپ کے ساتھ معتکف ہوتے تھے وہ بھی لوٹ آتے تھے۔ پھر ایک ماہ میں اسی طرح اعتکاف کیا اور جس رات میں گھر آنے کو تھے خطبہ پڑھا اور لوگوں کو حکم کیا جو منظور الٰہی تھا پھر فرمایا کہ میں اس عشرہ

فِی مُعْتَکَفِهٖ وَقَدْ رَاَیْتُ هٰذِهِ اللَّیْلَةَ فَاُنْسِیْتُهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِی کُلِّ وِتْرٍ وَقَدْ رَاَیْتُنِیْ اَسْجُدُ فِیْ مَآءٍ وَّطِیْنٍ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیُّ مُطِرْنَا لَیْلَةَ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ فَوَکَفَ الْمَسْجِدُ فِیْ مُصَلّٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرْتُ اِلَیْهِ وَقَدِ انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَوَجْهُهٗ مُبْتَلٌّ طِیْنًا وَّمَآءً

میں اعتکاف کرتا تھا۔ پھر مجھے مناسب معلوم ہوا کہ میں اس عشرۂ اخیر میں بھی اعتکاف کروں سو جو میرے ساتھ اعتکاف کرنیوالا ہو وہ رات کو اپنے معتکف ہی میں رہے (اور گھر نہ جائے) اور میں نے خواب میں اس شب قدر کو دیکھا مگر بھلا دیا گیا سو اُسے آخر کی دس راتوں میں ڈھونڈھو ہر طاق رات میں۔ اور میں اپنے کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ سجدہ کر رہا ہوں پانی اور کیچڑ میں (یعنی اس رات کے آخر میں ایسا ہوگا یہ بات خواب کی آپ کو یاد رہی) پھر ابوسعید خدری نے کہا کہ اکیسویں شب کو ہم پر مینہ برسا اور مسجد حضرت کے مصلے کی جگہ پر ٹپکی اور میں نے آپ کو دیکھا جب آپ نے صبح کی نماز سے سلام پھیرا کہ آپ کے مبارک منہ میں کیچڑ اور پانی بھرا ہوا تھا۔

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصلی کو مسنون ہے کہ اپنی پیشانی نماز کے اندر نہ پونچھے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُجَاوِرُ فِیْ رَمَضَانَ الْعَشْرَ الَّتِیْ فِیْ وَسْطِ الشَّهْرِ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِمِثْلِهٖ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَلْیَثْبُتْ فِیْ مُعْتَکَفِهٖ قَالَ وَجَبِیْنُهٗ مُمْتَلِئًا طِیْنًا وَّمَآءً

ترجمہ۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس سند سے وہی روایت مروی ہوئی مگر اسمیں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے ہمارے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ ثابت رہے اپنے معتکف میں اور آخر میں کہا کہ پیشانی میں آپ کے کیچڑ اور پانی بھرا ہوا تھا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اعْتَکَفَ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَکَفَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ فِیْ قُبَّةٍ تُرْکِیَّةٍ عَلٰی سُدَّتِهَا حَصِیْرٌ قَالَ فَاَخَذَ الْحَصِیْرَ بِیَدِهٖ فَنَحَّاهَا فِیْ نَاحِیَةِ الْقُبَّةِ ثُمَّ اَطْلَعَ رَاْسَهٗ فَکَلَّمَ النَّاسَ فَدَنَوْا مِنْهُ فَقَالَ اِنِّیْ اعْتَکَفْتُ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ اَلْتَمِسُ هٰذِهِ اللَّیْلَةَ ثُمَّ اعْتَکَفْتُ الْعَشْرَ

ترجمہ۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف فرمایا عشرۂ اول میں رمضان کے پھر اعتکاف فرمایا عشرۂ اوسط میں ایک ترکی قبہ میں۔ (اس سے کفار کی چیزوں کا استعمال روا ہوا) کہ اس کے دروازے پر ایک حصیر لٹکا ہوا تھا (پردہ کے لئے) تو آپ نے وہ حصیر اپنے ہاتھ سے ہٹایا اور ایک کونے میں قبہ کے کر دیا پھر اپنا سر نکالا

الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ ثُمَّ أُتِيتُ فَقِيلَ لِي إِنَّهَا
فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ
يَعْتَكِفَ فَلْيَعْتَكِفْ فَاعْتَكَفَ النَّاسُ مَعَهُ
قَالَ وَإِنِّي أُرِيتُهَا لَيْلَةَ وِتْرٍ وَإِنِّي أَسْجُدُ
صَبِيحَتَهَا فِي طِينٍ وَمَاءٍ فَأَصْبَحَ مِنْ
لَيْلَةِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ وَقَدْ قَامَ إِلَى الصُّبْحِ
فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فَأَبْصَرْتُ
الطِّينَ وَالْمَاءَ فَخَرَجَ حِينَ فَرَغَ مِنْ صَلٰوةِ
الصُّبْحِ وَجَبِينُهُ وَرَوْثَةُ أَنْفِهِ فِيهِمَا
الطِّينُ وَالْمَاءُ وَإِذَا هِيَ لَيْلَةُ إِحْدَى
وَعِشْرِينَ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ

اور لوگوں سے باتیں کیں اور وہ آپ کے
نزدیک آ گئے۔ تب آپ نے فرمایا کہ میں
عشرۂ اول کا اعتکاف کرتا تھا اور اس
رات کو ڈھونڈھتا تھا۔ پھر میں نے
عشرۂ اوسط کا اعتکاف کیا پھر میرے
پاس کوئی آیا (یعنی فرشتہ) اور مجھ سے
کہا گیا کہ وہ عشرۂ اخیر میں ہے۔ پھر جو
چاہے تم میں سے وہ پھر اعتکاف
کرے یعنی عشرۂ اخیر میں بھی معتکف رہے
پھر لوگ معتکف رہے اور فرمایا آپ نے
کہ مجھے دکھایا گیا کہ وہ طاق راتوں میں ہے
اور میں اس کی صبح کو پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ پھر آپ کو جب اکیسویں شب کی
صبح ہوئی اور اس رات آپ صبح تک نماز پڑھتے رہے اور رات کو مینہ برسا اور مسجد ٹپکی
اور میں نے دیکھا مٹی اور پانی کو۔ پھر جب صبح کی نماز پڑھ کر نکلے تو آپ کی پیشانی اور ناک کے
بانسے پر مٹی اور پانی کا نشان تھا اور وہ رات اکیسویں تھی اور عشرۂ اخیر کی رات تھی۔

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ تَذَاكَرْنَا لَيْلَةَ الْقَدْرِ
فَأَتَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ وَكَانَ لِي صَدِيقًا
فَقُلْتُ أَلَا تَخْرُجُ بِنَا إِلَى النَّخْلِ فَخَرَجَ
وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ فَقُلْتُ لَهُ سَمِعْتَ رَسُولَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ
فَقَالَ نَعَمْ اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْوُسْطٰى مِنْ رَمَضَانَ
فَخَرَجْنَا صَبِيحَةَ عِشْرِينَ فَخَطَبَنَا رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أُرِيتُ
لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَإِنِّي نُسِّيتُهَا أَوْ أُنْسِيتُهَا
فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ كُلِّ
وِتْرٍ وَإِنِّي أُرِيتُ أَنِّي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَ
طِينٍ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَرْجِعْ قَالَ فَرَجَعْنَا

ترجمہ۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،
کہ انہوں نے کہا ہم نے آپس میں ذکر کیا
شب قدر کا تو میں ابو سعید خدری کے
پاس آیا اور وہ میرے دوست تھے اور
میں نے اُن سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ
کھجور کے باغ میں نہیں چلتے اور وہ ایک
چادر اوڑھے ہوئے نکلے اور میں نے
کہا آپ نے کچھ سنا ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ ذکر کرتے ہوں
شب قدر کا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں ہمنے
اعتکاف کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کے ساتھ بیچ کے عشرہ میں رمضان
کے۔ اور ہم بیسویں کی صبح کو نکلے (یعنی
اعتکاف سے) پھر خطبہ پڑھا ہم پر رسول اللہ

وَمَا نَرٰی فِی السَّمَآءِ قَزَعَۃً قَالَ وَجَاءَتْ سَحَابَۃٌ فَمُطِرْنَا حَتّٰی سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ وَکَانَ مِنْ جَرِیْدِ النَّخْلِ فَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْجُدُ فِی الْمَآءِ وَالطِّیْنِ قَالَ حَتّٰی رَاَیْتُ اَثَرَ الطِّیْنِ فِیْ جَبْہَتِہٖ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور فرمایا کہ مجھے دکھائی دی شب قدر اور میں اسے بھول گیا یا فرمایا بُھلا دیا گیا سو تم اس کو اخیر کی دس تاریخوں میں طاق راتوں میں ڈھونڈھو اور فرمایا کہ میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ پھر جس نے اعتکاف کیا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تو وہ پھر جائے یعنی اپنے معتکف میں اور ہم لوگ پھر معتکف میں آ گئے۔ اور ہم آسمان میں کوئی بدلی کا ٹکڑا تک نہیں دیکھتے تھے کہ اتنے میں ابر آیا اور ہم پر مینہ برسا یہاں تک کہ مسجد کی چھت بہنے لگی اور کھجور کی ڈالیوں سے پٹی ہوئی تھی اور نماز صبح کی تکبیر ہوئی۔ اور میں نے آپ کو دیکھا کہ سجدہ کرتے ہیں پانی اور کیچڑ میں (یعنی جو خواب میں دیکھا تھا وہ صحیح ہوا) یہاں تک کہ دیکھا میں نے اثر کیچڑ کا آپ کی پیشانی میں

عَنْ یَحْیَی ابْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَہٗ وَفِیْ حَدِیْثِھِمَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ انْصَرَفَ وَعَلٰی جَبْہَتِہٖ وَاَرْنَبَتِہٖ اَثَرُ الطِّیْنِ ترجمہ۔ یحیٰ بن ابی کثیر سے اس اسناد سے یہی روایت مروی ہوئی۔ اور اس میں یہ ہے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب لوٹے یعنی صبح کی نماز سے تو آپ کی پیشانی پر اور ناک کی نوک پر کیچڑ کا اثر تھا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ اعْتَکَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ یَلْتَمِسُ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ قَبْلَ اَنْ تُبَانَ لَہٗ قَالَ فَلَمَّا انْقَضَیْنَ اَمَرَ بِالْبِنَاءِ فَقُوِّضَ ثُمَّ اُبِیْنَتْ لَہٗ اَنَّھَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَاَمَرَ بِالْبِنَاءِ فَاُعِیْدَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّھَا کَانَتْ اُبِیْنَتْ لِیْ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ وَاِنِّیْ خَرَجْتُ لِاُخْبِرَکُمْ بِھَا فَجَاءَ رَجُلَانِ یَحْتَقَّانِ مَعَھُمَا الشَّیْطٰنُ فَنُسِّیْتُھَا فَالْتَمِسُوْھَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ الْتَمِسُوْھَا فِی التَّاسِعَۃِ وَالسَّابِعَۃِ وَالْخَامِسَۃِ قَالَ قُلْتُ یَا اَبَا سَعِیْدٍ

ترجمہ۔ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اعتکاف کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچ کے عشرہ میں رمضان کے ڈھونڈھتے تھے آپ شب قدر کو قبل اسکے کہ ظاہر ہو سبب قدر آپ پر۔ پھر جب عشرہ اوسط کی راتیں گذر گئیں تو آپ نے فرمایا کہ خیمہ کھول ڈالیں پھر آپ کو معلوم ہوا کہ وہ اخیر عشرہ میں ہے اور حکم کیا آپ نے خیمہ کا کہ پھر لگایا گیا۔ پھر آپ نکلے اور فرمایا اے لوگو! مجھے شب قدر معلوم ہوئی تھی اور میں نکلا تھا کہ تم کو خبر دوں پھر دو شخص آپس میں جھگڑتے ہوئے آئے کہ ان کے ساتھ شیطان بھی تھا پھر میں بھول گیا

إِنَّكُمْ أَعْلَمُ بِالْعَدَدِ مِنَّا قَالَ أَجَلْ نَحْنُ أَحَقُّ
بِذٰلِكَ مِنْكُمْ قَالَ قُلْتُ مَا التَّاسِعَةُ وَالسَّابِعَةُ
وَالْخَامِسَةُ قَالَ إِذَا مَضَتْ وَاحِدَةٌ وَ
عِشْرُوْنَ فَالَّتِيْ تَلِيْهَا ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِيْنَ
وَهِيَ التَّاسِعَةُ فَإِذَا مَضَى ثَلَاثٌ وَعِشْرُوْنَ
فَالَّتِيْ تَلِيْهَا السَّابِعَةُ فَإِذَا مَضٰى خَمْسٌ وَ
عِشْرُوْنَ فَالَّتِيْ تَلِيْهَا الْخَامِسَةُ وَقَالَ
ابْنُ خَلَّادٍ مَكَانَ يَحْتَقَّانِ يَخْتَصِمَانِ۔

تو اس کو تلاش کرو تم عشرہ اخیر میں رمضان
کے اور ڈھونڈھو اس کو نویں اور ساتویں
اور پانچویں راتوں میں۔ راوی نے کہا کہ میں
نے ابو سعید سے کہا کہ تم گنتی زیادہ جانتے
ہو ہم لوگوں سے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہاں
ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں بہ نسبت تمہارے
پھر میں نے پوچھا نویں ساتویں پانچویں سے
کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جب اکیس
گذر جائے تو اس کے بعد جو آئے بائیسویں وہی بائیسویں رات مراد ہے نویں سے اور
جب تیئیسویں گذر جائے تو اس کے بعد جو رات آئے یعنی چوبیسویں وہی ساتویں سے
مراد ہے اور جب پچیسویں گذر جائے تو اس کے بعد جو رات آئے یعنی چھبیسویں وہی
مراد ہے پانچویں سے۔ اور خلاد نے یحتقان کی جگہ یختصمان کہا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أُنَيْسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُرِيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ
ثُمَّ أُنْسِيْتُهَا وَأُرَانِيْ صُبْحَهَا أَسْجُدُ فِيْ
مَاءٍ وَطِيْنٍ قَالَ فَمُطِرْنَا لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ
فَصَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَانْصَرَفَ فَإِنَّ أَثَرَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ عَلٰى
جَبْهَتِهِ وَأَنْفِهِ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ
أُنَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ ثَلَاثٍ
وَعِشْرِيْنَ

ترجمہ۔ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ مجھے دکھائی گئی شب قدر پھر میں
بھول گیا اور میں نے دیکھا کہ اس کی
صبح کو میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں
اور راوی نے کہا کہ مینہ برسا ہمارے اوپر
تیئیسویں شب کو اور نماز پڑھی ہمارے
ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور
جب پھرے آپ نماز پڑھ کر (یعنی صبح کی)
تو آپ کی پیشانی اور ناک پر اثر پانی اور کیچڑ کا تھا اور عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
تیئیسویں رات کو شب قدر کہا کرتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ اِلْتَمِسُوْا
وَقَالَ وَكِيْعٌ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ
الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

ترجمہ۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ڈھونڈھو
شب قدر کو عشرہ اخیر میں رمضان کے۔

عَنْ زِرِّ ابْنِ حُبَيْشٍ يَقُوْلُ سَأَلْتُ أُبَيَّ
ابْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقُلْتُ

ترجمہ۔ زر بن حبیش کہتے تھے کہ میں نے
ابی بن کعب سے پوچھا کہ تمہارے بھائی

إِنَّ أَخَاكَ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يَقُولُ مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ أَرَادَ أَنْ لَا يَتَّكِلَ النَّاسُ أَمَا إِنَّهُ قَدْ عَلِمَ أَنَّهَا فِي رَمَضَانَ وَأَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَأَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ ثُمَّ حَلَفَ لَا يَسْتَثْنِي أَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ فَقُلْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ تَقُولُ ذٰلِكَ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ قَالَ بِالْعَلَامَةِ أَوْ بِالْآيَةِ الَّتِي أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو کہتے ہیں کہ جو سال بھر برابر جاگے وہ شب قدر پاوے تو انہوں نے کہا اللہ رحمت کرے ان پر اس کہنے سے ان کی غرض یہ تھی کہ لوگ ایک ہی رات پر بھروسہ نہ کر رہیں (بلکہ ہمیشہ عبادت میں مشغول رہیں) اور وہ خوب جانتے تھے کہ وہ رمضان میں ہے اور وہ عشرۂ اخیر میں ہے اور وہ ستائیسویں شب ہے۔ پھر وہ اس پر قسم کھاتے تھے اور انشاء اللہ بھی نہ کہتے تھے (یعنی ایسا اپنی قسم پر یقین تھا) اور کہتے تھے کہ وہ ستائیسویں شب ہے۔ تو میں نے ان سے کہا کہ تم اے ابوالمنذر کیوں یہ دعویٰ کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ایک نشانی یا علامت کی وجہ سے جس کی خبر دی ہے ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور وہ یہ ہے کہ اس کی صبح کو آفتاب جو نکلتا ہے تو اس میں شعاع نہیں ہوتی (مگر افسوس ہے کہ یہ علامت بعد زوال شب کے ظاہر ہوتی ہے۔)

عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ أُبَيٌّ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْلَمُهَا قَالَ شُعْبَةُ وَأَكْبَرُ عِلْمِي هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقِيَامِهَا هِيَ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَإِنَّمَا شَكَّ شُعْبَةُ فِي هٰذَا الْحَرْفِ هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَمَرَنَا بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَدَّثَنِي بِهَا صَاحِبٌ لِي عَنْهُ

ترجمہ۔ زر نے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ابی رضی اللہ عنہ نے کہا شب قدر کے باب میں کہ قسم ہے اللہ کی میں اسے خوب جانتا ہوں۔ شعبہ نے کہا کہ اکثر روایتیں مجھے ایسی پہنچی ہیں کہ وہ وہی رات تھی جس میں حکم فرمایا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاگنے کا اور وہ ستائیسویں شب ہے اور شک کیا شعبہ نے اس بیان میں کہ حکم کیا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاگنے کا اس شب میں اور کہا کہ یہ عبارت مجھ سے ایک میرے رفیق نے بیان کی عبدہ سے جو اُن کے شیخ ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ تَذَاكَرْنَا لَيْلَةَ الْقَدْرِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيُّكُمْ يَذْكُرُ حِينَ

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار ذکر کیا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے شب قدر

طَلَعَ الْقَمَرُ وَهُوَ مِثْلُ شِقِّ جَفْنَةٍ | کا تو آپ نے فرمایا کون تم میں سے یاد رکھتا ہے
شب قدر اس رات میں ہے کہ طلوع کرتا ہے چاند اور وہ ایسا ہوتا ہے جیسے ایک ٹکڑا طشت کا۔

فائدہ۔ شب قدر کو شب قدر اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں اقدار رزقوں کے اور اندازِ عمروں کے ملائکہ کو لکھ دیئے جاتے ہیں جو سال میں ہونے والے ہیں۔ اور فرشتوں کو معلوم ہو جاتا ہے جو اس سال میں ہونے والا ہے اور اجماع ہے معتبر لوگوں کا کہ وہ شب قیامت تک باقی ہے اس امت میں۔ اور اس کے محل میں البتہ اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ وہ ہر سال میں بدلتی رہتی ہے۔ اور اس صورت میں سب حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ اور جس حدیث میں جو تاریخ مذکور ہے جائز ہے کہ اس سال میں اسی تاریخ میں واقع ہوئی ہو پس روایتوں میں تعارض نہ رہا۔ اور اسی کے مانند ہے قول امام مالک اور ثوری اور احمد اور اسحاق کا اور ابی ثور وغیرہم کا کہ ان سب نے کہا ہے کہ عشرہ اخیرہ میں رمضان کے ادلتی بدلتی رہتی ہے۔ اور ایک قول ضعیف یہ بھی ہے کہ سال بھر کی راتوں میں بدلتی رہتی ہے مگر یہ قول احادیث کی رو سے بہت بعید معلوم ہوتا ہے۔ اور بعضوں کا قول ہے کہ وہ ایک شب معین ہے کہ منتقل نہیں ہوتی اور اس میں کئی قول ہیں۔ ایک یہ کہ وہ سال بھر میں ایک رات ہے۔ اور یہ قول ہے ابن مسعود اور ابو حنیفہ اور صاحبین کا۔ اور دوسرا یہ ہے کہ وہ سارے رمضان میں ہے۔ اور یہ قول ابن عمر کا ہے اور ایک جماعت صحابہ کا۔ اور تیسرا یہ ہے کہ وہ عشرہ اوسط اور عشرۂ اخیر میں ہے۔ اور چوتھا یہ ہے کہ خاص عشرۂ اخیر میں ہے۔ اور پانچواں یہ قول ہے کہ وہ عشرہ اخیرہ کی راتوں کی طاق راتوں میں ہے۔ اور ایک قول ضعیف یہ ہے کہ جفت راتوں میں ہے مگر یہ حدیث صحیحہ کے خلاف ہے گو حدیث ابی سعید کی اس کی مشعر ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ وہ تیئیسویں ہے اور ایک یہ کہ وہ ستائیسویں اور یہ قول ابن عباس کا ہے۔ اور بعضوں نے سترہویں اور بعضوں نے اکیسویں اور تیئیسویں میں ڈھونڈھنے کو کہا ہے۔ اور یہ قول حضرت علی اور ابن مسعود سے مروی ہوا ہے اور بعضوں نے تیئیسویں کہا ہے اور یہ قول ہے اکثر صحابہ وغیرہم کا۔ اور ایک قول ضعیف چوبیسویں کا بھی ہے اور یہ بلال اور ابن عباس اور حسن اور قتادہ کی طرف منسوب ہے۔ اور ایک قول ستائیسویں کا ہے اور یہ قول ایک جماعت صحابہ کا ہے اور بعضوں نے سترہویں کہا ہے اور وہ زید بن ارقم اور ابن مسعود کی طرف منسوب ہے اور بعضوں نے انیسویں کہا ہے کہ وہ ابن مسعود سے منقول ہے اور حضرت علی سے بھی۔ اور بعضوں نے کہا اخیر رات رمضان کی ہے۔ قاضی عیاض نے کہا کہ ایک قول

شاذ یہ ہے کہ وہ مرفوع ہوگئی اب باقی نہیں ہے اور یہ قول خطا ہے۔ اور شعاع سے مراد وہ دھاریاں نورانی ہیں جو آفتاب سے دیکھنے والے کی آنکھ ممتد نظر آتی ہیں اور وہ آفتاب میں شب قدر کی صبح کو نہیں ہوتیں یہ ایک نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مقرر کردی ہے۔ اور قاضی عیاض نے جو کہا ہے کہ رویت شب قدر کی حقیقت ممکن نہیں یہ غلط ہے اس لئے کہ رویت اس کی اخبار صالحین سے ثابت ہے جو بکثرت مروی ہیں اور معتبر تران سب اقوال میں فقیر کے نزدیک ستائیسویں رات ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک نکتہ بھی اس بارہ میں مروی ہے کہ لیلۃ القدر کا لفظ قرآن شریف میں تین جگہ وارد ہوا ہے سورہ انا انزلنا میں اور اس میں نو حرف ہیں۔ پھر نو کو تین بار کہو تو ستائیسوں ہوتے ہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ شب قدر ستائیسویں شب ہے۔ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس پر قسم کھاتے تھے چنانچہ روایت ان کی اوپر گذر چکی ہے اور اس کی علامت بھی وہ بیان کر چکے ہیں واللہ اعلم۔

كِتَابُ الِاعْتِكَافِ اعتکاف کا بیان

فائدہ۔ لغت میں اعتکاف کے معنے حبس اور مکث اور لزوم کے ہیں اور شرع میں مکث مسلم کا مسجد میں بصفت مخصوصہ اور اعتکاف کو جوار بھی کہتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشرہ اخیرہ میں رمضان کے اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

فائدہ۔ اس حدیث سے استحباب اعتکاف کا ثابت ہوا۔ اور اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا اور یہ کہ واجب نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عشرہ اخیرہ میں رمضان کے متاکد ہے اور مذہب امام شافعی اور ان کے اصحاب کا یہ ہے کہ اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں بلکہ افطار کی حالت میں اعتکاف روا ہے۔ اور ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے بلکہ ایک لحظہ کا اور ان کے نزدیک ضابطہ اس کا یہ ہے کہ اتنا ٹھیرنا ہو جتنا رکوع میں طمانیت کے لئے ٹھیرنا ہوتا ہے اور اس سے کچھ زیادہ ہو پس وہ اعتکاف ہے اور ان کا صحیح مذہب یہی ہے اور یہی قول مشہور ہے۔ پس مسجد میں آنے والے کو لازم ہے کہ جب آوے اور نماز کا ہو نیت اعتکاف کی کرے تاکہ ثواب پائے۔ پھر اگر باہر نکلے تو پھر جب داخل ہو دوبارہ نیت کرلے۔ اور نیت سے یہ مراد نہیں کہ زبان سے کچھ کہے کہ یہ تو بدعت ہے۔ اور اگر دنیا کی کوئی بات کرے یا کوئی کام کرے مثلاً سیوے پروے لکھے تو اعتکاف فاسد

نہیں ہوتا اور مالک اور ابو حنیفہ کا قول ہے کہ اعتکاف میں روزہ شرط ہے اور اعتکاف مفطر کا صحیح نہیں۔ اور ان لوگوں نے ان ہی روایتوں سے استدلال کیا ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعتکاف رمضان میں مذکور ہے۔ اور شافعی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اول شوال کا اعتکاف مذکور ہے چنانچہ وہ روایت آگے آتی ہے اور اس کو بخاری اور مسلم دونوں نے ذکر کیا ہے اور استدلال کیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے ایام جاہلیت میں نذر کی تھی اعتکاف کی تو آپ نے فرمایا اپنی نذر پوری کرو۔ اور اس میں روزہ کا ذکر نہیں ہے۔ غرض ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ روزہ شرط صحت اعتکاف نہیں مگر مسجد میں ہونا شرط ہے اس لئے کہ اصحاب و ازواج مطہرات سب مساجد میں اعتکاف کرتے رہے حالانکہ اس میں حرج اور مشقت ظاہر ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک اور شافعی اور احمد اور داؤد اور جمہور کا کہ سوا مسجد کے جائز نہیں۔ اور ابو حنیفہ کا قول ہے کہ عورت نے جو جگہ نماز کی اپنے گھر میں مقرر کر لی ہے اس میں اعتکاف روا ہے۔ اور مرد کو اپنے گھر میں اس جگہ میں روا نہیں۔ اور امام شافعی کا ایک قول قدیم بھی یہی ہے۔ پھر اس میں اختلاف ہے کہ مسجد عام شرط ہے یا جامع کہ جہاں جمعہ ہوتا ہو۔ امام شافعی اور مالک اور جمہور کا قول یہ ہے کہ ہر مسجد میں جائز ہے۔ اور امام احمدؒ کا قول ہے کہ مسجد جامع ضروری ہے کہ جس میں جمعہ ہوتا ہو۔ اور ابو حنیفہ رحؒ کا قول ہے کہ ایسی مسجد ہو کہ سب نمازیں اس میں ہوتی ہوں اور زہری اور دوسرے لوگوں کا قول ہے کہ جس میں جمعہ ہوتا ہو۔ اور حذیفہ بن الیمان صحابی سے مروی ہے کہ تین مسجدوں کے سوا اعتکاف کہیں درست ہی نہیں ایک مدینہ طیبہ کی مسجد نبویؐ۔ دوسری مسجد اقصٰے تیسری مسجد الحرام مگر یہ قول شاذ ہے اور اجماع ہے اس پر کہ اعتکاف کی زیادت مدت کی کچھ حد نہیں۔

مترجم کہتا ہے کہ باجماع امت یہ امر ثابت ہے کہ اعتکاف عبادت ہے اور عبادت خاص ہے حق تعالیٰ کے لئے۔ اور جب مسجد عام میں جائز ہونا اس کا مختلف فیہ ہے حالانکہ وہ خانۂ خدا ہے پھر قبر پر مشائخوں کے تو بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگا۔ اور چونکہ عبادت ہے اس لئے کہ قبور پر تعظیم میت کے لئے محض شرک ہے اگرچہ نام اس کا بدل ڈالیں اور یہ بھی معلوم ہو چکا کہ اعتکاف کو جوار بھی بولتے ہیں تو مجاور کے و معتکف کے معنی ایک ہوئے اور مجاور قبور البتہ معتکف قبور ہوا اور یہ شرک ہے معاذ اللہ من ذلک اور اس کو عبادت اور موجب قربت سمجھنے والا اجہل خلق اللہ ہے اور ابعد عباد شرائع انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے۔ اور یہ اس زمانہ میں ایسی بلا عام ہے کہ عوام کالانعام کا تو کیا ذکر ہے خاصان انام بھی اس سے غافل ہیں وذالک لجہلہم بالشریعۃ وحقیقۃ العبادۃ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ قَالَ نَافِعٌ وَقَدْ اَرَانِیْ عَبْدُ اللّٰهِ الْمَکَانَ الَّذِیْ کَانَ یَعْتَکِفُ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَسْجِدِ۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشرہ آخر رمضان میں اعتکاف فرماتے نافع نے کہا مجھے مسجد میں وہ جگہ دکھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جہاں آپ اعتکاف کرتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی وہی روایت کی۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ اس کا بھی وہی مضمون ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اخیر عشرہ میں رمضان کے اعتکاف فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی۔ پھر آپ کے بعد آپ کی بی بی صاحبوں نے اعتکاف فرمایا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَعْتَکِفَ صَلَّی الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَکَفَهٗ وَاِنَّهٗ اَمَرَ بِخِبَائِهٖ فَضُرِبَ اَرَادَ الْاِعْتِکَافَ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَاَمَرَتْ زَیْنَبُ بِخِبَائِهَا فَضُرِبَ وَاَمَرَ غَیْرُهَا مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِخِبَائِهٖ فَضُرِبَ فَلَمَّا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ نَظَرَ فَاِذَا الْاَخْبِیَةُ فَقَالَ اٰلْبِرَّ تُرِدْنَ فَاَمَرَ بِخِبَائِهٖ فَقُوِّضَ وَتَرَکَ الْاِعْتِکَافَ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ حَتّٰی اعْتَکَفَ فِی الْعَشْرِ الْاَوَّلِ مِنْ شَوَّالٍ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ارادہ کرتے اعتکاف کا تو صبح کی نماز پڑھ کر اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو جاتے۔ اور ایک بار آپ نے حکم فرمایا اپنا خیمہ لگانے کا یعنی مسجد میں اور وہ لگا دیا گیا۔ اور آپ نے عشرہ اخیر میں ارادہ کیا رمضان کے۔ پھر زینب نے کہا ان کا بھی خیمہ لگا دیا۔ اور اور بی بیوں نے کہا اُن کے بھی خیمے لگا دیئے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی نماز پڑھ چکے تو سب خیموں کو دیکھا اور فرمایا

کہ ان لوگوں نے کیا نیکی کا ارادہ کیا ہے (یعنی اس میں بوئے ریا پائی جاتی ہے) اور آپ نے اپنے خیمہ کو حکم دیا کہ کھول ڈالا جائے اور اعتکاف ترک کیا رمضان میں یہاں تک کہ پھر عشرہ اول میں شوال کے اعتکاف کیا۔

فائدہ۔ اس حدیث سے امام شافعی نے استدلال کیا ہے کہ روزہ اعتکاف میں شرط نہیں۔

عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَعَمْرِو ابْنِ الْحَارِثِ وَابْنِ إِسْحَاقَ ذِكْرُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُنَّ أَنَّهُنَّ ضَرَبْنَ الْأَخْبِيَةَ لِلْاِعْتِكَافِ ترجمہ۔ یحییٰ نے عمرہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے وہی حدیث جو اوپر گذری اور ابن عیینہ اور عمرو بن حارث اور ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ وہ خیمے حضرت عائشہ اور حفصہ اور زینب رضی اللہ عنہن کیلئے لگائے گئے تھے۔

فائدہ۔ اس اہتمام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال کیا کہ اس میں شمول نفسانیت کا ہو گیا اور حقانیت نہ رہی بلکہ ایک کے دیکھا دیکھی دوسری کرنے لگی اس لئے آپ نے اپنا اعتکاف بھی موقوف کیا اور ماہ شوال میں اس کا عوض پورا کیا۔

بَابُ الْاِجْتِهَادِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

رمضان کے آخری عشرہ میں زیادہ عبادت کی کوشش کرنے کا بیان

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَحْيَى اللَّيْلَ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ۔

ترجمہ۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جہاں عشرہ اخیر رمضان آیا اور آپ نے رات بھر جاگنا اور اپنے گھر والوں کو جگانا اور نہایت کوشش کرنا عبادت میں اور کمر ہمت باندھنا شروع کیا

فائدہ۔ یعنی اور معمولی عبادتوں سے زیادہ کوشش فرمانے لگے اور ساری رات جاگنے لگے۔ اس حدیث سے زیادتی عبادات عشرہ اخیرہ میں ثابت ہوئی اور ساری رات جاگنے کی جو کراہت مذکور ہے مراد اس سے دوام جاگنے کا ہے نہ خاص اس عشرہ میں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اتنی

فِیْ غَیْرِہٖ — کوشش کرتے عبادت میں اور دنوں میں نہ کرتے

بَابُ صَوْمِ عَشْرِ ذِی الْحِجَّۃِ — عشرہ ذی الحجہ کے روزوں کا بیان

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَائِمًا فِی الْعَشْرِ قَطُّ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی عشرہ ذی الحجہ میں روزے سے نہیں دیکھا۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَصُمِ الْعَشْرَ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ نے کبھی عشرہ میں روزہ نہیں رکھا۔

فائدہ۔ عشرہ سے یہاں نو دن ذی الحجہ کے مراد ہیں۔ اور علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث سے ان دنوں کے روزوں کی کراہت معلوم ہوتی ہے حالانکہ وہ مکروہ نہیں ہیں بلکہ مستحب ہیں چنانچہ نویں تاریخ اس کی عرفہ ہے اور اس کے روزے کی فضیلت میں احادیث اوپر گذر چکی ہیں۔ اور بخاری شریف میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جیسے اعمال صالحہ عشرہ اول میں ذی الحجہ کے افضل ہیں ایسے اور ایام میں نہیں۔ غرض یہ جو فرمودہ ہے جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہ اس عشرہ میں آپ نے روزہ نہیں رکھا اس کی تاویل ضرور ہے کہ شاید کسی عارضے یا مرض کی وجہ سے نہیں رکھا یا بطریق وجوب کے نہیں رکھا یا رکھا ہو مگر آپ کو خبر نہیں ہوئی۔ اور اس تاویل پر ایک روایت بھی دلالت کرتی ہے ہنیدہ بن خالد کی کہ وہ اپنی عورت سے اور بعض ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے تھے نویں ذی الحجہ کو اور عاشوراء کے دن کو اور تین دن ہر ماہ کے آخر حدیث تک اور روایت کی یہ ابوداؤد نے اور یہ لفظ ابوداؤد کے ہیں اور احمد اور نسائی میں یہ مضمون مروی ہوا ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ

کِتَابُ الْحَجِّ — حج کا بیان

فائدہ۔ حج بفتح حاء مصدر ہے اور فتحہ اور کسرہ دونوں سے اسم ہے اور اصل لغت میں بمعنی قصد ہے اور عمل پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور عمرہ کے اصل معنی زیارت ہیں۔ اور حج فرض عین ہے ہر مکلف مسلم پر جو طاقت رکھتا ہو اس طرف کے زاد وراحلہ کی۔ اور عمرہ کے وجوب میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ

واجب ہے اور بعضوں نے کہا مستحب ہے۔ اور شافعیؒ کے اس بارہ میں دو قول ہیں۔ اصح یہ ہے کہ واجب ہے اور اجماع ہے اس پر کہ حج و عمرہ انسان کی عمر میں ایک ہی بار واجب ہوتا ہے مگر یہ کہ کوئی نذر کرے کہ اس کی وفا بھی واجب ہو جاتی ہے مگر جب مکہ میں داخل ہو یا حد حرم میں کسی کام کے لئے کہ وہ بار بار نہیں ہوتا تجارت ہو یا زیارت ہو تو وجوب احرام میں حج کے اور عمرہ کے اختلاف ہے۔ اور صحیح قول امام شافعی کا یہ ہے کہ مستحب ہے کہ جب داخل ہوا احرام باندھ کر جائے عمرہ کا بشرطیکہ قتال کے لئے نہ جاتا ہو یا چھپ کر نہ جاتا ہو۔ اور اس میں اختلاف ہے وجوب حج کا مع التراخی ہے یا علی الفور پس امام شافعی اور ابو یوسف اور ایک گروہ کا قول ہے کہ وجوب اس کا مع التراخی ہے مگر جب ایسی حالت پر پہنچ جائے کہ گمان اس کے فوت کا ہو جائے۔ اگر تاخیر کرے تو اُس وقت علی الفور واجب ہو جاتا ہے۔ اور ابو حنیفہ اور مالک اور دوسرے فقہار کا مذہب ہے کہ علی الفور واجب ہوتا ہے۔

بَابُ مَا يُبَاحُ لِلْمُحْرِمِ بِحَجَّةٍ اَوْ عُمْرَةٍ لُبْسُهُ وَمَا لَا يُبَاحُ

مُحرِم کو کونسا لباس درست ہے، اور کونسا لباس درست نہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا یَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّیَابِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَالْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِیْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ اِلَّا اَحَدٌ لَا یَجِدُ النَّعْلَیْنِ فَلْیَلْبَسِ الْخُفَّیْنِ وَلْیَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَیْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا مِنَ الثِّیَابِ شَیْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مُحرِم کیا پہنے کپڑوں کی قسم سے۔ تو آپ نے فرمایا کرتے نہ پہنو نہ عمامے باندھو نہ پاجامے پہنو نہ باران کوٹ اوڑھو نہ موزے پہنو مگر جو چپل نہ پائے وہ موزہ پہنے مگر ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ ڈالے۔ اور نہ پہنو وہ کپڑے جس میں زعفران لگی یا ورس میں رنگا ہوا ہو۔

فائدہ۔ اجماع ہے تمام علمار کا کہ ان کپڑوں میں سے کوئی حالت احرام میں پہننا روا نہیں بلکہ حرام ہے۔ اور غرض یہ ہے کہ جو کپڑا ایسا ہوا ہو اور محیط ہو سارے بدن کا یا ایک عضو کا جیسے موزہ اور تنبیان اور دستانہ یا عمامہ وغیرہ ہیں اس کو منع فرمادیا اور باران کوٹ میں شامل ہو گیا وہ کپڑا جو سر کو ڈھانپے جیسے پگڑی وغیرہ یا ٹوپی یا پچھی اور خفاف میں یعنی موزوں میں آگیا وہ کپڑا جو پیروں کو ڈھانپے جیسے پائتابہ یہاں تک کہ سر میں

پٹی باندھنا بھی حرام ہے۔ اور اگر ضرورت ہے مثلاً زخم ہے یا دردِ سر ہے تو باندھ لے اور فدیہ دیوے اور یہ سب حکم مردوں کے واسطے ہے بخلاف عورتوں کے کہ ان کو سیا کپڑا پہننا اور سارا بدن ڈھانپنا مباح ہے سوا منہ کے کہ اس کا ڈھانپنا حرام ہے خواہ کسی ڈھانپنے والی چیز سے ہو اور ہاتھوں کے ڈھانپنے میں دستانوں سے اختلاف ہے اور امام شافعی کے بھی اس میں دو قول ہیں۔ اصح یہ ہے کہ حرام ہے۔ اور ورس اور زعفران کو جو منع فرمایا تو اس میں سب خوشبوئیں داخل ہو گئیں اور ورس ایک گھاس ہے خوشبودار یمن میں ہوتی ہے غرض خوشبوئیں سب قسم کی عورت اور مرد دونوں کو منع ہیں اور مراد اس سے وہ چیزیں ہیں جو خاص خوشبو کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ باقی رہے فواکہ اور میوے جیسے ترنج و سیب اور پھول اور شگوفہ ہیں ان کا استعمال حرام نہیں اس لئے کہ ان سے خوشبو ہی مقصود نہیں ہوتی اور حکمت ان چیزوں سے منع کرنے میں یہ ہے کہ ترفہ اور امارت اور انانیت اور تزک اور تکلف کی بو جاتی رہے اور خشوع اور خضوع اور تذلل اور عجز و نیاز و عبدیت کی خو آجائے اور یہ امر معین ہووے مراقبہ اور مشاہدہ پر اور بچاوے منکرات و مخطورات سے اور مذکر ہو موت کا اور کفن پوشی کا اور بعث و قیامت کا کہ اس دن لوگ ننگے سر اور ننگے پیر اور ننگے بدن ہوں گے۔ اور اس روایت میں مذکور ہوا کہ جو نعلین نہ پائے وہ موزہ پہن لے اور کاٹ لے۔ اور ابن عباس کی روایت جو آگے آتی ہے اس میں کاٹنے کا ذکر نہیں۔ اور علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے چنانچہ امام احمد نے فرمایا ہے کہ نعلین نہ پاوے تو موزہ کا ویسا ہی پہننا جائز ہے کاٹنا ضروری نہیں اس لئے کہ اس میں اضاعت مال کی ہے اور انہوں نے کہا کہ حدیث ابن عمر کی جس میں کاٹنے کا حکم ہے منسوخ ہے ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہما کی روایت سے کہ اُن میں کاٹنے کا حکم نہیں۔ اور امام مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی کا اور جماہیر علماء کا قول ہے کہ پہننا موزے کا بغیر کاٹے درست نہیں۔ اور حدیث ابن عباس اور جابر کی مطلق ہے اور حدیث ابن عمر کی مقید ہے اور حمل مطلق کا مقید پر ضرور ہے۔ اور زیادت ثقہ کی مقبول ہے۔ اور اضاعت مال جب ہو کہ حکم شارع نہ ہو۔ اور جب حکم شارع ہوا تو اب ادا اس کا واجب ہوا۔ پھر یہ بھی مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ جو موزے پہنے اور نعلین نہ پائے اس پر فدیہ ہے یا نہیں۔ سو امام مالک اور شافعی کا قول ہے کہ اس پر کچھ واجب نہیں۔ اگر واجب ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیتے۔ اور ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے کہا ہے کہ اس پر فدیہ ہے جیسے بضرورت سر منڈانے میں فدیہ ہے اور ورس اور زعفران میں سب خوشبوئیں آگئیں کہ باجماع امت حرام ہیں اس لئے کہ خوشبو جماع کی رغبت دلانے والی ہے کہ اس کے حرام ہونے میں عورت اور مرد دونوں برابر ہیں۔ غرض

محرمات احرام شاث ہیں۔ لباس سیا ہوا جس کی تفصیل گذر گئی۔ اور خوشبو اور بالوں اور ناخونوں کا دور کرنا اور سر میں اور ڈاڑھی میں تیل لگانا اور عقد نکاح اور جماع اور ہر طرح کا استمتاع اور منی نکالنا کسی طرح سے ہو۔ اور ساتویں تلف کرنا شکار کا

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ قَالَ لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيْصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهٗ وَرْسٌ وَّلَا زَعْفَرَانٌ وَّلَا الْخُفَّيْنِ اِلَّا اَنْ لَّا يَجِدَ نَعْلَيْنِ فَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُوْنَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ۔

ترجمہ۔ سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ محرم کیا پہنے۔ آپ نے فرمایا کرتا اور عمامہ اور باران کوٹ اور پاجامہ نہ پہنے اور نہ وہ کپڑا پہنے جس میں ورس اور زعفران لگی ہو نہ موزے۔ اور اگر نعلین نہ ہوویں تو موزے پہنے اور اس کو ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ دے (کہ جوتی کی طرح ہو جائے)

فائدہ۔ سائل نے پوچھا تھا کہ کیا پہنے۔ آپ نے فرمایا یہ نہ پہنے۔ اس کے سوا جو چاہے پہنے۔ اس میں امت کو آسانی ہے اور دائرہ اباحت کا وسیع رہتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا بِزَعْفَرَانٍ اَوْ وَرْسٍ وَ قَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منع فرمایا محرم کو زعفران اور ورس کا رنگا ہوا کپڑا پہنے اور فرمایا کہ جو نعلین نہ پائے وہ موزے پہن لے ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ کر۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ يَقُوْلُ السَّرَاوِيْلُ لِمَنْ لَّمْ يَجِدِ الْاِزَارَ وَالْخِفَافُ لِمَنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ يَعْنِي الْمُحْرِمَ۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پاجامہ اس کیلئے ہے جو تہبند نہ پائے اور موزہ اس کیلئے جو نعلین نہ پائے یعنی محرم ہو۔

فائدہ۔ یہی روایت مسند ہے امام احمد کی کہ موزہ بے کاٹے پہن لے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ فَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيْثَ ترجمہ۔ عمرو بن دینار نے اس اسناد سے روایت کی کہ سنا انہوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرفات میں خطبہ میں یہ بات فرمائی جو اوپر گذری۔

عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِيْنَارٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ اَحَدٌ مِّنْهُمْ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ غَيْرُ شُعْبَةَ وَحْدَهٗ ۔ ترجمہ عمرو بن دینار رضی اللہ عنہما سے اسی اسناد سے وہی روایت مروی ہوئی مگر سوائے شعبہ کے کسی اور نے خطبہ کا ذکر نہیں کیا۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَ مَنْ لَّمْ يَجِدْ اِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيْلَ

ترجمہ۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نعلین نہ پاوے موزے پہنے اور جو ازار یعنی تہبند نہ پاوے وہ سراویل یعنی پاجامہ پہنے۔

عَنْ يَعْلَى ابْنِ مُنْيَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ عَلَيْهِ جُبَّةٌ وَّعَلَيْهَا خَلُوْقٌ اَوْ قَالَ اَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ كَيْفَ تَاْمُرُنِيْ اَنْ اَصْنَعَ فِيْ عُمْرَتِيْ قَالَ وَاُنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ فَسُتِرَ بِثَوْبٍ وَّكَانَ يَعْلٰى يَقُوْلُ وَدِدْتُّ اَنِّيْ اَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ قَالَ فَقَالَ اَيَسُرُّكَ اَنْ تَنْظُرَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ قَالَ فَرَفَعَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ طَرَفَ الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ لَهٗ غَطِيْطٌ قَالَ وَاَحْسِبُهٗ كَغَطِيْطِ الْبَكْرِ قَالَ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ اغْسِلْ عَنْكَ اَثَرَ الصُّفْرَةِ اَوْ قَالَ اَثَرَ الْخَلُوْقِ وَاخْلَعْ عَنْكَ جُبَّتَكَ وَاصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ مَا اَنْتَ صَانِعٌ فِيْ حَجِّكَ

ترجمہ۔ یعلٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ جعرانہ میں تھے اور وہ ایک جبہ پہنے ہوئے تھا اور اس پر کچھ خوشبو لگی ہوئی تھی یا کہا کہ کچھ اثر زردی کا تھا اور اس نے عرض کیا کہ آپ مجھے عمرے میں کیا حکم فرماتے ہیں اور اس میں آپ پر وحی اترنے لگی اور آپ نے کپڑا اوڑھ لیا۔ اور یعلٰی کہتے تھے کہ مجھے آرزو تھی کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھوں جس وقت آپ پر وحی اترتی ہو۔ پھر کہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ کیا تم چاہتے ہو کہ دیکھو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ پر وحی اترتی ہو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کپڑے کا کونا اٹھا دیا۔ اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ ہانپتے اور خراٹے لیتے تھے۔ راوی نے کہا میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا جیسے جوان اونٹ ہانپتا ہو۔ پھر جب آپ سے وحی تمام ہو چکی تو فرمایا کہ کہاں ہے وہ سائل عمرہ کا اور فرمایا دھو ڈالو اثر زردی کا اپنے کپڑے وغیرہ سے یا فرمایا اثر خوشبو کا اور اتار ڈالو اپنا کرتا اور عمرہ میں وہی کرو جو حج میں کرتے ہو۔

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوشبو محرم کو حرام ہے خواہ حالت احرام میں لگاوے یا پہلے کی لگی ہو۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ سیا ہوا کپڑا محرم کو منع ہے۔ اور یہ بھی اگر کوئی

خوشبو بھولے سے یا چوک سے لگائے تو جلد اسکا چھڑانا چاہیئے۔ اور جس کے بھول چوک سے خوشبو لگ جائے اس پر کچھ کفارہ نہیں ہے اور یہ مذہب ہے شافعی کا اور یہی قول ہے عطا اور ثوری اور اسحاق اور داؤد کا اور امام مالک اور ابو حنیفہ اور مزنی اور احمد کی ایک روایت صحیح میں ہے کہ فدیہ اس پر واجب ہے۔ اور صحیح قول مالک کا یہ ہے کہ فدیہ جب واجب ہوتا ہے بھولنے والے پر یا نجان کر خوشبو لگانے والے پر کہ جب بہت دیر تک لگی رہے۔

عَنْ يَعْلٰى قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ وَهُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ وَاَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ مُقَطَّعَاتٌ يَعْنِي جُبَّةً وَهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلُوْقِ فَقَالَ اِنِّيْ اَحْرَمْتُ بِالْعُمْرَةِ وَعَلَيَّ هٰذَا وَاَنَا مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلُوْقِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْنَعُ مَا كُنْتَ صَانِعًا فِيْ حَجِّكَ قَالَ اَنْزِعُ عَنِّيْ هٰذِهِ الثِّيَابَ وَاَغْسِلُ عَنِّيْ هٰذَا الْخَلُوْقَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنْتَ صَانِعًا فِيْ حَجِّكَ فَاصْنَعْهُ فِيْ عُمْرَتِكَ

ترجمہ۔ یعلیٰ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور آپ جعرانہ میں تھے اور یعلیٰ کہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس تھا اور وہ سائل جو آیا تھا کرتا پہنے ہوئے تھا اور اس میں خوشبو لگی ہوئی تھی اور اس نے عرض کیا کہ میں نے احرام باندھا ہے عمرہ کا اور اس پر بھی میں خوشبو لگائے ہوں تو آپ نے فرمایا جو تم حج میں کرتے ہو وہی عمرہ میں بھی کرو (یعنی خوشبو سے بچنا اور سیئے ہوئے کپڑے نہ پہننا طواف و سعی بجالانا ہے) تو اس نے پھر عرض کیا کہ میں یہ کپڑے اُتار ڈالوں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ جو تم حج میں کرتے ہو وہی عمرہ میں کرو۔

فائدہ۔ معلوم ہوا کہ وہ شخص حج کے ارکان سے واقف تھا تو اس کو اتنا ہی فرما دینا کافی ہوا۔

عَنْ يَعْلٰى كَانَ يَقُوْلُ لِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَيْتَنِيْ اَرٰى نَبِيَّ اللّٰهِ حِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعِرَّانَةِ وَعَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبٌ قَدْ اُظِلَّ بِهٖ عَلَيْهِ مَعَهٗ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فِيْهِمْ عُمَرُ اِذْ جَاءَهٗ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مُتَضَمِّخٌ بِطِيْبٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِيْ رَجُلٍ اَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ فِيْ جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ

ترجمہ۔ یعلیٰ ہمیشہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کرتے تھے کہ کبھی میں دیکھتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب آپ کے اوپر وحی اترتی ہے۔ پھر جب آپ جعرانہ میں تھے اور آپ کے اوپر ایک کپڑے کا سایہ کیا گیا تھا۔ اور آپ کے ساتھ چند صحابہ تھے کہ ان میں حضرت عمر بھی تھے کہ ایک شخص آیا ایک کرتا پہنے ہوئے کہ اس میں خوشبو لگی ہوئی تھی اور اس نے عرض کیا

بِطِيبٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً ثُمَّ سَكَتَ فَجَاءَهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ بِيَدِهِ إِلَى يَعْلَى ابْنِ أُمَيَّةَ تَعَالَ فَجَاءَ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ أَيْنَ الَّذِي سَأَلَنِي عَنِ الْعُمْرَةِ آنِفًا فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَجِيءَ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا الطِّيبُ الَّذِي بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ مَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ۔

کہ یارسول اللہ آپ کا حکم کیا ہے اس کیلئے جو احرام باندھے عمرہ کا ایک کرتے میں کہ اس میں خوشبو لگی ہو اور آپ نے اس کی طرف نظر کی تھوڑی دیر اور چپ ہو رہے پھر آپ پر وحی آئی اور اشارہ کیا حضرت عمرؓ نے اپنے ہاتھ سے یعلیٰ کو کہ آؤ۔ اور یعلیٰ آئے اور اپنا سر اندر کپڑے کے ڈالا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا ہے اور آپ لمبے لمبے سانس لے رہے ہیں۔ پھر وہ کیفیت کھل گئی آپ سے اور آپ نے فرمایا کہ کہاں ہے وہ سائل جو مجھ سے عمرہ کا حکم ابھی پوچھتا تھا۔ پھر وہ ڈھونڈھا گیا اور اس کو لائے۔ اور آپ نے فرمایا کہ خوشبو تو دھو ڈال تین بار (کہ اثر نہ رہے) اور جبہ اتار دے اور باقی وہی کر اپنے عمرہ میں جو حج میں کرتا ہے۔

عَنْ يَعْلَى أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ قَدْ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ وَهُوَ مُصَفِّرٌ لِحْيَتَهُ وَرَأْسَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَحْرَمْتُ بِعُمْرَةٍ وَأَنَا كَمَا تَرَى فَقَالَ انْزِعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ عَنْكَ الصُّفْرَةَ وَمَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ فَاصْنَعْهُ فِي عُمْرَتِكَ

ترجمہ۔ یعلیٰ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے اہلال کیا تھا ساتھ عمرہ کے اور اسکی ڈاڑھی اور سر میں زردی لگی تھی یعنی خوشبو کی اور اس پر ایک کرتا تھا۔ پھر اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں نے احرام باندھا ہے عمرہ کا اور میں اس حال میں ہوں جس میں آپ مجھے دیکھتے ہیں۔ پھر آپ نے وہی حکم دیا۔

عَنْ يَعْلَى قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةٌ بِهَا أَثَرٌ مِنْ خَلُوقٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَحْرَمْتُ بِعُمْرَةٍ فَكَيْفَ أَفْعَلُ فَسَكَتَ عَنْهُ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ وَكَانَ عُمَرُ يَسْتُرُهُ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ يُظِلُّهُ فَقُلْتُ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ إِنِّي أُحِبُّ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ أَنْ أُدْخِلَ رَأْسِي مَعَهُ فِي الثَّوْبِ فَلَمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ خَمَّرَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالثَّوْبِ فَجِئْتُهُ فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي مَعَهُ فِي الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ آنِفًا عَنِ الْعُمْرَةِ فَقَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ انْزِعْ عَنْكَ

جُبَّتَكَ وَاغْسِلْ اَثَرَ الْخَلُوْقِ الَّذِیْ بِكَ وَافْعَلْ فِیْ عُمْرَتِكَ مَا كُنْتَ فَاعِلًا فِیْ حَجِّكَ

ترجمہ۔ یعلی سے وہی مضمون مروی ہے۔

بَابُ مَوَاقِيْتِ الْحَجِّ

میقاتِ حج کا بیان

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ قَالَ فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهِنَّ مِمَّنْ اَرَادَ الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمِنْ اَهْلِهٖ وَكَذَا فَكَذٰلِكَ حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا

ترجمہ۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میقات مقرر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ اور اہل شام کے لئے جحفہ اور اہل نجد کے لئے قرن اور اہل یمن کے لئے یلملم۔ اور یہ سب میقاتیں اُن لوگوں کے لئے بھی ہیں جو ان ملکوں میں رہتے ہیں۔ اور ان کے لئے بھی ہیں جو اور ملکوں سے وہاں آویں جو حج کا ارادہ رکھتے ہوں یا عمرہ کا۔ پھر جو ان میقاتوں کے اندر رہنے والے ہوں یعنی مکہ سے قریب تو وہ اہل مکہ سے ہیں اور وہ وہیں سے احرام باندھیں یہاں تک کہ اہل مکہ مکہ سے اہلال پکاریں۔

فائدہ۔ ذوالحلیفہ جو مدینہ والوں کی میقات ہے مکہ سے بہ نسبت اور میقاتوں کے بہت دور ہے اور یہ میقاتیں حد حرم ہیں کہ اُن کے اندر شکار کرنا، درختوں کے پتے توڑنا وغیرہ امور منع ہیں۔ اور ذوالحلیفہ مکہ سے نو دس منزل ہے اور مدینہ سے چھ میل پر واقع ہے۔ اور جحفہ اہل شام اور اہل مصر دونوں کی میقات ہے اور اس کو مہیعہ بھی کہتے ہیں اور وہ مکہ سے تین منزل ہے اور یلیلم کو المسلم بھی کہتے ہیں اور وہ ایک پہاڑ ہے تہامہ کے پہاڑوں سے اور اہل ہند کا میقات وہی ہے کہ جہاز میں احرام باندھ لیتے ہیں جب اُس کے مقابل پہنچتے۔ اور اہل نجد کے میقات قرن منازل ہے اور وہ مکہ سے دو منزل ہے اور یہ سب میقاتوں سے نزدیک ہے مکہ کی طرف۔ اور ذات عرق میقات ہے اہل عراق کی اور وہ آگے آوے گی۔ اور علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر فرمائی ہے یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اجتہاد سے مقرر ہوئی ہے۔ اور امام شافعی نے اُم میں جو اُن کی کتاب ہے تصریح کی ہے توقیت عمر کی۔ اور بخاری میں بھی اسی کی تصریح ہے۔ اور جنہوں نے توقیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زعم کیا انکی دلیل روایت جابر ہے مگر اس کے مرفوع ہونے میں کلام ہے اور دارقطنی نے اس کی تضعیف بھی کی ہے اس لئے کہ عراق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے زمانہ مبارک میں فتح نہیں ہوا تھا مگر یہ تعلیل دارقطنی کی معقول نہیں اس لئے کہ شام بھی آپ کے وقت میں فتح نہیں ہوا تھا۔ اور اجماع ہے علماء کا کہ یہ مواقیت شرعی ہیں اور امام مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد اور جمہور کا قول ہے کہ اگر کوئی اُن سے آگے بڑھ گیا اور آگے بڑھ کر احرام باندھا تو گنہگار ہوا اور اس پر دم لازم آیا اور حج اس کا صحیح ہو گیا اور عطاء اور نخعی کا قول ہے کہ اُس پر کچھ واجب نہیں اور سعید بن جبیر نے کہا کہ اس کا حج صحیح نہیں ہوتا اور غرض مواقیت کے مقرر کرنے سے یہی ہے۔ جو حج اور عمرہ کا ارادہ کرے اس کو مواقیت سے آگے بڑھنا حرام ہے بغیر احرام کے۔ اور اگر بڑھا تو دم لازم آئے گا۔ اور اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ اگر پھر میقات تک لوٹ آئے قبل نسک حج بجالانے کے تو اس سے دم ساقط ہو جاتا ہے۔ اور جو حج اور عمرہ کا ارادہ نہ رکھتا ہو اُس پر احرام واجب نہیں دخول مکہ کیلئے صحیح قول شافعیہ کا یہی ہے خواہ وہ ایسی حاجت کے لئے جائے جو مکرر ہوتی ہے جیسے لکڑیاں لیجانا یا گھاس لانا یا ایسے ہو جو مکرر نہ ہو جیسے اور تجارتیں ہیں۔ اور جو میقات سے بغیر احرام کے تجاوز کر گیا اور ارادہ مکہ جانے کا نہ رکھتا تھا پھر اُس کے دل میں آیا کہ احرام باندھ لے تو وہیں سے احرام باندھ لے جہاں پہنچا ہے۔ پھر اگر وہاں احرام نہ باندھا اور آگے بڑھ گیا تو آثم ہوا اور اس پر دم لازم آیا۔ اور اگر وہیں سے احرام باندھا جہاں سے دخول مکہ کا ارادہ کیا تھا تو اس پر دم نہیں ہے اور اس کو میقات تک لوٹنا بھی ضروری نہیں۔ یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور مذہب ہے جمہور کا۔ اور احمد اور اسحاق کا قول ہے کہ اس کو ضروری ہے کہ میقات تک لوٹ کر جائے اور وہاں سے احرام باندھ کر آئے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِاَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ ذَا الْحُلَیْفَۃِ وَلِاَھْلِ الشَّامِ الْجُحْفَۃَ وَلِاَھْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَھْلِ الْیَمَنِ یَلَمْلَمَ وَقَالَ ھُنَّ لَھُمْ وَلِکُلِّ اٰتٍ اَتٰی عَلَیْھِنَّ مِنْ غَیْرِھِنَّ مِمَّنْ اَرَادَ الْحَجَّ وَ الْعُمْرَۃَ وَمَنْ کَانَ دُوْنَ ذٰلِکَ فَمِنْ حَیْثُ اَنْشَاَ حَتّٰی اَھْلُ مَکَّۃَ مِنْ مَکَّۃَ ترجمہ۔ عبداللہ نے وہی مضمون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُھِلُّ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ مِنْ ذِی الْحُلَیْفَۃِ وَاَھْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَۃِ وَاَھْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ وَبَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَیُھِلُّ اَھْلُ الْیَمَنِ مِنْ یَلَمْلَمَ ترجمہ۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے تین میقاتوں کا بیان ویسا ہی کیا اور کہا کہ مجھے پہنچا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اہل یمن یلملم سے اہلال کریں۔

عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مُھَلُّ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ ذُوالْحُلَیْفَۃِ وَمُھَلُّ اَھْلِ الشَّامِ مَھْیَعَۃُ وَھِیَ الْجُحْفَۃُ وَمُھَلُّ اَھْلِ نَجْدٍ قَرْنٌ

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ وَزَعَمُوْا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلَمْ اَسْمَعْ ذٰلِكَ مِنْهُ قَالَ وَمُهَلُّ اَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ ترجمہ۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مدینہ اور شام اور نجد والوں کی میقات ویسی ہی روایت کی اور عبداللہ بن عمر نے کہا کہ لوگوں نے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میقات اہل یمن کی یلملم ہے مگر میں نے خود ان سے نہیں سنا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَنْ يُّهِلُّوْا مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَاَهْلَ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَاَهْلَ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ وَاُخْبِرْتُ اَنَّهُ قَالَ وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدینہ والے ذی الحلیفہ سے اور شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے احرام باندھیں اور کہا عبداللہ نے کہ مجھے خبر لگی کہ یمن والے یلملم سے۔

عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يُسْأَلُ عَنِ الْمُهَلِّ فَقَالَ سَمِعْتُ ثُمَّ انْتَهٰى فَقَالَ اُرَاهُ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ۔ جابر نے یہی میقاتیں روایت کی ہیں یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَيُهِلُّ اَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَيُهِلُّ اَهْلُ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَذُكِرَ لِيْ وَلَمْ اَسْمَعْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ

ترجمہ۔ سالم نے اپنے باپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدینہ والے ذی الحلیفہ سے اور شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے اہلال کریں۔ اور ابن عمرؓ نے کہا کہ مجھے پہنچا ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں سنا کہ آپ نے فرمایا کہ اہلال کریں یمن والے یلملم سے۔

عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يُسْأَلُ عَنِ الْمُهَلِّ فَقَالَ سَمِعْتُ اَحْسَبُهُ رَفَعَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُهَلُّ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَالطَّرِيْقُ الْاٰخَرُ الْجُحْفَةُ وَمُهَلُّ اَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ وَّمُهَلُّ اَهْلِ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ وَّمُهَلُّ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ ترجمہ۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وہی مواقیت مرفوعاً بیان کئے اور مدینہ کی ایک میقات ذوالحلیفہ کہی دوسری راہ سے جحفہ کہی باقی وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں۔

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَصِفَتِهَا

لبیک کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَقَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَزِيْدُ فِيْهَا لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لبیک پکارنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ تھا البیک سے لاشریک لک تک یعنی حاضر ہوں میں تیری خدمت میں یا اللہ حاضر ہوں میں تیری خدمت میں حاضر ہوں میں کوئی شریک نہیں تیرا حاضر ہوں میں بیشک سب تعریف اور نعمت تیرے ہی لئے ہے اور ملک تیرا ہی ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اُن میں یہ کلمات زیادہ پڑھتے تھے لبیک سے آخر تک یعنی میں حاضر ہوں تیری خدمت میں اور حاضر ہوں تیری خدمت میں اور سعادت سب تیری ہی طرف سے ہے اور خیر تیرے ہی دونوں ہاتھوں میں ہے۔ حاضر ہوں میں تیرے آگے اور رغبت کرتا ہوں میں تیری ہی طرف اور عمل تیرے ہی لئے ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ اَهَلَّ فَقَالَ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ قَالُوْا وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ هٰذِهٖ تَلْبِيَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يَزِيْدَ مَعَ هٰذَا لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سوار ہوئے اونٹنی پر اور وہ آپ کو لے کر مسجد ذی الحلیفہ کے نزدیک سیدھی کھڑی ہوگئی تب آپ نے لبیک پکاری۔ پھر وہی لبیک ذکر کی جو اوپر ہو چکی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ یہ لبیک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور اس میں وہی الفاظ بڑھاتے تھے جو اوپر ہو چکے مگر اس میں لبیک کا لفظ ابتدا میں تین بار ہے اور اس میں دو ہی بار تھا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَلَقَّفْتُ التَّلْبِيَةَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمْ ترجمہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سیکھا میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کی کیفیت

تلبیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پھر ذکر کی حدیث مثل ان ہی لوگوں کے۔

فائدہ۔ اس صیغہ تلبیہ سے صاف معلوم ہوا کہ پروردگار تعالیٰ شانہٗ کے ہاتھ ہیں اور اُس کے تثنیہ سے معلوم ہوا کہ مراد ہونا قدرت کا باطل ہے۔ اور جن لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ تثنیہ اس کا تاکید کے لئے ہے۔ یہ قول ان کا جمیع اہل لغت اور تمام اہل ادب کے خلاف ہے اس لئے کہ تاکید کے لئے لفظ کو مکرر لاتے ہیں یا حروف تاکید بڑھاتے ہیں نہ یہ کہ واحد کو تثنیہ کر دیں غرض ان صفات میں جیسے ہاتھ اور قدم اور ساق اور جنب ہے محدثین اور صحابہ اور تابعین اور اسلاف صالحین سب کا مذہب یہی ہے کہ ان پر ایمان لانا اور ان کو ظاہر معنٰے پر محمول کرنا اور نفی کرنا ان سے تشبیہ و تمثیل کے اور نہ جانا تاویل و تعطیل کی طرف

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ مُلَبِّدًا يَقُوْلُ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَا يَزِيْدُ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَعُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اِذَا اسْتَوَتْ بِهِ النَّاقَةُ قَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ اَهَلَّ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ كَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ يُهِلُّ بِاِهْلَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ۔

ترجمہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ لبیک پکارتے تھے تلبید کئے ہوئے سر میں اور کہتے تھے لبیک سے آخر تک اور عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذی الحلیفہ میں دو رکعت پڑھی۔ پھر جب ان کی اونٹنی ان کو لیکر سیدھی کھڑی ہوئی مسجد ذی الحلیفہ کے پاس تو انہی کلمات سے آپ نے لبیک پکاری۔ اور عبداللہ کہتے تھے کہ عمر بن خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلمات لبیک پکارتے تھے اور اس کے بعد یہ کلمات زیادہ کرتے تھے لبیک سے آخر تک اور معنے ان سب کے اوپر گذر گئے۔

فائدہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ارادہ حج کا کیا تو مدینہ میں ظہر کے بعد خطبہ پڑھا اور احکام حج تعلیم کئے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ دن ہفتہ کا تھا۔ اور ابن حزم نے کہا ہے کہ پنجشنبہ تھا اور اس میں ایک بحث طویل ہے کہ ذکر کی ہے ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں پھر آپ نے کنگھی کی اور تیل ڈالا اور تہبند پہنی اور چادر اوڑھی اور ظہر اور عصر کے بیچ میں مدینہ سے روانہ ہوئے اور ذی الحلیفہ میں اُتر کر عصر کی دو رکعت پڑھی اور

شب کو وہاں رہے اور مغرب اور عشاء اور صبح اور ظہر غرض پانچ نمازیں وہاں ادا کیں اور سب بی بیاں آپ کے ساتھ تھیں اور اُس رات آپ نے سب سے صحبت کی اور آخر میں ایک غسل جنابت کیا اور جب ارادہ احرام کا کیا تو دوسرا غسل کیا اور ابن حزم نے اس کو ذکر نہیں کیا اور لوگوں سے بھی سہواً ترک ہوا اور خطمی سے آپ نے سر دھویا اور پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ہاتھ سے خوشبو لگائی ذریرہ اور وہ ایک خوشبو ہوتی ہے جس میں مشک ہوتا یہاں تک کہ چمک مشک کی آپ کی مانگ میں نظر آتی تھی اور ڈاڑھی میں۔ اور اس کو آپ نے رہنے دیا اور دھویا نہیں پھر آپ نے ازار پہنی اور چادر اوڑھی اور ظہر دو رکعت ادا کی اور لبیک پکاری حج اور عمرہ دونوں کی اپنے مصلے ہی پر اور یہیں سے لبیک شروع ہوئی۔ اور چونکہ بار بار آپ پکارتے تھے اس لئے جس نے جہاں سے سنا وہیں سے روایت کی مگر ابتدا یہیں سے ہے۔ اور دو رکعت احرام کی آپ سے منقول نہیں سوائے ظہر کی دو رکعتوں کے۔ اور احرام سے پہلے اپنے بدنہ کے گلے میں ہار ڈالدیا اور داہنی طرف سے کوہاں چیر دیا جسے اشعار کہتے ہیں اور خون اس سے بہہ چلا اور احرام آپ کا قران کا تھا اور یہی صحیح ہے چنانچہ بیس سے اوپر روایتیں اُسپر بصراحت دلالت کرتی ہیں (کذا فی زاد المعاد)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلَكُمْ قَدْ قَدْ فَيَقُوْلُوْنَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا وَهُمْ يَطُوْفُوْنَ بِالْبَيْتِ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مشرکین مکہ کہتے تھے لبیک لاشریک لک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خرابی ہو تمہاری یہیں تک رہنے دو یہیں تک رہنے دو (یعنی آگے نہ کہو) اور وہ اس کے آگے کہتے تھے کہ مگر ایک شریک ہے تیرا کہ یا اللہ تو اُس کا مالک ہے اور وہ کسی شے کا مالک نہیں۔ غرض یہی کہتے جاتے تھے اور بیت اللہ کا طواف کرتے جاتے تھے۔

فائدہ۔ غرض اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ بھی اپنے شریکوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کو ہر شے کا مالک جانتے تھے اور ان کو کسی شے کا مالک نہ جانتے تھے تاہم اُن کو پکارنا اور اپنا سفارشی اور وکیل قرار دینا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اُن کے مشرک کرنے کو اور ابدالآباد دوزخ میں جھونکنے کو کافی تھا۔ پس معلوم ہوا کہ جو اپنا حمایتی اور وکیل اور سفارشی سمجھ کر بھی کسی کی عبادت کرے اور اس کو دُور دُور سے پکارے تو وہ بھی مشرک ہو جاتا ہے گو اس کو خدا کے برابر نہ جانے اور اسی لئے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم لبیک لاشریک لک پر فرماتے تھے کہ یہیں تک رہنے دو اور شریک نہ ٹھیراؤ مگر وہ لا نہیں کب سنتے تھے۔ اور ان حدیثوں سے مشروعیت لبیک کی ثابت ہوئی۔ اور وہ حج اور عمرہ کے لئے ایسا ہے جیسے تکبیر اولیٰ نماز کے لئے۔ اور اس کے وجوب میں اختلاف ہے۔ امام شافعی وغیرہ کا قول ہے کہ یہ سنت ہے اور صحت حج کی شرط نہیں اور اگر اس کو ترک کیا تو حج صحیح ہے اور اس پر دم واجب نہیں مگر فضیلت ترک ہوگئی۔ اور بعض اصحاب شافعیہ کا قول ہے کہ واجب ہے اور اگر کوئی چھوڑ دے تو دم واجب ہے اور حج صحیح ہو جاتا ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ شرط ہے صحت احرام کی۔ اور حج اور احرام بے اُس کے صحیح نہیں ہوتا۔ اور امام مالک نے کہا کہ واجب تو نہیں مگر اُس کے تارک پر دم لازم آتا ہے اور حج صحیح ہو جاتا ہے۔ اور بہر حال بلند آواز سے لبیک پکارنا مستحب ہے۔ اور مستحب ہے کہ جب پکارے تین بار پکارے اور بیچ میں کچھ کلام نہ کرے اور عورت کو بلند آواز کرنا ضرور نہیں اور تغیر احوال کے وقت لبیک کہنا ضرور ہے جیسے صبح شام اُٹھنا بیٹھنا لیٹنا سوار ہونا اُترنے کے وقت۔ اور حاجی تلبیہ کرتا رہے جب تک کہ یوم النحر یعنی دسویں تاریخ میں رمی جمرہ عقبہ شروع نہ کرے یا طواف افاضہ۔ اگر طواف کو رمی پر مقدم کیا ہو یا حلق تک پکارے جن لوگوں کے نزدیک حلق بھی نسک میں داخل ہے اور عمرہ میں جب تک طواف شروع نہیں کیا اور ہر حالت میں عورت و مرد کو مستحب ہے خواہ حائض ہو یا جنب یا محدث۔

بَاب أَمْرِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ بِالْإِحْرَامِ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ

مدینہ والوں کے لئے ذی حلیفہ سے احرام باندھنے کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ يَقُولُ بَيْدَاؤُكُمْ هٰذِهِ الَّتِي تَكْذِبُونَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ يَعْنِي ذِي الْحُلَيْفَةِ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے کہ یہ بیدا تمہارا وہی مقام ہے جہاں جھوٹ باندھتے ہو تم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ نے لبیک نہیں پکاری مگر مسجد ذی الحلیفہ کے نزدیک سے

فائدہ۔ بیدا ایک ٹیلہ ہے ذی الحلیفہ کے آگے مسجد سے قریب مکہ کی راہ میں اور بیدا، اس کو کہتے ہیں جس میں کچھ اثر بنا کا نہ ہو اور ہر سپٹ پر زمین کو بیدا کہتے ہیں مگر یہاں وہی مقام خاص مراد ہے۔ غرض عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ احرام یہاں سے باندھا حالانکہ آپ نے لبیک مسجد کے پاس سے پکاری بلکہ اپنے مصلے میں سے پکارنا شروع کیا جیسا ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

عَنْ سَالِمٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا إِذَا قِيلَ لَهُ الْإِحْرَامُ مِنَ الْبَيْدَاءِ قَالَ الْبَيْدَاءُ الَّتِي تَكْذِبُونَ فِيهَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الشَّجَرَةِ حِينَ قَامَ بِهِ بَعِيرُهُ

ترجمہ۔ سالم نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جب کہا جاتا کہ احرام بیدا سے ہے تو وہ فرماتے کہ وہی بیدا جس پر تم جھوٹ باندھتے ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ آپ نے تو لبیک پکاری ہے اُس درخت کے پاس جب آپ کا اونٹ آپ کو لیکر سیدھا کھڑا ہوا ہے۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْأَفْضَلَ أَنْ يُحْرِمَ حِينَ تَنْبَعِثُ بِهِ رَاحِلَتُهُ مُتَوَجِّهًا إِلٰى مَكَّةَ لَا عَقِبَ الرَّكْعَتَيْنِ

جب اونٹ مکہ کی طرف متوجہ ہو کر اُٹھے اُس وقت احرام باندھنے کا بیان

عَنْ عُبَيْدِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ مَا هُنَّ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتّٰى يَكُونَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَمَّا الْأَرْكَانُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا وَأَمَّا الْإِهْلَالُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللّٰهِ

ترجمہ۔ عبید بن جریج نے عبد اللہ بن عمر سے کہا کہ اے ابو عبد الرحمٰن میں نے تم کو چار باتیں کرتے دیکھا ہے کہ تمھارے اور یاروں میں سے کسی کو کرتے نہیں دیکھا۔ عبد اللہ نے فرمایا کہ وہ کیا ہیں اے بیٹے جریج کے! انہوں نے کہا اوّل تو میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم کعبہ کے کونوں میں سے طواف کے وقت ہاتھ نہیں لگاتے ہو مگر دو کونوں میں جو یمن کی طرف ہیں۔ دوسرے تم نعال سبتی پہنتے ہو۔ تیسرے ڈاڑھی رنگتے ہو زردی سے (یعنی زعفران و ورس وغیرہ سے) چوتھے جب تم مکہ میں ہوتے ہو تو لوگ چاند دیکھ کر لبیک پکارتے ہیں اور تم یوم الترویہ یعنی آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کی لبیک پکارتے ہو۔ پس عبد اللہ نے جواب دیا کہ سنو ارکان کو تو میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھوتے ہوں سوا اُن کے جو یمن کی طرف ہیں اور ان کو رکن یمانی کہتے ہیں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتّٰى تَنْبَعِثَ بِهٖ رَاحِلَتُهُ

اور نعال سبتی تو میں نے دیکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ ایسی نعل پہنتے تھے

جس میں بال نہ ہوں اور اُسی میں وضو کرتے تھے (یعنی وضو کر کے گیلے پیر میں اُس کو پہن لیتے تھے) سو میں بھی دوست رکھتا ہوں کہ اُسی کو پہنوں۔ رہی زردی تو میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ اس سے رنگتے تھے (یعنی بالوں کو یا کپڑوں کو) تو میں دوست رکھتا ہوں کہ اس سے رنگوں۔ اور لبیک سو میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ نے لبیک پکاری ہو مگر جب کہ اونٹنی آپ کو سوار کر کے اٹھی (یعنی مسجد ذی الحلیفہ کے پاس)

فائدہ۔ امام مالک اور شافعی اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ افضل ہے لبیک پکارنا جب سواری اپنی کھڑی ہو متوجہ ہو کر مکہ کی طرف اور ابو حنیفہ کا مذہب ہے کہ نماز کے بعد لبیک پکارے یعنی قبل سوار ہونے کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مصلے ہی سے لبیک شروع کی ہے چنانچہ تصریح اُس کی زاد المعاد سے اوپر گذری۔ اور رکنین یمانیین سے ایک رکن یمانی مراد ہے اور ایک وہ کونا جس میں حجر اسود نصب کیا ہوا ہے اور تغلیباً ان دونوں کو رکن یمانی بولتے ہیں اور دو رکن اس کے مقابل کے جو حطیم کی جانب ہیں انکو شامیین بولتے ہیں چنانچہ نقشہ مندرجہ حاشیہ سے بخوبی ظاہر ہے اور رکن یمانیین دونوں بنائے ابراہیم پر باقی ہیں یعنی اُسی نیو پر بنے ہوئے ہیں جو ابراہیم علیہ السلام نے ڈالی تھی بخلاف شامیین کے کہ اُدھر سے کعبہ شریفہ چھوٹا کر دیا گیا ہے اور اسی سے حضرت نے اس کو نہیں چھوا اور اب اتفاق ہو گیا ہے فقہا کا رکن شامیین کے نہ چھونے پر۔ اور نعل سبتی وہ ہے جس کا چمڑا دباغت کیا گیا ہو اور بال اُس کے دور کر دیئے گئے ہوں۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ زرد رنگ سے اپنی ڈاڑھی دھویا کرتے تھے۔ اور ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ڈاڑھی زعفران اور ورس سے دھوتے تھے جو ایک زرد رنگ گھاس ہوتی ہے یمن کی۔ اور چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سفر حج شروع کیا جب احرام باندھا اس لیئے عبداللہ بن عمر نے قیاس کیا کہ آٹھویں تاریخ لوگ منا کو جاتے ہیں اسی دن سے ابتدا حج ہوتی ہے تو ابتدا احرام بھی اُسی دن سے چاہیئے نہ اُس کے قبل سے۔ اور امام شافعی اور اصحاب ان کے اور بعض اصحاب امام مالک کے اس بارہ میں ابن عمر کے موافق ہیں۔ اور دوسرے لوگوں نے کہا ہے کہ افضل اول ذی الحجہ سے لبیک پکارنا ہے اور باجماع امت دونوں جائز ہے۔

شامیین
یمانیین
حجر اسود

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَجَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ

ترجمہ۔ عبید اللہ بن جریج نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ساتھ دیا

تَعَالٰی عَنْهُمَا بَیْنَ حَجٍّ وَّ عُمْرَةٍ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ مَرَّةً فَقُلْتُ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَقَدْ رَاَیْتُ مِنْكَ اَرْبَعَ خِصَالٍ وَّسَاقَ الْحَدِیْثَ بِهٰذَا الْمَعْنٰی اِلَّا فِیْ قِصَّةِ الْاِهْلَالِ فَاِنَّهٗ خَالَفَ رِوَایَةَ الْمَقْبُرِیِّ فَذَكَرَهٗ بِمَعْنًی سِوٰی ذِكْرِهٖ اِیَّاهُ

حج میں قریب بارہ حج و عمرے کے اور میں نے اُن سے اُسی چار باتوں کا ذکر کیا اور وہی مضمون روایت کیا جو اوپر گذرا مگر اہلال کے بارے میں انہوں نے مقبری کے خلاف روایت کی اور اور مضمون روایت کیا سوا اس مضمون کے جو اوپر گذرا تھا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَضَعَ رِجْلَهٗ فِی الْغَرْزِ وَانْبَعَثَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ قَائِمَةً اَهَلَّ مِنْ ذِی الْحُلَیْفَةِ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب رکاب میں پیر رکھا اور آپ کی اونٹنی اٹھی ذی الحلیفہ میں جب لبیک پکارا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ یُخْبِرُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّ حِیْنَ اسْتَوَتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ قَائِمَةً

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خبر دیتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لبیک پکاری جب آپ کی اونٹنی آپ کو لیکر کھڑی ہوئی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ بِذِی الْحُلَیْفَةِ ثُمَّ یُهِلُّ حِیْنَ تَسْتَوِیْ بِهٖ قَائِمَةً ترجمہ اس کا بھی مضمون وہی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ بَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِذِی الْحُلَیْفَةِ مَبْدَاَهٗ وَصَلّٰی فِیْ مَسْجِدِهَا

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شب کو ذو الحلیفہ میں رہے حج کے ابتدا میں اور نماز پڑھی اس کی مسجد میں۔

فائدہ۔ یعنی پانچ نمازیں جو ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الطِّیْبِ قَبْلَ الْاِحْرَامِ فِی الْبَدَنِ وَاسْتِحْبَابِهٖ فِی الْمِسْكِ وَاَنَّهٗ لَا بَاْسَ بِبَقَاءِ وَبِیْصِهٖ

خوشبو لگانا احرام کے قبل بدن میں اور مسک کا استحباب اور اُس کی چمک باقی رہنا حالت احرام میں اس کا جواز

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

طَیَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِحُرْمِہٖ حِیْنَ اَحْرَمَ وَلِحِلِّہٖ قَبْلَ اَنْ یَّطُوْفَ بِالْبَیْتِ

نے فرمایا میں نے خوشبو لگائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُن کے احرام کیلئے جب احرام باندھا اور اُن کے اِحلال کیلئے قبل طواف افاضہ کے۔

فائدہ۔ اس سے معلوم ہوا مستحب ہونا خوشبو کے استعمال کا قبل احرام کے اور جائز ہوا باقی رہنا اس کی خوشبو اور اثر کا بعد احرام باندھنے کے۔ اور حرام یہی ہے کہ حالت احرام میں ابتدا کرے خوشبو کی۔ یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور خلائق کثیر کا صحابہ اور تابعین میں سے اور جماہیر محدثین کا اور فقہار کا جیسے سعد اور ابن عباس اور ابن زبیر اور معاویہ اور حضرت عائشہ اور ام حبیبہ اور ابو حنیفہ اور ثوری اور ابو یوسف اور احمد اور ابو داؤد وغیرہم ہیں۔ اور بعضوں نے اس کا خلاف کیا ہے مگر قوی مذہب یہی ہے اور جو تاویلات کئے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے وہ قوی نہیں اور یہ جو فرمایا کہ اُن کے احلال کے لئے قبل طواف کے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعد رمی جمرہ عقبے کے خوشبو کا استعمال مباح ہے اور حلق بھی روا ہے اگرچہ ابھی طواف افاضہ نہ کیا ہو اور یہ مذہب ہے شافعی کا اور تمام علمار کا مگر امام مالک نے اس کو مکروہ کہا ہے قبل طواف افاضہ کے اور یہ حدیث اُن پر حجت ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ طَیَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِیْ لِحُرْمِہٖ حِیْنَ اَحْرَمَ وَلِحِلِّہٖ حِیْنَ حَلَّ قَبْلَ اَنْ یَّطُوْفَ بِالْبَیْتِ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وہی مضمون مروی ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے خوشبو لگائی۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اَنَّہَا قَالَتْ کُنْتُ اُطَیِّبُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاِحْرَامِہٖ قَبْلَ اَنْ یُّحْرِمَ وَلِحِلِّہٖ قَبْلَ اَنْ یَّطُوْفَ بِالْبَیْتِ ترجمہ اس کا مضمون بھی وہی ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَتْ طَیَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِحِلِّہٖ وَلِحُرْمِہٖ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ خوشبو لگائی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احرام کھولنے کے لئے بھی اور باندھنے کے لئے بھی۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَالَتْ طَیَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِیْ بِذَرِیْرَۃٍ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ لِلْحِلِّ وَالْاِحْرَامِ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے ہاتھوں سے خوشبو

لگائی ذریرہ سے (اور وہ ایک قسم کی خوشبو ہے۔ نووی نے لکھا ہے کہ ہند سے آتی ہے)
حجۃ الوداع میں احرام اور حل کے لئے۔

عَنْ عُرْوَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا بِأَيِّ شَيْءٍ طَيَّبْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ حُرْمِهِ قَالَتْ بِأَطْيَبِ الطِّيبِ

ترجمہ۔ عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ تم نے کونسی خوشبو لگائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احرام کے وقت۔ تو انہوں نے فرمایا سب سے عمدہ خوشبو (یعنی مسک جیسے آگے آتا ہے)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَطْيَبِ مَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ ثُمَّ يُحْرِمُ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میں خوشبو لگاتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جب ملتے تھے قبل احرام کے پھر احرام باندھتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُرْمِهِ حِينَ أَحْرَمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ بِأَطْيَبِ مَا وَجَدْتُ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے خوشبو لگائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے قبل اور انکے احرام کھولنے کے وقت قبل اس کے کہ وہ طواف افاضہ کریں عمدہ خوشبو جو پائی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفْرِقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَلَمْ يَقُلْ خَلَفٌ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَلٰكِنَّهُ قَالَ وَذَاكَ طِيبُ إِحْرَامِهِ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا گویا میں ابھی نظر کر رہی ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانگ میں چمک خوشبو کی اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے اور خلف جو راوی ہیں انہوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ احرام باندھے ہوئے تھے مگر یہ کہا کہ وہ خوشبو تھی اُن کے احرام کی (یعنی جو احرام کے قبل لگائی تھی)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُهِلُّ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں گویا نظر کر رہی ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانگ میں چمک خوشبو کی اور آپ لبیک پکار رہے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُلَبِّي وہی مضمون ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَتْ لَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ بِمِثْلِ حَدِیْثِ وَکِیْعٍ وہی مضمون ہے
عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّہَا قَالَتْ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی وَبِیْصِ الطِّیْبِ فِیْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُحْرِمٌ وہی مضمون ہے اور اس میں یہ ہے کہ میں دیکھتی تھی اور وہ محرم تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَتْ اِنْ کُنْتُ لَاَ نْظُرُ اِلٰی وَبِیْصِ الطِّیْبِ فِیْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُحْرِمٌ وہی مضمون ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یُّحْرِمَ یَتَطَیَّبُ بِاَطْیَبِ مَا اَجِدُ ثُمَّ اَرٰی وَبِیْصَ الدُّھْنِ فِیْ رَاْسِہٖ وَلِحْیَتِہٖ بَعْدَ ذٰلِکَ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ارادہ کرتے احرام کا تو عمدہ سے عمدہ خوشبو لگاتے جو پاتے پھر میں دیکھتی تھی چمک تیل کی آپ کے سر اور ڈاڑھی میں احرام باندھنے کے بعد۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی وَبِیْصِ الْمِسْکِ فِیْ مَفْرِقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُحْرِمٌ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ گویا میں دیکھتی ہوں چمک مشک کی آپ کی مانگ میں اور آپ احرام میں ہیں۔

عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَہٗ ترجمہ۔ حسن نے اس اسناد سے مثل روایت سابق کے روایت کی۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کُنْتُ اُطَیِّبُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ یُّحْرِمَ وَیَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ اَنْ یَّطُوْفَ بِالْبَیْتِ بِطِیْبٍ فِیْہِ مِسْکٌ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں خوشبو لگاتی تھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبل احرام کے اور نحر کے دن (یعنی بعد رمی جمرہ عقبہ کے) قبل اس کے کہ آپ طواف افاضہ کریں بیت اللہ کا اور اس خوشبو میں مسک ہوتا تھا۔

عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْتَشِرِ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا عَنِ الرَّجُلِ یَتَطَیَّبُ ثُمَّ یُصْبِحُ مُحْرِمًا فَقَالَ مَا اُحِبُّ اَنْ اُصْبِحَ مُحْرِمًا اَنْضَخُ طِیْبًا لَاَنْ اَطَّلِیَ بِقَطِرَانٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَفْعَلَ ذٰلِکَ فَدَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فَاَخْبَرْتُہَا اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

ترجمہ۔ محمد منتشر کے بیٹے نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ جو شخص خوشبو لگائے اور صبح کو احرام باندھے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں خوب نہیں جانتا کہ صبح کو احرام باندھوں ایسے حال میں کہ خوشبو جھاڑتا ہوں اور اگر میں ڈانبر اپنے اوپر مل لوں تو مجھے

قَالَ وَمَا أُحِبُّ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيبًا لَأَنْ أُطْلَى بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَفْعَلَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَنَا طَيَّبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ إِحْرَامِهِ ثُمَّ طَافَ فِي نِسَائِهِ ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا

اس سے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ میں خوشبو لگاؤں۔ پھر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا اور ان سے یہ سب کہا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے خوشبو لگائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن کے احرام کے قریب اور آپ نے اپنی سب بی بیوں سے صحبت کی پھر صبح کو احرام باندھا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَنْضَخُ طِيبًا

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں خوشبو لگاتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور آپ اپنی بی بیوں پر طواف کرتے تھے (یعنی سب سے صحبت کرتے تھے) پھر صبح کو احرام باندھتے اور خوشبو جھڑتی رہتی۔

عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْتَشِرِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يَقُولُ لَأَنْ أُصْبِحَ مُطَّلِيًا بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيبًا قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا فَأَخْبَرْتُهَا بِقَوْلِهِ فَقَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ فِي نِسَائِهِ ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا ترجمہ۔ محمد بن منتشر سے وہی مضمون مروی ہوا جو ابھی اوپر گذرا

فائدہ۔ اور قطران ایک کالا روغن ہے جو کشتیوں پر پھیرا جاتا ہے اور اب اُسے ڈامبر بولتے ہیں۔

غرض ان سب روایتوں سے بخوبی معلوم ہوا کہ بقا اُس خوشبو کی جو قبل احرام لگائی ہو مضر نہیں اور ابتدائے خوشبو نہ لگائے وذلک المقصود۔

بَابُ تَحْرِيمِ الصَّيْدِ الْمَأْكُولِ الْبَرِّيِّ عَلَى الْمُحْرِمِ بِحَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ أَوْ بِهِمَا

صید ماکول جنگل کی حرمت محرم کے لئے

عَنِ الصَّعْبِ ابْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَمَّا أَنْ رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ

ترجمہ۔ صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک گدھا جنگلی ہدیہ دیا اور آپ ابواء یا ودان میں تھے (کہ نام مقام کا ہے) اور آپ نے پھیر دیا۔ جب آپ نے دیکھا اُنکے چہرہ کا ملال

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا فِیْ وَجْهِیْ قَالَ اِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَیْكَ اِلَّا اَنَّا حُرُمٌ	تو فرمایا کہ ہم نے کسی اور وجہ سے نہیں پھیرا فقط اتنا ہے کہ ہم لوگ احرام باندھے ہوئے ہیں

عَنِ الزُّهْرِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَهْدَیْتُ لَهٗ حِمَارَ وَحْشٍ كَمَا قَالَ مَالِكٌ وَفِیْ حَدِیْثِ اللَّیْثِ وَصَالِحٍ اَنَّ الصَّعْبَ ابْنَ جَثَّامَةَ اَخْبَرَهٗ مضمون وہی ہے کچھ لفظوں کا فرق ہے

عَنِ الزُّهْرِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ اَهْدَیْتُ لَهٗ مِنْ لَحْمِ حِمَارِ وَحْشٍ ترجمہ اس روایت میں وحشی گدھے کے گوشت ہدیہ دینے کا ذکر ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَهْدَی الصَّعْبُ ابْنُ جَثَّامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِمَارَ وَحْشٍ وَّهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّهٗ عَلَیْهِ وَقَالَ لَوْلَا اَنَّا مُحْرِمُوْنَ لَقَبِلْنَاهُ مِنْكَ ترجمہ۔ اس میں بھی وہی مضمون ہے مگر آپ نے فرمایا کہ اگر ہم محرم نہ ہوتے تو قبول کر لیتے۔

عَنِ الْحَكَمِ اَهْدَی الصَّعْبُ ابْنُ جَثَّامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رِجْلَ حِمَارٍ وَّفِیْ رِوَایَةِ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَجُزَ حِمَارِ وَحْشٍ یَقْطُرُ دَمًا وَّ فِیْ رِوَایَةِ شُعْبَةَ عَنْ حَبِیْبٍ اُهْدِیَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شِقُّ حِمَارِ وَّحْشٍ فَرَدَّهٗ ترجمہ۔ حکم نے کہا صعب نے حمار وحشی کا پیر ہدیہ دیا اور شعبہ نے حکم سے سرین حمار وحش کہ اس میں خون ٹپکتا تھا روایت کیا اور شعبہ کی روایت حبیب سے یوں ہے کہ ایک ٹکڑا حمار وحش کا ہدیہ دیا پھر آپ نے پھیر دیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ زَیْدُ ابْنُ اَرْقَمَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَّضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا یَسْتَذْكِرُهٗ كَیْفَ اَخْبَرْتَنِیْ عَنْ لَحْمِ صَیْدٍ اُهْدِیَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ حَرَامٌ قَالَ اُهْدِیَ لَهٗ عُضْوٌ مِّنْ لَّحْمِ صَیْدٍ فَرَدَّهٗ فَقَالَ اِنَّا لَا نَاْكُلُهٗ اِنَّا حُرُمٌ ترجمہ۔ عبداللہ نے کہا زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہما آئے اور عبداللہ نے ان کو یاد دلا کر کہا کہ تم نے کیوں کر خبر دی تھی لحم صید کی جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ دیا گیا تھا اور آپ احرام باندھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہدیہ دیا گیا ایک عضو شکار کے گوشت کا اور آپ نے پھیر دیا اور فرمایا کہ ہم لوگ احرام باندھے ہوئے ہیں۔

فائدہ۔ اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ محرم کو جنگل کا شکار کرنا حرام ہے۔ اور امام شافعی وغیرہ نے کہا ہے کہ شکار کا مالک ہونا خرید کر بھی حرام ہے۔ اور اسی طرح ہبہ سے اور میراث کی وجہ سے مالک ہوتے میں اختلاف ہے۔ باقی رہا گوشت شکار کا اگر محرم نے خود شکار کیا ہے یا اس کے لئے دوسرے نے شکار کیا ہے تو حرام ہے برابر ہے خواہ اس کے حکم سے شکار کیا ہو یا بغیر حکم کے۔ پھر اگر کسی حلال نے اپنے لئے شکار کیا ہے اور

محرم کو دینے کا ارادہ نہیں کیا۔ پھر محرم کو بھی اس کے گوشت میں سے ہدیہ دیدیا یا بیچ ڈالا تو اس کو حرام نہیں اور یہ مذہب ہے شافعیہ کا اور مالک اور احمد اور داؤد کا۔ اور ابوحنیفہ نے کہا ہے جو بے اعانت محرم کے محرم کے لئے شکار کیا جائے وہ حلال ہے۔ اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ شکار کا گوشت مطلقاً حرام ہے محرم پر کسیطرح حلال نہیں برابر ہے کہ اُس نے خود شکار کیا ہو یا دوسرے نے اس کے لئے خواہ اپنے لئے غرض بہرطور حرام ہے۔ اور قاضی عیاض نے یہ قول حضرت علی اور ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے اور انہوں نے استدلال کیا ہے اس آیت کے ظاہر سے وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا کہ انہوں نے کہا ہے کہ مراد صید سے وہ جانور ہے جو بذریعہ شکار ہاتھ آیا ہے۔ غرض وہ بہرحال حرام ہے۔ اور ظاہر حدیث صعب بن جثامہ بھی اسی پر دال ہے کہ آپ نے ان کا ہدیہ واپس فرمایا اور بیان فرمایا کہ ہم لوگ محرم ہیں۔ اور یہ نہیں فرمایا کہ تم نے ہمارے لئے شکار کیا اس لئے ہم واپس کرتے ہیں اور احتجاج کیا ہے امام شافعی اور اُن کے موافقین نے ابی قتادہ کی روایت سے جو مسلم میں آگے آتی ہے اس لئے کہ ابو قتادہ نے جو شکار کیا تھا اور وہ حلال تھے اُس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور محرمین سے بھی فرمایا کہ کھاؤ یہ حلال ہے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے پوچھا تمہارے پاس اُس میں کا بچا ہوا کچھ ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ ہاں اسکا پیر ہے۔ آپ نے اُسے لیا اور کھایا۔ اور سنن ابی داؤد اور ترمذی اور نسائی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شکار جنگل کا تم کو حلال ہے جب تک تم نے خود شکار نہ کیا ہو یا تمہارے واسطے شکار نہ کیا گیا ہو۔ اور توفیق صعب اور ابو قتادہ کی روایت میں یوں ہے کہ صعب کی روایت اس پر محمول کیجائے کہ اُس نے محرموں کیلئے شکار کیا اور ابو قتادہ نے اپنے لئے۔ اور اس صورت میں مذہب شافعی بہت صحیح اور قوی ہوگیا۔ اور سب روایتوں میں توفیق بھی ہوگئی اور آیت قرآنی کو حمل کریں خود شکار کرنے پر اور اس پر جو محرم کے لئے شکار کیا گیا ہو اور یہ فرمانا آپ کا صعب سے کہ ہم محرم ہیں اس کے منافی نہیں کہ احتمال ہے کہ انہوں نے آپ کے لئے شکار کیا ہو (النووی)

عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْقَاحَةِ فَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ إِذْ بَصُرْتُ بِأَصْحَابِي يَتَرَاءَوْنَ شَيْئًا فَنَظَرْتُ فَإِذَا حِمَارُ وَحْشٍ فَأَسْرَجْتُ فَرَسِي وَأَخَذْتُ

ترجمہ۔ ابی محمد غلام آزاد ابو قتادہ کے کہتے ہیں کہ میں نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہاں تک کہ جب پہنچے ہم قاحہ میں (اور وہ ایک میدان ہے سقیا سے ایک میل پر اور مدینہ سے تین منزل)

رُمْحِیْ ثُمَّ رَكِبْتُ فَسَقَطَ مِنِّیْ سَوْطِیْ فَقُلْتُ لِاَصْحَابِیْ وَكَانُوْا مُحْرِمِیْنَ نَاوِلُوْنِیْ السَّوْطَ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ لَا نُعِیْنُكَ عَلَیْهِ بِشَیْءٍ فَنَزَلْتُ فَتَنَاوَلْتُهٗ ثُمَّ رَكِبْتُ فَاَدْرَكْتُ الْحِمَارَ مِنْ خَلْفِهٖ وَهُوَ وَرَاءَ اَكَمَةٍ فَطَعَنْتُهٗ بِرُمْحِیْ فَعَقَرْتُهٗ فَاَتَیْتُ بِهٖ اَصْحَابِیْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ كُلُوْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَاْكُلُوْهُ وَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَامَنَا فَحَرَّكْتُ فَرَسِیْ فَاَدْرَكْتُهٗ فَقَالَ هُوَ حَلَالٌ فَكُلُوْهُ

اور بعض لوگ ہم میں سے محرم تھے اور بعض غیر محرم کہ اتنے میں میں نے اپنے یاروں کو دیکھا کہ وہ کسی چیز کو دیکھ رہے ہیں۔ جب میں نے نظر کی تو ایک گدھا وحشی تھا اور میں نے اپنے گھوڑے پر زین رکھا اور اپنا نیزہ لیا اور سوار ہوا اور میرا کوڑا گر پڑا اور میں نے اپنے یاروں سے کہا اور وہ محرم تھے کہ میرا کوڑا اٹھا دو۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم ہم تمہاری کچھ مدد نہ کرینگے پھر میں نے اُتر کر کوڑا لیا اور سوار ہوا اور اس گدھے تک اس کے پیچھے سے پہنچا اور وہ ٹیلے کے پیچھے تھا۔ پھر اس کو نیزہ مارا اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور اپنے یاروں کے پاس لایا اور کسی نے کہا کھاؤ اور کسی نے کہا مت کھا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے آگے تھے سو میں نے اپنا گھوڑا بڑھایا اور آپ تک پہنچا اور آپ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ حلال ہے اور کھاؤ۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِیْقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ اَصْحَابٍ لَهٗ مُحْرِمِیْنَ وَهُوَ غَیْرُ مُحْرِمٍ فَرَاٰی حِمَارًا وَحْشِیًّا فَاسْتَوٰی عَلٰی فَرَسِهٖ فَسَاَلَ اَصْحَابَهٗ اَنْ یُّنَاوِلُوْهُ سَوْطَهٗ فَاَبَوْا فَسَاَلَهُمْ رُمْحَهٗ فَاَبَوْا عَلَیْهِ فَاَخَذَهٗ ثُمَّ شَدَّ عَلَی الْحِمَارِ فَقَتَلَهٗ فَاَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبٰی بَعْضُهُمْ فَاَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّمَا هِیَ طُعْمَةٌ اَطْعَمَكُمُوْهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

ترجمہ۔ ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کسی راہ میں مکہ کے اور وہ چند یاروں کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے رہ گئے اور وہ غیر محرم تھے اور یار اُن کے محرم۔ پھر ایک وحشی گدھا دیکھا اور اپنے گھوڑے پر چڑھے۔ اور یاروں سے کوڑا مانگا۔ کسی نے نہ دیا۔ نیزہ مانگا کسی نے نہ دیا۔ پھر انہوں نے آپ لے لیا اور گھوڑے کو دوڑایا اور گدھے کو مار لیا۔ اور اصحاب میں سے کسی نے کھایا کسی نے نہیں۔ پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچے اور آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا وہ تو ایک خوراک ہے کہ اللہ عزوجل نے تم کو دی۔

عَنْ عَطَاءِ ابْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ فِیْ حِمَارِ الْوَحْشِ مِثْلُ حَدِیْثِ اَبِی النَّضْرِ غَیْرَ اَنَّ

فِي حَدِيثِ زَيْدِ ابْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِّنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ

ترجمہ۔ عطار نے قتادہ سے جنگلی گدھے کے بارہ میں وہی مضمون روایت کیا جو ابی النضر سے اُس کے اوپر گذرا۔ مگر زید بن اسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے پوچھا کہ اُس کے گوشت میں سے کچھ ہے تمہارے پاس۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ انْطَلَقَ اَبِيْ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَاَحْرَمَ اَصْحَابُهٗ وَلَمْ يُحْرِمْ وَحُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَدُوًّا بِغَيْقَةَ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَيْنَمَا اَنَا مَعَ اَصْحَابِهٖ يَضْحَكُ بَعْضُهُمْ اِلٰى اِذْ نَظَرْتُ فَاِذَا اَنَا بِحِمَارِ وَحْشٍ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ فَطَعَنْتُهٗ فَاَثْبَتُّهٗ فَاسْتَعَنْتُهُمْ فَاَبَوْا اَنْ يُّعِيْنُوْنِيْ فَاَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهَا وَخَشِيْنَا فَاَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهَا وَخَشِيْنَا اَنْ نُّقْتَطَعَ فَانْطَلَقْتُ اَطْلُبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرَفِّعُ فَرَسِيْ شَاْوًا وَّاَسِيْرُ شَاْوًا فَلَقِيْتُ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ غِفَارٍ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ اَيْنَ لَقِيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُهٗ بِتَعْهِنَ وَهُوَ قَائِلُ السُّقْيَا فَلَحِقْتُهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَصْحَابَكَ يَقْرَءُوْنَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ وَاِنَّهُمْ قَدْ خَشُوْا اَنْ يُّقْتَطَعُوْا دُوْنَكَ انْتَظِرْهُمْ فَانْتَظَرَهُمْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَدْتُّ وَمَعِيْ مِنْهُ فَاضِلَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْقَوْمِ كُلُوْا وَهُمْ مُّحْرِمُوْنَ۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن ابی قتادہ نے کہا کہ میرے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے حدیبیہ کے سال اور اصحاب نے احرام باندھا تھا اور انہوں نے نہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر لگی کہ دشمن غیقہ میں ہے اور آپ چلے اور ابو قتادہ نے کہا کہ میں اپنے یاروں کے ساتھ تھا کہ بعض لوگ میری طرف دیکھ کر ہنسنے لگے اور میں نے جو نظر کی تو میرے آگے ایک وحشی گدھا اور میں نے اُس پر حملہ کیا اور اُس کو نیزہ مار کر روک دیا اور اپنے لوگوں سے مدد چاہی اور کسی نے (بسبب احرام کے) میری مدد نہ کی۔ پھر ہم نے اسکا گوشت کھایا اور خوف ہوا کہ ہم راہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چھوٹ نہ جائیں اس لیے میں آپ کو ڈھونڈھتا چلا اور کبھی اپنے گھوڑے کو دوڑاتا اور کبھی قدم قدم چلاتا کہ ایک آدمی بنی غفار کا ملا اندھیری رات میں۔ اور میں نے اُس سے پوچھا کہ تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ملے۔ اُس نے کہا کہ میں نے آپ کو تعہن میں چھوڑا ہے (نام ہے ایک مقام کا اور وہ پانی کی ایک نہر ہے سقیا سے تین میل پر اور سقیا ایک گاؤں ہے مدینہ سے تین منزل مکہ کی راہ میں) اور وہ سقیا میں دوپہر کو ٹھیرا چاہتے ہیں۔ غرض میں آپ سے ملا اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے اصحاب

آپ پر سلام اور رحمت بھیجتے ہیں اور ان کو خوف ہے کہ دشمن اُن کو آپ سے دور کر کے کاٹ نہ ڈالے تو آپ اُن کا انتظار کریئے۔ سو آپ نے ان کا انتظار کیا۔ پھر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے شکار کیا ہے اور اس میں سے کچھ میرے پاس بچا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا لوگوں سے کہ کھاؤ اور وہ سب لوگ احرام باندھے ہوئے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجًّا وَّخَرَجْنَا مَعَهٗ قَالَ فَصَرَفَ مِنْ اَصْحَابِهٖ فِيْهِمْ اَبُوْ قَتَادَةَ فَقَالَ خُذُوْا سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ قَالَ فَاَخَذُوْا سَاحِلَ الْبَحْرِ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا قِبَلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْرَمُوْا اِلَّا اَبَا قَتَادَةَ فَاِنَّهٗ لَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَمَا هُمْ يَسِيْرُوْنَ اِذْ رَاَوْا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَيْهَا اَبُوْ قَتَادَةَ فَعَقَرَ مِنْهَا اَتَانًا فَنَزَلُوْا فَاَكَلُوْا مِنْ لَحْمِهَا قَالَ فَقَالُوْا اَكَلْنَا لَحْمًا وَّنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ قَالَ فَحَمَلُوْا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ الْاَتَانِ فَلَمَّا اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا اَحْرَمْنَا وَكَانَ اَبُوْ قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَرَاَيْنَا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَيْهَا اَبُوْ قَتَادَةَ فَعَقَرَ مِنْهَا اَتَانًا فَنَزَلْنَا وَاَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهَا فَقُلْنَا نَاْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَّنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا فَقَالَ هَلْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اَمَرَهٗ اَوْ اَشَارَ اِلَيْهِ بِشَيْءٍ قَالَ قَالُوْا لَا قَالَ فَكُلُوْا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن ابی قتادہ نے روایت کی اپنے باپ سے کہ انہوں نے کہا کہ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج کو اور ہم نکلے آپ کے ساتھ۔ اور کہا ابی قتادہ نے کہ آپ نے اور راہ لی اور اپنے بعض اصحاب سے فرمایا کہ تم ساحل بحر کی راہ لو۔ اور انہیں میں ابو قتادہ بھی تھے یہاں تک کہ ملو مجھ سے اور ان لوگوں نے ساحل بحر کی راہ لی۔ پھر جب پھرے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف تو ان لوگوں نے احرام باندھ لیا تمام لوگوں نے سوائے ابو قتادہ کے کہ انہوں نے احرام نہیں باندھا۔ غرض وہ راہ میں چلے جاتے تھے کہ انہوں نے چند وحشی گدھوں کو دیکھا۔ اور ابو قتادہ نے اُن پر حملہ کیا اور ایک گدھے کی ان میں سے کونچیں کاٹیں اور سب یار اُن کے اترے اور اسکا گوشت کھایا۔ اور پھر کہا انہوں نے کہ ہم نے گوشت کھایا اور ہم محرم تھے اور باقی گوشت اس کا ساتھ لے لیا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچے تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم نے احرام باندھ لیا تھا۔ اور ابو قتادہ نے احرام نہیں باندھا تھا۔ پھر ہم نے چند وحشی گدھے دیکھے اور ابو قتادہ نے اُن پر حملہ کر کے ایک کی کونچیں کاٹیں۔ پھر ہم اُترے اور ہم سب نے اسکا گوشت کھایا اور پھر کہا ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں اور احرام باندھے ہوئے ہیں۔ اور باقی گوشت اُس کا ہم لیتے آئے ہیں۔ تب آپ نے فرمایا کہ کسی نے تم میں سے اسکا حکم کیا تھا یا اسکی

طرف اشارہ کیا تھا تو انہوں نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا تو کھاؤ جو گوشت اُس کا باقی ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَوْهَبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ فِيْ رِوَايَةِ شَيْبَانَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمِنْكُمْ اَحَدٌ اَمَرَهٗ اَنْ يَّحْمِلَ عَلَيْهَا اَوْ اَشَارَ اِلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ شُعْبَةَ قَالَ اَشَرْتُمْ اَوْ اَعَنْتُمْ اَوْ اَصَدْتُمْ قَالَ شُعْبَةُ وَلَا اَدْرِيْ قَالَ اَعَنْتُمْ اَوْ اَصَدْتُّمْ

ترجمہ۔ عثمان بن عبداللہ سے اس اسناد سے یہی مضمون مروی ہوا۔ اور شیبان کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی نے اس کے شکار کا حکم کیا کہ اسپر حملہ کیا جائے یا اس کی طرف اشارہ کیا اور شعبہ کی روایت میں ہے کہ تم نے اشارہ کیا یا مدد کی یا تم نے شکار کیا۔ شعبہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ مدد کی فرمایا یا شکار کیا فرمایا۔ باقی مضمون وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ اَبَاهُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ فَاَهَلُّوْا بِعُمْرَةٍ غَيْرِيْ قَالَ فَاصْطَدْتُّ حِمَارَ وَحْشٍ فَاَطْعَمْتُ اَصْحَابِيْ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ ثُمَّ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْبَاْتُهٗ اَنَّ عِنْدَنَا مِنْ لَحْمِهٖ فَاضِلَةً فَقَالَ كُلُوْهُ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ

ترجمہ۔ عبداللہ بن ابی قتادہ نے کہا کہ اُنکے باپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے جہاد کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ حدیبیہ میں تو اور لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھ لیا سوا میرے۔ اور میں نے ایک حمار وحشی شکار کیا اور اپنے یاروں کو کھلایا اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور اُن کو خبر دی کہ ہمارے پاس اس کا گوشت بچا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کھاؤ اور وہ لوگ احرام باندھے ہوئے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُمْ خَرَجُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ وَاَبُوْ قَتَادَةَ رض مُحِلٌّ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ فَقَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِّنْهُ شَيْءٌ قَالُوْا مَعَنَا رِجْلُهٗ قَالَ فَاَخَذَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلَهَا۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن ابی قتادہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ وہ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ۔ اور سب لوگ محرم تھے اور ابو قتادہ غیر محرم۔ اور بیان کی حدیث اور اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس اُس میں سے کچھ ہے۔ انہوں نے کہا ہمارے پاس اس کا پیر ہے۔ پھر لیا اسکو آپ نے اور کھایا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

ترجمہ۔ عبداللہ بن ابی قتادہ نے کہا کہ ابو

عَنْهُ قَالَ كَانَ أَبُو قَتَادَةَ فِي نَفَرٍ مُحْرِمِينَ وَأَبُو قَتَادَةَ مُحِلٌّ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَفِيهِ هَلْ أَشَارَ إِلَيْهِ إِنْسَانٌ مِنْكُمْ أَوْ أَمَرَهُ بِشَيْءٍ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَكُلُوهُ

قتادہ چند محرم لوگوں میں تھے اور وہ احرام باندھے ہوئے نہ تھے۔ اور حدیث بیان کی اور اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کیا اشارہ کیا تم میں سے کسی نے اس کی طرف یا حکم کیا کسی طرح کا۔ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا تو کھاؤ اس کو۔

فائدہ۔ غرض ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی غیر محرم اپنے واسطے شکار کرے اور محرم کا اس میں حکم و اشارہ و تائید و نصرت نہ ہو تو اس کا کھانا محرم کو بھی روا ہے جب اس کا گوشت محرم کو ہدیہ دیا جائے۔ اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا جیسا ہم اوپر بیان کر چکے اور یہی صحیح ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ طَلْحَةَ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ وَنَحْنُ حُرُمٌ فَأُهْدِيَ لَهُ طَيْرٌ وَطَلْحَةُ رَاقِدٌ فَمِنَّا مَنْ أَكَلَ وَمِنَّا مَنْ تَوَرَّعَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ طَلْحَةُ وَفَّقَ مَنْ أَكَلَهُ وَقَالَ أَكَلْنَاهُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ ہم طلحہ کے ساتھ تھے احرام باندھے ہوئے اور ایک پرند شکار کا ان کو ہدیہ دیا گیا (یعنی پکا ہوا) سو بعضوں نے ہم میں سے کھایا اور بعضوں نے پرہیز کیا۔ پھر جب طلحہ سو رہے تھے جاگے تو ان لوگوں کے موافق ہوئے جنہوں نے کھایا تھا اور کہا انہوں نے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسا گوشت کھایا ہے۔

بَابُ مَا يُنْدَبُ لِلْمُحْرِمِ وَغَيْرِهِ قَتْلُهُ مِنَ الدَّوَابِّ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ

جن جانوروں کا مارنا حل اور حرم میں مستحب ہے اُن کا بیان

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَرْبَعٌ كُلُّهُنَّ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحِدَأَةُ وَالْغُرَابُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ قَالَ فَقُلْتُ لِلْقَاسِمِ أَفَرَأَيْتَ الْحَيَّةَ قَالَ تُقْتَلُ بِصُغْرٍ لَهَا

ترجمہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی صاحبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے چار چیزیں شریر ہیں کہ قتل کی جاتی ہیں حل و حرم میں چیل اور کوا اور چوہا اور کٹنہا کتا (راوی نے کہا کہ میں نے قاسم اپنے شیخ سے پوچھا کہ بھلا فرمایئے سانپ کو تو انہوں نے کہا مارا جائے ذلت سے۔

فائدہ۔ اور بچھو میں بھی حکم آیا ہے۔ غرض یہ چھ چیزیں منصوص ہیں۔ اور جماہیر علماء کا

اتفاق ہے اُن کے قتل پر حل وحرم واحرام میں۔ اور اتفاق ہے اس پر کہ جو ان کے مثل ہیں معنے میں وہ بھی ان میں داخل ہیں۔ اور اختلاف ہے اس میں کہ وہ معنے کیا ہے۔ امام شافعیؒ قول ہے کہ جو چیزیں کھائی نہ جاتی ہوں اور نہ وہ متولد ہیں ماکولات وغیرہ سے تو قتل ان کا جائز ہے محرم کو اور اُس کو فدیہ دینا ضرور نہیں۔ اور امام مالکؒ نے کہا وہ معنے موذی ہونا ہے غرض جو موذی ہے اسکا قتل روا ہے۔ اور جو موذی نہ ہو اُس کا قتل روا نہیں۔ اور کلب میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا اس سے بھی کتا مراد ہے بعضوں نے کہا ہر درندہ مراد ہے حملہ کرنے والا چنانچہ لغت میں ہر درندہ کو کلب عقور کہتے ہیں۔ غرض اوزاعی اور ابو حنیفہ اور حسن بن صالح نے کہا کہ اس سے بھی کتا مراد ہے اور بھیڑیئے کو بھی اسی میں داخل کیا ہے اور امام زفر نے صرف بھیڑیا ہی مراد لیا ہے۔ اور جمہور کا قول ہے کہ ہر حملہ کرنے والا درندہ مراد ہے جیسے چیتا اور شیر اور شرزہ وغیرہ ہے۔ اور یہ قول ہے زید بن اسلم اور سفیان ثوری اور ابن عیینہ اور شافعی اور احمد وغیرہم کا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ یُقْتَلْنَ فِی الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحَیَّۃُ وَالْغُرَابُ الْاَبْقَعُ وَالْفَارَۃُ وَالْکَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْحُدَیَّا

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ شریر ہیں کہ مارے جائیں حل وحرم میں سانپ اور چتکبرا کوا اور چوہا اور کٹھا کتا اور چیل

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ یُقْتَلُ فِی الْحَرَمِ الْعَقْرَبُ وَالْفَارَۃُ وَالْحُدَیَّا وَالْغُرَابُ وَالْکَلْبُ الْعَقُوْرُ ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہی جانور مروی ہوئے۔ اس میں سانپ کی جگہ بچھو مذکور ہے۔

عَنْ ھِشَامٍ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ ہشام سے اس سند سے یہی روایت مروی ہوئی۔

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ یُقْتَلْنَ فِی الْحَرَمِ الْفَارَۃُ وَالْعَقْرَبُ وَالْحُدَیَّا وَالْغُرَابُ وَالْکَلْبُ الْعَقُوْرُ ترجمہ۔ حضرت عائشہ رض سے وہی مضمون مروی ہوا۔

عَنِ الزُّھْرِیِّ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ خَمْسٍ فَوَاسِقَ فِی الْحِلِّ وَالْحَرَمِ ثُمَّ ذَکَرَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ یَزِیْدَ ابْنِ زُرَیْعٍ زہری سے وہی مضمون مروی ہوا۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ کُلُّھَا فَوَاسِقُ یُقْتَلُ فِی الْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَاَۃُ وَالْکَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَۃُ وہی مضمون ہے اور پانچ جانوروں کے قتل کا حکم ہے۔

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ

لَا جُنَاحَ عَلٰی مَنْ قَتَلَهُنَّ فِی الْحَرَمِ وَالْاِحْرَامِ الْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ قَالَ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ فِیْ رِوَايَتِهٖ فِی الْحُرُمِ وَالْاِحْرَامِ ترجمہ۔ سالم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جوان کو مارے گناہ نہیں حرم میں خواہ احرام میں۔

عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ كُلُّهَا فَوَاسِقُ لَا حَرَجَ عَلٰی مَا قَتَلَهُنَّ الْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ ترجمہ۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وہی مضمون مروی ہوا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ فَقَالَ اَخْبَرَتْنِیْ اِحْدٰی نِسْوَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اَمَرَ اَوْ اُمِرَ اَنْ يَّقْتُلَ الْفَارَةَ وَالْعَقْرَبَ وَالْحِدَأَةَ وَالْكَلْبَ الْعَقُوْرَ وَالْغُرَابَ ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے پوچھا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک بی بی صاحبہ سے یہی مضمون بیان کیا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا مَا يَقْتُلُ الرَّجُلُ مِنَ الدَّوَابِّ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ حَدَّثَتْنِیْ اِحْدٰی نِسْوَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَاْمُرُ بِقَتْلِ الْكَلْبِ الْعَقُوْرِ وَالْفَارَةِ وَالْعَقْرَبِ وَالْحُدَيَّا وَالْغُرَابِ وَالْحَيَّةِ قَالَ وَفِی الصَّلٰوةِ اَيْضًا

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی آدمی نے پوچھا کہ محرم کون کون جانور قتل کرسکتا ہے۔ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بی بی صاحبہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کٹھا کتا اور چوہا اور بچھو اور چیل اور کوا اور سانپ کے مارنے کے لئے ارشاد فرماتے تھے اور کہا کہ نماز میں بھی (مارے جائیں۔)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَی الْمُحْرِمِ فِیْ قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ اَلْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ عبداللہ بن عمر نے وہی مضمون روایت کیا ہے۔

عَنْ نَّافِعٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ عَلٰی مَنْ قَتَلَهُنَّ فِیْ قَتْلِهِنَّ الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ عبداللہ بن عمر نے وہی مضمون مرفوعاً روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَالِكٍ وَّابْنِ جُرَيْجٍ وَلَمْ يَقُلْ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

ترجمہ۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہی مضمون مثل حدیث مالک اور ابن جریج کے

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا ابْنُ جُرَیْجٍ وَّحْدَہٗ وَقَدْ تَابَعَ ابْنَ جُرَیْجٍ عَلٰی ذٰلِکَ ابْنُ اِسْحَاقَ

روایت کیا اور ان راویوں میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ روایت ہے نافع سے وہ راوی ہیں ابن عمر سے کہ کہا ابن عمر نے سنا میں نے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے مگر ابن جریج نے اکیلے اور ابن جریج کی اتباع کی ہے اس بیان میں ابن اسحاق نے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خَمْسٌ لَّا جُنَاحَ فِیْ قَتْلِ مَا قُتِلَ مِنْھُنَّ فِی الْحَرَمِ فَذَکَرَ بِمِثْلِہٖ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کچھ حرج نہیں پانچ جانور کے قتل میں پھر مثل اسی کے بیان کیا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مَّنْ قَتَلَھُنَّ وَھُوَ حَرَامٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ فِیْھِنَّ الْعَقْرَبُ وَالْفَارَۃُ وَالْکَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْغُرَابُ وَالْحُدَیَّا وَاللَّفْظُ لِیَحْیَی ابْنِ یَحْیٰی

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے ارشاد ہوا کہ پانچ جانور ہیں کہ ان کو جس نے حالتِ احرام میں مارا اس پر کچھ گناہ نہیں ان کے قتل میں بچھو اور چوہا اور کٹکھنا کتا اور کوا اور چیل

بَابُ جَوَازِ حَلْقِ الرَّاْسِ لِلْمُحْرِمِ اِذَا کَانَ بِہٖ اَذًی وَّوُجُوْبِ الْفِدْیَۃِ لِحَلْقِہٖ وَبَیَانِ قَدْرِھَا

عذر کے سبب سے سر منڈانے اور فدیہ دینے کا بیان

عَنْ کَعْبِ ابْنِ عُجْرَۃَ قَالَ اَتٰی عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَیْبِیَۃِ وَاَنَا اُوْقِدُ تَحْتَ قَالَ الْقَوَارِیْرِیُّ قِدْرٍ لِّیْ وَقَالَ اَبُو الرَّبِیْعِ بُرْمَۃٍ لِّیْ وَالْقَمْلُ یَتَنَاثَرُ عَلٰی وَجْھِیْ قَالَ اَیُؤْذِیْکَ ھَوَامُّ رَاْسِکَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّۃَ مَسَاکِیْنَ اَوِ انْسُکْ نَسِیْکَۃً قَالَ اَیُّوْبُ فَلَا اَدْرِیْ بِاَیِّ ذٰلِکَ بَدَءَ

ترجمہ۔ کعب نے کہا میرے پاس آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال حدیبیہ میں اور میں اپنی ہانڈی کے نیچے آگ پھونک رہا تھا اور جوئیں میرے منہ پر چلی آتی تھیں تو آپ نے فرمایا تمہارے سر کے کیڑوں نے بہت ستایا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تم سر منڈا دو اور تین دن روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دیا ایک قربانی کرو۔ ایوب نے کہا مجھے یاد نہیں کہ پہلے کیا چیز فرمائی۔

عَنْ اَیُّوْبَ فِیْ ھٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِہٖ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا۔

عَنْ کَعْبِ ابْنِ عُجْرَۃَ قَالَ فِیَّ اُنْزِلَتْ ھٰذِہٖ

ترجمہ۔ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ

الْآيَةُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ ادْنُهْ فَدَنَوْتُ قَالَ ادْنُهْ فَدَنَوْتُ فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ وَأَظُنُّهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَمَرَنِي بِفِدْيَةٍ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ مَا تَيَسَّرَ

یہ آیت فمن کان منکم مریضا او بہ اذی من راسہ میرے ہی حق میں اتری اور میں آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس اور آپ نے فرمایا نزدیک آؤ۔ میں نزدیک آیا پھر فرمایا اور نزدیک آؤ۔ میں اور نزدیک آیا پھر فرمایا تم کو تمھاری جوئیں بہت ستاتی ہیں۔ ابن عون نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر مجھے حکم فرمایا فدیہ کا۔ روزہ ہو خواہ صدقہ ہو خواہ قربانی ہو۔

فائدہ۔ یہ آیت پارہ سیقول میں ہے۔ معنے یہ ہیں کہ جو بیمار ہو تم میں سے یا تکلیف ہو اُس کے سر میں (اور وہ سر منڈالے) تو فدیہ اسکا روزے ہیں یا صدقہ یا قربانی اور تفصیل اُس کی آگے آئیگی۔

عَنْ كَعْبِ ابْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ يَتَهَافَتُ قَمْلًا فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَأْسَكَ قَالَ فَفِيَّ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ تَصَدَّقْ بِفَرَقٍ بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ أَوِ انْسُكْ مَا تَيَسَّرَ ترجمہ۔ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس کھڑے ہوئے اور میرے سر میں سے جوئیں جھڑ رہی تھیں اور فرمایا کہ تم کو جوئیں ستاتی ہیں۔ میں کہا ہاں، آپ نے فرمایا سر منڈا ڈالو اور یہ آیت میرے حق میں اتری۔ پھر مجھ سے آپ نے فرمایا تین روزے رکھو یا ایک ٹوکرا خیرات دو یعنی غلہ بھر کر چھ مساکین کو یا قربانی کرو جو میسر ہو۔

عَنْ كَعْبِ ابْنِ عُجْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَهُوَ يُوقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ وَالْقَمْلُ يَتَهَافَتُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ هَذِهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَأْسَكَ وَأَطْعِمْ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ وَالْفَرَقُ ثَلَاثَةُ آصُعٍ أَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوِ انْسُكْ نَسِيكَةً قَالَ ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ أَوِ اذْبَحْ شَاةً

ترجمہ۔ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہی مضمون اوپر کا بیان کر کے کہا کہ آپ نے فرمایا سر منڈا ڈالو اور ایک ٹوکرا غلہ چھ مسکینوں کو بانٹ دو اور ٹوکرا تین صاع ہے (اور صاع کی تحقیق کتاب الزکوٰۃ میں گذری) یا تین دن روزے رکھو یا ایک قربانی کرو۔ ابن نجیح کی روایت میں ہے کہ ایک بکری ذبح کرو۔

عَنْ كَعْبِ ابْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّبِهٖ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فَقَالَ اٰذَاكَ هَوَامُّ رَاْسِكَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْلِقْ ثُمَّ اذْبَحْ شَاةً نُسُكًا اَوْ صُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ ثَلٰثَةَ اٰصُعٍ مِّنْ تَمْرٍ عَلٰى سِتَّةِ مَسٰكِيْنَ۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ قَعَدْتُّ اِلٰى كَعْبٍ رَّضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ فَقَالَ كَعْبٌ نَزَلَتْ فِيَّ كَانَ بِيْ اَذًى مِّنْ رَّاْسِيْ فَحُمِلْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلٰى وَجْهِيْ فَقَالَ مَا كُنْتُ اُرٰى اَنَّ الْجَهْدَ بَلَغَ مِنْكَ مَا اَرٰى اَتَجِدُ شَاةً فَقُلْتُ لَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ قَالَ صَوْمُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ اَوْ اِطْعَامُ سِتَّةِ مَسٰكِيْنَ بِنِصْفِ صَاعٍ طَعَامًا لِّكُلِّ مِسْكِيْنٍ قَالَ فَنَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةً۔ ترجمہ۔ کعب کے پاس عبداللہ بن معقل بیٹھے اور کعب مسجد میں تھے اور یہ آیت پوچھی فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ تو انہوں نے کہا یہ میرے لئے اتری ہے۔ پھر سارا قصہ بیان کیا جو کئی بار گذرا۔ آخر میں حضرت نے فرمایا روزے تین دن کے یا کھانا چھ مسکینوں کا ہر مسکین کو نصف صاع۔ پھر کہا کعب نے یہ آیت اتری ہے خاص میرے لئے اور (باعتبار لفظ کے) عام ہے تم سب کے لئے۔

فائدہ۔ قربان ان کے خلوص اور حسن ایمان کے لئے کہ باوجود اس مسکنت اور سادگی کے اللہ پاک جل جلالہ نے ان کی طرف التفات فرمایا اور ان کے لئے بالائے عرش سے فرمان عمیم الاحسان اُتارا۔ غرض ان کی جوؤں کا سب کے سر احسان ہے

عَنْ كَعْبِ ابْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمًا فَقَمِلَ رَاْسُهٗ وَلِحْيَتُهٗ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَدَعَا الْحَلَّاقَ فَحَلَقَ رَاْسَهٗ ثُمَّ قَالَ لَهٗ هَلْ عِنْدَكَ نُسُكٌ قَالَ مَا اَقْدِرُ عَلَيْهِ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّصُوْمَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اَوْ يُطْعِمَ سِتَّةَ مَسٰكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنَيْنِ صَاعٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهِ خَاصَّةً فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ ثُمَّ كَانَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً۔ ترجمہ وہی ہے۔

فائدہ۔ ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ نسک سے مراد ایک بکری ہے اور سب روایتیں مقصود میں موافق ہیں۔ اور وہ مقصود یہی ہے کہ سر منڈانے کا محتاج ہو کسی ضرر کے سبب سے مثلاً سر میں جوئیں پڑ جائیں یا اور کوئی مرض، حالت احرام میں سو وہ سر منڈا لے اور فدیہ دلوے یعنی تین روزے رکھے یا تین صاع طعام چھ مسکینوں کو کھلائے اور آیت و روایت دونوں متفق ہیں اس میں کہ ان تینوں باتوں میں وہ

مختار ہے جو آسان ہو اُس کو بجا لائے۔ اور علماء سب متفق ہیں اس کے ظاہر پر عمل کرنے میں مگر ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کہ اُن سے منقول ہے کہ نصف صاع گیہوں میں ہے اور کھجور اور جو وغیرہ میں ایک صاع ہر مسکین دینا چاہیئے اور یہ خلاف احادیث ہے اور یہ احادیث انپر حجت ہیں کہ ان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرما دیا ہے ثَلٰثَةُ اٰصُعٍ مِّنْ تَمْرٍ یعنی تین صاع ہیں کھجور کے۔ اور حسن بصری وغیرہ سے اور اقوال مذکور ہیں مگر سب ان احادیث کی رو سے مردود ہیں۔

بَابُ جَوَازِ الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ

محرم کیلئے پچھنے لگانے کا جواز

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگائے مکہ کی راہ میں اور آپ احرام باندھے ہوئے تھے۔

عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَسَطَ رَاْسِهٖ

ترجمہ۔ ابن بحینہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگائے مکہ کی راہ میں اپنے سر کے بیچ میں اور آپ احرام سے تھے۔

فائدہ۔ ان روایتوں کے سبب سے اجماع کیا ہے علماء نے پچھنے لگانے کے جواز پر خواہ سر میں لگائے یا اور کہیں جب ضرورت ہو اگرچہ بال ٹوٹ جائیں اور بال ٹوٹنے میں فدیہ ہے۔ اور اگر بال نہ ٹوٹے تو کچھ فدیہ نہیں غرض بغیر ضرورت کے حرام ہے اگر بال ٹوٹنے کا خیال ہے۔ اور اگر بالوں کی جگہ نہیں تو بغیر ضرورت کے بھی ہو تو روا ہے۔ یہی مذہب ہے شافعیہ اور جمہور کا اور اس میں فدیہ نہیں اور ابن عمر اور مالک سے اس صورت میں کراہت منقول ہے۔ اور یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت ہو گی۔ اور اس حدیث میں ایک قاعدہ ہے مسائل احرام کا کہ سر منڈانا اور کپڑے پہننا اور قتل صید وغیرہ محرمات احرام مباح ہیں بحسب ضرورت و وقت حاجت اور ان سب میں فدیہ واجب ہے۔

بَابُ جَوَازِ مُدَاوَاةِ الْمُحْرِمِ عَيْنَيْهِ

محرم کو آنکھوں کا علاج کرانا جائز ہے

عَنْ نُبَيْهِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ اَبَانَ ابْنِ عُثْمَانَ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِمَلَلٍ اشْتَكٰى

ترجمہ۔ وہب کے بیٹے نبیہ نے کہا کہ ہم نکلے ابان بن عثمان کے ساتھ اور جب ملل

عُمَرُ ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَيْنَيْهِ فَلَمَّا كُنَّا بِالرَّوْحَاءِ اشْتَدَّ وَجَعُهُ فَأَرْسَلَ إِلَى أَبَانَ ابْنِ عُثْمَانَ يَسْأَلُهُ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ اضْمِدْهُمَا بِالصَّبِرِ فَإِنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ إِذَا اشْتَكَى عَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ ضَمَّدَهُمَا بِالصَّبِرِ

میں پہنچے (نام ہے ایک موضع کا کہ مدینہ سے اٹھائیس میل ہے مکہ کی راہ میں) تو عمر بن عبید اللہ کی آنکھیں دکھنے لگیں پھر جب روحا میں آئے بہت درد ہوا تو ابان بن عثمان سے کہلا بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ ایلوے کا لیپ کرو اس لئے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ جب انکی آنکھیں دکھی تھیں اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا ان پر ایلوے کا لیپ کرو۔

فائدہ۔ اتفاق علماء کا ہے کہ موافق اس حدیث کے لیپ کرنا ایلوے وغیرہ کا جس میں خوشبو نہیں ہے دوا کے لئے روا ہے اور اس میں فدیہ نہیں اور ضرورت ہو خوشبودار دوا کی تو لگائے اور فدیہ دے اور سرمہ لگانا زینت کے لئے مکروہ ہے شافعی کے نزدیک اور احمد اور اسحاق اور ایک جماعت نے بالکل منع کیا ہے اور مالک کے اس میں دو قول ہیں اور اس میں فدیہ کے واجب ہونے میں ان کے دو قول ہیں۔

عَنْ نُبَيْهِ ابْنِ وَهْبٍ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَعْمَرٍ رَمِدَتْ عَيْنَاهُ فَأَرَادَ أَنْ يَّكْحُلَهُمَا فَنَهَاهُ أَبَانُ ابْنُ عُثْمَانَ وَأَمَرَهُ أَنْ يُّضَمِّدَهُمَا بِالصَّبِرِ وَحَدَّثَ عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ فَعَلَ ذٰلِكَ ترجمہ۔ نبیہ نے کہا عمر بن عبید اللہ کی آنکھیں دکھیں اور سرمہ لگانا چاہا۔ ابان نے منع کیا اور صبر کے لگانے کو بتایا اور روایت کی عثمان سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔

بَابُ جَوَازِ غُسْلِ الْمُحْرِمِ رَأْسَهُ وَبَدَنَهُ

محرم کیلئے بدن اور سر دھونا روا ہے

عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّالْمِسْوَرِ ابْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمْ أَنَّهُمَا اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبَّاسٍ يَّغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ وَقَالَ الْمِسْوَرُ لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ فَأَرْسَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ

ترجمہ۔ ابراہیم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ عبد اللہ بن عباس اور مسور بن مخرمہ دونوں میں تکرار ہوئی ابوا میں۔ ابن عباس نے کہا محرم سر دھوئے اور مسور نے کہا نہیں۔ تو عبد اللہ نے کہا مجھے بھیجا ابن عباس نے ابو ایوب کے پاس کہ ان سے پوچھیں تو میں نے ان کو پایا کہ وہ کنوئیں کی دو لکڑیوں کے بیچ میں نہا رہے تھے اور وہ ایک کپڑے

وَهُوَ يَسْتَتِرُ بِثَوْبٍ قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ حُنَيْنٍ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبَّاسٍ أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهُ حَتّٰى بَدَا لِي رَأْسُهُ ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ فَصَبَّ عَلٰى رَأْسِهِ ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ

کی آڑ میں تھے اور میں نے اُن سے سلام علیک کی۔ اور انہوں نے پوچھا کہ کون ہے۔ میں نے کہا کہ میں عبداللہ بن حنین ہوں۔ اور عبداللہ بن عباس نے مجھے تمھاری طرف بھیجا ہے کہ میں پوچھوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام میں کیوں کر سر دھوتے تھے۔ پس ابوایوب نے اپنے دونوں ہاتھ سر پر رکھے اور سر جھکایا یہاں تک کہ مجھے نظر آیا اور اُس آدمی سے کہا جو اُن پر پانی ڈالتا تھا کہ ڈالو۔ پھر وہ اپنے سر کو ہلاتے تھے اور اپنے ہاتھ سے ملتے تھے آگے اور پیچھے۔ پھر کہا میں نے ایسے ہی دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔

فائدہ۔ اس حدیث میں کئی فوائد ہیں۔ اول محرم کو نہانا جائز ہے۔ دوسرے سر دھونا اس کو روا ہے اس طرح کہ بال نہ ٹوٹیں۔ تیسرے خبر واحد کا قبول کرنا کہ یہ صحابہ میں مشہور و معروف تھا۔ چوتھے رجوع کرنا سنت کی طرف جب اختلاف واقع ہو اور ترک کرنا اجتہاد اور قیاس کا خواہ اپنا قیاس ہو خواہ دوسرے کا۔ اور یہی لازم ہے ساری امت کو اور یہی سبیل مومنین ہے صحابہ و تابعین و اسلاف صالحین کی ولو کرہ المقلدون او المتعصبون۔ پانچویں سلام کا جائز ہونا متوضی اور مغتسل پر بخلاف اُس کے جو پاخانہ یا پیشاب کرتا ہو۔ چھٹے جائز ہونا استعانت کا وضو و غسل وغیرہ میں۔ ساتویں معلوم ہوا اس سے طریقہ مسئلہ پوچھنے کا کہ جب کسی عالم سے پوچھیں تو یہ پوچھیں کہ کیا ہے اس میں حکم خداوند تعالیٰ کا یا کیا ہے سنت رسول الثقلین کی یا کیا ہے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور نہ سوال کریں کسی کے قیاس سے اور نہ کسی کی رائے سے اور اجتہاد سے کہ یہ طریقہ نہیں سلف کا بلکہ شناعت اور ملامت کی ہے اُس پر بہت سے اکابر نے صحابہ اور تابعین میں سے اور جھڑکا ہے اور زجر کیا ہے سائلین کو جب پوچھی گئی ہے اُن سے رائے اُن کی یا قیاس اُن کا۔ اور اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ محرم کو اپنا سر دھونا اور بدن دھونا واجب ہے جنابت کے وقت اور باقی رہا غسل صرف آرام و راحت اور تبرید اور استراحت کیلئے اس میں مذہب شافعیہ کا اور جمہور کا جواز ہے بلا کراہت۔ اور جائز ہے شافعیہ کے نزدیک سر دھونا بیری کے پتوں سے یا خطمی سے اس طرح کہ بال نہ ٹوٹیں۔ اور جب تک بال نہ ٹوٹیں فدیہ نہیں۔ اور مالک اور ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ وہ حرام ہے

اور موجب فدیہ ہے مگر یہ روایتیں ان پر حجت ہیں۔

عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَسْلَمَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ قَالَ فَاَمَرَّ اَبُوْ اَيُّوْبَ بِيَدَيْهِ عَلٰى رَاْسِهٖ جَمِيْعًا عَلٰى جَمِيْعِ رَاْسِهٖ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ فَقَالَ الْمِسْوَرُ لِابْنِ عَبَّاسٍ لَا اُمَارِيْكَ اَبَدًا

ترجمہ۔ زید بن اسلم نے اس اسناد سے یہی روایت کی اور کہا کہ ابوایوب نے اپنے دونوں ہاتھ پھیرے اپنے سارے سر پر آگے اور پیچھے۔ اور مسور نے ابن عباس سے کہا کہ میں آج سے آپ سے تکرار نہ کرونگا

بَابُ مَا يُفْعَلُ بِالْمُحْرِمِ اِذَا مَاتَ محرم مر جائے تو کیا کریں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَّ رَجُلٌ مِّنْ بَعِيْرِهٖ فَوُقِصَ فَمَاتَ فَقَالَ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبْعَثُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا

ترجمہ۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی اونٹ پر سے گر پڑا اور اُس کی گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو غسل دو پانی اور بیری کے پتوں سے اور کفن دو اس کو دو کپڑوں میں اُسی کے اور سر نہ ڈھانپو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اٹھائے گا لبیک پکارتا ہوا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ وَّاقِفٌ مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ اِذْ وَقَعَ مِنْ رَّاحِلَتِهٖ قَالَ اَيُّوْبُ فَاَوْقَصَتْهُ اَوْ قَالَ فَاَقْعَصَتْهُ وَقَالَ عَمْرٌو فَوَقَصَتْهُ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهٗ قَالَ اَيُّوْبُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا وَقَالَ عَمْرٌو فَاِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُلَبِّيْ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات میں کھڑا تھا کہ اپنی اونٹنی پر سے گر پڑا۔ ابوایوب نے کہا کہ کہ گردن ٹوٹ گئی اس کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسکا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا غسل دو اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے اور کفن دو اس کو دو کپڑوں میں اور خوشبو نہ لگاؤ اور نہ سر ڈھانپو اسکا ایوب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اُس کو اٹھائیگا قیامت کے دن لبیک پکارنے والا اور عمرو نے کہا پکارتا ہوا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا كَانَ وَاقِفًا مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَذَكَرَ نَحْوَ مَا ذَكَرَ حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ اَقْبَلَ رَجُلٌ حَرَامًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَرَّ مِنْ بَعِیْرِہٖ فَوُقِصَ وَقْصًا فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْہُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاَلْبِسُوْہُ ثَوْبَیْہِ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَہٗ فَاِنَّہٗ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُلَبِّیْ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ اَقْبَلَ رَجُلٌ حَرَامٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِہٖ غَیْرَ اَنَّہٗ قَالَ فَاِنَّہٗ یُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مُلَبِّیًا وَّزَادَ لَمْ یُسَمِّ سَعِیْدُ ابْنُ جُبَیْرٍ حَیْثُ خَرَّ ترجمہ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہوا۔ صرف اتنا فرق ہے کہ انہوں نے کہا اٹھایا جائیگا قیامت کے دن لبیک پکارتا ہوا۔ اور سعید بن جبیر نے اس جگہ کا نام نہیں لیا جہاں وہ گرا تھا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّ رَجُلًا اَوْقَصَتْہُ رَاحِلَتُہٗ وَھُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْہُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْہُ فِیْ ثَوْبَیْہِ وَلَا تُخَمِّرُوْا وَجْھَہٗ وَلَا رَاْسَہٗ فَاِنَّہٗ یُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مُلَبِّیًا ترجمہ۔ وہی مضمون ہے مگر اتنا فرق ہے کہ اُس کی اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی اور آپ نے فرمایا کہ اُس کا منہ بھی نہ ڈھانپو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُحْرِمًا فَوَقَصَتْہُ نَاقَتُہٗ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْہُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْہُ فِیْ ثَوْبَیْہِ وَلَا تَمَسُّوْہُ بِطِیْبٍ وَّلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَہٗ فَاِنَّہٗ یُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مُلَبِّدًا ترجمہ۔ وہی مضمون ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ وہ قیامت کے دن سر میں تلبید کئے ہوئے اٹھے گا (تلبید کسی چیز سے بال جمانے کو کہتے ہیں۔ اس سے تلبید کا استحباب ثابت ہوا)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّ رَجُلًا وَّقَصَہٗ بَعِیْرُہٗ وَھُوَ مُحْرِمٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّغْسَلَ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّلَا یُمَسَّ طِیْبًا وَّلَا یُخَمَّرَ رَاْسُہٗ فَاِنَّہٗ یُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مُلَبِّدًا ترجمہ۔ وہی مضمون ہے فقط اتنا فرق ہے کہ اُس کے اونٹ نے اُس کی گردن توڑ ڈالی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا یُحَدِّثُ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُحْرِمٌ فَوَقَعَ مِنْ نَاقَتِہٖ فَاَقْعَصَتْہُ فَاَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّغْسَلَ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاَنْ یُّكَفَّنَ فِیْ ثَوْبَیْنِ وَلَا یُمَسَّ طِیْبًا خَارِجٌ رَاْسُہٗ قَالَ شُعْبَۃُ ثُمَّ حَدَّثَنِیْ بِہٖ بَعْدَ ذٰلِكَ خَارِجٌ رَاْسُہٗ وَوَجْھُہٗ فَاِنَّہٗ یُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مُلَبِّدًا ترجمہ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے وہی مضمون بیان کیا اور اس میں یہ ہے کہ کفن دو اس کے تئیں دو

کپڑوں میں کہ سر باہر نکلا رہے اور خوشبو نہ لگاؤ۔ اور شعبہ نے کہا پھر مجھ سے میرے شیخ نے یوں روایت کی کہ سر اور منہ دونوں باہر نکلے رہیں۔ باقی مضمون وہی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا وَقَصَتْ رَجُلًا رَاحِلَتُہٗ وَھُوَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّغْسِلُوْہُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَاَنْ یَّکْشِفُوْا وَجْھَہٗ حَسِبْتُہٗ قَالَ وَرَاْسَہٗ فَاِنَّہٗ یُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَھُوَ یُھِلُّ۔ ترجمہ وہی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَوَقَصَتْہُ نَاقَتُہٗ فَمَاتَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْہُ وَلَا تُقَرِّبُوْہُ طِیْبًا وَّلَا تُغَطُّوْا وَجْھَہٗ فَاِنَّہٗ یُبْعَثُ یُلَبِّیْ۔ ترجمہ

فائدہ۔ ان سب روایتوں سے مذہب امام شافعی اور احمد اور اسحاق کی تائید ہوتی ہے کہ محرم جب مر جائے اس کو سیا ہوا کپڑا نہ پہنائیں اور نہ سر ڈھانپیں نہ خوشبو لگائیں اور مالک اور اوزاعی نے اور ابو حنیفہ وغیرہم نے کہا ہے کہ اسکا حکم مثل غیر محرم کے ہے اور یہ احادیث ان پر حجت ہیں اور ان کے مذہب کی راد ہیں۔ اور بیری کے پتوں سے غسل دینے کا استحباب بھی ثابت ہوا اور محرم و غیر محرم اس میں دونوں برابر ہیں اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور طاؤس اور عطاء اور مجاہد اور ابن منذر اور دوسرے فقہاء کا اور منع کیا ہے مالک اور دوسرے لوگوں نے اور یہ روایتیں ان کی راد ہیں۔

بَاب جَوَازِ اشْتِرَاطِ الْمُحْرِمِ التَّحَلُّلَ بِعُذْرِ الْمَرَضِ وَنَحْوِہٖ

محرم اگر یہ شرط کرے کہ میں بیمار ہوں گا تو احرام کھول ڈالوں اسکا جواز

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی ضُبَاعَۃَ بِنْتِ الزُّبَیْرِ فَقَالَ لَھَا اَرَدْتِ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللّٰہِ مَا اَجِدُنِیْ اِلَّا وَجِعَۃً فَقَالَ لَھَا حُجِّیْ وَاشْتَرِطِیْ وَقُوْلِیْ اَللّٰھُمَّ مَحِلِّیْ حَیْثُ حَبَسْتَنِیْ وَکَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ضباعہ بنت زبیر کے پاس اور فرمایا کہ تم نے ارادہ کیا ہے حج کا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں قسم ہے اللہ کی اور میں اکثر بیمار ہو جاتی ہوں تو آپ نے فرمایا کہ حج کرو اور شرط کرو اور یوں کہو کہ اے اللہ احرام کھولنا میرا وہیں ہے جہاں تو مجھے روک دے اور وہ مقداد کے نکاح میں تھیں۔

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی ضُبَاعَۃَ بِنْتِ الزُّبَیْرِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَاَنَا شَاکِیَۃٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُجِّیْ وَاشْتَرِطِیْ اَنَّ مَحِلِّیْ حَیْثُ تَحْبِسُنِیْ۔ ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی

تعالیٰ عنہا سے وہی مضمون مروی ہوا۔ اس میں ضباعہ نے عرض کی کہ میں حج کا ارادہ کرتی ہوں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا مِثْلَہٗ ترجمہ۔ وہی مضمون ہے جو اوپر گذرا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّ ضُبَاعَۃَ بِنْتَ الزُّبَیْرِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّیْ امْرَأَۃٌ ثَقِیْلَۃٌ وَاِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَمَا تَاْمُرُنِیْ قَالَ اَہِلِّیْ بِالْحَجِّ وَاشْتَرِطِیْ اَنَّ مَحِلِّیْ حَیْثُ تَحْبِسُنِیْ قَالَ فَاَدْرَکَتْ ترجمہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وہی مضمون روایت کیا۔ آخر میں یہ ہے کہ انہوں نے حج پالیا احرام کھولنے کی ضرورت نہیں پڑی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّ ضُبَاعَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اَرَادَتِ الْحَجَّ فَاَمَرَہَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تَشْتَرِطَ فَفَعَلَتْ ذٰلِکَ عَنْ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ترجمہ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ ضباعہ رضی اللہ عنہا نے حج کا ارادہ کیا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ان کو کہ اپنے احرام میں شرط کرلیں اور انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے ویسا ہی کیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِضُبَاعَۃَ حُجِّیْ وَاشْتَرِطِیْ اَنَّ مَحِلِّیْ حَیْثُ تَحْبِسُنِیْ وَفِیْ رِوَایَۃِ اِسْحَاقَ اَمَرَ ضُبَاعَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا ترجمہ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہی مضمون مروی ہے۔

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کو کسی مرض کا دورہ ہوتا ہو اور اس کا خوف ہو جیسے دمہ اور بخار اور اور امراض ہیں اس کو جائز ہے کہ احرام کے وقت شرط کرلے کہ اگر میں بیمار ہوں گا تو احرام کھول ڈالوں گا۔ پھر بیماری کے وقت احرام کھول ڈالے اور یہی قول ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علی اور مسعود کا اور دوسرے صحابہ کا اور تابعین میں سے ایک جماعت کا۔ اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق اور ابوثور کا اور یہی صحیح روایت ہے شافعی سے اور حجت ان سب لوگوں کی یہی حدیث ہے ضباعہ کی اور ابوحنیفہ اور مالک اور بعض تابعین کا قول ہے کہ اشتراط روا نہیں۔ اور انہوں نے اس حدیث کو ایک قضیہ خاصہ میں محمول کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ اُن کے لئے خاص تھا۔ اور قاضی عیاض وغیرہ بعض لوگوں نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ اور اصیلی نے کہا ہے کہ اشتراط کے بارے میں کوئی اسناد حدیث صحیح نہیں ہوئی۔ اور نسائی نے کہا ہے کہ کسی نے اس روایت کو مرفوع نہیں کیا سوا زہری کے معمر سے حالانکہ یہ قول قاضی اور اصیلی کا غلط فاحش ہے اور نووی نے اس کی تغلیط پر تصریح کی ہے۔ اور یہ حدیث مشہور ہے صحیح بخاری میں اور مسلم اور ترمذی اور ابی داؤد اور نسائی اور تمام کتب حدیث میں جن پر اعتماد ہے

اعتبار کیا جاتا ہے اور طرق متعددہ سے باسانید کثیرہ متنوعہ مروی ہوئی صحابہ سے اور صرف مسلم ہی نے جن طرق سے بیان کیا ہے وہی اس کی تصحیح و اثبات کو کافی ہیں اور جب حدیث صحیح ہوئی اشتراط رد ہوا اور دعویٰ تخصیص کا بلا دلیل ہے۔

بَابُ اِحْرَامِ النُّفَسَاءِ وَاسْتِحْبَابِ اغْتِسَالِهَا لِلْاِحْرَامِ وَكَذَا الْحَائِضُ

حائضہ اور نفساء کے احرام کا بیان اور غسل مستحب ہونا انکو

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ نُفِسَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَیْسٍ بِمُحَمَّدِ ابْنِ اَبِیْ بَکْرٍ بِالشَّجَرَةِ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبَا بَکْرٍ اَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نفاس ہوا اسماء بیٹی عمیس کو محمد بن ابی بکر کے پیدا ہونے کا ذی الحلیفہ کے سفر میں۔ سو حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو کہ ان سے کہیں کہ نہائیں اور لبیک پکاریں۔

عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا فِیْ حَدِیْثِ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ حِیْنَ نُفِسَتْ بِذِی الْحُلَیْفَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَبَا بَکْرٍ فَاَمَرَهَا اَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ ترجمہ۔ جابر بن عبداللہ سے وہی مضمون مروی ہوا۔

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام نفساء اور حائضہ کا صحیح ہے اور احرام کیلئے انہیں غسل کرنا مستحب ہے اور مذہب شافعیہ اور مذہب مالک اور ابوحنیفہ اور جمہور کے نزدیک یہ غسل مستحب ہے۔ اور حسن اور اہل ظاہر کے نزدیک واجب اور حائض اور نفساء جمیع افعال بجالائیں سوا طواف اور دو رکعت طواف کے، اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دو رکعتیں احرام کی واجب نہیں اور نہ مروی ہوئی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تصریح کی ہے اس کی ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں۔

اور تلبید کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کے ساتھ۔ اور غسل بکسر غین وہ چیز ہے جس سے سر دھویا جائے جیسے خطمی وغیرہ۔ اور تلبید بالوں کا جمانا ہے کسی لیسدار چیز سے کہ بال پریشان نہ ہوں اور اپنے مصلے ہی پر لبیک پکارے بعد ظہر کے پھر اونٹنی پر سوار ہوئے اور پھر لبیک پکاری۔ پھر جب بیدار پہنچے لبیک پکاری۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم ہے آپ نے واجب کیا حج کو اپنے مصلے میں اور اہلال کیا۔ اور جب اونٹنی آپ کو لیکر سیدھی ہوئی جب بھی اہلال کیا۔ جب بیدار کے ٹیلے پر چڑھے جب بھی اہلال کیا۔ اور کبھی آپ حج اور عمرے کے ساتھ اہلال فرماتے اور کبھی صرف حج کے ساتھ کہ عمرہ اس کا ایک جز ہے۔ اور اسی وجہ سے یہ قول ثابت ہوا کہ آپ قارن تھے۔ اور اسی سبب سے شبہ ہوا کہ آپ متمتع تھے اور شبہ ہوا کہ آپ

افراد کیا تھا۔ اور ابن حزم نے کہا کہ یہ سب قبل ظہر کے تھا اور حالانکہ یہ وہم اور صحیح یہی ہے کہ آپ، قارن تھے۔ اور یہ سب بعد ظہر ہوا اور آپ نے اہلال ظہر کے بعد کیا۔ اور اس کا کوئی قائل نہیں ہے کہ احرام آپ کا ظہر کے قبل تھا۔ اور ابن عمر نے کہا کہ شجر کے پاس سے آپ نے اہلال شروع کیا جب اونٹ آپ کا کھڑا ہوا اور انس نے کہا کہ نماز ظہر آپ نے پڑھی اور سوار ہوئے اور دونوں حدیثیں صحیح بخاری میں ہیں اور ان دونوں روایتوں کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بعد ظہر کے اہلال کیا اور پھر لبیک سے آواز بلند کی۔ اور آپ کی آواز اور صحابہ نے اب سنی اور حکم کیا انکو بامر اللہ تعالیٰ کہ اپنی آوازیں بلند فرمائیں تلبیہ کے ساتھ اور آپ کی سوار حج میں شتر تھا پالان کے ساتھ، نہ محمل تھا نہ ہودج نہ عماری۔ اور زنبیل توشہ کے نیچے بندھی تھی۔ اور محرم کے محمل اور ہودج اور عماری پر سوار ہونے میں اختلاف ہے اور اس کے جواز میں امام احمد کے دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ جائز ہے اور یہی مذہب ہے شافعی اور ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہما کا۔ اور دوسرے یہ کہ منع ہے اور یہ مذہب ہے مالک کا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخیر کیا اپنے اصحاب کو نسک ثلاثہ یعنی افراد و تمتع و قران میں پھر ترغیب دی جب کہ مکہ کے قریب پہنچے کہ حج کو اور قران کو فسخ کر ڈالیں اور عمرہ بجا لا کر احرام کھول لیں جن لوگوں کے پاس ہدی (قربانی) نہیں ہے۔ پھر مروہ کے قریب اس کا حکم حتمی فرمایا اور ذی الحلیفہ میں اسماء بنت عمیس زوجہ ابی بکر صدیق کو وضع حمل ہوا اور محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے تو حکم فرمایا ان کو جو اس باب میں گذرا (زاد المعاد) اور ان کے قصہ سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ اول غسل محرم کا۔ ثانی یہ کہ حائض اپنے احرام کے لئے غسل کرے، ثالث یہ کہ احرام صحیح ہے حائض کا۔ پھر حضرت چلے اور لبیک پکارتے تھے۔ اور صحابہ لبیک میں جو چاہتے بڑھاتے گھٹاتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منع نہیں کرتے تھے اور پسند فرماتے تھے۔ پھر جب روحا میں پہنچے وہاں ایک گدھا کو نیچے کٹا ہوا ملا۔ آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو کہ اس کے مارنے والا آئے گا یہاں تک کہ وہ آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ یہ گدھا آپ کے اختیار میں ہے۔ آپ نے ابو بکر کو حکم کیا کہ اس کو بانٹ دو اور اس سے ثابت ہوا کہ محرم کو اس شکار کا کھانا حلال ہے جو اس کے واسطے نہ مارا گیا ہو۔ اور صاحب اس کا جس نے اس کو شکار کیا تھا شاید وہ ذی الحلیفہ پر سے نہیں گذرا جیسے ابو قتادہ غیر محرم تھے (اور حال ان کا اوپر گذر چکا) اور اس قصہ سے معلوم ہوا کہ ہبہ میں وَهَبْتُ کہنا ضرور نہیں بلکہ کوئی بھی لفظ ہو ہبہ صحیح ہو جاتا ہے۔ اور معلوم ہوا کہ تقسیم گوشت کی ہڈیوں سمیت انداز سے جائز ہے اور معلوم ہوا کہ شکار شکاری کی ملک ہو جاتا ہے جب اس کو بھاگنے سے روک دے اور اسی کی ملک ہو جاتا ہے جس نے روکا ہے زخمی وغیرہ کر کے نہ اس کی جو پا دے۔ اور معلوم ہوا کہ گوشت جنگلی گدھے کا حلال ہے اور معلوم ہوا کہ وکیل کرنا تقسیم میں روا ہے۔ اور معلوم ہوا

کہ قاسم ایک ہونا چاہیے (زاد المعاد)

بَابُ بَيَانِ وُجُوْهِ الْإِحْرَامِ

احرام کی قسموں کا بیان

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا قَالَتْ فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ لَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهٖ مَكَانُ عُمْرَتِكِ فَطَافَ الَّذِيْنَ أَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوْا ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوْا مِنْ مِنًى لِحَجِّهِمْ وَأَمَّا الَّذِيْنَ كَانُوْا جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَّاحِدًا

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کے سال میں اور لبیک پکاری ہم نے عمرہ کی۔ پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے پاس ہدی ہو وہ حج اور عمرہ دونوں کا لبیک پکارے اور بیچ میں احرام نہ کھولے یہاں تک کہ دونوں سے فارغ ہو کر حلال ہووے فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ پھر جب میں مکہ کو آئی حائض تھی اور نہ طواف کیا بیت کا نہ صفا مروہ پھری اور اس کی شکایت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو آپ نے فرمایا تم اپنے سر کے بال کھول ڈالو اور کنگھی کرو اور حج کا احرام باندھ لو اور عمرہ چھوڑ دو۔ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب ہم حج سے فارغ ہوئے بھیجا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن بن ابی بکر کے ساتھ تنعیم کی طرف اور میں نے وہاں سے عمرہ کیا اور فرمایا کہ یہ تمہارے عمرہ کی جگہ ہے۔ پھر طواف کیا ان لوگوں نے کہ اہلال کیا تھا عمرہ کا بیت اللہ کے گرد اور پھرے صفا اور مروہ پر۔ پھر احرام کھول ڈالا پھر طواف کیا دوبارہ اس کے بعد کہ لوٹ کر آویں منیٰ سے حج کر کے اور جن لوگوں نے کہ حج اور عمرہ کو جمع کیا تھا (یعنی قارن تھے) انہوں نے ایک ہی طواف کیا (عمرہ و حج دونوں کی طرف سے)

فائدہ۔ یہ احادیث سب جواز تمتع و افراد و قران پر دال ہیں اور اجماع ہے اس پر کہ تینوں قسمیں حج کی روا ہیں اور وہ نہی جو حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اس کی توضیح آگے آوے گی۔

افراد یہ ہے کہ احرام باندھے صرف حج کا اور اس سے فارغ ہو جائے۔
تمتع یہ ہے کہ احرام باندھے عمرہ کا اشہر حج میں اور اس سے فارغ ہو کر پھر اسی سال حج کرے۔
قران یہ ہے کہ ان دونوں کا احرام ایک ساتھ ہی باندھے۔
اور اسی طرح اگر ایک شخص نے احرام باندھا عمرہ کا اور پھر حج کا احرام باندھ لیا عمرہ کے طواف سے پہلے تو بھی قارن ہو گیا۔ پھر اگر احرام حج کا باندھا اور پھر احرام عمرہ کا باندھا تو اس کے لئے شافعی کے دو قول ہیں۔ اصح قول اُن کا یہ ہے کہ احرام عمرہ کا صحیح نہیں اس کو اور دوسرا قول ہے کہ صحیح ہے اور وہ قارن ہو جاتا ہے بشرطیکہ احرام عمرہ کا احرام حج کھولنے کے قبل باندھے۔ اور ایک قول ہے کہ قبل وقوف عرفات کے باندھے اور ایک قول ہے کہ قبل فعل فرض کے باندھے اور ایک قول ہے کہ قبل طواف قدوم کے باندھے۔ اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ ان تینوں میں افضل کون ہے سو شافعی اور مالک کا اور اکثر لوگوں کا قول ہے کہ افضل افراد ہے پھر تمتع پھر قران۔ اور امام احمد اور دوسرے فقہاء کا قول ہے کہ افضل تمتع ہے اور ابو حنیفہ اور دوسروں کا قول ہے کہ افضل قران ہے اور یہ دونوں مذہب آخر کے دوسرا قول ہے شافعی کا۔ اور نووی کے نزدیک صحیح تفضیل افراد کی ہے پھر تمتع کی پھر قران کی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج میں بھی علماء کا اختلاف ہے کہ آپ مفرد تھے یا متمتع یا قارن۔
مترجم کہتا ہے کہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے یہی قول اختیار کیا ہے کہ آپ قارن تھے اور قران افضل ہے اور زاد المعاد میں اس کو خوب دلائل قویہ سے ثابت کیا ہے انتہی۔
پھر فرمایا نووی نے اور ہر فرقہ اپنے مذہب کے موافق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کو ٹھیراتا ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ پہلے آپ مفرد تھے پھر احرام عمرہ کا بھی باندھ لیا پیچھے اسکے اور داخل کیا اس کو حج پر اور قارن ہو گئے اس کے بعد نووی نے دلائل تینوں مذہبوں کے ذکر کئے ہیں اور ترجیح دی ہے قول شافعی کو کہ افراد افضل ہے۔ پھر اس کے بعد وجہ اختلاف صحابہ بیان کی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج میں واقع ہوا کہ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اول احرام آپ نے افراد کا کیا اس لئے مفرد کہلائے پھر اور حکم تمتع کا دیا اس لئے ممتع ہوئے اور اکیلے حج کے احرام کے بعد عمرہ کے تئیں بھی اس میں منضم کیا اس لئے قارن کہلائے۔ غرض حالت ثانیہ آپ کی قران ہی تھی اور اس میں اخبار ہے اس وقت کا کہ آپ نے حکم دیا اپنے یاروں کو کہ عمرہ کر کے احرام کھول ڈالیں جن کے پاس ہدی نہ ہو۔ اور جن کے پاس ہدی تھی وہ قارن رہے اس معنے سے کہ انہوں نے عمرہ کو حج میں ملا لیا اور وہ احرام نہ کھول سکے اس لئے کہ ان کے ساتھ ہدی تھی اور

آپ نے اس لئے عمرہ کو حج میں داخل کر دیا کہ اس میں دلجوئی اور تسکین تھی صحابہ کی اور اطمینان کا موجب تھا ان کے واسطے اس لئے کہ ان کے نزدیک مدت سے اشہر حج میں عمرہ بجالانا بہت برا تھا اور بہ سبب ساتھ ہونے ہدی کے آپ یاروں کے ساتھ احرام نہیں کھول سکے اور اس عذر کو بیان فرما دیا غرض آپ آخر حج میں قارن ہو چکے اور متفق ہو چکے ہیں اس پر علماء کہ جائز ہے ملانا حج کا عمرہ پر۔ اور بعض لوگوں نے بطور شذوذ کے اس میں خلاف کیا ہے اور اس کے مانع ہوئے ہیں اور کہا ہے کہ ایک احرام دوسرے احرام پر داخل نہیں ہو سکتا جیسے ایک نماز دوسری نماز میں نہیں مل سکتی۔ اور اختلاف کیا ہے عمرہ کو حج پر ملانے میں اور اس کو اصحاب الرائے نے جائز کہا ہے (یعنی دین میں رائے کو دخل دینے والوں نے اور یہ شرف خاص ہے اہل کوفہ کے لئے) اور یہی قول ہے شافعی کا ان روایتوں کی رو سے۔ اور بعض لوگوں نے اس کو منع کیا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص کیا ہے اس لئے کہ اس وقت عمرہ کی ضرورت تھی اشہر حج میں۔ (مگر نووی نے اس ضرورت کو بیان نہیں کیا) اور جن لوگوں نے کہا ہے کہ آپ متمتع تھے مطلب ان کا یہ ہے کہ آپ نے اشہر حج میں عمرہ سے تمتع یعنی برخورداری پائی اور اس صورت میں تمام حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پہلے تو حج کا احرام باندھا تھا جیسے اکثر رواۃ سے مروی ہے۔ بعد اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ حج کو فسخ کر کے عمرہ کر لو جیسے اور یاروں کو حکم فرمایا جنہوں کے ساتھ ہدی نہ تھی اسی لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے احرام میں رواۃ نے اختلاف کیا ہے، کسی نے عمرہ کا کہا کسی نے حج کا۔ اور اس روایت میں تصریح ہے اسکی کہ جب آپ حائضہ ہو گئیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنا عمرہ چھوڑ دو اور حج کا احرام باندھ لو اور اس صورت میں سب روایتوں میں تطبیق ہو جاتی ہے کہ جس نے حج کا احرام کہا اس نے باعتبار اول احرام کے کہا اور جس نے عمرہ کا کہا اس نے باعتبار آخر حال کے۔ اور یہ جو فرمایا کہ اپنا عمرہ چھوڑ دو اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ اسے باطل کر دو بلکہ مطلب یہ ہے کہ ابھی اس کے افعال میں دیر کرو یہاں تک کہ پاک ہو جاؤ اور افعال حج بجا لانا شروع کر دو اس لئے کہ افعال حج جیسے وقوف عرفات ہے یا رمی جمار ہے۔ یہ حیض کی حالت میں بھی ہو سکتی ہیں بخلاف طوالت کے کہ عمرہ کا بڑا فعل ہے اور وہ مسجد کے اندر ہوتا ہے پھر وہ حائضہ سے کیوں کر ہو سکتا ہے چنانچہ مؤید ہے اس تاویل کی وہ روایت جو مروی ہے ابن طاؤس سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے کہ انہوں نے احرام باندھا عمرہ کا

اور جب آئیں مکہ میں تو قبل طواف کے حائضہ ہوگئیں اور حج کا احرام باندھ لیا اور مناسک حج ادا کئے اور آپ نے منیٰ سے لوٹنے کے دن اُن سے فرمادیا کہ تم جو اب طواف وسعی کر دگی اس میں حج و عمرہ دونوں کے طواف وسعی ادا ہو جائے گی۔ غرض اس سے بخوبی واضح ہو گیا کہ عمرہ باقی ہے اور باطل ولغو نہیں ہوا۔ اور دوسری روایت میں جو یہ آیا ہے کہ آپ نے جب ان کو عبدالرحمٰن کے ساتھ بھیجا تنعیم کو تو فرمایا یہ تمھارے عمرہ کی جگہ ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارادہ کیا کہ عمرہ اُن کا حج سے جدا ہو جائے جیسے اور امہات المومنین وغیرہن کا ہوا یا جیسے اُن اصحاب کا ہوا جو اپنے ساتھ ہدی نہ لائے تھے اور انہوں نے حج کو عمرہ کر کے فسخ کر دیا تھا اور پھر احرام کو کھول ڈالا اور حج کا احرام دوبارہ یوم الترویہ میں باندھا غرض ان کا عمرہ الگ ہوا اور حج الگ ہوا تو انہوں نے بھی ارادہ کیا کہ میرا عمرہ بھی الگ ہو جائے تو آپ نے فرمایا کہ تنعیم سے ایک عمرہ لیاؤ اور یہ اسی عمرہ کی جگہ ہے جو تم نے کیا تھا۔ اور یہ جو کہا کہ جن لوگوں نے حج و عمرہ کو جمع کیا الخ اس سے معلوم ہوا کہ قارن کو ایک ہی طواف کافی ہے حج و عمرہ دونوں کی طرف سے اور عمرہ اس کا حج میں مندرج ہو جاتا ہے اور امام شافعی رح اسی کے قائل ہیں۔ اور یہی منقول ہے ابن عمر اور جابر اور عائشہ اور مالک اور احمد اور اسحاق اور داؤد سے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ لازم ہے اس کو دو طواف اور دو سعی اور وہ منقول ہے علی بن ابی طالب اور ابن مسعود اور شعبی سے اور نخعی سے

(کذا من النووی بالاختصار)

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ حَتَّى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدَى فَلَا يَحِلُّ حَتَّى يَنْحَرَ هَدْيَهُ وَمَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَحِضْتُ فَلَمْ أَزَلْ حَائِضًا حَتَّى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ أُهْلِلْ إِلَّا بِعُمْرَةٍ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَنْقُضَ رَأْسِي وَأَمْتَشِطَ وَأُهِلَّ بِحَجٍّ وَأَتْرُكَ الْعُمْرَةَ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں اور کسی نے عمرہ کا کسی نے حج کا اہلال کیا جب مکہ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عمرہ کا اہلال کیا اور قربانی نہیں لایا وہ احرام کھول ڈالے اور جس نے عمرہ کا احرام کیا اور قربانی لایا وہ نہ کھولے جب تک قربانی نحر نہ کر لے۔ اور جس نے حج کا اہلال کیا وہ حج پورا کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے حیض ہو گیا اور میں عرفہ کے دن تک حائض رہی اور میں نے عمرہ کا اہلال کیا تھا پھر مجھے آپ نے فرمایا کہ

قَالَتْ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ حَتّٰٓى إِذَا قَضَيْتُ حَجِّيْ بَعَثَ مَعِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ أَبِيْ بَكْرٍ وَّأَمَرَنِيْ أَنْ أَعْتَمِرَ مِنَ التَّنْعِيْمِ مَكَانَ عُمْرَتِي الَّتِيْ أَدْرَكَنِيَ الْحَجُّ وَلَمْ أَحْلِلْ مِنْهَا

چوٹی کھول ڈالو. کنگھی کرو اور حج کا اہلال کرو عمرہ چھوڑ دو۔ میں نے ایسا ہی کیا جب حج کر چکے تو میرے ساتھ عبدالرحمٰن کو بھیجا کہ میں تنعیم سے عمرہ لاؤں وہ عمرہ جس کو میں نے پورا نہیں کیا تھا اور حج کا احرام باندھ لیا تھا اُس کا احرام کھولنے کے قبل۔

فائدہ۔ مطلب اس کا بہت تفصیل کے ساتھ اوپر گذر گیا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ وَّلَمْ أَكُنْ سُقْتُ الْهَدْيَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهٗ هَدْيٌ فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ عُمْرَتِهٖ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا قَالَتْ فَحِضْتُ فَلَمَّا دَخَلَتْ لَيْلَةُ عَرَفَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ كُنْتُ أَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَكَيْفَ أَصْنَعُ بِحَجَّتِيْ قَالَ انْقُضِيْ رَأْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَأَمْسِكِيْ عَنِ الْعُمْرَةِ وَأَهِلِّيْ بِالْحَجِّ قَالَتْ فَلَمَّا قَضَيْتُ حَجَّتِيْ أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ أَبِيْ بَكْرٍ فَأَرْدَفَنِيْ فَأَعْمَرَنِيْ مِنَ التَّنْعِيْمِ مَكَانَ عُمْرَتِي الَّتِيْ أَمْسَكْتُ عَنْهَا

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا نکلے ہم حجۃ الوداع میں اور میں نے عمرہ کا اہلال کیا اور ہدی نہیں لائی اور آپ نے فرمایا جس کے ساتھ ہدی ہو وہ حج و عمرہ دونوں کا اہلال کرے اور احرام نہ کھولے جب تک دونوں سے فارغ نہ ہوں اور میں حائضہ ہوگئی۔ پھر جب شب عرفہ ہوئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے عمرہ کا اہلال کیا تھا تو اب حج کیونکر کروں۔ فرمایا سر کھول ڈالو کنگھی کرو، عمرہ کے افعال سے باز رہو۔ حج کا اہلال کرو پھر جب میں حج کر چکی، عبدالرحمٰن کو حکم فرمایا وہ مجھے پیچھے بٹھا لے گئے یعنی اونٹ پر اور عمرہ کروا لائے اس عمرہ کی جگہ جس کی بجا آوری افعال سے میں باز رہی تھی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يُّهِلَّ بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُّهِلَّ بِحَجٍّ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَأَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَجٍّ وَّأَهَلَّ بِهٖ نَاسٌ مَّعَهٗ وَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہم نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور آپ نے فرمایا جو چاہے حج و عمرہ دونوں کا اہلال کرے جو چاہے حج کا جو چاہے عمرہ کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا اہلال کیا اور آپ کے ساتھ اور لوگوں نے بھی۔ اور بعضوں نے حج و

وَالْحَجِّ وَاَهَلَّ نَاسٌ بِعُمْرَةٍ وَكُنْتُ فِيمَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ | عمرہ دونوں کا اور بعضوں نے فقط عمرہ کا اور میں انہیں میں تھی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ مِنْكُمْ اَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ فَلَوْلَا اَنِّيْ اَهْدَيْتُ لَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ قَالَتْ فَكَانَ مِنَ الْقَوْمِ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنْهُمْ مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ قَالَتْ فَكُنْتُ اَنَا مِمَّنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَخَرَجْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَاَدْرَكَنِيْ يَوْمُ عَرَفَةَ وَاَنَا حَائِضٌ لَّمْ اَحِلَّ مِنْ عُمْرَتِيْ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِيْ عُمْرَتَكِ وَانْقُضِيْ رَاْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَاَهِلِّيْ بِالْحَجِّ قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ وَقَدْ قَضَى اللّٰهُ حَجَّنَا اَرْسَلَ مَعِيَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ اَبِيْ بَكْرٍ فَاَرْدَفَنِيْ وَخَرَجَ بِيْ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَقَضَى اللّٰهُ حَجَّنَا وَعُمْرَتَنَا وَلَمْ يَكُنْ فِيْ ذٰلِكَ هَدْيٌ وَّلَا صَدَقَةٌ وَّلَا صَوْمٌ ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا نکلے ہم حجۃ الوداع میں ہلال ذی الحجہ کے قریب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ارادہ کرے عمرہ کا اہلال کرے اور اگر میں ہدی نہ لاتا تو عمرہ ہی کا اہلال کرتا اور کسی نے عمرہ کا کسی نے حج کا اہلال کیا، اور میں انہیں میں تھی جنہوں نے عمرہ کا اہلال کیا تھا۔ پھر جب مکہ آئے اور عرفہ کا دن ہوا میں حائضہ ہو گئی اور ابھی آپ نے عمرہ سے احرام نہیں کھولا تھا۔ پھر حضرت سے عرض کی آپ نے فرمایا عمرہ چھوڑ دو اور حج کا اہلال کرو۔ پھر میں نے ایسا ہی کیا پھر جب شب محصب ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ہمارا حج پورا کیا میرے ساتھ آپ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بھیجا اور وہ مجھے تنعیم لے گئے اور میں نے اہلال عمرہ کا کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے حج اور عمرہ دونوں پورے کئے اور نہ اسمیں قربانی واجب ہوئی نہ صدقہ نہ روزہ۔

فائدہ۔ ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ جانور پر دو آدمی کا بیٹھنا روا ہے اگر جانور کو طاقت ہو۔ اور معلوم ہوا کہ تینوں قسم مناسک کے روا ہیں افراد و تمتع و قران۔ اور اس پر اجماع ہے تمام اہل اسلام کا اور شب محصب بعد ایام تشریق کے ہے جس رات محصب میں آپ نے شب کاٹی اور منے سے کوچ کیا اور تاریخ مدینہ سے چلنے کی اوپر بیان ہو چکی ہے۔ اور یہ جو فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ نہ اس میں قربانی ہوئی نہ صدقہ نہ روزہ یہ مشکل ہے اس لئے کہ قارن اور متمتع دونوں پر قربانی ہے اور تاویل اُس کی یہ ہے کہ اس قربانی سے مراد وہ قربانی ہے جو بسبب ارتکاب محظورات کے لازم آتی ہے جیسے خوشبو لگا لینی حالت احرام میں یا منہ ڈھانپ لینا یا شکار کرنا یا بال اُکھاڑنا یا ناخون لینا وغیرہ ہے۔ غرض مطلب یہ ہے کہ ان وجوہ سے کوئی قربانی لازم

نہیں آتی اور یہ تاویل مختار ہے نووی نے اسی پر تصریح کی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ خَرَجْنَا مُوَافِیْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِھِلَالِ ذِی الْحِجَّۃِ لَا نُرٰی اِلَّا الْحَجَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ مِنْکُمْ اَنْ یُّھِلَّ بِعُمْرَۃٍ فَلْیُھِلَّ بِعُمْرَۃٍ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ عَبْدَۃَ ترجمہ وہی مضمون ہے دوسری سند سے۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُوَافِیْنَ لِھِلَالِ ذِی الْحِجَّۃِ مِنَّا مَنْ اَھَلَّ بِعُمْرَۃٍ وَّمِنَّا مَنْ اَھَلَّ بِحَجَّۃٍ وَّعُمْرَۃٍ وَّمِنَّا مَنْ اَھَلَّ بِحَجَّۃٍ فَکُنْتُ فِیْمَنْ اَھَلَّ بِعُمْرَۃٍ وَّسَاقَ الْحَدِیْثَ بِنَحْوِ حَدِیْثِھِمَا وَقَالَ فِیْہِ قَالَ عُرْوَۃُ فِیْ ذٰلِکَ اَنَّہٗ قَضَی اللّٰہُ حَجَّھَا وَ عُمْرَتَھَا قَالَ ھِشَامٌ وَّلَمْ یَکُنْ فِیْ ذٰلِکَ ھَدْیٌ وَّلَا صِیَامٌ وَّلَا صَدَقَۃٌ ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہی مضمون مروی ہوا۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اَنَّھَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ اَھَلَّ بِعُمْرَۃٍ وَّمِنَّا مَنْ اَھَلَّ بِحَجٍّ وَّعُمْرَۃٍ وَّمِنَّا مَنْ اَھَلَّ بِالْحَجِّ وَاَھَلَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَاَمَّا مَنْ اَھَلَّ بِعُمْرَۃٍ فَحَلَّ وَاَمَّا مَنْ اَھَلَّ بِحَجٍّ اَوْ جَمَعَ بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ فَلَمْ یَحِلُّوْا حَتّٰی کَانَ یَوْمُ النَّحْرِ ترجمہ۔ وہی مضمون ہے۔ آخر میں یہ ہے کہ جس نے حج کا احرام باندھا تھا یا حج وعمرہ دونوں کا انہوں نے احرام نہیں کھولا مگر جب نحر کا دن ہوا (یعنی دسویں تاریخ ذی الحجہ کی)

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا نُرٰی اِلَّا الْحَجَّ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِسَرِفَ اَوْ قَرِیْبًا مِّنْھَا حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْکِیْ فَقَالَ اَنَفِسْتِ یَعْنِی الْحَیْضَۃَ قَالَتْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِنَّ ھٰذَا شَیْءٌ کَتَبَہُ اللّٰہُ عَلٰی بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِیْ مَا یَقْضِی الْحَاجُّ غَیْرَ اَنْ لَّا تَطُوْفِیْ بِالْبَیْتِ حَتّٰی تَغْتَسِلِیْ قَالَتْ وَضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ نِّسَائِہٖ بِالْبَقَرِ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہم نکلے آپ کے ساتھ اور خیال نہیں کرتے تھے مگر حج کا (اس لئے کہ عمرہ ایام حج میں برا جانتے تھے جہالت کے دنوں میں کہ حضرت نے اس خیال کو مٹایا) جب سرف میں آئی میں حائضہ ہوگئی اور رونے لگی۔ حضرت نے آکر پوچھا کیا تم کو حیض ہوا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ تو آدم کی بیٹیوں کے لئے اللہ نے لکھدیا ہے سو اب تم حج کے کام کرو سوا طواف کے

کہ وہ غسل کے بعد کرنا اور آپ نے اپنی بیبیوں کی طرف سے قربانی میں گائے کی۔

فائدہ۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ حائضہ اور نفساء کو جمیع افعال حج سوا طواف کے روا ہے جیسا اوپر گذر گیا۔ اور سَرِف ایک مقام ہے مکہ سے قریب کئی میل پر۔ اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے بخاری نے کہ حیض جمیع عورتوں پر آتا ہے بخلاف اس کے جو قائل ہے کہ یہ بلا بنی اسرائیل سے شروع ہوئی اور بخاری نے اس قائل پر انکار کیا ہے اور استدلال بخاری کا صحیح ہے۔ اور معلوم ہوا کہ حائضہ کو غسل مسنون جیسے احرام کا غسل ہے روا ہے اور معلوم ہوا کہ طواف حائضہ سے صحیح نہیں۔ اور یہ بالاتفاق مسلم ہے مگر اس کی علت میں اختلاف ہے اور سبب اسکا شرط کرنا ہے طہارت کا طواف میں۔ سو امام مالک اور شافعی اور احمد نے کہا ہے کہ طہارت شرط طواف ہے اور ابو حنیفہ نے کہا شرط نہیں ہے اور یہی مذہب ہے داؤد کا۔ غرض جس نے طہارت کو شرط کہا ہے اس کے نزدیک عدم طہارت کے سبب سے طواف حائضہ باطل ہے اور جنہوں نے اسے شرط نہیں کیا انہوں نے کہا کہ طواف سے حائضہ اس لئے روکی گئی ہے کہ اسے مسجد میں ٹھیرنا پڑتا ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ آپ نے قربانی کی بیبیوں کی طرف سے۔ اس میں احتمال ہے کہ آپ نے ان سے پوچھ لیا ہو اس لئے کہ قربانی غیر کی طرف سے بے اس کے پوچھے صحیح نہیں ہوتی۔ اور امام مالک نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ قربانی گائے کی اونٹ سے افضل ہے اور شافعی کے نزدیک اونٹ افضل ہے اس لئے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو جمعہ کے دن اول ساعت میں آئے وہ ایسا ہے جیسے اونٹ کی قربانی کرنے والا۔ اور اس حدیث سے شافعی نے استدلال کیا ہے اور ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ حج عورت پر بھی واجب ہے جب استطاعت راہ کی ہو اور محرم کا ساتھ ہونا یہ بھی استطاعت میں داخل ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور اسی پر اجماع ہے کہ زوج حج نفل سے زوجہ کو روک سکتا ہے۔ رہا حج فرض تو جمہور کا قول ہے کہ نہیں روک سکتا۔ اور شافعی کے دو قول ہیں ایک جمہور کے موافق اور اصح قول اُن کا یہ ہے کہ روک سکتا ہے اس لئے کہ حق اس کا علی الفور زوجہ پر واجب ہے بخلاف حج کے کہ وہ علی الفور واجب نہیں۔ اور اصحاب شافعیہ نے تصریح کی ہے کہ عورت کو مستحب تو یہی امر ہے کہ شوہر کے ساتھ حج کرے جیسا احادیث صحیحہ میں وارد ہو چکا ہے۔ اور اب چونکہ زمانہ فتنہ کا ہے لہٰذا اگر اس کے وجوب پر فتویٰ دیا جائے تو بھی شاید بنظر مصلحت بعید نہ ہو۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ حَتّٰى جِئْنَا سَرِفَ فَطَمِثْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي

ترجمہ۔ عائشہ صدیقہ ام المومنین مبراۃ من فوق السماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ، نہیں خیال کرتے تھے ہم مگر حج کا۔ پھر

فَقَالَ مَا يُبْكِيكِ فَقُلْتُ وَاللهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ خَرَجْتُ الْعَامَ قَالَ مَا لَكِ لَعَلَّكِ نَفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ افْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِي قَالَتْ فَلَمَّا قَدِمْتُ مَكَّةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ اجْعَلُوهَا عُمْرَةً فَأَحَلَّ النَّاسُ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ قَالَتْ فَكَانَ الْهَدْيُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَذَوِي الْيَسَارِ ثُمَّ أَهَلُّوا حِينَ رَاحُوا قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ طَهَرْتُ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفَضْتُ قَالَتْ فَأُتِيَنَا بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقَالُوا أَهْدٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَائِهِ الْبَقَرَ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَأَرْجِعُ بِحَجَّةٍ قَالَتْ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْدَفَنِي عَلٰى جَمَلِهِ قَالَتْ فَإِنِّي لَأَذْكُرُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ أَنْعَسُ فَيُصِيبُ وَجْهِي مُؤْخِرَةَ الرَّحْلِ حَتّٰى جِئْنَا إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ جَزَاءً بِعُمْرَةِ النَّاسِ الَّتِي اعْتَمَرُوا

جب سرف میں آئی میں حائضہ ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے اور میں رو رہی تھی۔ آپ نے سبب پوچھا میں نے عرض کیا کہ کاش اس سال نہ آتی۔ آپ نے فرمایا شاید تم کو حیض ہوا۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ بلا تو اللہ پاک نے آدم کی سب لڑکیوں کے لئے لکھی ہے۔ تو اب تم وہی کرو جو حاجی کرتا ہے بجز اس کے کہ طواف نہ کرو بیت کا جب تک پاک نہ ہو۔ فرماتی ہیں کہ پھر جب ہم مکہ میں آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے یاروں کو کہ اس احرام کو عمرہ کر ڈالو سو لوگوں نے احرام کھول ڈالا (یعنی عمرہ کر کے) مگر جس کے ساتھ ہدی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہدی تھی اور ابوبکر و عمر اور مالداروں کے ساتھ بھی۔ پھر احرام باندھا انہوں نے (یعنی جنہوں نے کھول ڈالا تھا) جب چلے یعنی حج کو فرمایا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ جب دن ہوا نحر کا تو میں پاک ہوئی۔ اور مجھے آپ نے حکم فرمایا سو میں نے طواف افاضہ کیا اور ہمارے پاس گائے کا گوشت آیا۔ میں نے کہا یہ کیا ہے۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیبیوں کی طرف سے گائے کی ہے۔ پھر جب شب محصب ہوئی میں عرض کیا یا رسول اللہ لوگ حج اور عمرہ کو لوٹتے ہیں اور میں صرف حج کر کے۔ تب آپ نے حکم فرمایا عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو انہوں نے مجھے اپنے اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھا لیا اور فرماتی ہیں کہ مجھے خوب یاد ہے اور میں ان دنوں کم سن لڑکی تھی اور اونگھ جاتی تھی اور میرے منہ میں کجاوہ کے پیچھے کی لکڑی لگ لگ جاتی تھی یہاں تک کہ تنعیم پہنچے اور وہاں سے میں نے عمرہ کا احرام باندھا اس عمرہ کے بدلے میں جو اور لوگوں نے کیا تھا۔

فائدہ - امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں فرمایا ہے کہ فقہا نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے جس کی بنا ر قصہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ عورت جب احرام باندھے عمرہ کا اور حائضہ ہو جائے اور طواف نہ کر سکے قبل وقوف عرفات کے تو احرام عمرہ کا توڑ دے اور حج مفرد کا اہلال کرے یا حج کو عمرہ میں ملائے اور قارن ہو جائے سو فقہائے کوفہ نے جیسے امام اعظم اور ان کے اصحاب ہیں انہوں نے کہا ہے کہ عمرہ توڑ دے اور حج مفرد کا اہلال کرے۔ اور فقہائے حجاز نے کہا ہے جیسے امام شافعی اور مالک ہیں اور حج کو عمرہ میں ملا دے اور یہی مذہب ہے اہلحدیث کا جیسے امام احمد اور ان کے اتباع ہیں اور کوفیوں نے عروہ کی روایت سے استدلال کیا ہے جسمیں مذکور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ تم اپنے عمرہ کو چھوڑ دو اور چوٹی کھول ڈالو اور اخیر میں فرمایا کہ یہ تمہارے عمرہ کا بدلہ ہے۔ اور یہ روایت مع ترجمہ کے اوپر گذر چکی ہے۔ غرض یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ وہ متمتع تھیں اور دلالت کرتی ہے کہ انہوں نے عمرہ چھوڑ دیا اور احرام حج کا باندھ لیا۔ اور اگر وہ اپنے احرام پر باقی رہتیں تو کنگھی کرنا ان کو روا نہ ہوتا اور اسی لئے جب وہ عمرہ تنعیم سے لائیں تو حضرت نے فرمایا یہ تمہارے عمرہ کا بدلہ ہے۔ پھر اگر عمرہ اول باقی رہتا تو آپ یہ کیوں فرماتے کہ یہ اُس کا بدلہ ہے بلکہ عمرہ تنعیم ایک عمرہ مستقلہ ہوتا۔ اور اہلحدیث نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اگر تم تامل کرو اس روایت میں اور سب الفاظ و عبارات کو جو اس میں بطرق مختلفہ مروی ہوئے ہیں۔ اس میں غور کرو تو بخوبی واضح ہو جائے کہ وہ قارن تھیں اور انہوں نے عمرہ کو نہیں چھوڑا تھا چنانچہ مسلم کی روایتوں میں اس بات کی تصریح ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حج کا طواف کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ طواف تمہارے حج اور عمرے دونوں کو کافی ہے اور انہوں نے عرض کیا کہ میرے دل میں خلجان ہے کہ میں نے جب تک حج نہیں کیا طواف نہیں کیا۔ اس پر آپ نے عبدالرحمن سے فرمایا کہ ان کو تنعیم لے جاؤ اور طاوس کی روایت میں بھی یہی ہے کہ آپ نے منیٰ سے کوچ کے دن فرمایا کہ تمہارا یہ طواف (یعنی طواف افاضہ) حج اور عمرہ دونوں کو کافی ہوگا۔ غرض یہ نصوص صریحہ دال ہیں کہ وہ قارن تھیں اور حج و عمرہ دونوں کو انہوں نے ادا کیا چنانچہ اوپر نووی نے بھی اس پر تصریح کی ہے کہ ہم ذکر کر چکے ہیں اور دال ہیں یہ نصوص کہ قارن کو ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے اور بصراحت دال ہیں کہ انہوں نے عمرہ ترک نہیں کیا اور احرام اس کا باقی ہے مگر اس کے افعال بجالانے میں دیر کی اور یہ جو فرمایا کہ اپنا سر کھول ڈالو اور کنگھی کرو۔ اس میں البتہ اشکال ہے اور اس کے حل میں فقہاء کے چار مسلک ہیں۔

مسلک اول یہ ہے کہ یہ قول دلیل ہے عمرہ کے ترک کی جیسے حنفیہ کا قول ہے۔

مسلک ثانی یہ ہے کہ یہ قول دلیل ہے اس کی کہ محرم کو اپنی کنگھی کرنا روا ہے
اور کنگھی کے منع ہوتے پر نہ کوئی دلیل کتاب سے ہے نہ سنت سے نہ اجماع امت سے
اور یہ قول ابن حزم وغیرہ کا ہے۔

مسلک ثالث یہ ہے کہ اس لفظ کو رد کرنا اور کہنا کہ یہ لفظ فقط عروہ نے بیان کیا ہے
اور تمام راویوں کے خلاف کہا ہے اور طاؤس و قاسم و اسود وغیرہم نے یہ روایت بیان کی
ہے مگر کسی نے یہ لفظ نہیں کہا کہ آپ نے سر کھولنے اور کنگھی کرنے کو فرمایا ہو اور اس گروہ
نے کہا ہے کہ حماد نے زید سے اُس نے ہشام سے اُس نے اپنے باپ عروہ سے روایت
کی کہ عروہ نے کہا مجھ سے کئی شخصوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ تم اپنا عمرہ چھوڑ دو اور سر کھول ڈالو اور کنگھی کرو۔ غرض اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے
کہ سر کھولنے کی بات عروہ نے خود حضرت عائشہ سے نہیں سُنی۔

مسلک رابع یہ ہے کہ عمرہ چھوڑ دینے سے مراد یہ ہے کہ اُس کو اپنے حال پر رہنے دو
اور یہ مراد نہیں ہے کہ بالکل ترک ہی کر دو۔ اور اس کی دو دلیلیں بڑی پکی ہیں۔ اول یہ فرمانا
آپ کا طواف افاضہ کے وقت کہ یہ طواف تمہارا تمہارے حج اور عمرہ دونوں کو کافی ہے
کہ اس سے معلوم ہوا کہ عمرہ بالکل باطل نہیں ہوا۔ دوسرے یہ فرمانا آپ کا کافی ہے
کُونِي فِي عُمْرَتِكِ یعنی اپنے عمرہ میں رہو۔ اور یہ جو آپ نے فرمایا عمرہ تنعیم کو کہ یہ
تمہارے عمرہ کی جگہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت ام المومنین محبوبہ سید المرسلین
نے چاہا کہ ایک عمرہ مفرد بجا لائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خبر دی کہ طواف
تمہارا تمہارے حج و عمرہ دونوں کو کافی ہو گیا اور عمرہ حج میں داخل ہو گیا تو انہوں نے
اصرار کیا جیسے اور امہات المومنین کا عمرہ ہوا یا اُن لوگوں کا جو ہدی نہ لائے تھے کہ
ان کے عمرہ کا احرام الگ اور حج کا احرام الگ تھا ایسا ہی میرا بھی ایک عمرہ جدا احرام
کے ساتھ ہو جائے۔ پھر جب تنعیم سے عمرہ لائیں تو آپ نے فرمایا یہ ویسا ہی عمرہ ہے جیسا
تم نے چاہا تھا۔ اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے
پہلے پہل احرام کس کا باندھا تھا اور اس میں دو قول ہیں۔ اوّل یہ کہ عمرہ مفردہ کا احرام
تھا اور یہی صواب ہے اس لئے کہ حدیث صحیح میں آ چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے صحابہ کو تینوں نسک کی اجازت دی اور فرمایا کہ اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں
بھی عمرہ ہی کا احرام باندھتا۔ اور یہ جو حضرت نے فرمایا کہ عمرہ رہنے دو اور حج کا احرام باندھو
یہ بھی اسی پر دال ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ انہوں نے اول احرام حج کا باندھا تھا اور
مفردہ تھیں چنانچہ عبد البر نے کہا ہے کہ یہ روایت کی قاسم بن محمد اور اسود بن یزید اور عمرو
ان سب لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وہ بات جو دلالت کرتی ہے

کہ انہوں نے احرام حج کا باندھا تھا نہ عمرہ کا۔ پھر دلائل ان کے بیان کئے اور مذہب اول کو ثابت کیا اور آخر میں کہا کہ محرم کو اگرچہ بال اُکھاڑنا منع ہے مگر کنگھی کرنا کس نے منع کیا ہے اور کنگھی میں نزاع ہے اور وہ البتہ محل اجتہاد ہے (زادالمعاد)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَبَّيْنَا بِالْحَجِّ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِيْ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ الْمَاجِشُوْنِ غَيْرَ اَنَّ حَمَّادًا لَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَكَانَ الْهَدْيُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَ ذَوِي الْيَسَارَةِ ثُمَّ اَهَلُّوْا حِيْنَ رَاحُوْا وَلَا قَوْلُهَا وَاَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ اَنْعَسُ فَيُصِيْبُ وَجْهِيْ مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ ترجمہ۔ اس سند سے وہی مضمون مروی ہوا مگر اس میں یہ نہیں ہے کہ ہدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور ابوبکر اور عمر اور مالداروں کے ساتھ تھی۔ پھر ان لوگوں نے اہلال کیا جب چلے اور نہ یہ ذکر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہو کہ میں کم سن لڑکی تھی اونگھتی تھی اور میرے منہ میں، کجاوے کی لکڑی لگ جاتی تھی۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْرَدَ الْحَجَّ ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افراد کیا حج کا۔

فائدہ۔ حضرت عائشہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جو یہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افراد کیا حج کا۔ اس کے تین معنی ہو سکتے ہیں۔ اوّل یہ کہ صرف حج کا اہلال کیا ہو۔ دوسرے یہ کہ عمل میں افراد کیا ہو یعنی حج و عمرہ دونوں کے واسطے ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی بجالائے ہوں۔ تیسرے یہ کہ ایک ہی حج کیا بعد ہجرت کے اور دوسرا حج نہیں کیا بخلاف عمرہ کے کہ وہ چار بار کیا اور صحیح معنی افراد حج کے وہی دوسرے معنے ہیں اور یہاں اور ابن عمر کے قول میں وہی معنے مراد ہیں کہ افعال دونوں کے ایک ہی بار بجالائے اور اس میں سب روایتوں میں توفیق بھی ہو جاتی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے لائق بھی ہے اس نظر سے کہ آپ اپنی امت پر رفق اور آسانی چاہتے تھے۔ اور اسی آسانی کی راہ سے آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی فرمایا تھا کہ تمہارا یہ طواف (یعنی طواف افاضہ) حج و عمرہ دونوں کو کافی ہے۔ اور اس صورت میں اُن روایتوں کی تاویل نہیں کرنی پڑتی جن میں قران و تمتع کی تصریح آئی ہے (زادالمعاد)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ وَفِيْ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتی ہیں کہ نکلے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لبیک پکارتے ہوئے حج کی

حج کے مہینوں کون کون ہیں

حُرُمِ الْحَجِّ وَلَيَالِي الْحَجِّ حَتَّى نَزَلْنَا بِسَرِفَ فَخَرَجَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ مِنْكُمْ هَدْيٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَا فَمِنْهُمُ الْآخِذُ بِهَا وَالتَّارِكُ لَهَا مِمَّنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَأَمَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ وَمَعَهُ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِهِ لَهُمْ قُوَّةٌ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي قَالَ مَا يُبْكِيكِ قُلْتُ سَمِعْتُ كَلَامَكَ مَعَ أَصْحَابِكَ فَسَمِعْتُ بِالْعُمْرَةِ قَالَ وَمَا لَكِ قُلْتُ لَا أُصَلِّي قَالَ فَلَا يَضُرُّكِ فَكُونِي فِي حَجِّكِ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَرْزُقَكِيهَا وَإِنَّمَا أَنْتِ مِنْ بَنَاتِ آدَمَ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْكِ مَا كَتَبَ عَلَيْهِنَّ قَالَتْ فَخَرَجْتُ فِي حَجَّتِي حَتَّى نَزَلْنَا مِنًى فَتَطَهَّرْتُ ثُمَّ طُفْنَا بِالْبَيْتِ وَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَصَّبَ فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ اخْرُجْ بِأُخْتِكَ مِنَ الْحَرَمِ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ لِتَطُفْ بِالْبَيْتِ فَإِنِّي أَنْتَظِرُكُمَا هَا هُنَا قَالَتْ فَخَرَجْنَا فَأَهْلَلْتُ ثُمَّ طُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَجِئْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي مَنْزِلِهِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَقَالَ هَلْ فَرَغْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَآذَنَ فِي أَصْحَابِهِ بِالرَّحِيلِ فَخَرَجَ فَمَرَّ بِالْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَدِينَةِ

حج کے مہینوں میں اوقات و مواضع حج میں (یا ممنوعات شرعیہ حج سے بچتے ہوئے) اور حج کی راتوں میں (مراد اس سے یہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ اور امام شافعی اور جماہیر علماء کے نزدیک صحابہ و تابعین سے اور اسلاف صالحین سے حج کے مہینے شوال اور ذیقعدہ اور دس راتیں ہیں ذی الحجہ کی کہ تمام ہوتی ہیں نحر کی رات کی صبح تک یعنی دسویں تاریخ کی صبح تک اور امام مالک سے بھی یہی مروی ہے۔ اور مشہور روایت مالک کی یہ ہے کہ وہ شوال اور ذیقعدہ اور ذیحجہ کا سارا مہینہ ہے۔ اور یہی مروی ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور مشہور روایت ان دونوں کی وہی ہے جو ہم نے اوپر جماہیر سے نقل کی) یہاں تک کہ سرف میں اترے اور آپ اصحاب کی طرف نکلے اور فرمایا کہ جس کے پاس ہدی نہ ہو تو میرے نزدیک بہتر ہے کہ وہ اس احرام کو عمرہ کرلے اور جس کے ساتھ ہدی ہو وہ نہ کرے۔ سو بعض لوگوں نے اس پر عمل کیا اور بعضوں نے نہیں (اس لئے کہ امر وجوب کے طور پر نہ تھا بلکہ استحباب کے طور پر تھا) حالانکہ ان کے ساتھ ہدی نہ تھی (مگر تاہم وہ احرام حج ہی کا باندھے رہے اور نیت حج ہی کی رہی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تو ہدی تھی اور اُن لوگوں کے ساتھ بھی جن کو

طاقت تھی ہدی کی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا تم کیوں روتی ہو۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نے جو یاروں سے فرمایا میں نے سُنا کہ آپ نے عمرہ کا حکم دیا (اور میں اس کی بجا آوری سے بہ سبب حیض کے مجبور ہوں) آپ نے فرمایا کیوں۔ میں نے عرض کی کہ میں نماز نہیں پڑھتی (یہاں سے معلوم ہوا کہ حیض کو بے نمازی آ گئی بولنا مستحب ہے کہ اس میں حیا اور تہذیب ہے اور یہ اصطلاح گویا اسی حدیث سے نکلی ہے) آپ نے فرمایا تمہیں کیا نقصان ہے تم حج میں مشغول رہو (یعنی ابھی افعال عمرہ میں تاخیر کرو اگرچہ احرام عمرہ کا ہے) تو اللہ سے امید ہے کہ تم کو وہ بھی عنایت فرما دے۔ اور بات تو یہ ہے کہ آخر تم آدم کی اولاد ہو اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر بھی وہی لکھا ہے جو اُن سب پر لکھا ہے (اس سے معلوم ہوا کہ تخصیص حیض اور ابتدا اس کی بنی اسرائیل سے باطل ہے۔) پھر فرماتی ہیں کہ میں حج میں نکلی اور ہم منیٰ میں اُترے اور میں پاک ہوئی اور طواف کیا بیت اللہ کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محصب میں اُترے اور آپ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے فرمایا کہ اپنی ہمشیرہ کو حرم سے باہر لے جاؤ اور وہ عمرہ کا احرام باندھے (اس سے استدلال کیا ہے ان لوگوں نے جو قائل ہیں کہ مکہ والا جب عمرہ کرے تو حل میں یعنی حرم سے باہر اور روا نہیں ہے کہ حرم ہی سے احرام باندھ لیوے۔ اور اگر اس نے حرم ہی میں احرام باندھا اور پھر حل میں گیا طواف سے پہلے تو بھی کافی ہے۔ اور اس پر دم واجب نہیں۔ اور اگر حرم میں احرام باندھ کر بھی حل میں نہ نکلا اور طواف وسعی اور حلق کیا تو اس میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ عمرہ اُس کا صحیح نہیں جب تک کہ حل کی طرف نہ نکلے پھر طواف وسعی کرے اور حلق۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ عمرہ صحیح ہے مگر اُس پر دم لازم آتا ہے (یعنی ایک بکری) اس لئے کہ اُس نے میقات کو ترک کیا۔ اور علماء نے کہا ہے کہ واجب ہے حل کی طرف نکلنا تاکہ نسک اس کا حل وحرم دونوں میں ہو جائے جیسے حاجی دونوں میں جاتا ہے اور عرفات میں وقوف کرتا ہے اور وہ حل میں ہے پھر مکہ میں داخل ہوتا ہے طواف وغیرہ کے لئے۔ یہ تفصیل ہے مذہب شافعی کی۔ اور یہی کہا ہے جمہور علماء نے کہ واجب ہے نکلنا حل کی طرف عمرہ کے احرام کے لئے جدھر سے حل قریب ہو۔ اور امام مالک ہی کا مذہب ہے کہ احرام عمرہ کا تنعیم سے اور معتمرین کی میقات وہی ہے مگر یہ قول شاذ و مردود ہے اور جماہیر کا وہی

قول ہے کہ تمام جوانبِ حل کے برابر ہیں خواہ تنعیم ہو یا اور کوئی (نووی) اور طواف کرے بیت اللہ کا۔ اور فرمایا آپ نے کہ میں تم دونوں کا منتظر ہوں یہیں۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ہم دونوں نکلے اور میں نے لبیک پکاری اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کی سعی کی۔ اور ہم آئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور آپ اُسی منزل میں تھے رات میں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم فارغ ہو گئیں۔ میں نے عرض کی کہ ہاں۔ آپ نے اپنے اصحاب میں کوچ پکار دی اور نکلے اور بیت اللہ پر سے گذرے اور طواف کیا (یہ طواف وداع کیا) نماز صبح کے پہلے پھر مدینہ کو چلے۔

فائدہ۔ قولہ اور آپ اصحاب کی طرف نکلے اور فرمایا جس کے ساتھ ہدی نہ ہو الخ زاد المعاد میں ہے کہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو اختیار دیا نسک ثلاثہ میں۔ پھر جب مکہ کے قریب پہنچے تو حکم دیا کہ جو لوگ حج اور قران کا احرام باندھے ہیں اور ہدی نہیں لائے وہ اس کو فسخ کر دیں عمرہ کے ساتھ پھر مروہ پہنچکر بطریق وجوب کے ان کو حکم دیا۔

قولہ اور فرمایا کہ اپنی بہن کو حرم سے باہر لیجائیے الخ زاد المعاد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمروں میں ایک بھی ایسا عمرہ نہیں ہے کہ آپ نے مکہ سے باہر نکل کر حل سے عمرہ کا احرام باندھا ہو جیسے آجکل لوگ کیا کرتے ہیں۔ اور آپ کے تمام عمرے وہی تھے جو مکہ میں باہر سے آنے والے کے ہوتے ہیں (یعنی اُن پر قیاس کرنا مکہ والوں کے عمرہ کا جو ساکنان مکہ ہیں اور اُن کو حکم دینا کہ حل میں جا کر احرام باندھیں قیاس مع الفارق ہے) اور حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وحی کے تیرہ برس مکہ میں مقیم رہے مگر ہرگز ان سے یہ مروی نہیں ہوا کہ آپ نے اس مدت میں کبھی مکہ سے حل میں جا کر عمرہ کا احرام باندھا۔ اور آپ نے جو عمرہ کیا ہے اور اس کو مشروع ٹھیرایا ہے وہ اس شخص کا عمرہ ہے جو باہر سے مکہ میں آوے نہ اس کا جو مکہ ہی میں رہتا ہو کہ وہ باہر نکل کر احرام باندھے۔ اور یہ آپ کے زمانے میں کسی نے بھی نہیں کیا سوا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالانکہ ہزاروں صحابہ آپ کے ساتھ تھے۔ اور وجہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فعل کی یہ تھی کہ وہ عمرہ کا احرام باندھ کر حائضہ ہو گئیں۔ اور آپ نے حکم کیا عمرہ پر حج کو ملا لو اور وہ قارنہ ہو گئیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا طواف حج اور عمرہ دونوں کو کافی ہو جائے گا تو انھیں یہ ملال ہوا کہ اور بیبیاں تو حج اور عمرہ دونوں مستقل

(یعنی الگ الگ احرام سے) ادا کر کے جاتی ہیں اس لئے کہ وہ متمتعات تھیں اور ان کو حیض بھی نہیں آیا اور انہوں نے قران بھی نہیں کیا۔ اور میں ایسے عمرہ کے ساتھ جاتی ہوں جو حج کے ضمن میں ہوا ہے اس سے ان کو ملال ہوا تو آپ نے اُن کے بھائی کو حکم دیا کہ تنعیم سے عمرہ کرالاؤ کہ اُن کا دل خوش ہو جائے اور حالانکہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے عمرہ کیا اس حج میں نہ اور کسی صحابی نے جو آپ کے ساتھ تھے انتہی

غرض اس کلام سے یہ ہے کہ آج کل جو مکہ کے لوگ احرام عمرہ کے لئے حل میں جانا واجب جانتے ہیں اور احرام اُس کا مکہ کے اندر درست نہیں جانتے۔ یہ خلاف ہے اور قصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے استدلال اُن کا باطل ہے اس لئے کہ فعل کو عموم نہیں علی الخصوص جب اس فعل کی ایک علت خاص پائی جائے اور وہ ہم اوپر بیان کر چکے۔ اور کلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے لئے علی العموم موجود ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو ارادہ رکھتا ہو حج اور عمرہ کا اور میقات کے اندر ہو وہ وہیں سے جہاں رہتا ہے لبیک پکارے یہاں تک کہ اہل مکہ مکہ سے۔ اور یہ لفظ حدیث باسانید متعددہ باب المواقیت میں مسلم کے اوپر گذر چکا۔ پس مکی کو احرام عمرہ کے لئے حل میں جانا ضرور نہیں وذٰلک المقصود۔

اور مسک الختام میں ہے کہ صاحب سبل نے کہا ہے کہ اہل مکہ عام ہیں خواہ ساکنان مکہ ہوں یا مجاوران مکہ یا واردان مکہ اور احرام حج کے لئے باندھا ہو یا عمرہ کے لئے اور اس سے معلوم ہوا کہ میقات عمرہ کی اہل مکہ کے لئے مکہ ہی ہے جیسے حج کی مکہ ہی ہے اور اسی طرح میقات قارن کی بھی مکہ ہی ہے مگر محب طبری نے کہا ہے کہ میں نہیں جانتا کسی کو کہ اس نے مکہ کو عمرہ کی میقات کہا ہو۔ اور جواب اس کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود میقات عمرہ کی یہی مکہ ٹھیرایا ہے اسی حدیث کی رو سے (جس کا ٹکڑا ہم مسلم سے ابھی لکھ چکے ہیں) اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا اے اہل مکہ جو کوئی تم میں سے چاہے کہ عمرہ بجالائے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے اور اس کے درمیان میں بطن محسر کو کر لیوے۔ اور یہ بھی کہا کہ جو ارادہ کرے اہل مکہ سے عمرہ کا وہ تنعیم کو جائے اور حرم سے باہر ہو جائے۔ پس یہ آثار موقوفہ ہیں اور حدیث مرفوع صحیح کے مقابل نہیں ہو سکتے۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تنعیم جانے کی وہی وجہ بیان کی ہے جو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ پھر کہا اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ عمرہ بغیر حل کے جائے صحیح نہیں اُس شخص کے لئے جو مکہ میں رہتا ہے اور جب اس میں یہ احتمال نکل آیا تو وہ اور بھی حدیث مسلم مذکور کے مقابل اور برابر نہیں ہو سکتی۔ اور طاؤس نے کہا ہے

میں نہیں جانتا کہ جو لوگ تنعیم سے عمرہ لاتے ہیں وہ ثواب پاتے ہیں یا عذاب۔ لوگوں نے کہا عذاب کیوں پانے لگے۔ انہوں نے کہا بیت اللہ اور اس کا طواف چھوڑ کر چار میل جاتے ہیں اور اس مدت میں دو سو طواف کر سکتے اور ہر طواف ان کا اس آمد و رفت بے معنے سے افضل و بہتر ہے اگرچہ یہ کلام ان کا تفضیل میں طواف کے ہے عمرہ پر۔

مترجم کہتا ہے کہ تاہم دلالت کرتا ہے اس آمد و رفت کے بے معنے ہونے اور بلا وجہ اور لاشے ہونے پر انتہیٰ ما قال المترجم۔

اور امام احمد نے کہا ہے کہ بعض لوگوں نے عمرہ کو مکہ میں طواف سے افضل کہا ہے کہ بعض نے مکہ میں رہنا اور طواف کو افضل کہا ہے۔ اور اصحاب احمد کے نزدیک عمرہ مکے کا جب مکہ سے احرام باندھے تو صحیح ہے مگر اس پر دم لازم آتا ہے اس لئے کہ اس نے میقات سے احرام کو ترک کیا اور صاحب نے کہا کہ واجب کہنا دم کو اس پر بے دلیل ہے انتہیٰ ما قال فی المسک الختام۔

غرض مترجم حقیر کے نزدیک مختار یہی ہے کہ مکی کو احرام عمرہ مکہ سے باندھنا بقول رسول معصوم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جائز ہے اور اس کے وجوب پر کوئی دلیل نہیں کہ وہ حل میں نکلے اور قضیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مثبت وجوب نہیں ہو سکتا اور اگرچہ بڑے بڑے لوگوں نے اس کا خلاف کیا ہے مگر الحق اکبر من ہولاء۔

عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ مِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ مُفْرِدًا وَمِنَّا مَنْ قَرَنَ وَمِنَّا مَنْ تَمَتَّعَ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسلمانوں کی ماں فرماتی ہیں کہ بعض لوگوں نے ہم میں سے اہلال کیا تھا حج مفرد کا اور بعضوں نے قران کیا تھا اور بعضوں نے تمتع۔

عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ جَاءَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا حَاجَّةً

ترجمہ۔ قاسم نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حج کا احرام باندھ کر آئی تھیں۔

فائدہ۔ یعنی پہلے عمرہ کا اہلال کیا تھا۔ پھر بوجہ حیض کے عمرہ کو چھوڑ دیا اور حج کا اہلال کیا مکہ سے اور یہ کہنا صحیح ہو گیا کہ وہ حج کو آئی تھیں اس لئے کہ اگر حیض نہ بھی ہوتا تو عمرہ کے بعد ضرور حج ادا کرتیں جیسے متمتع کو کہہ سکتے ہیں کہ حج کو آیا ہے اگرچہ اول احرام اس کا عمرہ ہی کا ہوتا ہے۔

عَنْ عَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

ترجمہ۔ عمرہ نے کہا میں نے حضرت

تَعَالٰی عَنْهَا تَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِیْنَ مِنْ ذِی الْقَعْدَۃِ لَا نَرٰی اِلَّا اَنَّہُ الْحَجُّ حَتّٰی اِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَّکَّۃَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَکُنْ مَّعَہٗ ھَدْیٌ اِذَا طَافَ بِالْبَیْتِ وَبَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ اَنْ یَّحِلَّ قَالَتْ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا فَدُخِلَ عَلَیْنَا یَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا ھٰذَا فَقِیْلَ ذَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَزْوَاجِہٖ قَالَ یَحْیٰی فَذَکَرْتُ ھٰذَا الْحَدِیْثَ لِلْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ اَتَتْکَ وَاللّٰہِ بِالْحَدِیْثِ عَلٰی وَجْھِہٖ۔

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا کہ فرماتی تھیں ہم نکلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جب پانچ تاریخیں ذی قعدہ کی باقی رہ گئیں اور ہم خیال حج ہی کا کرتے تھے یہاں تک کہ جب مکہ کے پاس آئے تو آپ نے حکم فرمایا کہ جس کے ہدی نہ ہو وہ طواف وسعی کے بعد احرام کھول ڈالے (یعنی حج کو عمرہ کر دے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ہمارے پاس نحر کے دن (یعنی دسویں تاریخ) گائے کا گوشت آیا۔ میں نے کہا یہ کیا ہے۔ لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیبیوں کی طرف سے ذبح کیا ہے پھر میں نے یہ حدیث قاسم بن محمد سے ذکر کی (یہ قول عمر کا ہے) انہوں نے کہا تم نے خوب برابر جیسے تھی ویسے ہی روایت کی۔

عَنْ یَحْیَی ابْنِ سَعِیْدٍ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَہٗ ترجمہ۔ یحییٰ نے اس اسناد سے مثل اس کے روایت کی۔

عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُکَیْنِ وَاَصْدُرُ بِنُسُکٍ وَّاحِدٍ قَالَ انْتَظِرِیْ فَاِذَا طَھُرْتِ فَاخْرُجِیْ اِلَی التَّنْعِیْمِ فَاَھِلِّیْ مِنْہُ ثُمَّ الْقَیْنَا عِنْدَ کَذَا وَکَذَا قَالَ اَظُنُّہٗ قَالَ غَدًا وَّلٰکِنَّھَا عَلٰی قَدَرِ نَصَبِکِ اَوْ قَالَ نَفَقَتِکِ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ لوگ مکہ سے لوٹتے ہیں دو عبادتوں کے ساتھ (یعنی حج اور عمرہ جداگانہ کے ساتھ) اور میں لوٹتی ہوں ایک کے ساتھ۔ آپ نے فرمایا تم ٹھیرو جب تم پاک ہو گی تو تنعیم کو جانا اور لبیک پکارنا اور پھر ہم سے فلاں فلاں مقام میں ملنا۔ گمان کرتا ہوں میں کہ آپ نے فرمایا کل روز اور ثواب تمہارے اس عمرہ کا تمہاری تکلیف اور خرچ کے موافق ہے۔

فائدہ - یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہاں سے لوٹتے وقت فلاں مقام پر ہم سے ملنا۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کے ثواب تکلیف اور مشقت اور نفقہ کے موافق گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں مگر نفقہ سے وہی نفقہ مراد ہے جو شرع میں منع نہ ہو اور تکلیف وہ جو حد رہبانیت اور بدعت کو نہ پہنچے۔

عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نُرٰى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا قَدِمْنَا تَطَوَّفْنَا بِالْبَيْتِ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ وَنِسَاؤُهُ لَمْ يَسُقْنَ فَأَحْلَلْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَحِضْتُ فَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ وَّأَرْجِعُ أَنَا بِحَجَّةٍ قَالَ أَوَمَا كُنْتِ طُفْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَتْ قُلْتُ لَا قَالَ فَاذْهَبِيْ مَعَ أَخِيْكِ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَهِلِّيْ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ مَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ صَفِيَّةُ مَا أُرَانِيْ إِلَّا حَابِسَتَكُمْ قَالَ عَقْرٰى حَلْقٰى أَوَمَا كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ بَلٰى قَالَ لَا بَأْسَ انْفِرِيْ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَلَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُصْعِدٌ مِّنْ مَّكَّةَ وَأَنَا مُنْهَبِطَةٌ عَلَيْهَا أَوْ أَنَا مُصْعِدَةٌ وَّهُوَ مُنْهَبِطٌ مِّنْهَا وَقَالَ إِسْحَاقُ مُتَهَبِّطَةٌ وَّمُتَهَبِّطٌ

ترجمہ - حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہم اور سب لوگ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ہمارا حج کے سوا اور کچھ ارادہ نہ تھا پھر جب سب لوگ مکہ میں آئے طواف کیا بیت اللہ کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جس کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے غرض ان لوگوں نے کھول ڈالا اور آپ کی بیبیاں ہدی نہیں لائی تھیں سو انہوں نے بھی احرام کھول ڈالا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے حیض ہوا اور میں نے طواف نہیں کیا۔ پھر جب شب حصبہ ہوئی تو میں نے عرض کی آپ سے کہ لوگ تو حج و عمرہ کر کے لوٹتے ہیں اور میں صرف حج کر کے۔ آپ نے فرمایا کیا جن راتوں کو ہم مکہ میں آئے تھے تم نے طواف نہیں کیا تھا۔ میں نے عرض کی کہ نہیں۔ فرمایا اچھا تم اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم جاؤ اور عمرہ کا احرام باندھو اور پھر

ہمارے تمہارے ملنے کی فلاں جگہ ہے۔ اتنے میں صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں خیال کرتی ہوں کہ شاید میں تم سب کو روکوں (یعنی مجھے بھی حیض عارض ہوا اور طواف وداع کے انتظار میں میرے لئے سب کو ٹھیرنا پڑے) حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نگوری سر منڈی کیا تو نے نحر کے دن طواف نہیں کیا (یعنی طواف افاضہ) انہوں نے عرض کی کیوں نہیں (اور یہ فرمانا آپ کا بطور روزمرہ عرب کے اور بول چال کے تھا جیسے زبان میں مستعمل ہے نہ بطریق بددعا کے اور نہ اس راہ سے کہ معنے اصلی اس کے مراد ہوں جیسے تَرِبَتْ یَدَاکَ اور قَاتَلَہُ اللّٰہُ مستعمل ہے اور براہ بے تکلفی اور اختلاط کے تھا اور بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے یہ خیال فرمایا کہ شاید طواف وداع کے لئے ہم کو انتظار کرنا پڑے۔ پھر آپ نے فرمادیا کہ طواف وداع حائضہ کو معاف ہے) آپ نے فرمایا اب کچھ مضائقہ نہیں کوچ کرو حضرت صدیقہ محبوبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں پھر ملے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلندی پر چڑھتے ہوئے مکہ سے اور میں اترتی تھی اس پر سے یا میں چڑھتی تھی اور آپ اترتے تھے۔

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف وداع حائضہ پر واجب نہیں اور نہ اس کو انتظار طہر کا اس کے لئے ضروری ہے اور نہ اس پر اس کی وجہ سے دم لازم ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور تمام علماء کا کافۃً مگر جو نقل کیا ہے قاضی عیاض نے خلاف بعض سلف کا وہ قول شاذ و مردود ہے انتہٰی۔ زاد المعاد میں ہمارے شیخ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ عمرہ جو حضرت صدیقہ محبوبہ محبوب خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تنعیم سے لائیں ہیں اس میں فقہاء امت کے چار مسلک ہیں۔

اول یہ کہ یہ عمرہ صرف ان کے دل خوش کرنے کے لئے تھا اور نہیں تو طواف اور سعی اُن کے عمرہ اور حج دونوں کو کافی ہوگئی تھی۔

دوسرے یہ کہ جب وہ حائضہ ہوئیں تو آپ نے حکم فرمایا کہ عمرہ چھوڑ دیں اور حج مفرد بجالائیں۔ پھر حج کے بعد اس کی قضا کا حکم دیا اور عمرہ تنعیم قضا تھی عمرہ سابقہ کی اور یہ مسلک ہے ابو حنیفہ اور ان کے اتباع کا اور اس قول کے موافق یہ عمرہ اُن پر واجب تھا اور قول اول کی رو سے جائز اور جو متمتعہ حائضہ ہو جائے اس کا انہیں دونوں قول کے موافق حال ہے کہ یا تو حج کو عمرہ پر ملا کر قارنہ ہو جائے یا عمرہ کو چھوڑ کر مفردہ ہو جائے اور پھر اس کی قضا کرے۔

تیسرے یہ کہ جب وہ قارنہ ہوگئیں تو ایک عمرہ مفردہ الگ بجالانا ضرور ہوا اسلئے

کہ عمرہ قارن کا عمرہ اسلام کو کافی نہیں اور یہ ایک روایت ہے احمد کی دونوں روایتوں میں سے۔

چوتھے یہ کہ وہ مفردہ تھیں اور طواف قدوم سے بہ سبب حیض کے باز رہیں اور افراد ہی بجالائیں یہاں تک کہ پاک ہوئیں اور حج پورا کیا اور یہ عمرہ تنعیم عمرہ اسلام تھا اور یہ مسلک ہے قاضی اسمٰعیل بن اسحاق وغیرہ کا مالکیہ میں سے اور یہ مسلک مترجم کے نزدیک نہایت ہی ضعیف ہے بہ نسبت اور مسالک کے تنصیص کی ہے اس کے ضعف پر ابن قیم وغیرہ نے انتہٰی۔

بہر حال اس عمرہ سے اور اس روایت سے جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بڑے بڑے اصول مناسک معلوم ہوئے کہ جزائے خیر دیوے اللہ تعالیٰ ہماری ماں کو اور بلند کرے درجہ ان کا اعلیٰ علیین میں۔

اوّل یہ کہ معلوم ہوا کہ قارن کو ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے عمرہ اور حج دونوں کے لئے۔

دوسرے یہ کہ طواف قدوم ساقط ہو جاتا ہے حائضہ سے اور حال صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جو جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا وہ اصل اصیل ہے اس مسئلہ کی۔

تیسرے یہ کہ داخل وشامل کر دینا حج کا عمرہ پر حائضہ کو جائز ہے جیسے طاہر کو جائز ہے اور کیوں نہ ہو کہ وہ زیادہ تر اس کی محتاج ہے اس لئے کہ معذور ہے

چوتھے یہ کہ حائضہ سب افعال حج بجالائے سوا طواف کے۔

پانچویں یہ کہ تنعیم حل میں ہے۔

چھٹے یہ کہ دو عمروں کا ایک سال میں بلکہ ایک ماہ میں بجالانا روا ہے۔

ساتویں یہ کہ متمتع جب فوت کا خوف رکھتا ہو تو اس کو روا ہے کہ حج کو عمرہ پر داخل کرے۔ اور یہ روایت اس مسئلہ کی اصل ہے۔

آٹھویں یہ کہ مکہ سے عمرہ کے لئے یہ روایت اصل ہے اور جو اس کو مستحب جانتا ہے اس کے ہاتھ میں اس روایت کے سوا اور کوئی دلیل نہیں اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی مکہ سے باہر نکل کر عمرہ نہیں کیا نہ کسی اور صحابی نے جو آپ کے ساتھ تھے سوا جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اور عمرہ مکیہ والیوں نے اسی روایت کو اپنے اس قول کی دلیل ٹھیرایا ہے کہ مکی کو حل میں جانا ضرور ہے احرام عمرہ کے لئے حالانکہ اس میں کوئی باہر جانے کے وجوب پر ہرگز دلالت نہیں اس لئے کہ عمرہ جناب صدیقہ کا یا تو عمرہ قضا تھا اس عمرہ کے عوض میں جو انہوں نے ترک کیا تھا ان لوگوں کے

قول کے موافق جو اس کو واجب کہتے ہیں جیسے ہم نے اوپر تصریح کر دی ہے یا زیادت محض تھی صرف اُن کی دلجوئی کے لئے اس کے قول کے موافق جو اُن کو قارن کہتا ہے حالانکہ طواف اور سعی ان کے دونوں کو کافی ہو چکی تھی (صرح بذلک کلھا ابن القیم فی زاد المعاد)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُلَبِّي لَا نَذْكُرُ حَجًّا وَّلَا عُمْرَةً وَّسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لبیک پکارتے ہوئے نہ ارادہ خاص حج کا رکھتے تھے نہ خاص عمرہ کا۔ اور بیان کی راوی نے باقی حدیث مثل روایت منصور کے جو اوپر گذری۔

فائدہ۔ کہا ہمارے محقق زماں شیخ ابن قیم علیہ الرحمۃ والغفران نے زاد المعاد میں کہ مطلق احرام باندھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بلا تعین نسک کے یہ ایک قول ہے امام شافعی کا اُن کے دو قولوں میں سے کہ تصریح کی ہے انہوں نے اس کی کتاب اختلاف حدیث میں اس کے بعد مفصل قول شافعی کا نقل کیا اور تصریح کی ہے شیخ مذکور نے اس کتاب میں جا بجا اس پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے اور یہی صحیح ہے محدثین کے نزدیک اور جو قائل ہیں کہ آپ کا احرام مطلق تھا بغیر تعین نسک کے اُن کے اعذار میں سے یہ روایت بھی ہے جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جس کے ذیل میں ہم فائدہ لکھ رہے ہیں کہ یہی روایت ہم بخاری میں بھی مروی ہوئی ہے۔ اور طاؤس نے بھی اس مضمون کو روایت کیا ہے کہ ہم نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور آپ نہ حج کا نام لیتے نہ عمرہ کا اور حکم الٰہی کے منتظر تھے کہ حکم الٰہی صفا اور مروہ کے بیچ میں اترا۔ اور جابر رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کی ہے کہ ہم نے عمل کیا جو آپ نے کیا۔ اور آپ نے لبیک پکاری توحید کے ساتھ پھر ذکر کیا تلبیہ کا اور کہا کہ لوگوں نے بھی وہی تلبیہ کہا جو آپ نے کہا۔ غرض ان روایتوں میں کسی نسک کی تعیین نہیں ہے۔ پھر اس کا جواب دیا ہے کہ ان روایتوں میں کوئی ایسی بات مروی نہیں جو اُن روایتوں کے مخالف ہو جن میں تعیین آپ کے نسک کی مذکور ہے۔ اب سنو کہ روایت طاؤس کی تو مرسل ہے اور وہ معارض نہیں ہو سکتی اُن روایات صحیحہ متصل الاسناد کے جو ثبوت تعین کے باب میں مروی ہو چکی ہیں اور طاؤس کی روایت کا اتصال سند نہ کسی طریق صحیح سے معلوم ہوتا ہے نہ حسن سے اور اگر صحیح بھی ہو تو جس حکم الٰہی کے آپ منتظر تھے وہ میقات سے پیشتر آپ کو

پہنچا اور آپ کے پاس ایک فرشتہ پروردگار عالم کی طرف سے آیا اور اس نے کہا تم اُس وادی مبارک میں نماز ادا کرو اور کہو عمرہ ہے حج میں ملا ہوا۔ غرض یہ حکم الٰہی آپ کو قبل احرام کے پہنچ چکا اور آپ قِران کا احرام باندھ چکے۔ اور طاؤس اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ حکم الٰہی آپ پر صفا اور مروہ کے بیچ میں اُترا اور یہ حکم اور ہے اُس حکمِ اول کے سوا جو آپ کو وادی عقیق میں اُترا تھا (یعنی قبل احرام) اور یہ حکم جو صفا اور مروہ پر اُترا یہ فسخ حج کا حکم ہے کہ آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ حج کو عمرہ بجا لاکر فسخ کر دیں جن کے ساتھ ہدی نہ ہو اور یہیں پر آپ نے فرمایا کہ اگر پہلے سے میں جانتا اپنے کام کو جس کو میں نے آخر میں جانا تو ہدی ساتھ نہ لاتا (یعنی آرزو کی احرام کے کھول ڈالنے کی مگر بہ سبب ہدی نہ لانے کے مجبور تھے اور یہ آرزو اس لئے تھی کہ اس میں امت کی آسانی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی دلجوئی اور اُن کی موافقت تھی) اور یہاں آپ نے فسخ حج کا حکم وجوب کے طور پر دیا۔ اور جب صحابہ نے تامل کیا تو آپ نے فرمایا وہی کرو جو میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔ باقی رہا یہ فرمانا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نہ خیال رکھتے تھے ہم حج کا نہ عمرہ کا۔ یہ اگر محفوظ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات احرام سے پہلے تھی اور نہیں تو آپ کے کلام میں مخالفت ہوگی کہ اور روایات صحیحہ میں آچکا ہے کہ کچھ لوگوں نے ہم میں سے حج کا کچھ لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اور آپ نے بھی خود احرام عمرہ کا باندھا تھا۔ اور یہ جو ام المومنین رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم لبیک پکارتے تھے نہ حج کا خیال تھا نہ عمرہ کا یہ بھی احرام سے پہلے تھا۔ اور یہ اُن سے کہیں مروی نہیں کہ مکہ تک ہمارا یہی حال تھا کہ یہ محض باطل ہے یقیناً۔ اور جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لبیک سنا ہے اور حج اور عمرہ کا بیان کیا ہے اُن کی روایتیں کیوں کر رد کی جائیں گی اور یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحیح بھی ہو تو انتہا درجہ اس کا یہ ہوگا کہ ان کو صحابہ کا لبیک جو میقات پر ہوا یاد نہ رہا اور مرد بہ نسبت عورتوں کے اس سے زیادہ واقف ہیں دیگر اس کہنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ ہماری ماں نے خود تصریح کر دی ہے کہ بعض ہم میں سے عمرہ کا احرام باندھے تھے اور بعض حج کا) اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو مروی ہے کہ آپ نے توحید کا لبیک پکارا تو اس میں نہ الفاظ لبیک کے مروی ہیں نہ عدم تعیین نسک کے اور روایات اثبات تعیین میں ایک زیادت ہے اور زیادت ثقات کی مقبول ہے انتہٰے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

لِاَرْبَعٍ مَّضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ اَوْخَمْسٍ فَدَخَلَ عَلَيَّ وَهُوَ غَضْبَانُ فَقُلْتُ مَنْ اَغْضَبَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ قَالَ اَوَمَا شَعَرْتِ اَنِّيْ اَمَرْتُ النَّاسَ بِاَمْرٍ فَاِذَا هُمْ يَتَرَدَّدُوْنَ قَالَ الْحَكَمُ كَاَنَّهُمْ يَتَرَدَّدُوْنَ اَحْسِبُ وَلَوْاَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْهَدْيَ مَعِيْ حَتّٰى اَشْتَرِيَهُ ثُمَّ اَحِلُّ كَمَا حَلُّوْا

صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحجہ کی چوتھی یا پانچویں کو آئے اور میرے پاس تشریف لائے غصہ میں بھرے ہوئے۔ میں نے عرض کی کہ آپ کو کس نے غصہ دلایا اے اللہ کے رسول! اُس کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں ڈالے۔ آپ نے فرمایا کہ تم نہیں جانتی ہو کہ میں نے لوگوں کو ایک کام کا حکم دیا اور وہ اس میں تردد کرتے ہیں۔ حکم نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ نے فرمایا گو یا وہ تامل کرتے ہیں۔ اور فرمایا کہ اگر میں پہلے سے جانتا ہوتا اپنے کام کو جو میں نے بعد میں جانا تو ہدی کو اپنے ساتھ نہ لاتا (اس قول سے معلوم ہوا کہ انبیاء کو علم غیب نہیں) اور یہاں مکہ میں خرید لیتا اور ان لوگوں نے جیسا احرام کھول ڈالا ہے ویسا ہی میں بھی کھول ڈالتا۔

فائدہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غصہ اس نظر سے تھا کہ آپ کے حکم میں تردد کرنا شیوہ ایمان نہیں۔ اور ایمانداری کی بات یہی ہے کہ جب امر دین میں آپ کا حکم معلوم ہو جائے کسی بھی امتی کو تو اُس کو دل سے ماننا اور اسیکو بہتر وافضل جاننا ضرور ہے اور اُسی پر عمل کرنا اولیٰ اور الندب ہے اور یہی مضمون ہے اس آیت کا فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ اور یہ حکم عام ہے تمام اہل اسلام کو قیامت تک اور تامل اور تردد کی جگہ مجتہدوں اور مولویوں اور درویشوں کی باتیں ہیں جن میں احتمال خطا کا موجود ہے نہ رسول معصوم میں جن کا دامن احتمال خطا کی آلایشوں سے پاک ہے اور رسول کی بات کو محل تردد و تامل جاننا نقص ایمان ہے اور زوال ایقان اور شریعت کی بے ادبی ہے۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو رسول کے حکم میں ذرا بھی تردد کرے اس کے لئے بد دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ اسے جہنمی کرے دوزخ میں ڈالے روسیاہ کرے روا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ دعا کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو منع نہیں فرمایا یہاں سے مقلدان متعصبین کو کوسنا روا ہوا اور اُن کا حال بدمآل کھل گیا (نووی) اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ افسوس کرنا کسی امر دین کے فوت ہونے پر روا ہے اور لَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ میں داخل نہیں۔ اور نہ اس حدیث میں جو حضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمائی کہ اگر کا لفظ کہنا شیطان کا دروازہ کھولنا ہے۔ اور معلوم ہوا کہ یہ آیت اور حدیث کا مطلب ہے کہ دنیا کی نعمتیں فوت ہونے پر افسوس نہ کرے کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا اور اس تقریر سے حدیثوں میں اور آیت میں مطابقت ہوگی

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَرْبَعٍ أَوْ خَمْسٍ مَّضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ بِمِثْلِ حَدِيثِ غُنْدَرٍ وَلَمْ يَذْكُرِ الشَّكَّ مِنَ الْحَكَمِ فِي قَوْلِهِ يَتَرَدَّدُوْنَ ترجمہ۔ وہی مضمون ہے۔ مگر اس میں حکم راوی کا شک مذکور نہیں تامل کے ذکر میں۔

فائدہ۔ غرض ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ آپ چوتھی تاریخ ذی الحجہ کی مکہ میں داخل ہوئے اور نو یا دس دن میں پہنچے اور نکلنا آپ کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں فلا نعودہٗ اور ذی طوی میں جس کو آبار الزہرا کہتے ہیں اتوار کی شب کو اُترے اور صبح کی نماز وہیں ادا کی پھر اتوار کے دن غسل کیا اور مکہ کو چلے اور دن میں اعلائے مکہ سے ثنیۃ العلیا سے جو حجون کے قریب ہے داخل مکہ ہوئے (ثنیہ ٹیلا علیا بلند اور اوپر کا حجون میں پہلے حائے حطی ہے پھر جیم ایک مقام کا نام ہے) اور عمروں میں مکہ کی نیچے کی جانب داخل ہوتے تھے اور حج میں اوپر کی جانب سے داخل ہوئے اور نکلے نیچے کی جانب سے پھر مسجد میں چاشت کے وقت داخل ہوئے۔ اور طبرانی نے کہا کہ جب آپ کی نظر بیت اللہ کی طرف پڑتی تھی دعا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّتَكْرِيْمًا وَّمَهَابَةً۔ پھر جب مسجد میں آئے تحیۃ المسجد نہیں پڑھی اس واسطے کہ مسجد الحرام کی تحیت طواف ہے۔ اور جب حجر اسود کے سامنے آئے اسے استلام کیا (استلام ہاتھ سے یا لکڑی سے چھونا یا بوسہ دینا یا ہاتھ سے چھو کر ہاتھ کو یا لکڑی سے چھو کر لکڑی کو بوسہ دینا) اور حجر اسود سے رکن یمانی کی طرف نہیں بلکہ باب کعبہ کی طرف گئے اور طواف شروع کیا اور ہاتھ نہیں اٹھائے اور نہ زبان سے طواف کی نیت کی اور نہ تکبیر کہی جیسے نماز کے لئے کہتے ہیں جیسے عوام الناس سنت کے نہ جاننے والے کرتے ہیں اور یہ امور سب بدعات و منکرات میں سے ہیں (زاد المعاد)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا أَنَّهَا أَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ فَقَدِمَتْ مَكَّةَ وَلَمْ تَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى حَاضَتْ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا وَقَدْ أَهَلَّتْ بِالْحَجِّ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّفْرِ يَسَعُكِ طَوَافُكِ لِحَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ فَأَبَتْ فَبَعَثَ بِهَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے احرام باندھا عمرہ کا اور آئیں اور طواف نہیں کیا تھا کہ حائضہ ہو گئیں پھر سب مناسک حج کے ادا کئے حج کا احرام باندھ کر۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منیٰ سے کوچ کے دن کہ تمہارا طواف حج اور عمرہ دونوں کو کافی ہو گا

انہوں نے اس بات سے اپنی خوشی ظاہر نہ کی تو آپ نے عبدالرحمٰن کے ساتھ بھیجدیا تنعیم کو کہ بعد حج کے عمرہ لائیں۔

فائدہ۔ اس روایت میں تصریح ہوگئی کہ انہوں نے عمرہ چھوڑا نہیں صرف اس کے اعمال میں بہ سبب حیض کے دیر کی اور معلوم ہوا کہ قارن کو ایک ہی طواف وسعی عمرہ وحج دونوں کے لئے کافی ہو جاتی ہے۔ اور معلوم ہوا کہ عمرہ پر حج کو داخل کرنا جائز ہے اور معلوم ہوا کہ عمرہ تنعیم صرف انکی دل خوشی کیلئے تھا ورنہ طواف دونوں کو کافی تھا۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا حَاضَتْ بِسَرِفَ فَتَطَهَّرَتْ بِعَرَفَةَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجْزِئُ عَنْكِ طَوَافُكِ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَنْ حَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حیض ہوا سرف میں اور طہارت کی انہوں نے (یعنی غسل کیا وقوف کے لئے) عرفہ میں اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو طواف تمہارا صفا اور مروہ کا حج اور عمرہ دونوں کو کافی ہے (طواف سے سعی مراد ہے)

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَرْجِعُ النَّاسُ بِاَجْرَيْنِ وَاَرْجِعُ بِاَجْرٍ فَاَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ اَبِيْ بَكْرٍ اَنْ يَّنْطَلِقَ بِهَا اِلَى التَّنْعِيْمِ قَالَتْ فَاَرْدَفَنِيْ خَلْفَهُ عَلٰى جَمَلٍ لَّهُ قَالَتْ فَجَعَلْتُ اَرْفَعُ خِمَارِيْ اَحْسُرُهُ عَنْ عُنُقِيْ فَيَضْرِبُ رِجْلِيْ بِعِلَّةِ الرَّاحِلَةِ قُلْتُ لَهُ وَهَلْ تَرٰى مِنْ اَحَدٍ قَالَتْ فَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ اَقْبَلْنَا حَتّٰى انْتَهَيْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْحَصْبَةِ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ یا رسول اللہ کہ لوگ دو ثواب لیکر لوٹتے ہیں اور میں ایک لیکر تو آپ نے حکم دیا عبدالرحمٰن کو کہ ان کو لیجاؤ تنعیم تک اور وہ مجھے لے گئے اور اپنے اونٹ پر لے گئے اور مجھے اپنے پیچھے بٹھالیا اور میں اپنی اوڑھنی سے اپنی گردن کھولتی تھی اور عبدالرحمٰن (اس خیال سے کہ بے پردگی کیوں کرتی ہے) میرے پیر پر مارتے تھے اس ڈھب سے کہ کوئی جانے اونٹ کو مارتے ہیں اور میں ان سے کہتی تھی کہ یہاں تم کسی کو دیکھتے بھی ہو (یعنی یہاں کوئی نہیں ہے اس لئے میں نے اپنا سر کھول دیا ہے) پھر فرماتی ہیں کہ میں نے احرام باندھا عمرے کا اور پھر ہم لوٹ کر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچے اور آپ حصبہ میں تھے۔

فائدہ۔ ان روایتوں میں ایک طرح کا اختلاف معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لوٹ کر آنا ایک روایت میں تو یوں مذکور ہوا کہ جب وہ آئیں تو حضرت بلندی پر چڑھتے تھے اور یہ اترتی تھیں۔ دوسرے وہ اترتے تھے اور یہ چڑھتی تھیں اور ایک میں یوں ہے کہ جب وہ آئیں تو آپ اپنی منزل میں تھے محصب میں اور آپ نے اس کے بعد کوچ کا حکم دیا اور پھر طواف کیا بیت اللہ کا اور ایک میں یہ ہے کہ جب وہ

آئیں تو اُن کو محصب میں پایا (یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جیسے ابھی مذکور ہوا) اور تطبیق اس میں یہ ہے کہ اصل یہ ہے کہ آپ نے ایام تشریق کی اخیر راتوں میں ایک شب ان کو عمرہ کی طرف رخصت کیا اور فرمایا کہ ہم یہیں ملیں گے محصب میں۔ اور بعد ان کی روانگی کے آپ نے قصد کیا کہ طواف افاضہ سے فارغ ہو جائیں اور حضرت ام المومنین آپ سے جب ملیں کہ آپ فارغ ہو کر محصب میں آچکی تھیں۔ اور یہ جو فرمایا ام المومنین نے کہ پھر آپ نے کوچ کا حکم دیا۔ اس بیان میں تقدیم و تاخیر ہو گئی ہے۔ غرض طواف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ کی روانگی کے بعد تھا اور آپ فارغ ہو چکے تھے طواف سے قبل اُن کے آنے کے اور اس میں بھی تصریح ہے کہ حضرت عائشہ کے دل خوش کرنے کو تنعیم بھیجنا تھا ورنہ طواف اُن کا حج و عمرہ دونوں کو کافی تھا۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَہٗ اَنْ یُّرْدِفَ عَائِشَۃَ فَیُعْمِرَھَا مِنَ التَّنْعِیْمِ

ترجمہ۔ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم دیا ان کو کہ اپنے پیچھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بٹھا کر لیجائیں اور تنعیم سے عمرہ لے آئیں۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّہٗ قَالَ اَقْبَلْنَا مُھِلِّیْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِحَجٍّ مُّفْرَدٍ وَاَقْبَلَتْ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا بِعُمْرَۃٍ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِسَرِفَ عَرَکَتْ عَائِشَۃُ حَتّٰی اِذَا قَدِمْنَا طُفْنَا بِالْکَعْبَۃِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّحِلَّ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَکُنْ مَّعَہٗ ھَدْیٌ قَالَ فَقُلْنَا حِلُّ مَاذَا قَالَ الْحِلُّ کُلُّہٗ فَوَاقَعْنَا النِّسَآءَ وَتَطَیَّبْنَا بِالطِّیْبِ وَلَبِسْنَا ثِیَابَنَا وَلَیْسَ بَیْنَنَا وَبَیْنَ عَرَفَۃَ اِلَّا اَرْبَعُ لَیَالٍ ثُمَّ اَھْلَلْنَا یَوْمَ التَّرْوِیَۃِ ثُمَّ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی عَائِشَۃَ فَوَجَدَھَا تَبْکِیْ فَقَالَ مَا شَاْنُکِ قَالَتْ شَاْنِیْ اَنِّیْ قَدْ حِضْتُ وَقَدْ حَلَّ النَّاسُ وَلَمْ اَحْلِلْ وَلَمْ اَطُفْ بِالْبَیْتِ وَالنَّاسُ یَذْھَبُوْنَ اِلَی الْحَجِّ الْاٰنَ فَقَالَ اِنَّ ھٰذَا اَمْرٌ

ترجمہ۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آئے ہم احرام باندھے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج مفرد میں (شاید ان کا اور بعض صحابہ کا احرام ایسا ہی ہو اور حضرت تو قارن تھے) اور آئیں جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عمرہ کے احرام کے ساتھ یہاں تک کہ جب سرف میں پہنچے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہو گئیں۔ پھر جب ہم مکہ میں آئے طواف کیا کعبہ کا اور صفا اور مروہ کا اور حکم کیا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس کے ساتھ ہدی (قربانی) نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے ہم نے کہا کیا کہا کہ بالکل کھول ڈالے۔ کہا راوی نے کہ پھر ہم پڑ گئے عورتوں کے پاس (یعنی دھڑلے سے جماع کرنے لگے اور خوشبو لگائی اور کپڑے

كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاغْتَسِلِيْ ثُمَّ اَهِلِّيْ بِالْحَجِّ فَفَعَلَتْ وَوَقَفَتِ الْمَوَاقِفَ حَتّٰى اِذَا طَهَرَتْ طَافَتْ بِالْكَعْبَةِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ قَالَ قَدْ حَلَلْتِ مِنْ حَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ جَمِيْعًا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ اَنِّيْ لَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى حَجَجْتُ قَالَ فَاذْهَبْ بِهَا يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَاَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ وَذٰلِكَ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ

پہنچے اور ہمارے اور عرفہ میں چار شب کا فرق باقی تھا۔ پھر ترویہ کے دن (یعنی آٹھویں تاریخ ذی حجہ کی احرام باندھا یعنی حج کا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور ان کو روتے ہوئے پایا۔ پوچھا کیوں کیا حال ہے تمہارا۔ انہوں نے عرض کی کہ میں حائضہ ہو گئی اور لوگ احرام کھول چکے اور میں نے نہ احرام کھولا نہ طواف کیا بیت اللہ کا۔ اور لوگ اب حج کو چلے تو آپ نے فرمایا یہ تو ایک چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کی سب لڑکیوں پر لکھ دی ہے سو تم غسل کرو (یعنی احرام کے لئے) اور احرام باندھو حج کا۔ اور انہوں نے وہی کیا اور وقوف کیا وقوف کی جگہوں میں یہاں تک کہ جب طاہر ہوئیں تو طواف کیا بیت اللہ کا اور صفا اور مروہ کا اور آپ نے فرمایا کہ تمہارا احرام پورا ہو گیا حج اور عمرہ دونوں کا۔ تو انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں اپنے دل میں ایک بات پاتی ہوں کہ میں نے طواف نہیں کیا جب تک حج سے فارغ نہ ہوئی تو آپ نے فرمایا اے عبدالرحمن انکو تنعیم میں لے جا کر عمرہ کرا لاؤ۔ اور یہ معاملہ اس شب ہوا جب محصب میں ٹھہرے تھے۔

فائدہ۔ ان سب روایتوں میں یہ تصریح بخوبی ہو چکی کہ حیض جناب صدیقہ کا سرف میں تھا مگر یہ نہیں آیا کہ طہر کہاں ہوا۔ سو مجاہد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ وہ عرفات میں پاک ہوئیں۔ اور عروہ نے ان سے روایت کی کہ عرفہ کا دن آپہنچا اور وہ حائضہ تھیں اور ابن حزم نے کہا ہے کہ عرفہ میں پاک ہونے سے یہ مراد ہے کہ عرفات میں وقوف کے لئے غسل کیا اور ابھی تک حیض باقی تھا۔ پس ان دونوں روایتوں میں تطبیق ہو گئی۔ پھر اور عروہ نے ان سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں حائضہ تھی عرفہ کے دن اور مجاہد نے بھی اسی انتہا کو بیان کیا۔ غرض قول محقق یہی ٹھیرا کہ عرفہ تک حیض تھا اور عرفات کے وقوف کے لئے غسل کیا اور یوم النحر میں حیض تمام ہوا اسی کی تصریح کی ہے ابن قیم نے زاد المعاد میں اور یہی صحیح ہے۔

قولہ پھر ترویہ کے دن احرام باندھا۔ یہی مذہب ہے امام شافعی کا کہ جو مکہ میں ہو اور ارادہ حج کا کرے اُسے مستحب ہے کہ ترویہ کے دن احرام باندھے نہ اس کے آگے سے

قولہ سو تم غسل کرو الخ یعنی غسل احرام کا کرو۔ معلوم ہوا کہ مستحب ہے غسل کرنا احرام کے لئے خواہ عورت حائضہ ہو یا پاک۔ اور یہ حکم ہے ہر مرد و عورت کو۔ اور آپ نے

فرمایا کہ تمہارا احرام پورا ہوگیا حج اور عمرہ دونوں کا۔ اس سے تین مسئلے نکلے۔ اول یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قارنہ تھیں عمرہ کو بالکل چھوڑا نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ قارن کو ایک ہی طواف وسعی کافی ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور جمہور کا اور ابو حنیفہ نے اور ایک گروہ نے جن کا تمسک محض رائے ہے اور مخالفت احادیث صحیحہ سے کچھ باک نہیں رکھتے انہوں نے اس کا خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ اسکو دو طواف اور دو سعی لازم ہے۔ تیسرے یہ کہ سعی صفا اور مروہ کے طواف صحیح کے بعد چاہیئے اور طواف کئے پہلے نہیں ہو سکتی اسی لئے آپ نے ام المومنین کو جیسا طواف سے بسبب حیض کے روکا ویسا ہی سعی سے بھی روکا اور ابتدائے حیض حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہفتہ کا دن تھا سرف میں اور انتہا بھی اس کی ہفتہ کے دن ہوئی یوم النحر میں اس لئے کہ عرفہ کے دن حجۃ الوداع میں جمعہ تھا اور تیسری تاریخ ذی حجہ کو ابتدائے حیض تھی اور دسویں سال میں ہجرت کے یہ حج ہوا یہی ذکر کیا ہے ابن حزم نے کتاب حجۃ الوداع میں۔

عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا یَقُوْلُ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا وَھِیَ تَبْکِیْ فَذَکَرَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ اللَّیْثِ اِلٰی اٰخِرِہٖ وَلَمْ یَذْکُرْ مَا قَبْلَ ھٰذَا مِنْ حَدِیْثِ اللَّیْثِ ترجمہ۔ جابر رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث لیث کے مروی ہوا (یعنی جو اوپر گذری) مگر اس روایت میں اتنا ہی مضمون ہے جہاں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رونے کا ذکر ہے اور اس کے اوپر کا مضمون مذکور نہیں۔

عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فِیْ حَجَّۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَھَلَّتْ بِعُمْرَۃٍ وَّسَاقَ الْحَدِیْثَ بِمَعْنٰی حَدِیْثِ اللَّیْثِ وَزَادَ فِی الْحَدِیْثِ قَالَ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا سَھْلًا اِذَا ھَوِیَتِ الشَّیْءَ تَابَعَھَا عَلَیْہِ فَاَرْسَلَھَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ بَکْرٍ فَاَھَلَّتْ بِعُمْرَۃٍ مِّنَ التَّنْعِیْمِ قَالَ مَطَرٌ قَالَ اَبُو الزُّبَیْرِ فَکَانَتْ عَائِشَۃُ اِذَا حَجَّتْ صَنَعَتْ کَمَا صَنَعَتْ مَعَ نَبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج میں احرام عمرہ کا باندھا تھا اور حدیث روایت ہے مانند حدیث لیث کے۔ اور اتنا زائد بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نرم دل تھے جب ان سے جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کچھ فرمایش کرتی تھیں تو آپ مان لیتے تھے (یہ کمال اخلاق تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ اپنی بیبیوں کی خاطر داری فرماتے تھے اور ان کی فرمائشیں پوری کر دیتے تھے جب تک اللہ پاک کی نافرمانی نہو۔ اور جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کی خاطر تو سب سے زیادہ تھی۔ اللہ پاک اُن کا درجہ بلند کرے اعلیٰ علیین میں اور اُن سے راضی ہو اور ہم کو ان کی کفش برداری میں قبول فرمائے آمین یارب العالمین) غرض بھیجا ان کو عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے ساتھ اور وہ تنعیم سے عمرہ لائیں۔ مطر جو راوی ہیں انہوں نے ابوالزبیر سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب حج کرتی تھیں تو ویسا ہی کرتی تھیں جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج میں کیا تھا۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُہِلِّیْنَ بِالْحَجِّ مَعَنَا النِّسَاءُ وَالْوِلْدَانُ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَکَّۃَ طُفْنَا بِالْبَیْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَکُنْ مَّعَہٗ ھَدْیٌ فَلْیَحْلِلْ قَالَ قُلْنَا اَیُّ الْحِلِّ قَالَ الْحِلُّ کُلُّہٗ قَالَ فَاَتَیْنَا النِّسَاءَ وَلَبِسْنَا الثِّیَابَ وَمَسِسْنَا الطِّیْبَ فَلَمَّا کَانَ یَوْمُ التَّرْوِیَۃِ اَھْلَلْنَا بِالْحَجِّ وَکَفَانَا الطَّوَافُ الْاَوَّلُ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّشْتَرِکَ فِی الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ کُلُّ سَبْعَۃٍ مِّنَّا فِیْ بَدَنَۃٍ

ترجمہ۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کا لبیک پکارتے ہوئے۔ ہمارے ساتھ عورت اور بچے بھی تھے۔ پھر جب مکہ آئے طواف کیا بیت اللہ کا اور سعی کی صفا اور مروہ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا جس کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے اور حلال ہو جائے ہم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کیسا حلال ہونا۔ انہوں نے کہا پورا۔ پھر ہم عورتوں کے پاس آئے (یعنی جماع کیا) اور کپڑے پہنے اور خوشبو لگائی۔ پھر جب آٹھویں تاریخ ہوئی۔ حج کی لبیک پکاری اور کفایت کر گئی ہم کو سعی صفا اور مروہ کی جو کہ پہلے کی تھی اور حکم کیا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ شریک ہو جائیں اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی۔

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج چھوٹے نابالغ لڑکے کا بھی درست ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک اور شافعی اور احمد اور تمام علماء کا صحابہ اور تابعین سے اور جو لوگ ان کے بعد ہیں سب قائل ہیں کہ حج اس کا صحیح ہے اور وہ بھی ثواب پاتا ہے اور حج بالغ کے احکام اس پر جاری ہوتے ہیں مگر اتنا ہے کہ فرض اسلام سے وہ حج کافی نہیں ہوتا اور جب بالغ ہو تو اس کو حج پھر فرض ہوتا ہے بشرطیکہ زاد و راہ کی طاقت ہو جیسے اور وں پر فرض ہوتا ہے۔ اور ابو حنیفہ نے اس مسئلہ میں صریح جمہور علماء کے سلف سے خلف تک خلاف کیا اور صراحۃً خلاف حدیث کہا ہے اور

قائل ہوئے ہیں کہ نہ اس کا احرام صحیح ہے نہ حج اور نہ اس میں ثواب ہے اور نہ اس پر احکام حج مرتب ہوتے ہیں اور کہا ہے کہ حج اُس کا صرف اس واسطے ہے کہ اسے مشق ہو اور احکام سیکھے اور اس کے محظورات سے بچے حالانکہ یہ قول ایک ادنےٰ بچے کے نزدیک بھی صریح نادانی ہے اس لیئے کہ ہم کہتے ہیں کہ اس مشق کرنے اور احکام شرعیہ سیکھنے میں بھی اس کو ثواب ہے یا نہیں۔ اگر ثواب ہے تو ابو حنیفہ کا قول باطل ہو گیا جو اوپر کہا تھا کہ اس میں ثواب نہیں۔ اور اگر فرض کرو کہ ثواب نہیں ہے تو فعل عبث اور لغو ہے حالانکہ لغو وعبث سے شارع نے منع کیا اور مومنوں کی شان لغو سے بچنا ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ہ یعنی مومن وہ ہیں کہ لغو سے کنارہ کرتے ہیں پھر کیوں لائے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچوں کو اور کیوں کیا وہ فعل جو شریعت میں لغو تھا۔ غرض معلوم ہوا اس قول سے اور اکثر مسائل ابو حنیفہ سے کم مائگی اُن کی علم حدیث میں ورنہ مخالفت حدیث کی ایسے اکابر سے باوجود علم کے ممکن نہیں اور اسیطرح قائل ہوئے ہیں ابو حنیفہ کہ بچے کی نماز بھی صحیح نہیں اور اس کو حکم نماز کا صرف تعلیم کے لئے ہے اور اس میں بھی ہماری وہی تقریر ہے جو حج میں ہوئی۔ اور یہی حال ہے اُن کے نزدیک تمام عباداتوں کا۔ اور نووی نے کہا ہے کہ صواب اور صحیح مذہب اس میں جمہور کا ہے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ایک عورت نے ایک بچے کو اٹھایا اور عرض کی کہ یارسول اللہ اس کا حج ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں ۔ پھر مخالف حدیث کے جو مذہب یا قول یا فعل ہو وہ مردود ومطرود، دور از مقصود وسراسر نابہبود و خلاف مرضی معبود ہے۔

اور یہ جو فرمایا کہ کفایت کر گیا ہم کو سعی کرنا صفا اور مروہ کا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قارن جب پہلے سعی کر چکا تو طواف افاضہ کے بعد اس کو سعی کرنا ضرور نہیں بخلاف متمتع کے کہ اس کو طواف افاضہ کے بعد پھر دوبارہ سعی ضرور ہے۔

اور یہ جو فرمایا کہ اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہو گئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گائے اور اونٹ سات آدمیوں کو کافی ہے۔ اور گویا ایک گائے اور ایک اونٹ سات بکریوں کے برابر ہے۔ اور معلوم ہوا کہ شریک ہونا قربانی میں اور ہدی میں روا ہے۔ اور یہی قول ہے امام شافعی اور ان کے موافقین محدثین کا کہ ان کے نزدیک اونٹ میں شریک ہو سکتے ہیں خواہ وہ الگ الگ رہتے ہوں خواہ ایک گھر میں ہوں اور خواہ وہ سب مفترض ہوں خواہ متنفل اور خواہ وہ

سب تقرب کی نیت سے کرتے ہوں خواہ بعض ان میں کے گوشت کھانے کی نیت سے کرتے ہوں اور یہی مذہب مروی ہے ابن عمر اور انس سے اور یہی قول ہے احمد کا۔ اور امام مالک نے کہا اگر وہ ذبح و نحر بطور فرض کے ہو تو سب پر شراکت روا ہے اور بطور نفل کے ہو تو روا نہیں۔ اور ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ اگر قربت الٰہی کی نیت ہے تو شرکت روا ہے برابر ہے کہ قربت کی نوع میں اختلاف ہو یا اتفاق مگر بہر حال سب قربت چاہتے ہوں۔ اور اگر بعض ان میں کا گوشت کا ارادہ رکھتے ہوں تو شراکت روا نہیں مگر ان سب سے مذہب امام شافعی کا صحیح معلوم ہوتا ہے جب تک عدم جواز پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور برارت اصلیہ اُن کے مذہب کے ساتھ لگی ہوئی ہے جب تک کوئی دلیل معارض نہ پائی جائے اور صحابہ سے بھی یہی منقول ہے۔

عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ اَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَمَّا اَحْلَلْنَا اَنْ نُحْرِمَ اِذَا تَوَجَّهْنَا اِلٰى مِنًى قَالَ فَاَهْلَلْنَا مِنَ الْاَبْطَحِ

ترجمہ۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالے عنہما نے کہا حکم کیا ہم کو نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب ہم نے احرام کھول ڈالا کہ جب ہم منےٰ کو چلیں (یعنی آٹھویں تاریخ) تو لبیک پکاری ہم نے حج کی ابطح سے۔

فائدہ۔ ابطح کنکریلی زمین کو بھی کہتے ہیں اور یہاں ابطح سے ایک خاص میدان مراد ہے جو محصب سے قریب ہے۔ اور اس روایت سے شافعی نے استدلال کیا ہے کہ متمتع کو مستحب یہی ہے کہ احرام حج کا آٹھویں تاریخ باندھے۔ اور یہی حکم ہے اس کا جو مکہ سے حج کو چلے۔ اور مالک وغیرہ نے کہا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ اول ذی حجہ سے احرام باندھے۔

عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا اَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اِلَّا طَوَافًا وَّاحِدًا زَادَ فِيْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ ابْنِ بَكْرٍ طَوَافَهُ الْاَوَّلَ

ترجمہ۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ طواف نہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور نہ آپ کے اصحاب نے صفا اور مروہ میں مگر ایک بار زیادہ کیا محمد بن بکر کی روایت میں کہ وہی طواف اول۔

فائدہ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قارن تھے اور قارن کو ایک ہی بار سعی کافی ہے صفا اور مروہ کی اور جو متمتع ہو اس کو دو سعیاں ضرور ہیں اور اس میں صاف صراحۃً مذہب شافعی کی ہے کہ جو قارن ہو اُس کو ایک طواف

اور ایک سعی کافی ہے وہی طواف افاضہ کے وقت۔ اور یہی مذہب ہے ابن عمر اور جابر بن عبداللہ اور جناب عائشہ صدیقہ اور طاؤس اور عطار اور حسن بصری اور مجاہد اور مالک اور ابن ماجشون اور احمد اور اسحاق اور داؤد اور ابن منذر کا۔ اور اسی طرف گئے ہیں ابن تیمیہ اور ابن قیم اور یہی قوی ہے کہ بہت سی احادیث اس پر دال ہیں۔ اور ایک گروہ نے ان کا خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کو دو طواف اور دو سعیاں ضرور ہیں اور قائل ہیں اس کے شعبی اور نخعی اور جابر بن زید اور عبدالرحمٰن بن اسود اور ثوری اور حسن بن صالح اور ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم اور محکی ہوا ہے یہ قول علی اور ابن مسعود سے اور ابن منذر نے کہا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ قول ثابت نہیں اور یہ مذہب نصوص صریحہ نبی معصوم کے مخالف ہے اور اسی لئے غربائے احناف کی قسمت میں بھی آیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فِیْ نَاسٍ مَّعِیَ قَالَ اَھْلَلْنَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ خَالِصًا وَّحْدَہٗ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَّضَتْ مِنْ ذِی الْحِجَّةِ فَاَمَرَنَا اَنْ نَّحِلَّ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ اَحِلُّوْا وَاَصِیْبُوا النِّسَاءَ قَالَ عَطَاءٌ وَلَمْ یَعْزِمْ عَلَیْھِمْ وَلٰکِنْ اَحَلَّھُنَّ لَھُمْ فَقُلْنَا لَمَّا لَمْ یَکُنْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ عَرَفَةَ اِلَّا خَمْسٌ اَمَرَنَا اَنْ نُّفْضِیَ اِلٰی نِسَآئِنَا فَنَاْتِیَ عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاکِیْرُنَا الْمَنِیَّ قَالَ یَقُوْلُ جَابِرٌ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بِیَدِہٖ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی قَوْلِہٖ بِیَدِہٖ یُحَرِّکُھَا قَالَ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْنَا فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّیْ اَتْقَاکُمْ لِلّٰہِ وَاَصْدَقُکُمْ وَاَبَرُّکُمْ وَلَوْلَا ھَدْیِیْ لَحَلَلْتُ کَمَا تَحِلُّوْنَ وَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ اَسُقِ الْھَدْیَ

ترجمہ۔ عطار نے کہا سنا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے اور میرے ساتھ کئی شخص تھے کہ انہوں نے کہا کہ لبیک پکاری ہم سب اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقط حج کی۔ اور کہا عطار نے کہ کہا جابر نے پھر آئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم چوتھی ذی الحجہ کی صبح کو اور ہم کو حکم فرمایا کہ ہم احرام کھول ڈالیں۔ عطار نے کہا کہ پھر احرام کھول ڈالا اور عورتوں سے صحبت کی اور عطار نے کہا کہ یہ حکم اُن کو وجوب کے طور پر نہیں دیا بلکہ احرام کھولنا ان کو جائز کر دیا۔ پھر ہم نے کہا کہ اب عرفہ میں پانچ ہی دن باقی ہیں کہ حکم کیا ہم کو کہ ہم صحبت کریں اپنی عورتوں سے اور عرفات میں جائیں اس طرح سے کہ ہمارے آلتوں سے منی ٹپکتی ہو کہا عطار نے کہ جابر اپنے ہاتھ سے اشارہ

فَحَلُّوْا وَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَاَطَعْنَا قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ عَلِیٌّ مِّنْ سِعَایَتِهٖ فَقَالَ بِمَا اَهْلَلْتَ فَقَالَ بِمَا اَهَلَّ بِهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَهْدِ وَامْکُثْ حَرَامًا قَالَ وَاَهْدٰی لَهٗ عَلِیٌّ هَدْیًا فَقَالَ سُرَاقَةُ ابْنُ مَالِكِ ابْنِ جُعْشُمٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِعَامِنَا هٰذَا اَمْ لِاَبَدٍ فَقَالَ لِاَبَدٍ۔

کرتے تھے اور میں گویا کہ اب دیکھ رہا ہوں ان کے ہاتھ کو جیسے وہ ہلاتے تھے (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس عذر کی راہ سے احرام کھولنے میں تامل کیا) تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے بیچ میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تم بخوبی جان چکے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ نیک ہوں (پھر میرے حکم بجالانے میں کیا تامل ہے) اور اگر میرے ساتھ میری ہدی نہ ہوتی تو میں بھی احرام کھول ڈالتا جیسے تم کھول رہے ہو اور اگر مجھے پہلے سے یہ بات معلوم ہوتی جو بعد کو معلوم ہوئی تو میں ہدی ساتھ نہ لاتا۔ غرض پھر صحابہ نے احرام کھول ڈالا اور ہم سب نے آپ کی بات دل سے اور مان لی۔ عطاء نے کہا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر آئے حضرت علی رضی اللہ عنہ (اموال صدقات کی تحصیل لیکر جس کے لئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو بھیجا تھا یمن کی طرف۔ اور حقیقت میں یہ وہاں امیر ہو کر گئے تھے نہ صدقات کی تحصیل کے لئے اور شاید عاملوں نے ان کے سپرد کر دیئے ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا دیں ورنہ اموال صدقات بنی ہاشم کو لینا روا نہیں) پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم نے کیا احرام باندھا۔ انہوں نے عرض کی کہ جو اہلال ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یعنی میں نے لبیک میں یہی کہا کہ جو لبیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو وہی میری ہے یہ ویسی بات ہوئی جو نیت امام کی وہ میری) تو کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قربانی کرو اور محرم رہو۔ اور حضرت کے لئے ہدی لائے حضرت علیؓ اور سراقہ بن مالک بن جعشم نے کہا کہ یارسول اللہ کیا یہ حکم (یعنی حج کو فسخ کر دینا عمرہ کرکے) ہمارے اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے یہ امر جائز ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ کے لئے ہے۔

فائدہ۔ دوسری روایت میں آیا ہے کہ سراقہ بن جعشم اُٹھے اور عرض کی کہ یارسول اللہ کیا یہ ہمارے اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے واسطے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالیں اور فرمایا داخل ہو گیا عمرہ حج میں۔ دو بار یہی فرمایا۔ اور فرمایا کہ بلکہ یہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ اور نووی نے کہا ہے کہ علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے اور اس کے

چار معنے کہے ہیں۔ اوّل اور اصح معنے یہ ہیں اور جمہور بھی اسی کے قائل ہیں کہ معنے اس کے یہ ہیں کہ عمرہ بجالانا حج کے ایام میں جائز ہے قیامت تک (حالانکہ ایام جاہلیت میں ایام حج میں عمرہ کرنے کو بہت برا جانتے تھے) غرض آپ کو جاہلیت کی عادت کا باطل کرنا منظور تھا کہ وہ حج کے مہینوں میں عمرے کو ممنوع جانتے تھے۔ دوسرے معنے یہ ہیں کہ قران روا ہے اور تقدیر اس کلام کی یہ ہے کہ داخل ہو گئے افعال عمرے کے افعال حج میں قیامت تک۔ تیسرے تاویل یہ ہے بعض لوگوں کی کہ انہوں نے کہا کہ عمرہ واجب نہیں اور معنے اس کے یہ ہیں کہ عمرہ ساقط ہو گیا اور کہا انہوں نے کہ داخل ہونا اس کا حج میں یہ ہے کہ وجوب عمرے کا ساقط ہو گیا اور حج کی فرضیت نے اس کے وجوب کو ساقط کر دیا اور یہ ضعیف بلکہ باطل ہے اور سیاق صاف دلائل کرتا ہے کہ یہ تاویل غلط ہے۔ چوتھے یہ ہے کہ تاویل کی ہے بعض اہل ظاہر نے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ فسخ حج کا عمرہ کر کے جائز ہو گیا قیامت تک، اور اس کو نووی نے ضعیف کہا ہے تمام ہوا کلام نووی کا اور شیخ ابن قیم نے زاد المعاد میں اسی قول کو (یعنی چوتھے کو) باحسن وجوہ ثابت کیا ہے اور خلاصہ ان کی تقریر کا یہ ہے کہ روایت کیا ہے اس نسخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چودہ صحابیوں نے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حفصہ اور علی اور فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسمار بنت ابی بکر صدیق اور جابر بن عبد اللہ اور ابو سعید خدری اور برار بن عازب اور عبد اللہ بن عمر اور انس بن مالک اور ابو موسیٰ اشعری اور عبد اللہ بن عباس اور سترہ بنت سعید جہنی اور سراقہ بن مالک مدلجی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ پھر ان کی روایات صحیحہ حسنہ نقل کئے ہیں اور سراقہ بن مالک بن جعشم کی روایت جس میں مذکور ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ یہ ہمارے اسی سال کے لئے ہے اور آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ کے لئے ہے نقل کر کے کہا کہ اس لفظ اخیر میں صراحت ہو گئی کہ جو لوگ قائل ہیں کہ یہ خاصہ تھا صحابہ کا ان کا قول باطل ہے اس لئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف فرما دیا کہ یہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ اور برار بن عازب کی روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں پر غصہ بھی فرمایا جو احرام کھولنے میں تامل کرتے تھے اور اس کے بعد کہا کہ یہی مذہب ہے اہل بیت کا اور حبر امت ابن عباس کا اور ان کے یاروں کا اور ابو موسیٰ اشعری اور امام احمد بن حنبل کا اور عبد اللہ بن حسن عنبری قاضی بصرہ کا اور اہل ظاہر کا۔ اور سلمہ بن شبیب نے امام احمد بن حنبل سے کہا کہ آپ کی سب باتیں

اچھی ہیں مگر ایک بات انہوں نے کہی وہ کیا۔ سلمہ نے کہا کہ آپ فسخ حج بعمرہ کے قائل ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اے سلمہ میں تم کو عقل والا جانتا تھا میرے پاس گیارہ حدیثیں صحیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موجود ہیں اس بارہ میں میں ان کو تمہارے قول کے سبب سے کیوں کر چھوڑوں۔ پھر ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے تین عذر بیان کئے ہیں جو لوگ اس میں پیش کرتے ہیں۔ اول یہ کہ یہ منسوخ ہے۔ دوسرے مخصوص بصحابہ ہے۔ تیسرے بعض روایتیں اس کے معارض ہیں۔ پھر ان تینوں کے جوابات تو یہ دیئے ہیں اور بخوبی معنے چہارم کو یعنی جواز فسخ حج بعمرہ کو ثابت کیا ہے اور حق انہیں کے ساتھ ہے اور اہل ظاہر ہی کا مذہب صحیح وموافق روایات ہے۔ (فمن شاء فلیرجع الیہ ولینظر بعین الانصاف الی زاد المعاد)

عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ اَہْلَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَکَّۃَ اَمَرَنَا اَنْ نَّحِلَّ وَنَجْعَلَہَا عُمْرَۃً فَکَبُرَ ذٰلِکَ عَلَیْنَا وَضَاقَتْ بِہٖ صُدُوْرُنَا فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَا نَدْرِیْ اَشَیْءٌ بَلَغَہٗ مِنَ السَّمَآءِ اَوْ شَیْءٌ مِّنْ قِبَلِ النَّاسِ فَقَالَ اَیُّہَا النَّاسُ اَحِلُّوْا فَلَوْلَا الْہَدْیُ الَّذِیْ مَعِیَ فَعَلْتُ کَمَا فَعَلْتُمْ قَالَ فَاَحْلَلْنَا حَتّٰی وَطِئْنَا النِّسَآءَ وَفَعَلْنَا مَا یَفْعَلُ الْحَلَالُ حَتّٰی اِذَا کَانَ یَوْمُ التَّرْوِیَۃِ وَجَعَلْنَا مَکَّۃَ بِظَہْرٍ اَہْلَلْنَا بِالْحَجِّ

ترجمہ۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ لبیک پکاری ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کی پھر جب ہم مکہ میں آئے تو آپ نے حکم دیا ہم کو کہ ہم احرام کھول ڈالیں اور اس احرام کو عمرہ کر ڈالیں (یعنی حج کو عمرہ کر کے فسخ کر دیں) اور یہ بات ہم پر گراں گذری اور ہمارے سینے اس سے تنگ ہوئے اور یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی۔ پھر ہم نہیں جانتے کہ آیا ان کو کوئی حکم آسمان سے آیا یا کوئی بات لوگوں سے پہنچی۔ غرض آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! احرام کھول ڈالو۔ اور اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں بھی وہی کرتا جو تم نے کیا ہے (یعنی عمرہ کر کے حج کو فسخ کرتا اور احرام کھول ڈالتا) تب تو ہم نے احرام کھول ڈالا یہاں تک کہ صحبت کی ہم نے عورتوں سے اور سب کام کئے جو بے احرام والے کرتے ہیں (یعنی خوشبو لگائی سیے ہوئے کپڑے پہنے۔ جماع کیا) پھر جب آٹھویں تاریخ ہوئی اور مکہ سے ہم نے پیٹھ موڑی (یعنی منٰے کو چلے) حج کا لبیک پکارا۔

عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّہٗ حَجَّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَامَ سَاقَ الْہَدْیَ مَعَہٗ وَقَدْ

ترجمہ۔ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حج کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جس سال کہ آپ کے ساتھ

أَهَلُّوا بِالْحَجِّ مُفْرَدًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحِلُّوا مِنْ إِحْرَامِكُمْ فَطُوفُوا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَصِّرُوا وَأَقِيمُوا حَلَالًا حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَأَهِلُّوا بِالْحَجِّ وَاجْعَلُوا الَّتِي قَدِمْتُمْ بِهَا مُتْعَةً قَالُوا كَيْفَ نَجْعَلُهَا مُتْعَةً وَقَدْ سَمَّيْنَا الْحَجَّ قَالَ افْعَلُوا مَا آمُرُكُمْ بِهِ فَإِنِّي لَوْلَا أَنِّي سُقْتُ الْهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي أَمَرْتُكُمْ بِهِ وَلَكِنْ لَا يَحِلُّ مِنِّي حَرَامٌ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ فَفَعَلُوا۔

ہدی تھی (یعنی حجۃ الوداع میں اس لئے کہ ہجرت کے بعد آپ نے ایک ہی حج کیا ہے) اور بعض لوگوں نے صرف حج مفرد کا احرام باندھا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم احرام کھول ڈالو۔ پھر لوگوں نے طواف کیا بیت اللہ کا اور سعی کی صفا اور مروہ کی اور بال کترائے اور احرام کھول کر رہے۔ پھر جب ترویہ کا دن ہوا (یعنی آٹھویں تاریخ ذی حجہ کی) تو لبیک پکاری حج کی اور آپ نے فرمایا کہ تم جو احرام لے کر آئے ہو اس کو متعہ کر ڈالو (یعنی اگرچہ وہ احرام حج کا ہے مگر عمرہ کر کے کھول لو اور پھر حج کر لینا تو یہ متعہ ہو جائے گا) اور لوگوں نے عرض کی کہ ہم کیونکر اسے متع کریں حالانکہ ہم نے نام لیا ہے حج کا۔ آپ نے فرمایا وہی کرو جس کا میں تم کو حکم دیتا ہوں اس لئے کہ میں اگر ہدی کو ساتھ نہ لاتا تو میں بھی ایسا ہی کرتا جیسا تم کو حکم دیتا ہوں مگر یہ کہ میرا احرام کھل نہیں سکتا جب تک کہ قربانی اپنے محل تک نہ پہنچے (یعنی ذبح نہ ہو لے) پھر لوگوں نے کیا۔

فائدہ۔ اس بیان میں مضمون آگے پیچھے ہو گیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ یہ سب گفتگو جو عمرہ کرنے اور احرام کھولنے میں اصحاب سے ہوئی وہ عمرے سے پہلے ہی ہوئی جیسا اور روایتوں میں آیا ہے اگرچہ اس کو راوی نے یہاں بعد بیان کیا ہے مگر اصل بات وہی ہے کہ یہ گفتگو ابتدا میں ہوئی ہے۔ غرض اس روایت میں تصریح ہے کہ پہلے لوگوں نے حج مفرد کا احرام باندھا تھا پھر عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا اور یہی فسخ حج بعمرہ ہے۔ اور اس کی تفصیل اوپر خوب گذری کہ قیامت تک یہ فسخ روا ہے اور صحیح مذہب بقول ابن قیم یہی ہے۔ اور نووی نے کہا ہے کہ اس میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ فسخ خاص تھا صحابہ کے ساتھ اور ان کے بعد کسی کو روا نہیں اور ان کو بھی اُس سال کے سوا اور برسوں میں روا نہ رہا۔ اور یہ قول ہے مالک اور شافعی اور ابو حنیفہ اور جماہیر سلف و خلف کا اور بعض نے کہا ہے کہ قیامت تک اسکا جواز باقی ہے کہ جو احرام حج کا باندھ کر آوے اور ہدی ساتھ نہ لاوے وہ عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے پھر یوم الترویہ میں حج کا احرام باندھے اور یہ قول ہے امام

احمد بن حنبل امیر المحدثین اور ایک گروہ کا اہل ظاہر میں سے۔ اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن قیم نے اور یہی مروی ہے چودہ صحابہ سے کہ آپ نے حکم فسخ دیا اور سراقہ بن جعشم نے آپ سے پوچھا کہ اسی سال کے لئے یہ حکم ہے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں قیامت تک کے لئے ہے اور اسی کی آرزو کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مگر بہ سبب سوق ہدی کے لاچار تھے۔

عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّجْعَلَهَا عُمْرَةً وَنَحِلَّ قَالَ وَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّجْعَلَهَا عُمْرَةً

ترجمہ۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے کہا کہ آئے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کی لبیک پکارتے ہوئے اور آپ نے ہم کو حکم فرمایا کہ ہم اسکو عمرہ کر ڈالیں اور احرام کھول لیں۔ اور آپ کے ساتھ قربانی تھی اس لئے آپ اس کو عمرہ نہ کر سکے۔

عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَاْمُرُنَا بِالْمُتْعَةِ وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْهٰى عَنْهَا قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِجَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَقَالَ عَلٰى يَدَيَّ دَارَ الْحَدِيْثُ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِلُّ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ بِمَا شَاءَ وَاِنَّ الْقُرْاٰنَ قَدْ نَزَلَ مَنَازِلَهٗ فَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ كَمَا اَمَرَكُمُ اللّٰهُ وَاَبِتُّوْا نِكَاحَ هٰذِهِ النِّسَاءِ فَلَنْ اُوْتٰى بِرَجُلٍ نَكَحَ امْرَاَةً اِلٰى اَجَلٍ اِلَّا رَجَمْتُهٗ بِالْحِجَارَةِ

ترجمہ۔ ابی نضرہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو ہم کو حکم کرتے تھے متعہ کا اور ابن زبیر اس سے منع کرتے تھے اور میں نے اس کا ذکر کیا جابر سے تو انہوں نے کہا یہ حدیث تو میرے ہاتھ سے لوگوں میں پھیلی ہے اور ہم نے تمتع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ پھر جب حضرت عمر خلافت پر قائم ہوئے تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے واسطے جو چاہتا تھا حلال کر دیتا تھا جس سبب سے کہ چاہتا تھا۔ اور قرآن کا ہر ایک حکم اپنی اپنی جگہ میں اترا ہے تو پورا کرو تم حج اور عمرہ کو اللہ کے واسطے جیسا کہ تم کو اللہ پاک نے حکم دیا ہے اور قطعی اور دائمی ٹھیراؤ ہمیشہ کے لئے نکاح اُن عورتوں کا (یعنی جن سے متعہ کیا گیا ہے یعنی ایک مدت معین کی شرط سے نکاح کیا گیا ہے) اور میرے پاس جو آئے گا ایسا کوئی شخص کہ اس نے کسی صورت سے نکاح کیا ہوگا ایک مدت معین تک تو میں اس کو ضرور پتھر سے ماروں گا۔

عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ فَافْصِلُوْا حَجَّكُمْ مِنْ عُمْرَتِكُمْ فَاِنَّهٗ اَتَمُّ لِحَجِّكُمْ وَاَتَمُّ لِعُمْرَتِكُمْ

ترجمہ۔ قتادہ سے اسی اسناد سے یہی حدیث مروی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جدا کرو حج کو اپنے عمرے سے اس لئے کہ اس میں حج بھی پورا ہوا اور تمہارا عمرہ بھی پورا ہوا (یعنی ہر ایک کو سفر میں الگ الگ بجالاؤ۔)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَدِمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَقُوْلُ لَبَّيْكَ بِالْحَجِّ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً

ترجمہ۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ آئے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور ہم لبیک پکار تھے حج کی اور حکم کیا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم اُس احرام حج کو عمرہ کرڈالیں۔

فائدہ۔ نووی نے کہا مازری سے منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس متعہ سے منع کیا ہے وہ کیا ہے۔ بعضوں نے کہا مراد اس سے فسخ کرنا حج کا ہے عمرہ کی طرف اور کسی نے کہا اشہر حج میں مطلق عمرہ بجالانا ہے اور پھر اس سال میں حج بھی کرنا۔ اور یہ اس لئے منع فرمایا کہ ترغیب دی آپ نے افراد کی کہ وہ افضل ہے۔ اور چونکہ اب امن ہو گیا ہے راہوں میں تو اولیٰ ہے کہ لوگ ایک ہی سفر میں دونوں نسک نہ بجالائیں۔ نہ اس نظر سے آپ نے منع فرمایا کہ تمتع حج کو باطل جانتے تھے یا اُس کی حرمت کے قائل تھے۔ اور قاضی عیاض کا قول ہے کہ ظاہر حدیث جابر اور عمران اور ابی موسیٰ کی اُس پر دال ہے کہ حضرت عمر نے حج کو فسخ کرنا عمرہ کرکے اسی سے منع فرمایا اور اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر مارتے تھے اور صرف تمتع پر نہیں مارتے تھے اور نہ اس پر کہ کوئی اشہر حج میں عمرہ بجالائے۔ اور مارنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس خیال سے تھا کہ وہ اور تمام صحابہ یہ خیال کرتے تھے کہ فسخ حج بعمرہ یہ خاص تھا اسی سال کے ساتھ جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ اس میں اختلاف نہیں کہ جو تمتع اس آیت میں مذکور ہے فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ اس سے یہی مراد ہے کہ اشہر حج میں عمرہ کرے اور حج کے قبل اور پھر اس سال حج بھی کرے اور تمتع میں قران بھی داخل ہے اس لئے کہ اس میں بھی ایک قسم کی برخورداری ہے کہ ایک ہی سفر میں جو اپنے وطن سے نکلا تو دونوں نسک بجالایا اور تمتع میں یہ بھی داخل ہے کہ حج کے احرام کو عمرہ کرکے کھول ڈالے جس کو فسخ حج بعمرہ کہتے ہیں (یعنی یہ تینوں معنے اس آیت میں ہو سکتے ہیں) تمام ہوا کلام قاضی عیاض

کا۔ نووی نے کہا میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما وغیرہما نے جو منع فرمایا متعہ سے اس سے مراد یہی ہے کہ عمرہ کرے اشہر حج میں اور پھر اُسی سال حج بھی کرے۔ اور اس نہی سے نہی تحریم اور بطلان مراد نہیں بلکہ نہی اولویت ہے کہ انہوں نے کہا اولیٰ یہ ہے کہ دونوں کو الگ الگ کرو اور غرض ترغیب دینا تھی افراد کی اور اب اجماع ہو گیا ہے علماء کا کہ افراد اور تمتع اور قران بغیر کراہت کے بلا تامل روا ہیں اور اختلاف اس کے افضل میں ہے کہ اولیٰ کون ہے۔ اور اوپر اس کی بحث ہو چکی ہے باقی رہا حضرت عمر کا متعہ نکاح کو منع فرمایا جو اس میں مذکور ہے تو وہ ایک مدت معین پر نکاح کرنا ہے اور وہ ابتدائے اسلام میں مباح تھا پھر منسوخ ہوا خیبر کے دن۔ پھر مباح ہوا فتح مکہ میں پھر منسوخ ہوا ایام فتح میں اور اس کی حرمت اب تک چلی آتی ہے اور قیامت تک چلی جائیگی۔ اور زمانہ اول میں اس میں کچھ اختلاف تھا (اس لئے کہ روایت حرمت بعض لوگوں کو نہ پہنچی تھی پھر وہ اختلاف مرتفع ہو گیا اور سب نے اس کی تحریم پر اجماع کیا اور تفصیل اس کی کتاب النکاح میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ) اور علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں کہا ہے کہ روایت کی اعمش نے فضیل بن عمرو سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس سے کہ تمتع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عروہ نے کہا کہ منع کیا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے متعہ سے تو ابن عباس نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اب یہ لوگ ہلاک ہوں گے۔ میں تو کہتا ہوں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور یہ کہتے ہیں کہ کہا ابوبکر و عمر نے اور عروہ نے ابن عباس سے کہا کہ تم ڈرتے نہیں ہو کہ رخصت دیتے ہو متعہ کی۔ تو ابن عباس نے کہا جا اپنی ماں سے پوچھ اے جھوٹے عروہ۔ تو عروہ نے کہا کہ ابوبکر و عمر نے تو کبھی متعہ نہیں کیا (یعنی تمتع حج کا) ابن عباس نے فرمایا اللہ کی قسم میں تم لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ تم باز نہ آؤ گے جب تک اللہ تعالیٰ تم کو عذاب نہ کرے گا میں تو تم سے حدیث بیان کرتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تم کہتے ہو کہ ابوبکر و عمر نے یوں کہا۔ تب عروہ نے کہا کہ وہ لوگ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تم سے زیادہ جانتے تھے اور تم سے زیادہ پیرو سنت تھے اور جواب دیا ہے ابو محمد بن حزم نے عروہ کی بات کا اس طور سے کہ ہم کہتے ہیں عروہ سے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو تم سے زیادہ جانتے تھے اور اسی طرح ابوبکر و عمر کے حال سے بھی تم سے زیادہ واقف تھے اور تم سے بہر حال بہتر تھے اور ان تینوں کے نزدیک تم سے اول تھے اور یہ تینوں اُن سے زیادہ قریب تھے بہ نسبت تمہارے کہ اس میں کوئی مسلمان ذرا بھی شک نہیں کر سکتا اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تم سے زیادہ علم والی تھیں اور تم سے زیادہ سچی تھیں۔ پھر ثوری کی سند

سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بیان کی کہ انہوں نے کہا کون امیر موسم ہوا ہے
لوگوں نے کہا ابن عباس۔ تو انہوں نے فرمایا کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ جاننے والے
ہیں حج کے احکام کو اور کہا ابو محمد ابن حزم نے کہ اور راویوں نے جو فضل اور علم اور
اصدق اور اوثق ہیں عروہ سے انہوں نے عروہ کے خلاف بیان کیا ہے۔ پھر بزار
کے طریق سے روایت کی ابن عباس سے کہ تمتع کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
اور ابو بکر و عمر نے۔ اور پہلے جس نے اس سے منع کیا وہ معاویہ ہیں اور روایت کی عبد
الرزاق کے طریق سے ابن عباس سے کہ تمتع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور
ابو بکر نے یہاں تک کہ وفات پائی۔ اور حضرت عمر نے اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی ایسا
ہی کیا اور پہلے جس نے اس سے منع کیا وہ معاویہ علیہ الرحمۃ ہیں۔ ابن قیم نے فرمایا کہ
یہ حدیث ابن عباس کی جو روایت کی جس میں معاویہ کا ذکر ہے اخراج کیا ہے اس کو احمد
نے مسند میں اور ترمذی نے اور حسن کہا ہے اس کو۔ پھر ذکر کی گئیں روایتیں حضرت
عمر سے جس مذکور ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر میں عمرہ کرتا تو حج کرتا اور
تمتع کرتا اور ثابت کیا ان کو باسانید معتبرہ متعددہ۔ پھر ذکر کیا جواب ابن تیمیہ رحمۃ اللہ
علیہ کا کہ فرمایا انہوں نے کہ حضرت عمر نے البتہ کبھی منع نہیں کیا متعہ سے بلکہ یوں فرمایا کہ
پورا حج تمہارا اور پورا عمرہ یہ ہے کہ دونوں کو الگ الگ بجا لاؤ۔ اور اختیار کیا انہوں نے
افضل امور کو اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک کو عمرہ اور حج میں سے جدا جدا سفر کے ساتھ
ادا کرے کہ اپنے شہر سے چل کر مکہ تک آئے اور یہ قران اور تمتع خاص سے کہ جو ایک
ہی سفر میں دونوں کی ادائی ہو جائے یعنی حج اور عمرہ کی افضل ہے اور تنصیص کی ہے
اس کی احمد اور ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی رحمہم اللہ نے اور فقہاء نے بھی اور یہ وہی
افراد ہے جو بجا لائے ہیں ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عمر اسی کو پسند کرتے
تھے لوگوں کے لئے اور ایسا ہی کہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے چنانچہ حضرت عمر اور علی
رضی اللہ عنہما یہی تفسیر کرتے تھے اس آیت کی وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ کہ اتمام ان کا یہ ہے
کہ احرام باندھے ہر ایک کے لئے اپنے گھر سے اور الگ سفر میں بجا لائے ہر ایک کو اس لئے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ہے کہ ثواب
تمہارا بقدر تمہاری تکلیف کے ہے۔ غرض جب عمرہ کر کے حاجی لوٹ گیا اپنے گھر کو
اور پھر وہاں سے احرام باندھ کر آیا اور حج کیا اور وہ عمرہ حج کے مہینوں سے بیشتر
ہوا تو یہ دونوں نسک پورے ہوئے۔ یا عمرہ کیا اس نے قبل اشہر حج کے اور مکہ میں
ٹھیرا رہا اور حج کیا تو یہ پورا حج و عمرہ ہوا۔ غرض یہ مذہب مختار تھا حضرت عمر کا اور اس میں
لوگوں نے غلطیاں کیں کہ انہوں نے متعہ سے منع کیا ہے اور کسی نے سمجھا کہ

متعہ فسخ کو منع کرتے ہیں اور کسی نے جانا کہ ترک اولیٰ کی نظر سے منع کرتے ہیں (جیسا نووی کے قول میں اوپر گذرا۔) اور یہ اس نے خیال کیا جس کے نزدیک افراد افضل ہے اور کسی نے معارضہ کیا روایات نہی کو روایات استحباب پر چنانچہ روایات دونوں قسم کی حضرت عمر سے اوپر گذر چکی۔ اور کسی نے سمجھا کہ اس مسئلہ میں اُن کے دو قول ہیں جیسے اور مسائل میں اُن کے دو قول ہیں۔ اور کسی نے نہی کو قول قدیم جانا اور پھر روایات جواز کو رجوع سمجھا جیسے ابن حزم کا مسلک ہے اور کسی نے اُن کے منع کو انکی رائے خیال کیا جیسے مروی ہے اسود بن یزید سے کہ میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ وقوف میں تھے عرفات کے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا خوب بالوں میں کنگھی کئے ہوئے اور خوشبو آتی ہوئی اس سے تو فرمایا کہ تو محرم ہے۔ اُس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ محرم کی یہی شکل ہوتی ہے۔ اُس کے بال پریشان خاک آلود چہرہ ہوتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں متمتع تھا اور میری بیوی میرے ساتھ ہے اور میں نے آج ہی احرام باندھا ہے تو یہیں سے۔ حکم فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ کوئی تمتع نہ کرے (الحدیث) اور اس سے واضح ہوا کہ یہ ایک رائے تھی ان کی ابن حزم نے کہا کہ کیا خوب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب کو اپنی سب بیبیوں سے جماع کیا اور پھر صبح کو احرام باندھا۔ اور اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ جماع حلال ہے احرام کے ایک لحظہ پیشتر بھی۔ غرض یہ رائے حضرت عمر کی مخالف ہدی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے کلام ابن قیم کا ایسا ہی ہے بنوع اختصار وبزیادۃ قلیلۃ۔

بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کا بیان

عَنْ جَعْفَرَ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَسَاَلَ عَنِ الْقَوْمِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَىَّ فَقُلْتُ اَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ فَاَهْوٰى بِيَدِهٖ اِلٰى رَاْسِىْ فَنَزَعَ زِرِّىَ الْاَعْلٰى ثُمَّ نَزَعَ زِرِّىَ الْاَسْفَلَ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ

ترجمہ۔ جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے گھر گئے اور انہوں نے سب لوگوں کو پوچھا یہاں تک کہ جب میری باری آئی تو میں نے کہا کہ میں محمد بن علی ہوں امام حسین کا پوتا سو انہوں نے میری

ثَدْيَيَّ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ شَابٌّ فَقَالَ مَرْحَبًا
بِكَ يَا ابْنَ اَخِيْ سَلْ عَمَّ شِئْتَ فَسَاَلْتُهٗ
وَهُوَ اَعْمٰى وَحَضَرَ وَقْتُ الصَّلٰوةِ فَقَامَ
فِيْ نِسَاجَةٍ مُلْتَحِفًا بِهَا كُلَّمَا وَضَعَهَا
عَلٰى مَنْكِبِهٖ رَجَعَ طَرَفَاهَا اِلَيْهِ مِنْ صِغَرِهَا
وَرِدَاؤُهٗ اِلٰى جَنْبِهٖ عَلَى الْمِشْجَبِ فَصَلّٰى
بِنَا فَقُلْتُ اَخْبِرْنِيْ عَنْ حَجَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِيَدِهٖ فَعَقَدَ
تِسْعًا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَكَثَ تِسْعَ سِنِيْنَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ اَذَّنَ
فِي النَّاسِ فِي الْعَاشِرَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجٌّ فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ
بَشَرٌ كَثِيْرٌ كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ اَنْ يَّاْتَمَّ بِرَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَعْمَلَ مِثْلَ
عَمَلِهٖ فَخَرَجْنَا مَعَهٗ حَتّٰى اَتَيْنَا ذَا الْحُلَيْفَةِ
فَوَلَدَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُّحَمَّدَ
ابْنَ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا
فَاَرْسَلَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَيْفَ اَصْنَعُ قَالَ اغْتَسِلِيْ وَ
اسْتَثْفِرِيْ بِثَوْبٍ وَّاَحْرِمِيْ فَصَلّٰى رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ
رَكِبَ الْقَصْوَآءَ حَتّٰى اِذَا اسْتَوَتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ
عَلَى الْبَيْدَآءِ نَظَرْتُ اِلٰى مَدِّ بَصَرِيْ
بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ رَّاكِبٍ وَّمَاشٍ وَّعَنْ
يَّمِيْنِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ وَعَنْ يَّسَارِهٖ مِثْلَ
ذٰلِكَ وَمِنْ خَلْفِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ وَرَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا
وَعَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْاٰنُ وَهُوَ يَعْرِفُ تَاْوِيْلَهٗ
وَمَا عَمِلَ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا بِهٖ فَاَهَلَّ

طرف (شفقت سے) ہاتھ بڑھایا اور
میرے سر پہ ہاتھ رکھا اور میرے اوپر
کی گھنڈی کھولی پھر نیچے کی گھنڈی کھولی
(یعنی شلوکے وغیرہ کی) اور پھر اپنی
ہتھیلی رکھی میرے سینے پر دونوں
چھاتیوں کے بیچ میں اور میں اُن دنوں
جوان لڑکا تھا۔ پھر کہا شاباش خوش رہو
اے میرے بھتیجے اور پوچھو مجھ سے
جو چاہو۔ پھر میں نے اُن سے پوچھا اور
وہ نابینا تھے اور اتنے میں نماز کا وقت
آگیا اور وہ کھڑے ہوئے ایک
چادر اوڑھ کر کہ جب اُس کے دونوں
کناروں کو دونوں کندھوں پر رکھتے
تھے تو وہ نیچے گر جاتے تھے اُس چادر
کے چھوٹے ہونے کے سبب سے اور
ان کی چادر بڑی تپائی پر رکھی تھی[۱]۔
پھر نماز پڑھائی انہوں نے ہم کو (یعنی
امامت کی) اور میں نے کہا کہ خبر دیجئے
مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
حج سے (یعنی حجۃ الوداع سے)
تو جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے
ہاتھ سے اشارہ کیا نو۹ کا اور کہا کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نو۹ برس
تک مدینہ منورہ میں رہے اور حج نہیں
کیا۔ پھر لوگوں میں پکار دیا دسویں سال
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج کو
جانے والے ہیں۔ پھر جمع ہو گئے مدینہ
میں بہت سے لوگ اور سب چاہتے
تھے کہ پیروی کریں رسول اللہ صلی اللہ

بِالتَّوْحِيْدِ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ
لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ
الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا
شَرِيْكَ لَكَ وَاَهَلَّ النَّاسُ بِهٰذَا
الَّذِيْ يُهِلُّوْنَ بِهٖ فَلَمْ يَرُدَّ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ شَيْئًا
مِّنْهُ وَلَزِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ تَلْبِيَتَهٗ قَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ
تَعَالٰى عَنْهُ لَسْنَا نَنْوِيْ اِلَّا الْحَجَّ لَسْنَا
نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ حَتّٰى اِذَا اَتَيْنَا الْبَيْتَ
مَعَهٗ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ فَرَمَلَ ثَلَاثًا
وَمَشٰى اَرْبَعًا ثُمَّ تَقَدَّمَ اِلٰى مَقَامِ اِبْرٰهِيْمَ
فَقَرَاَ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ
مُصَلًّى فَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ
الْبَيْتِ فَكَانَ اَبِيْ يَقُوْلُ وَلَا اَعْلَمُهٗ
ذَكَرَهٗ اِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ كَانَ يَقْرَاُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قُلْ
هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَقُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ
ثُمَّ رَجَعَ اِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهٗ ثُمَّ
خَرَجَ مِنَ الْبَابِ اِلَى الصَّفَا فَلَمَّا دَنَا
مِنَ الصَّفَا قَرَاَ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ
مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ اَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ
فَبَدَاَ بِالصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهِ حَتّٰى رَاَى
الْبَيْتَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَوَحَّدَ اللّٰهَ
وَكَبَّرَهٗ وَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ
لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ - لَا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ
عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

علیہ وآلہ وسلم کی اور ویسا ہی کام کریں
(حج کرنے ہیں)، جیسے آپ کریں۔
غرض ہم لوگ سب آپ کے ساتھ
نکلے یہاں تک کہ ذوالحلیفہ پہنچے اور
وہاں اسماء بنت عمیس جنیں اور محمد
ابو بکر کے بیٹے پیدا ہوئے - اور
انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے کہلا بھیجا - آپ نے فرمایا
کہ غسل کرلو اور لنگوٹ باندھ لو ایک
کپڑے کا اور احرام باندھ لو - پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے دو رکعت پڑھیں مسجد میں اور
سوار ہوئے قصوا اونٹنی پر
یہاں تک کہ جب آپ کو لیکر وہ سیدھی
ہوئی بیداء پر (وہ ایک مقام ہے
مثل ٹیلے کے) تو میں نے دیکھا
آگے کی طرف جہاں تک کہ میری نظر
گئی کہ سوار اور پیادے ہی نظر
آتے تھے اور اپنے داہنی طرف
بھی ایسی ہی بھیڑ تھی اور بائیں طرف
بھی ایسی ہی بھیڑ تھی اور پیچھے بھی ایسی
ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم ہمارے بیچ میں تھے اور آپ پر
قرآن شریف اترتا جاتا تھا اور آپ اس
کی حقیقت کو خوب جانتے تھے اور
جو کام آپ نے کیا وہی ہم نے بھی کیا
پھر آپ نے توحید کے ساتھ لبیک
پکاری اور کہا لبیک سے لاشریک لک
تک اور معنے اس کے اوپر ہو چکے ہیں

ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذٰلِكَ فَقَالَ مِثْلَ هٰذَا ثَلَاثَ
مَرَّاتٍ ثُمَّ نَزَلَ إِلَى الْمَرْوَةِ حَتَّى انْصَبَّتْ
قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْوَادِي سَعٰى حَتّٰى إِذَا
صَعِدَتَا مَشٰى حَتّٰى أَتَى الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ
عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا حَتّٰى
إِذَا كَانَ اٰخِرُ طَوَافٍ عَلَى الْمَرْوَةِ فَقَالَ
لَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا
اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ وَ
جَعَلْتُهَا عُمْرَةً فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ
لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ وَلْيَجْعَلْهَا
عُمْرَةً فَقَامَ سُرَاقَةُ ابْنُ جُعْشُمٍ
فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلِعَامِنَا هٰذَا أَمْ لِأَبَدٍ
فَشَبَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَصَابِعَهُ وَاحِدَةً فِي الْأُخْرٰى وَقَالَ
دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ مَرَّتَيْنِ لَا
بَلْ لِأَبَدِ أَبَدٍ وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ
بِبُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ
فَاطِمَةَ مِمَّنْ حَلَّ وَلَبِسَتْ ثِيَابًا
صَبِيْغًا وَاكْتَحَلَتْ فَأَنْكَرَ عَلَيْهَا ذٰلِكَ
فَقَالَتْ إِنَّ أَبِي أَمَرَنِي بِهٰذَا قَالَ فَكَانَ
عَلِيٌّ يَقُوْلُ بِالْعِرَاقِ فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَرِّشًا عَلَى
فَاطِمَةَ لِلَّذِي صَنَعَتْ مُسْتَفْتِيًا لِرَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيمَا ذَكَرَتْ
عَنْهُ فَأَخْبَرْتُهُ أَنِّي أَنْكَرْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهَا
فَقَالَ صَدَقَتْ صَدَقَتْ مَاذَا قُلْتَ
حِيْنَ فَرَضْتَ الْحَجَّ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُمَّ
إِنِّي أُهِلُّ بِمَا أَهَلَّ بِهٖ رَسُوْلُكَ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَإِنَّ مَعِيَ

اور لوگوں نے بھی یہی لبیک
پکاری جو اب لوگ پکارتے ہیں
(یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لبیک
میں کچھ لفظ بڑھا کر پکارے اور آپ
نے اُن کو روکا نہیں) اور آپ اپنی
ہی لبیک پکارتے رہے۔ اور جابر
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حج کے سوا
اور کچھ ارادہ نہیں رکھتے تھے اور عمرہ
کو پہچانتے ہی نہ تھے (بلکہ ایام حج
میں عمرہ بجالانا ایام جہالت سے بُرا
جانتے تھے) یہاں تک کہ جب ہم
بیت اللہ میں آئے آپ کے ساتھ
آپ نے چھوا رکن کو (یعنی حجر اسود کو)
اور طواف میں تین بار اُچھل اُچھل کر
چھوٹے چھوٹے ڈگ رکھ کر شانے
اُچھال اچھال کر چلے اور چار بار عادت
کے موافق چلے پھر مقام ابراہیم پر آئے
اور یہ آیت پڑھی وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ
اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى یعنی مقرر کرو مقام
ابراہیم کو نماز کی جگہ اور مقام کو اپنے
اور بیت اللہ کے بیچ میں کیا۔ پھر
میرے باپ کہتے تھے اور میں نہیں
جانتا کہ انہوں نے ذکر کیا ہو
مگر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے
ذکر کیا ہو گا کہ آپ نے پڑھیں دو
رکعتیں اور اُن میں قل ہو اللہ احد
اور قل یا ایہا الکافرون پڑھا۔ پھر
لوٹ کر گئے آپ حجر اسود کے پاس
اور اس کو بوسہ دیا اور نکلے اُس دروازہ

الْهَدْيَ فَلَا تَحِلَّ قَالَ وَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِي قَدِمَ بِهِ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ مِنَ الْيَمَنِ وَالَّذِي أَتَى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةً قَالَ فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوا إِلَّا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ تَوَجَّهُوا إِلَى مِنًى فَأَهَلُّوا بِالْحَجِّ وَرَكِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ مَكَثَ قَلِيلًا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ شَعْرٍ تُضْرَبُ لَهُ بِنَمِرَةَ فَسَارَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ إِلَّا أَنَّهُ وَاقِفٌ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَجَازَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتَّى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ فَأَتَى بَطْنَ الْوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ

سے جو صفا کی طرف ہے۔ پھر جب صفا کے قریب پہنچے (وہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو کعبہ کے دروازے سے بیس پچیس قدم پر ہے) تو یہ آیت پڑھی إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ (یعنی صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں) اور فرمایا آپ نے کہ ہم شروع کرتے ہیں جس سے شروع کیا اللہ تعالیٰ نے اور آپ صفا پر چڑھے یہاں تک کہ بیت اللہ کو دیکھا اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی اور اس کی بڑائی کی (یعنی لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہا اور کہا لا الٰہ الا اللہ سے ہزم الاحزاب وحدہ تک (یعنی کوئی معبود لائق عبادت کے نہیں سوا اللہ تعالیٰ کے اکیلا ہے وہ۔ پورا کیا اُس نے اپنا وعدہ (یعنی دین کے پھیلانے کا اور اپنے نبی کی مدد کا) اور مدد کی اس نے اپنے غلام کی (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی) اور شکست دی اُس نے اکیلے سب لشکروں کو پھر اس کے بعد دعا کی پھر ایسا ہی کہا پھر دعا کی۔ غرض تین بار ایسا ہی کیا پھر اُترے اور مروہ کی طرف چلے یہاں تک کہ جب آپ کے قدم میدان کے بیچ میں اُترے تو دوڑے یہاں تک کہ جب چڑھ گئے تو پھر آہستہ چلنے لگے

رَبِيعَةَ ابْنِ الْحَارِثِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا
فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَهُ هُذَيْلٌ وَرِبَا
الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَأَوَّلُ رِبًا
أَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ
الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ
فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ
أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَ
اسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ
اللّٰهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ
فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ
فَإِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ
ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ
رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِا
لْمَعْرُوفِ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ
تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ
كِتَابَ اللّٰهِ وَأَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي
فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ قَالُوا نَشْهَدُ
أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ
فَقَالَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا
إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ
اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثَ
مَرَّاتٍ ثُمَّ أَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى
الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ
يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَى
الْمَوْقِفَ فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ
إِلَى الصَّخَرَاتِ وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ
بَيْنَ يَدَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ
فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ

یہاں تک کہ مروہ پر پہنچے - پھر مروہ
پر بھی ویسا ہی کیا جیسے کہ صفا پر کیا
تھا (یعنی وہ کلمات کہے اور دُعا کی
قبلہ رخ کھڑے ہوکر یہاں تک کہ
جب طواف تمام ہوا مروہ پر (یعنی
سات شوط ہو چکے) تو آپ نے فرمایا
کہ مجھے اگر پہلے سے معلوم ہوتا اپنا کام
جو بعد معلوم ہوا تو میں ہدی ساتھ نہ لاتا
(اور مکہ ہی میں خرید لیتا) اور اپنے
اس احرام حج کو عمرہ کر ڈالتا تو اب
تم میں سے جس کے ساتھ ہدی نہ ہو
وہ احرام کھول ڈالے (یعنی طواف
وسعی تو ہو چکی اور عمرہ کے افعال
پورے ہو گئے) اور اسکو عمرہ کر لے
پھر سراقہ بن مالک بن جعشم کھڑے ہوئے
اور عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ حج کو عمرہ
کر ڈالنا ہمارے اسی سال کے لئے
خاص ہے یا ہمیشہ کے لئے اس کی
اجازت ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ
کے لئے اجازت ہے اور ہمیشہ
کے لئے ہے اور حضرت علی رضی اللہ
عنہ یمن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اونٹ
لیکر آئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ
عنہا کو دیکھا کہ اُن میں ہیں جنہوں نے
احرام کھول ڈالا اور رنگین کپڑے
پہنے ہوئی ہیں اور سرمہ لگائے ہوئی
ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بُرا
مانا تو انہوں نے فرمایا کہ میرے باپ
نے حکم فرمایا اس کا - پھر راوی نے کہا

وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيلًا حَتّٰى غَابَتِ
الْقُرْصُ وَاَرْدَفَ اُسَامَةَ خَلْفَهُ وَ
دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَقَدْ شَنَقَ لِلْقَصْوَاءِ الزِّمَامَ حَتّٰى
اَنَّ رَاْسَهَا لَيُصِيْبُ مَوْرِكَ رَحْلِهٖ وَ
يَقُوْلُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى اَيُّهَا النَّاسُ
السَّكِيْنَةَ السَّكِيْنَةَ كُلَّمَا اَتٰى
حَبْلًا مِّنَ الْحِبَالِ اَرْخٰى لَهَا قَلِيْلًا
حَتّٰى تَصْعَدَ حَتّٰى اَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى
بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِاَذَانٍ وَّاحِدٍ
وَّاِقَامَتَيْنِ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا
ثُمَّ اضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَصَلَّى الْفَجْرَ
حِيْنَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ بِاَذَانٍ وَّاِقَامَةٍ
ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى اَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ
فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَاهُ وَكَبَّرَهٗ
وَهَلَّلَهٗ وَوَحَّدَهٗ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا
حَتّٰى اَسْفَرَ جِدًّا فَدَفَعَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ
الشَّمْسُ وَاَرْدَفَ الْفَضْلَ ابْنَ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَكَانَ رَجُلًا
حَسَنَ الشَّعْرِ اَبْيَضَ وَسِيْمًا فَلَمَّا دَفَعَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَرَّتْ ظُعُنٌ يَّجْرِيْنَ فَطَفِقَ الْفَضْلُ
يَنْظُرُ اِلَيْهِنَّ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى وَجْهِ الْفَضْلِ
فَحَوَّلَ الْفَضْلُ وَجْهَهٗ اِلَى الشِّقِّ
الْاٰخَرِ يَنْظُرُ فَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ مِنَ الشِّقِّ
الْاٰخَرِ عَلٰى وَجْهِ الْفَضْلِ فَصَرَفَ

کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ عراق میں فرماتے
تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس گیا غصہ کرتا ہوا حضرت فاطمہ
پر اس احرام کھولنے کے سبب سے
جو انہوں نے کیا تھا پوچھنے کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی بات کو
جو میں نے ذکر کی اور آپ کو خبر دی
میں نے کہ میں نے بُرا جانا اُس کو
تو آپ نے فرمایا کہ فاطمہ نے
سچ کہا سچ کہا (یعنی میں نے ہی انکو
احرام کھولنے کا حکم دیا ہے) پھر آپ
نے فرمایا کہ تم نے کیا کہا جب حج کا
قصد کیا تو میں نے عرض کی کہ
میں نے کہا یا اللہ میں اہلال کرتا ہوں
اُس کا جس کا اہلال کیا ہے تیرے
رسول نے تو آپ نے فرمایا کہ میرے
ساتھ ہدی ہے (اس لئے میں نے
احرام نہیں کھولا) اب تم بھی احرام
نہ کھولو۔ کہا جابر رضی اللہ عنہ نے کہ
پھر وہ اونٹ جو حضرت علی یمن سے
لائے تھے اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے ساتھ لائے سب مل کر سو
اونٹ ہو گئے۔ کہا جابر رضی اللہ عنہ
نے کہ پھر سب لوگوں نے احرام کھول ڈالا
اور بال کترائے مگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے اور جن کے ساتھ قربانی تھی
(کہ وہ محرم ہی رہے) پھر جب ترویہ
کا دن ہوا (یعنی آٹھویں تاریخ ذی الحجہ
کی) تو سب لوگ منے کو چلے اور حج کی

وَجْهَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ يَنْظُرُ حَتّٰى أَتٰى بَطْنَ مُحَسِّرٍ فَحَرَّكَ قَلِيلًا ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيقَ الْوُسْطٰى الَّتِي تَخْرُجُ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى حَتّٰى أَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا مِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ رَمٰى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ ثَلَاثًا وَسِتِّينَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَعْطٰى عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَنَحَرَ مَا غَبَرَ وَأَشْرَكَهُ فِي هَدْيِهِ ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِي قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفَاضَ إِلَى الْبَيْتِ فَصَلّٰى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ فَأَتٰى بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَسْقُونَ عَلٰى زَمْزَمَ فَقَالَ انْزِعُوا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَوْلَا أَنْ يَغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَلٰى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ فَنَاوَلُوهُ دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ۔

لبیک پکاری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سوار ہوئے اور منیٰ میں ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء اور فجر (پانچ نمازیں) پڑھیں۔ پھر تھوڑی دیر ٹھیرے یہاں تک کہ آفتاب نکل آیا اور حکم فرمایا آپ نے اُس خیمہ کا جو بالوں کا بُنا ہوا تھا کہ لگایا جاوے نمرہ میں (کہ نام ہے ایک مقام کا) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور قریش یقین کرتے تھے کہ آپ مشعر الحرام میں وقوف کریں گے جیسے سب قریش کے لوگوں کی عادت تھی ایام جاہلیت میں اور آپ وہاں سے آگے بڑھ گئے یہاں تک عرفات پہنچے اور آپ نے خیمہ اپنا نمرہ میں لگا پایا اور اس میں اترے یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھل گیا آپ نے حکم فرمایا کہ قصوا اونٹنی کسی گئی اور آپ وادی کے بیچ میں پہنچے اور خطبہ پڑھا لوگوں پر اور فرمایا کہ تمہارے خون اور اموال ایک دوسرے پر حرام ہیں جیسے آج کے دن کی حرمت ہے اس مہینے کے اندر اس شہر کے اندر اور ہر چیز زمانہ جاہلیت میرے دونوں پیروں کے نیچے رکھ دی گئی (یعنی اُن چیزوں کا اعتبار نہ رہا) اور جاہلیت کے خون بے اعتبار ہو گئے اور پہلا وہ خون جو میں اپنے خونوں میں سے معاف کئے دیتا ہوں۔ ابن ربیعہ کا خون ہے کہ وہ دودھ پیتا تھا بنی سعد میں اور اس کو ہذیل نے قتل کر ڈالا (غرض میں اس کا بدلہ نہیں لیتا) اور اسی طرح زمانہ جاہلیت کا سود سب چھوڑ دیا گیا (یعنی کوئی اُس وقت کا چڑھا سود نہ لے نہ دے) اور پہلے جو سود (کہ ہم اپنے یہاں کے سود میں سے چھوڑ دیتے ہیں اور طلب نہیں کرتے) عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے اس لئے کہ وہ سب معاف کر دیا گیا اور تم لوگ اب ڈرو اللہ سے کہ عورتوں پر زیادتی نہ کرو اس لئے کہ اُن کو

تم نے اللہ پاک کی امان میں لیا ہے اور حلال کیا ہے تم نے انکے ستر کو اللہ تعالیٰ کے کلمہ
سے اور تمہارا حق اُن پر یہ ہے کہ تمہارے بچھونے پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں
(یعنی تمہارے گھر میں) جس کا آنا تم کو ناگوار ہو۔ پھر اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسا
مارو جو سخت چوٹ نہ لگے (یعنی ہڈی وغیرہ نہ ٹوٹے کوئی عضو ضائع نہو۔ حسن صورت
میں فرق نہ آوے کہ تمہاری کھیتی اُجڑ جائے) اور اُن کا حق تمہارے اوپر اتنا ہے
کہ روٹی ان کی اور کپڑا اُن کا دستور کے موافق تمہارے ذمہ ہے۔ اور تمہارے
درمیان چھوڑے جاتا ہوں میں ایسی چیز کہ اگر تم اسے مضبوط پکڑے رہو تو کبھی
گمراہ نہ ہو اللہ کی کتاب اور تم سے سوال ہوگا (قیامت میں) اور میرا حال پوچھا جاویگا
پھر تم کیا کہوگے تو سب نے عرض کی کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ نے
اللہ کا پیغام پہنچایا اور رسالت کا حق ادا کیا اور امت کی خیر خواہی کی۔ پھر آپ
نے اِشارہ کیا اپنی انگشت شہادت (کلمہ کی اُنگلی) سے کہ آپ اسے آسمان کی طرف
اُٹھاتے تھے اور لوگوں کی طرف جھکاتے تھے اور فرماتے تھے یا اللہ گواہ رہو۔
یا اللہ گواہ رہو۔ تین بار یہی فرمایا اور یونہی اشارہ کیا۔ پھر اذان اور تکبیر ہوئی
اور ظہر کی نماز پڑھی اور پھر اقامت کہی اور عصر پڑھی اور ان دونوں کے بیچ میں
کچھ نہیں پڑھا (یعنی وسنت وغیرہ) پھر سوار ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
یہاں تک کہ آئے کھڑے ہونے کی جگہ میں پھر اونٹنی کا پیٹ کر دیا پتھروں کی
طرف اور پگ ڈنڈی کو اپنے آگے کر لیا اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور کھڑے رہے
یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا اور زردی تھوڑی جاتی رہی اور سورج کی ٹکیا
ڈوب گئی۔ اور اُسامہ کو اپنے پیچھے بٹھالیا اور لوٹے اور مہار قصوار کی اس قدر
کھینچی ہوئی تھی کہ سر اُس کا کجاوہ کے آگے مورک میں لگ گیا تھا (مورک وہ جگہ
ہے جہاں سوار بعض وقت تھک کر اپنا پیر جو لٹکا ہوا رہتا ہے اس جگہ رکھتا ہے)
اور آپ سیدھے ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے کہ اے لوگو! بہ رسان رسان چلو
آرام سے۔ اور جب کسی ریت کی ڈھیری پر آجاتے (جہاں بھیڑ کم پاتے) تو ذرا مہار
ڈھیلی کر دیتے یہاں تک کہ اونٹنی چڑھ جاتی آخر مزدلفہ پہنچ گئے اور وہاں مغرب
اور عشاء پڑھی ایک اذان سے (جو مغرب سے پہلے کہی) اور دو تکبیروں سے اور
اُن دونوں فرضوں کے بیچ میں نفل کچھ نہیں پڑھے (یعنی سنت وغیرہ نہیں پڑھی)
پھر آپ لیٹ رہے یہاں تک کہ صبح برآمد ہوئی پھر فجر کی نماز ادا کی (سبحان اللہ
کیسے خادم ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ رات دن آپ کے سونے
بیٹھنے، اُٹھنے جاگنے کھانے پینے پر نظر ہے اور ہر فعل مبارک کی یادداشت و

حفاظت ہے اللہ تعالیٰ رحمت کرے اُن پر) جب فجر خوب ظاہر ہوگئی اذان اور تکبیر کے ساتھ پھر قصوا (اونٹنی) پر سوار ہوئے یہاں تک کہ مشعر الحرام میں آئے اور وہاں قبلہ کی طرف منہ کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ اکبر کہا اور لاالٰہ الا اللہ کہا اور اس کی توحید پکاری اور وہاں ٹھیرے رہے یہاں تک کہ روشنی ہوگئی بخوبی اور لوٹے آپ وہاں سے قبل طلوع آفتاب کے اور فضل بن عیاض کو اپنے پیچھے بٹھالیا اور فضل ایک نوجوان اچھے بالوں والا گورا چٹا خوبصورت جوان تھا۔ پھر آپ جب چلے تو ایک گروہ عورتوں کا ایسا چلا جاتا تھا کہ ایک ایک اونٹ پر ایک عورت سوار تھی اور سب چلی جاتی تھیں اور فضل ان کی طرف دیکھنے لگے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فضل کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا (اور زبان سے کچھ نہ فرمایا سبحان اللہ یہ اخلاق کی بات تھی اور نہی عن المنکر کس خوبی سے ادا کیا) اور فضل نے منہ اپنا دوسری طرف پھیر لیا اور پھر دیکھنے لگے (یہ ان کے کمال اطمینان کی وجہ تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق پر) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر اپنا ہاتھ اُدھر پھیر کر اُن کے منہ پر رکھ دیا تو فضل پھر دوسری طرف منہ پھیر کر پھر دیکھنے لگے یہاں تک کہ بطن محسر میں پہنچے تب اونٹنی کو ذرا چلایا اور بیچ کی راہ لی جو جمرہ کبریٰ پر جا نکلتی ہے یہاں تک کہ اُس جمرہ کے پاس آئے جو درخت کے پاس ہے (اور اسی کو جمرہ عقبہ کہتے ہیں) اور سات کنکریاں اس کو ماریں ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے۔ ایسی کنکریاں جو چٹکی سے ماری جاتی ہیں (اور دانہ باقلا کے برابر ہوں) اور وادی کے بیچ سے کھڑے ہو کر ماریں (کہ منیٰ اور عرفات اور مزدلفہ داہنی طرف اور مکہ بائیں طرف رہا) پھر نحر کی جگہ آئے اور تریسٹھ اونٹ اپنے دست مبارک سے نحر کئے (قربان دست و بازو بیت شوم) باقی حضرت علی کو دیئے کہ انہوں نے نحر کئے اور شریک کیا آپ نے اُن کو اپنی ہدی میں پھر حکم فرمایا کہ ہر اونٹ میں سے ایک ٹکڑا لیویں اور ایک ہانڈی میں ڈالا اور پکایا گیا۔ پھر آپ نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں نے اس میں سے گوشت کھایا اور اس کا شوربا پیا پھر سوار ہوئے اور بیت اللہ کی طرف آئے اور طواف افاضہ کیا اور ظہر مکہ میں پڑھی اور بنی عبد المطلب کے پاس آئے کہ وہ لوگ زمزم پر پانی پلا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا پانی بھرو اے اولاد عبد المطلب کی اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ بھیڑ کر کے تمھیں پانی نہ بھرنے دیں گے تو میں بھی تمھارا شریک ہو کر پانی بھرتا (یعنی جب آپ بھرتے سنت ہو جاتا تو پھر ساری امت بھرنے لگتی اور ان کی سقایت جاتی رہتی) پھر اُن لوگوں نے ایک ڈول آپ کو دیا اور آپ نے اُس میں سے پیا۔

فائدہ اس حدیث میں بڑے بڑے فائدے ہیں اور بہت قواعد اسلام ہیں اور یہ حدیث مسلم کی اکیلی حدیثوں میں سے ہے کہ بخاری میں نہیں ہے۔ اور ابو داؤد نے مثل مسلم کے روایت کی ہے۔ اور ابو بکر منذر نے ایک کتاب تصنیف کی ہے فقط اُس کے فائدوں میں اور اس سے ڈیڑھ سو سے اوپر مسئلے نکالے ہیں۔ اور اگر کوئی غور کرے تو اس سے بھی زیادہ پاوے اور اب اتنے ٹکڑے میں جو فوائد ہم ان کو ذکر کرتے ہیں۔

اول یہ کہ (جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہم جابر بن عبداللہ کے پاس گئے تو انہوں نے سب لوگوں کو پوچھا) جب لوگ ملاقات کو آویں تو ہر ایک کی خاطر کیجاوے اس کے مرتبے کے موافق جیسا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ خیال رکھو لوگوں کے مرتبے کا۔

دوسرے (میں نے کہا میں محمد بن علی امام حسین کا پوتا ہوں سو انہوں نے میری طرف شفقت سے ہاتھ بڑھایا) اس میں تعظیم اور خاطر داری ہے اہل بیت کی جیسے حضرت جابر نے دلجوئی کی محمد بن علی کی جو پوتے ہیں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

تیسرے جابر نے اُن سے فرمایا مرحبا خوش رہو اور شاباش۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو آوے اس کے دل خوشی کی کچھ بات کہنا۔

چوتھے نرمی اور اخلاق اور انس دینا اپنے ملاقاتیوں کو اور انکو محبت سے جرأت دینا کہ کچھ پوچھیں اور خوف نہ کریں اسی لئے حضرت جابر نے انکے سینے پر ہاتھ رکھا پھر فرمایا کہ پوچھو۔

پانچویں صاحب زادہ صاحب محمد نے جو یہ کہا کہ میں ان دنوں جوان تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وجہ اُن سے زیادہ محبت کرنے کی اور دلجوئی کی یہی تھی کہ وہ صغیر السن اور چھوٹے تھے اور اور بوڑھوں کے ساتھ یہ بات کہ سینہ پر ہاتھ رکھنا ضرور نہیں اور یہ خاطر داری سبب ہوگی انکو حدیث کا مطلب دل لگا کے سمجھنے کی

چھٹے۔ وہ یعنی جابر نابینا تھے اتنے میں نماز کا وقت آگیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ امامت اندھے کی روا ہے اور اس کے جائز ہونے میں اختلاف نہیں مگر افضل ہونے میں تین قول ہیں شافعیہ کے ایک یہ کہ امام ہونا اندھے کا آنکھ والے سے افضل ہے اس لئے کہ اُس کی نگاہ کہیں نہیں پڑتی اور خیال نہیں بٹتا۔ دوسرے یہ کہ آنکھ والا افضل ہے اسلئے کہ وہ ناپاکیوں سے خوب بچ سکتا ہے۔ تیسرے یہ کہ دونوں برابر ہیں اور یہی قول صحیح تر ہے اور یہی منصوص ہے امام شافعی سے۔

ساتویں یہ کہ گھر والے کا امام ہونا افضل ہے گو نابینا بھی ہو۔

آٹھویں یہ کہ (وہ کھڑے ہوئے ایک چادر اوڑھ کر نماز جائز ہے ایک کپڑے سے گو اور کپڑے بھی موجود ہوں جیسے انکی بڑی چادر دھری تھی۔

نویں تپائی وغیرہ کا گھر میں رہنا جائز ہے۔

ٹہ (پھر نماز پڑھائی تا جیسے آپ کریں) پکار دیا تاکہ لوگ تیاری کریں حج کی اور مناسک اور احکام حج خوب سیکھ لیں اور آپ کی باتیں اور وصیتیں خوب یاد کریں اور لوگوں کو پہنچاویں اور دعوت اسلام کی اور شوکت ایمان کی خوب ظاہر ہو جاوے۔

دسویں۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام کو مستحب ہے کہ جب بڑے کام پر چلے تو لوگوں کو آگاہ کر دے کہ اس کی سواری کے لئے تیار ہو جائیں۔

گیارہویں۔ معلوم ہوا کہ سب لوگوں نے احرام حج کا باندھا اسی لئے جابر نے کہا کہ ہر شخص نے وہی کیا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ پھر جب آپ نے جو لوگ ہدی نہیں لائے تھے اُن کو فسخ حج بعمرہ کا حکم فرمایا تو لوگوں نے تامل کیا یہاں تک کہ آپ کو غصہ کرنا پڑا اور آپ نے عذر کیا کہ میرے ساتھ ہدی ہے ورنہ میں بھی احرام کھول ڈالتا۔ اور معلوم ہوا کہ علی اور ابو موسٰی نے بھی احرام حج ہی کا باندھا تھا جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احرام تھا انتہٰی۔

ٹہ غرض ہم لوگ سے سوار ہوئے قصواء اونٹنی پر تک اس سے کئی مسئلے معلوم ہوئے چنانچہ بارہویں بات یہ ہے کہ مستحب ہے غسل احرام کا اس عورت کو بھی جو حائضہ ہو یا نفاس والی۔

تیرہویں۔ نفاس والی عورت کو مستحب ہے لنگوٹ باندھنا کچھ کپڑا اندام نہانی پر رکھ کے اور اسمیں اختلاف نہیں

چودہویں۔ معلوم ہوا کہ وقت احرام کے آپ نے دو رکعت پڑھی اور نووی نے انکو مستحب کہا ہے اور کہا ہے کہ یہ مذہب ہے کافہ علماء کا کہ احرام کے وقت دو رکعت مستحب ہے سوا حسن بصری وغیرہ کے اور جو لوگ استحباب کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی نہ پڑھے تو اس پر کچھ دم وغیرہ لازم نہیں آتا نہ وہ گنہگار ہوتا ہے مگر ایک فضیلت فوت ہو گئی۔ اور جن وقتوں میں نماز منع ہے اگر اُس وقت احرام باندھے تو مشہور یہی ہے کہ نہ پڑھے اور بعض اصحاب شافعیہ کا قول ہے کہ پڑھ لے۔ اور حسن بصری وغیرہ نے کہا ہے کہ ان دو رکعتوں کا پڑھنا کسی نماز فرض کے بعد مستحب ہے نہیں تو نہیں۔ اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں فرمایا ہے جو بڑے محقق اور حافظ حدیث ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذو الحلیفہ میں ظہر کی دو رکعت پڑھی اور لبیک پکاری حج اور عمرہ دونوں کی اور یہ نماز ظہر کی فرض تھی۔ اور احرام کی دو رکعتیں پڑھنا آپ سے کہیں ثابت نہیں سوا فرض ظہر کے اور جابر کی روایت سے بھی ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دو رکعت پڑھی۔ پس غالب ہے کہ یہ ظہر ہی کی دو رکعتیں ہوں اور احرام کی نہوں چنانچہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ آپ نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذی الحلیفہ میں دو۔ پس یہ رکعتیں ظہر ہی کی تھیں اور قول ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا قوی معلوم ہوتا ہے غرض جنہوں نے سب روایتوں میں غور نہیں کیا انہوں نے سمجھا کہ یہ احرام کی تھیں اور قصواء آپ کی اونٹنی کا نام تھا۔

ٹہ (یہاں تک کہ جب آپ کو لیکر سے وہی ہم نے بھی کیا تک) قولہ سوار اور پیادے اس سے

پندرہواں مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ حج میں سوار اور پیادہ دونوں طرح جانا روا ہے اور یہ مسئلہ ایسا ہے کہ سب کا اسپر اتفاق ہے اور دلائل کتاب وسنت اس میں موجود ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ (پارہ ۱۷، سورہ حج) اور اختلاف ہے علماء کا اسمیں کہ افضل کیا ہے۔ سو امام شافعی اور مالک اور جمہور کا قول ہے کہ سواری پر جانا افضل ہے اسلئے کہ اس میں پیروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اور اس لئے بھی کہ اسمیں مناسک کا ادا کرنا آسان ہے اور اس لئے بھی کہ اسمیں خرچ زیادہ ہوتا ہے اور جتنا خرچ زیادہ ہو اُتنا ہی ثواب زیادہ ہے اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے۔ اور داؤد کا قول ہے کہ پیدل جانا افضل ہے کہ اس میں مشقت زیادہ ہے اور یہ قول ٹھیک نہیں اس لئے کہ مشقت مطلوب نہیں بلکہ پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مطلوب ہے۔

سولہواں یہ مسئلہ ہے کہ جو کہا کہ اُن پر قرآن اترتا تھا۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ جو عمل انکی طرف سے روایت ہو اسی کو اختیار کرنا ضرور ہے اور وہی دین ہے نہ وہ قول وفعل جو رائے سے نکالا گیا ہو کہ وہ ہرگز قابل اخذ نہیں نہ وہ دین ہو سکتا ہے۔

ف یعنی جن صحابہ نے آپکی لبیک پر کچھ لفظ زیادہ کئے تو آپ نے منع نہیں کیا۔ اس سے سترہواں مسئلہ معلوم ہو گیا کہ لبیک میں زیادتی آپ نے منظور کی اور یہ جو کہا کہ توحید کے ساتھ اس سے معلوم ہوا کہ مشرک لوگ جو شرک کی باتیں بڑھاتے تھے اُن کو حضرت نے نکالدیا اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ فقط اُتنا ہی لبیک کہنا جتنا حضرت سے ثابت ہے مستحب ہے اور یہی قول ہے امام مالک اور شافعی کا

ف یہاں تک کہ جب ہم بیت اللہ سے جو صفا کی طرف ہے تک) اس سے کئی مسئلے معلوم ہوئے چنانچہ اٹھارہواں یہ ہے کہ طواف قدوم میں آپ نے تین بار رمل کیا اور چار بار بدستور متعارف چلے اس سے ثابت ہوا کہ طواف قدوم سنت ہے اور اس پر ساری امت کا اتفاق ہے۔

انیسواں یہ کہ طواف سات پھیرے ہے۔

بیسواں یہ کہ رمل تین پھیروں میں اول کے سنت ہے اور رمل اچھل کر چلنے کو کہتے ہیں اور ہر پھیرے کو شوط کہتے ہیں اور اصحاب شافعیہ کا قول ہے کہ ایک طواف میں خواہ حج کا ہو یا عمرہ کا رمل سنت ہے اور سوا حج اور عمرہ کے جو طواف ہو اس میں رمل سنت نہیں اور جلدی چلنا بھی ایک میں سنت ہے دوسرے طواف میں نہیں۔ اور اس میں شافعی کے دو قول مشہور ہیں۔ اصح قول یہ ہے کہ جلدی چلنا اُس طواف میں سنت ہے جس کے بعد سعی ہے ورنہ نہیں۔ اور یہ صورت طواف قدوم اور طواف افاضہ میں ہو سکتی ہے کہ ان دونوں کے بعد سعی ہو سکتی ہے اور طواف وداع میں نہیں ہو سکتی اور دوسرا قول یہ ہے کہ جلدی نہ چلے مگر طواف قدوم میں خواہ اس کے بعد سعی کا ارادہ ہو یا نہو۔ اور اسی طرح طواف عمرہ میں جلدی اس لئے کہ عمرہ میں اس کے بعد کوئی طواف نہیں اور اسی طرح سنت ہے اضطباع۔

اکیسواں مسئلہ اضطباع یہ ہے کہ چادر کا بیچ داہنی بغل کے نیچے ڈالدے اور دونوں سرے

ایک آگے سے ایک پیچھے سے لیکر بائیں کندھے پر ڈالدے اور بایاں کندھا کھلا رہے کہ اس میں ایک بہادری پائی جاتی ہے۔ اور یہ اضطباع بھی اسی طواف میں سنت ہے جسمیں رمل سنت ہے اور اصل رمل کی یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ قضا میں مکہ کو تشریف لائے تو مشرکان مکہ نے کہا کہ ان کو مدینہ کے تپ نے دُبلا کردیا اور یہ سست ہو گئے۔ سو آپنے یاروں کو حکم دیا کہ اس طرح طواف کریں کہ کافروں پر رعب ہو جائے اور بہادری اور قوت مسلمانوں کی انپر ظاہر ہو اور بعد اس علت دور ہو جانیکے بھی یہ حکم حجۃ الوداع میں باقی رہا اب وہ قیامت تک سنت ہو گیا بخلاف حصہ مؤلفۃ القلوب کے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت تھا اب نہ رہا۔

بائیسواں[۲۲] مسئلہ یہ ہے کہ جب طواف سے فارغ ہو تو مقام ابراہیم کے پیچھے آکر دو رکعت طواف کی ادا کرے۔ اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ واجب ہے یا سنت۔ اور شافعیہ کے اس میں تین قول ہیں اول اور سب سے صحیح اور پکا یہ ہے کہ یہ سنت ہیں۔ دوسرا یہ کہ واجب ہیں۔ تیسرا یہ کہ اگر طواف واجب ہے تو یہ رکعتیں بھی واجب ہیں اور اگر طواف سنت ہے تو یہ بھی سنت ہیں۔ اور بہر حال اگر کسی نے انکو نہ پڑھا تو طواف اس کا باطل نہیں ہوتا اور مسنون یہی ہے کہ انکو مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھے اور اگر وہاں جگہ نہ ملے تو حجر میں (یعنی حطیم میں پڑھے) اور نہیں تو مسجد میں نہیں تو مکہ میں نہیں تو حرم میں اور اگر اپنے وطن میں جاکر پڑھے جب بھی روا ہے اور اگر کئی بار پورا طواف (یعنی سات سات شوط) کرکے پھر ہر طواف کیلئے دو دو رکعت ادا کرے تو بھی اصحاب شافعیہ کے نزدیک جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے اور مکروہ نہیں۔ اور اسی کے قائل ہیں مسور بن مخرمہ اور عائشہ اور طاؤس اور عطار اور سعید بن جبیر اور احمد اور اسحاق اور ابو یوسف اور مکروہ کہا ہے اسکو ابن عمر اور حسن بصری اور زہری اور مالک اور ثوری اور ابو حنیفہ اور ابو ثور اور محمد بن حسن اور ابن منذر نے اور نقل کیا ہے اس کو قاضی نے جمہور فقہا سے۔

تیئیسواں[۲۳] مسئلہ یہ ہے کہ طواف کی رکعتوں میں پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں قل ہو اللہ احد پڑھنا سنت ہے۔

چوبیسواں[۲۴] مسئلہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ طواف قدوم کے بعد سنت ہے کہ جب دو رکعتوں سے فارغ ہو تو پھر حجر اسود کو چھوئے اور باب الصفا سے نکلے اور اسی پر اتفاق ہے کہ یہ چھونا واجب نہیں اور اگر نہ چھوئے تو کچھ دم لازم نہیں آتا اور یہی قول ہے امام شافعی کا۔

پچیسواں[۲۵] مسئلہ یہ ہے کہ اس روایت میں قل ہو اللہ پہلے مذکور ہے اور قل یا ایہا الکافرون بعد تو معلوم ہوا کہ پہلی رکعت میں قل ہو اللہ پڑھے اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون اور اس سے ثابت ہوا کہ مقدم مؤخر سورتیں پڑھنا روا ہے اگرچہ بعض جہال اس میں تعجب کریں۔ اور بعض روایتوں میں اس کے برعکس بھی آیا ہے جیسے ہم نے تیئیسویں مسئلہ میں لکھا ہے۔ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں فرمایا کہ طواف قدوم میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیدل کیا یا

سواری پر۔ اور جابر کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ طواف قدوم پیدل تھا اور جن روایتوں میں حجۃ الوداع میں اونٹ پر طواف کرنا آیا ہے مراد اس سے شاید طواف افاضہ ہو اور ابن حزم نے جو صفا اور مروہ کے طواف میں کہا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار تھے اونٹ پر اور تین بار دوڑایا اور چار بار آہستہ چلے یہ انکی غلطی ہے۔ حقیقت میں یہ دوڑنا تین بار اور چار بار آہستہ چلنا یہ طواف بیت اللہ میں واقع ہوا ہے نہ سعی بین الصفا والمروہ میں۔ پھر کہا ہے کہ صفا اور مروہ میں ہر بار بطن وادی (یعنی بیچ کے نشیب کی جگہ میں جہاں اب دو سبز کھمبے کھڑے کر دیئے ہیں) میں دوڑنا مسنون ہے اور باقی راہ میں آہستہ چلنا اور کہا ہے کہ میں نے اپنے استاذ شیخ ابن تیمیہ قدس اللہ روحہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ ابن حزم کی بھول ہے اور یہ بھول ایسی ہے جیسے کسی نے کہا ہے کہ حضرت چودہ بار پھرے صفا اور مروہ کے بیچ میں اور وہ یہ سمجھا کہ شاید آنے اور جانے دونوں کو ملا کر ایک سعی کہتے ہیں اور ایسے ہی سات مرتبہ کرنا چاہیئے حالانکہ یہ صریح غلط ہے اس لئے کہ اگر ایسا ہوتا تو سعی صفا پر تمام ہوتی جہاں سے شروع ہوئی تھی اور یہ بخوبی ثابت ہے کہ آپ نے سعی مروہ پر ختم کی اور صفا سے شروع کی۔

۲۵ (پھر جب صفا کے قریب پہنچے سے طواف تمام ہوا مروہ پر تک) اس سے بہت مناسک معلوم ہوئے چنانچہ

چھبیسواں[۲۶] مسئلہ یہ ہے کہ سعی صفا سے شروع کرنا چاہیئے اور یہی قول ہے شافعی اور مالک اور جمہور کا اور نسائی میں آیا ہے کہ آپ نے صحابہ کو حکم فرمایا کہ شروع کرو وہیں سے جہاں سے شروع کیا ہے اللہ نے اور اسناد اسکی صحیح ہے۔

ستائیسواں[۲۷] مسئلہ یہ ہے کہ صفا اور مروہ پر چڑھنا چاہیئے اور اس چڑھنے میں اختلاف ہے۔ جمہور شافعیہ نے کہا ہے کہ چڑھنا سنت ہے نہ شرط ہے نہ واجب ہے اور اگر کوئی اسپر نہ چڑھا تو سعی صحیح ہوگی مگر فضیلت فوت ہوئی اور ابو حفص بن وکیل شافعی کا قول ہے کہ سعی صحیح نہیں ہوئی اور صواب وہی قول اول ہے مگر ضرور ہے کہ صفا کی درز میں ایڑیاں لگا کر سعی شروع کرے اور مروہ کی درز میں پیر کی انگلیاں لگا کر تمام کرے کہ سعی ناقص نہ ہو۔

اٹھائیسواں[۲۸] یہ ہے کہ مستحب ہے کہ اتنا چڑھے کہ کعبہ دکھائی دے اگر ممکن ہو ورنہ خیر۔

انتیسواں[۲۹] یہ ہے کہ مستحب ہے بلکہ مسنون ہے کہ صفا پر کھڑا ہو اور وہی دعیات پڑھے اور دعا کرے قبلہ رخ ہو کر اور تین بار ذکر اور تین بار دعا کرے اور بعضوں نے کہا تین بار ذکر اور دو بار دعا کرے مگر قول اول صحیح ہے اور اس دعا میں اشارہ ہے کہ جنگ احزاب میں تمام قبائل عرب مدینہ پر چڑھ آئے تھے اللہ تعالیٰ نے انکو بھگا دیا اور یہ وہ جنگ جسکو خندق کہتے ہیں چوتھے سال ہجرت کے یا پانچویں سال میں ماہ شوال میں واقع ہوئی۔

تیسواں[۳۰] یہ کہ وادی کے بیچ میں دوڑنا مستحب ہے، باقی چلنا حسب عادت اور اس دوڑنے کو سعی کہتے ہیں اور ہر بار میں جب وادی کے بیچ میں پہنچے دوڑ کر چلے اور اگر کسی نے اسکو ترک کیا تو فضیلت فوت ہوئی یہ مذہب ہے شافعی کا اور ان کے موافقین کا اور امام مالک نے کہا ہے کہ جو خوب نہ دوڑا اسپر دوبارہ اعادہ واجب ہے اور ایک دوسری روایت بھی ان سے آئی ہے۔

اکتیسواں[۳۱] مسئلہ یہ ہے کہ مروہ پہنچکر بھی وہی ذکر اور دعا کرے جو صفا پر کی ہے اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔

بتیسواں[۳۲] مسئلہ یہ ہے کہ معلوم ہوا کہ سعی آپ کی مروہ پر تمام ہوئی تو صفا سے مروہ پر پہنچنا یہ ایک پھیرا

ہوا اور وہاں سے پھر صفا پر آنا دوسرا پھیرا ہے۔ ایسے ہی سات پھیرے چاہئیں۔ اور یہی مذہب ہے جمہور سلف و خلف کا۔ صرف دو شخصوں نے غلطی اور خطا سے ہمارا خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ صفا سے جانا اور پھر صفا پر آجانا یہ ایک پھیرا ہوا۔ غرض ایسے ہی سات پھیرے کہ جمہور کے حساب سے چودہ پھیرے ہوتے ہیں ضرور ہے۔ اور یہ قول ان کا حدیث سے مردود ہو گیا اسلئے کہ اس صورت میں سعی صفا پر تمام ہوتی اور اس میں مذکور ہے کہ مروہ پر تمام ہوئی اور وہ دو شخص ابن بنت شافعی اور ابوبکر صیرفی ہیں اصحاب شافعیہ سے اور اب عمل ساری امت کا جمہور کے موافق ہے اور ابن قیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زاد المعاد میں اُن صاحبوں کے قول کو خطا کہا ہے۔

ؔ قولہٗ مجھے اگر پہلے سے معلوم ہوتا الیٰ جن کے ساتھ قربانی تھی۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ انبیا کو علم غیب نہیں ہوتا جب تک اللہ پاک کسی بات کی خبر بذریعہ وحی یا الہام صحیح کے نہ دے جب تک بات معلوم کر لینا اُنکا کام نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ نے آرزو کی کہ اگر ہدی ساتھ نہ ہوتی تو احرام حج کا عمرہ کر کے فسخ کر ڈالتا کہ اس میں آسانی اور سہولت ہے امت کیلئے اور آپ کی عادت تھی کہ جب اختیار دیا جاتا آپ کو دو باتوں میں تو اسے اختیار کرتے جو آسان یا آسان تر ہوتی۔ اور اس سے باطل ہو گیا قول اُن لوگوں کا جو حج کے فسخ کے قائل نہیں عمرہ کر کے اور بڑی تائید ہوئی مذہب ظاہریہ کی جو فسخ حج بعمرہ کے قائل ہیں اور اسکے تابعین دو عذر بڑے پیش کرتے ہیں۔ اول یہ کہ جب صحابہ میں اختلاف ہوا اسکے جواز و عدم جواز میں تو احتیاط یہی ہے کہ فسخ نہ کرے۔ اور اسکا جواب تو اتنا ہی کافی ہے کہ احتیاط جب ہوتی ترک فسخ میں کہ سنت رسول الثقلین ہمیں ظاہر نہ ہوتی۔ اور جب آپ کی سنت ظاہر ہو گئی اور آپنے قیامت تک کے لئے فرمادیا سراقہ بن جعشم کے جواب میں، تو اب احتیاط اتباع سنت میں ہے نہ ترک سنت میں۔ اور دوسرا عذر یہ کیا ہے کہ آپنے صحابہ کو فسخ حج کا حکم اس لئے دیا کہ معلوم ہو جائے ان لوگوں کو کہ عمرہ حج کے مہینوں میں جائز ہے اسلئے کہ جاہلیت کے زمانہ میں عمرہ حج کے مہینوں میں ممنوع جانتے تھے۔ اور یہ عذر اس سے بھی لغو ہے اور اسکا جواب اول یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے تین عمرے کر چکے تھے اور وہ تینوں ذیقعدہ کے مہینے میں ہوئے تھے اور ذیقعدہ حج کے مہینوں میں ہے تو اب امر ممنوع کے بجالانے کی جسکو تم منع کرتے ہو کیا ضرورت رہی۔ دوسرے یہ ہے کہ صحیحین میں روایات متعددہ میں یہ امر مذکور ہو چکا ہے کہ آپنے میقات پر اجازت دی کہ جو چاہے عمرہ کا احرام کرے جو چاہے حج کا جو چاہے حج و عمرہ دونوں کا۔ پھر اسی سے معلوم ہو گیا کہ عمرہ حج کے مہینوں میں جائز ہو گیا اب فسخ کی کیا ضرورت رہی۔ تیسرے یہ کہ آپ نے بخوبی تصریح کر دی اور صاف فرمادیا کہ جس کے پاس ہدی نہیں ہے وہ احرام کھول ڈالے اور جس کے پاس ہدی ہے، وہ محرم رہے اور آپ نے یہی آرزو کی کہ اگر میں ہدی نہ لاتا تو احرام کھول ڈالتا۔ غرض دونوں قسم کے محرموں میں آپ نے فرق کیا تو بخوبی ثابت ہو گیا کہ احرام ہرگز مانع فسخ نہیں بلکہ ہدی کا ساتھ لانا مانع فسخ ہے اور تم جو علت فسخ کی بیان کرتے ہو (یعنی تا صحابہ کو معلوم ہو جائے کہ ایام حج میں عمرہ درست ہے) یہ ہر محرم میں پائی جاتی ہے اور ایسی نہیں ہے کہ ایک

محرم میں پائی جائے اور دوسری میں نہ پائی جائے حالانکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہدی کو فارق ٹھیرایا کہ جو لایا ہے وہ فسخ نہ کرے اور جو نہیں لایا ہے وہ فسخ کر دے۔ اور اگر وہ علت ہوتی جو تم نے کہی ہے تو سب کو فسخ کا حکم دیا جاتا۔ غرض اسی طرح کے گیارہ جواب مانعین فسخ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں دیئے ہیں (فمن اراد الزیادة فلیرجع الیہ) اور یہ جو مذکور ہوا یعنی علم غیب نہ ہونا

تینتیسواں[۳۳] مسئلہ ہے اس حدیث کا اور جواز فسخ حج۔

چونتیسواں[۳۴]۔ اور یہ جو ہے کہ حضرت علی نے برا مانا الخ اس سے معلوم ہوا

پینتیسواں[۳۵] مسئلہ کہ ضرور ہے شوہر کو کہ اگر کوئی خلاف شرع بات بی بی سے دیکھے تو اس پر غصہ کرے اور مانع ہو اگرچہ وہ پیغمبر زادی ہو پھر اوروں کا تو کیا ذکر ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو یہی خیال ہوا پھر جب حضرت کی اجازت معلوم ہوگئی چپ ہو گئے۔

چھتیسواں[۳۶] مسئلہ یہ ہے کہ حضرت علی کی لبیک سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی یوں احرام باندھے کہ یا اللہ میرا احرام وہی ہے جو فلاں شخص کا احرام ہو تو یہ روا ہے۔

سینتیسواں[۳۷] مسئلہ یہ ہے کہ راوی نے جو کہا کہ انہوں نے بال کترائے اور اس سے معلوم ہوا کہ کترانا بھی روا ہے گو منڈانا سر کا افضل ہے مردوں کو مگر صحابہ نے یہاں افضل پر اس لئے عمل نہ کیا کہ اگر منڈاتے تو حج کے وقت مطلق بال نہ رہتے اسلئے یہاں تقصیر پر کفایت کی اور حلق نہ کیا۔

۵۹ پھر جب ترویہ کا دن ہوا تا دونوں (ظہر وعصر) کے بیچ میں کچھ نہیں پڑھا۔ اس سے کئی مسائل معلوم ہوئے چنانچہ مع مسائل سابقہ

اڑتیسواں[۳۸] مسئلہ یہ ہے کہ آپ نے حج کے لئے آٹھویں تاریخ منیٰ کا ارادہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو مکہ میں ہو وہ آٹھویں تاریخ احرام باندھے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور اُن کے موافقین کا کہ اُن کے نزدیک افضل یہی ہے اسی حدیث کی رو سے۔

اُنتالیسواں[۳۹] یہ کہ سنت یہی ہے کہ آٹھویں تاریخ سے پہلے منا نہ جاوے۔ اور امام مالک نے پہلے اس سے جانے کو مکروہ کہا ہے۔ اور بعض سلف نے کہا ہے کچھ مضائقہ نہیں اگر پہلے جاوے۔

چالیسواں[۴۰] اور یہ جو فرمایا کہ آپ بھی سوار ہوئے۔ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اس جگہ میں سوار ہونا افضل ہے پیدل چلنے سے جیسے اور راہوں میں حج کے سوار ہونا افضل ہے پیدل چلنے سے۔ اور امام نووی نے اسی کو صحیح کہا ہے اور امام شافعی کا ایک قول ضعیف بھی ہے کہ پیدل چلنا افضل ہے

اکتالیسواں[۴۱] یہ کہ منا میں یہ پانچ نمازیں پڑھنا مسنون ہیں جیسے حضرت نے پڑھیں۔

بیالیسواں[۴۲] یہ کہ منا میں اُس شب یعنی نویں رات کو رہنا سنت ہے اور یہ رہنا مسنون ہے کچھ رکن نہیں نہ واجب ہے۔ اور اگر کسی نے اس کو چھوڑ دیا تو اس پر دم واجب نہیں ہوتا

اور اس پر اجماع ہے۔

تینتالیسواں یہ کہ یہ جو کہا جب آفتاب نکل آتا اس سے ثابت ہوا کہ منیٰ سے نہ نکلے جب تک آفتاب طلوع نہ ہو اور یہ سنت ہے باتفاق۔

چوالیسواں یہ کہ نمرہ میں اُترنا مستحب ہے کہ سنت یہ ہے کہ عرفات میں داخل نہ ہوں جب تک آفتاب ڈھل نہ جائے۔ پھر جب آفتاب ڈھل جائے ظہر اور عصر ملا کر پڑھیں۔ پھر عرفات میں داخل ہوں اس لئے نمرہ میں اُترنا مسنون ہوا۔ پھر جس کا خیمہ ہو لگایا جاوے اور زوال کے قبل غسل کریں وقوف عرفات کے لئے۔ پھر جب زوال ہو جائے امام لوگوں کے ساتھ مسجد ابراہیم میں جاوے اور وہاں دو چھوٹے چھوٹے خطبے پڑھے اور دوسرا خطبہ بہت چھوٹا ہو پھر بعد اس کے ظہر اور عصر دونوں کو جمع کر کے ادا کرے پھر نماز سے فارغ ہو کر موقف میں جائے۔

پینتالیسواں مسئلہ یہ ہے کہ معلوم ہوا کہ محرم کو خیمہ میں یا اور سایہ کے نیچے رہنا درست ہے۔

چھیالیسواں خیموں کا رکھنا روا ہے بالوں کے ہوں خواہ اور کسی چیز کے۔ اور نمرہ ایک موضع ہے عرفات کی بغل میں اور عرفات میں داخل نہیں۔ قولہ قریش یقین کرتے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ قریش تمام عرب کے خلاف کرتے تھے کہ عرب لوگ عرفات میں جا کر وقوف کرتے اور قریش مزدلفہ میں کھڑے رہتے اور کہتے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے گھر والے ہیں ہم حرم سے باہر نہ جائیں گے اور مزدلفہ حرم میں ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بفرمان واجب الاذعان قرآن کے عرفات میں جا کر وقوف کیا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ یعنی پھر لوٹو وہاں سے جہاں سے سب لوگ لوٹتے ہیں یعنی عرفات سے۔

سینتالیسواں۔ قولہ یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھل گیا۔ اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ عرفات میں داخل ہونا قبل صلوٰۃ ظہر و عصر کے خلاف سنت ہے۔ قولہ آپ وادی کے بیچ میں پہنچے الخ یہ وادی وادی عرنہ ہے جس میں عین کو پیش راکو زبر اس کے بعد نون ہے اور عرنہ عرفات میں داخل نہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک۔ اور تمام علماء کا یہی قول ہے مگر امام مالک فرماتے ہیں کہ عرفات میں ہے۔

اڑتالیسواں قولہ پھر خطبہ پڑھا الخ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ خطبہ یہاں مستحب ہے امام کو عرفہ کے دن۔ اور یہ باتفاق امت مسنون ہے اور جمہور کا یہی قول ہے اور خلاف کیا ہے اس میں مالکیہ نے اور مذہب شافعی کا یہ ہے کہ حج میں چار خطبے سنت ہیں۔ ایک تو ساتویں تاریخ ذی حجہ کی کعبہ کے پاس بعد ظہر کے۔ دوسرے یہی جو مذکور ہوا عرنہ میں عرفات کے دن۔ تیسرے یوم النحر میں یعنی دسویں تاریخ۔ چوتھے کوچ کے دن

منٰے سے جس کو یوم نفر اول کہتے ہیں اور وہ ایام تشریق کا دوسرا دن ہے یعنی بارہویں تاریخ اور اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ یہ سب جگہ ایک ہی ایک خطبہ ہے مگر عرفات کے دن کہ اس میں دو ہیں اور اسی طرح یہ سب خطبے بعد نماز ظہر کے ہیں مگر خطبہ عرفات کہ وہ قبل ظہر کے ہے اور ہر خطبہ میں احکام ضروری حج کے تعلیم کرنا ضرور ہیں۔ قولہ اور تمہارے خون اور اموال الخ اس میں بڑی تاکید فرمائی کہ جیسے عرب کو اس دن کی حرمت اور اس ماہ کی حرمت اور اس شہر مکہ کی حرمت بخوبی معلوم تھی ویسے ہی ایک دوسرے کو مارنا مال لوٹنا ایذا دینا اس کو آپ نے حرام فرمایا۔ اور اس سے ثابت ہوا

انچاسواں مسئلہ کہ نظیر دینا اور مثال بیان کرنا اور تشبیہ دینا درست ہے۔ جیسے آپ نے یہاں مال و جان کی حرمت کی تشبیہ دی۔ قولہ ہر چیز ایام جاہلیت کی میرے پیروں کے نیچے ہے الخ اس سے مقصود یہ ہے کہ بیع و شرار اور معاملات ایسے کہ جن میں ابھی قبضہ نہیں اور خون ایسے جس کا قصاص نہیں لیا گیا۔ اور سود جو وصول نہیں کیا گیا اس کا مطالبہ اب نہ کرنا چاہیئے اور یہ سب باطل اور لغو ہو گیا۔ اور ابن ربیعہ کا نام محققوں نے لکھا ہے کہ ایاس تھا بیٹا ربیعہ کا وہ بیٹا حارث کا وہ بیٹا عبدالمطلب کا اور بعضوں نے اس کا نام حارثہ کہا ہے اور یہ لڑکا چھوٹا تھا اور گھروں میں گھٹنیوں کے بل چلتا تھا۔ اور بنی سعد اور بنی لیث کے بیچ میں لڑائی ہوئی اور اس کے ایک پتھر لگا اور مرگیا یہ قول ہے زبیر بن بکار کا۔

پچاسواں۔ اور یہ جو فرمایا ڈرو اللہ سے عورتوں پر الخ اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور اخلاق اور محبت اور نرمی سے بسر کرنا ضرور ہے اور اس بارہ میں بہت احادیث آئی ہیں اور بہت ڈرایا ہے آپ نے انکی حق تلفی سے اور فرمایا ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح رہتا ہے اور امام نووی کی اس بارہ میں ایک کتاب ہے ریاض الصالحین۔ اور یہ جو فرمایا حلال کیا ہے تم نے اُنکے ستر کو الخ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ اس حکم سے خدائے تعالیٰ کے اُن کی فروج تم پر حلال ہوئی ہیں تو اس کا خیال رکھو کہ انہیں تکلیف نہ دو اور اُن کے حقوق تلف نہ کرو یا مراد اس سے یہ آیت ہے فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ یا مراد کلمہ سے ایجاب و قبول ہے اور یہ کلمہ اللہ ہی نے بتایا ہے۔ اور یہ جو فرمایا تمہارے بچھونے پر الخ اس سے زنا مراد نہیں اس لئے کہ اس میں تو رجم ہے یعنی پتھراؤ کر کے مار ڈالنا بلکہ مراد یہ ہے کہ کسی غیر کے ساتھ تخلیہ نہ کریں یا کسی کو گھر میں آنے نہ دیں جب تک کہ اجازت نہ ہو خواہ مرد ہو خواہ عورت خواہ اجنبی ہو خواہ بی بی کے محارم میں سے ہو غرض بغیر اجازت شوہر کے کسی کو گھر میں آنے نہ دینا چاہیئے۔ پھر خواہ اجازت زبان سے پائی جائے

خواہ عرف وعادت سے

اکیاونؔ - یہ مسئلہ ہے کہ عورت کو مارنا تنبیہ اور تادیب کے لئے مگر ایسی ہی ضرب ہو کہ جس سے ضرر شدید نہ پہنچ جائے اور اگر ایسی مار ماری جو درست ہے یعنی اُس میں ضرر شدید نہ تھا اور اتفاق سے وہ مرگئی تو اُس پر (یعنی زوج پر) دیت ہے اور زوج کے عاقلہ پر اس کی ادا واجب ہے اور زوج اپنے مال سے کفارہ دے۔

باونؔ - قولہ روٹی اُن کی الخ معلوم ہوا کہ خرچ عورت کا اور کھلانا پلانا اور کپڑا دستور کے موافق زوج پر واجب ہے اور یہ مسئلہ اجماعی ہے کسی کا اس میں اختلاف نہیں۔

ترپنؔ - وصیت کی آپ نے قرآن کے تمسک پر اور فرمایا کہ جب تک اسکو پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے اور حد بیان کی ہدایت کی اس کے تمسک تک۔ معلوم ہوا کہ جس نے قرآن چھوڑ دیا یعنی اُس کے اوامر پر عمل نہ کیا نواہی سے نہ بچا قصص سے عبرت نہ پکڑی، خبروں کی تصدیق نہ کی وعدوں کی امید نہ رکھی وعیدوں سے خوف نہ کیا صفات باری پر یقین نہ لایا وہ گمراہ ہوا۔ یہ اُس کا حال ہے جو قرآن کے معانی اور مطالب کو جانتا ہے اور عمل نہیں کرتا ہے۔ پھر اس کا حال پوچھتے ہو جو کم بخت قل ہو اللہ کے معنے بھی نہیں جانتا۔ اور اس بدبخت شقی ازلی کا کیا ذکر ہے جو مردود ملعون یہ خیال رکھتا ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے یا کہتا ہے کہ بے فقہ کے قرآن پڑھنے سے گمراہ ہو جاتا ہے یا خیال کرتا ہے کہ بے فقہ جانے حدیث پر چلنے سے گمراہ ہو جاتا ہے۔ غرض یہ سب شعبے ہیں ضلالت و گمراہی کے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ہر مسلمان کو بچائے۔

چونؔ مسئلے یوں پورے ہوئے کہ آپ نے خبر دی کہ تم سے سوال ہو گا میرے حال سے۔ یہ خبر دی آپ نے قیامت کے سوال سے کہ ہر امت سے ہو گا اور ہر نبی سے اور روبکاری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قرآن شریف میں اور روبکاری حضرت نوح علیہ السلام کے حدیث میں اسی جنس سے ہے۔

پچپن مسئلے یوں پورے ہوئے کہ آپ نے اشارہ کیا آسمان کی طرف اور کہا یا اللہ الیٰ آخرہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک جل جلالہ و جل شانہ اپنی ذات مقدس سے عالم کے اوپر ہے اور یہی عقیدہ تھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور اسی لئے آپ نے اشارہ حسی کیا اُس کی طرف اور باطل ہوا مذہب خبیثان امت گرفتاران جہمیت کا جو قائل ہیں کہ خداوند تعالیٰ سب جگہ ہے یا زعم ہیں کہ جیسے عرش پر ہے ویسے ہی فرش ہے یا مدعی ہیں کہ جیسے عالم کے اوپر ہے ویسے ہی نیچے ہے۔ اور معلوم ہوا کہ یہی عقیدہ تھا صحابہ کا جو سردار انبیاء کا تھا اس لئے کہ اگر ایک صحابی کا خیال بھی اس کے موافق نہ ہوتا تو وہ برق کی

طرح جھک کر حضرت سے سوال کرتا اور آپ کے جواب باصواب میں اپنی صلاح دین و دنیا جانتا اور آپ کے قول ذی شان کو جان جہان اور نور ایمان تصور کرتا۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا اجماع صحابہ کا جیسے عرفات میں تھا کبھی کاہے کو ہوا ہے۔ غرض اس حدیث نے اطفال جہمیہ کو یتیم کر دیا اور افراخ فلاسفہ کو بے مادر و پدر اور معتزلہ اور منکران صفات کو جن کے اقوال شذر و ندر واقع ہوئے ہیں ملک ایمان سے شہر بدر کر دیا۔ غرض جب ثابت ہوا کہ ایک اعرابی بھی اس پر متنجب نہ ہوا اور کسی بدوی نے اس پر کچھ سوال نہ کیا تو اب جو ذی علم و ذی فہم اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ پلے سرے کا گنوار اور حد درجہ کا کندہ ناتراش کج فہم و بدقماش بدعقیدہ و بدمعاش ہے۔

چھپن۵۶ مسئلے یوں پورے ہوئے کہ آپ نے ظہر اور عصر ملا کر پڑھی اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ جمع یہاں جائز ہے اور مشروع ہے مگر اس کے سبب میں اختلاف ہے کسی نے کہا سبب اس کا بجا آوری نسک ہے اور یہ مذہب ابو حنیفہ اور بعض اصحاب شافعی کا ہے اور اکثر شافعیہ نے کہا سبب اسکا سفر ہے اور ان لوگوں کا قول ہے کہ جو وہیں رہتا ہو یا مکہ کا ہو کہ وہ دو منزل سے کم ہے تو اس کو جمع روا نہیں جیسے قصر روا نہیں۔

ستاون۵۷ مسئلے یوں پورے ہوئے کہ جو شخص جمع کرے دو نمازوں کو تو اس کو لازم ہے کہ ترتیب سے پڑھے یعنی ظہر پھر عصر اور پہلی نماز کے لئے اذان اور اقامت اور دوسری کیلئے فقط اقامت کہے اور ان کے بیچ میں کچھ نہ پڑھے اور اس میں شافعیہ کا اتفاق ہے اور یہی صحیح ہے۔

ثم پھر سوار ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی اخر الحدیث۔ اب مسائل سنو اٹھاون۵۸ ۔ قولہ پھر آئے کھڑے ہونے کی جگہ۔ اٹھاون مسئلے یوں پورے ہوئے کہ مستحب ہے جب نماز سے فارغ ہو تو جلد موقف میں آجائے۔

انسٹھ۵۹ یوں ہوئے کہ وقوف سواری پر افضل ہے اور اس حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے اور اس میں شوافع کے تین قول ہیں کہ اصح ان میں یہی ہے کہ سواری پر افضل ہے اور دوسرا یہ کہ بے سواری کے افضل ہے۔ تیسرا یہ کہ دونوں برابر ہیں مگر سواری پر فعل نبی ہے اور بے سواری کے تقریر۔ اور فعل تقریر سے افضل ہے پس قول اول بہتر ہے۔

ساٹھ یوں ہوئے کہ ان پتھروں کے پاس افضل ہے وقوف کرنا اور وہ پتھر بچھے ہوئے ہیں جبل رحمت کے دامن میں اور جبل رحمت زمین عرفات کے بیچ میں واقع ہے۔ غرض موقف مستحب وہی ہے اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ جبل رحمت پر چڑھنا موجب قربت ہے اور بعض نادان سمجھتے ہیں کہ بن اسکے چڑھے وقوف صحیح نہیں وہ بیوقوف ہیں اور جبل رحمت پر چڑھنے کو اولیٰ جاننا مفت کی زحمت ہے بلکہ تمام عرفات کا میدان موقف ہے اور مستحب اور افضل وہی موقف نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اکسٹھ[61] مسئلے یوں پورے ہوئے کہ معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف منہ کرنا وقوف کے وقت مستحب ہے۔
باسٹھ[62] یوں پورے ہوئے کہ وقوف مغرب تک چاہئے کہ آفتاب بخوبی ڈوب جائے اور اُسکے ڈوبنے کے بعد مزدلفہ کو چلے پھر اگر کوئی قبل غروب کے بھی چلا گیا تو وقوف اور حج تو اس کا پورا ہو گیا مگر اس پر دم آتا ہے وجوب کی راہ سے یا استحباب کے طور سے اور اس میں شافعی کے دو قول ہیں۔ صحیح قول یہ ہے کہ سنت ہے اور دوسرا یہ ہے کہ دم واجب ہے اور بنا اسکی اسپر ہے کہ آیا وقوف کرنے والے پر رات اور دن دونوں کو جمع کرنا واجب ہے، یا نہیں تو صحیح تر قول یہی ہے کہ سنت ہے۔ رہا وقت وقوف کا تو وہ عرفہ کے دن زوال شمس سے دوسرے دن کے طلوع فجر تک ہے یعنی یوم النحر کی فجر تک غرض جو اس وقت میں وہاں ٹھیر گیا تھوڑی دیر بھی اس کا وقوف ہو گیا اور حج اُسکو مل گیا ورنہ فوت ہو گیا یہ مذہب ہے امام شافعی اور جماہیر علماء کا۔ اور امام مالک کا قول ہے کہ صرف دن میں وقوف صحیح نہیں بلکہ کچھ رات بھی شامل ہونا ضرور ہے اور اگر فقط رات پر اکتفا کی تو صحیح ہو گیا اور اگر فقط دن پر اکتفا کی تو وقوف صحیح نہیں ہوا۔ اور امام احمد نے کہا ہے کہ وقوف کا وقت عرفہ کی فجر سے شروع ہوتا ہے اور اس پر تمام امت کا اجماع ہے کہ اصل وقوف بہت بڑا رکن ہے حج کا وہ اگر فوت ہو گیا تو حج فوت ہو گیا اور بے اُس کے حج صحیح نہیں ہوتا
تریسٹھ[63]۔ قولہ اور اسامہ کو پیچھے بٹھا لیا۔ اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ ایک جانور پر دو آدمی کا بیٹھنا درست ہے اگر جانور طاقت رکھتا ہو۔ اور اس باب میں بہت روایتیں آئی ہیں
قولہ سر اُسکا کجاوہ کے آگے مورک میں لگ گیا۔ مورک وہ جگہ ہے جو کجاوہ کے آگے ہوتی ہے اور کبھی سوار جب تھک جاتا ہے اور پیر لٹکے لٹکے سن ہو جاتے ہیں تو اٹھا کر وہاں رکھ لیتا ہے اور وہاں ایک چمڑا لگا ہوتا ہے۔ اور اس سے ثابت ہو گیا ایک اور مسئلہ کہ پورے ہوئے اس سے
چونسٹھ[64] مسئلہ کہ سوار کو ضرور ہوا کہ پیدلوں کے ساتھ نرمی کرے اور اُن کے بیچ میں سواری دوڑا دے نہیں کہ اُن میں بھاگڑ پڑے اور کھڑبڑ ہووے یا ہل چل مچے اس لئے آپ مہار کھینچے رہے۔
پینسٹھ[65] یوں پورے ہوئے کہ ثابت ہوا کہ جب عرفات سے لوٹے تو آہستہ آہستہ رساں رساں چلے جلدی چلنے کی حاجت نہیں کہ خلاف سنت ہے۔ قولہ آخر مزدلفہ پہنچ گئے اور مزدلفہ مشہور جگہ ہے حد اُس کی مشہور ہے اور عرفات سے تین کوس ہے اور مزدلفہ سے منیٰ تین کوس ہے اور منیٰ سے مکہ تین کوس ہے اور وہ حرم میں داخل ہے اور اس سے ثابت ہوئے مسائل کہ۔
چھیاسٹھ[66] یوں پورے ہوئے کہ شب کو آپ وہاں رہے اور شب کو وہاں رہنا حنفیہ کے نزدیک واجب ہے اور امام احمد کے نزدیک بھی اور بعض شافعیہ کا بھی یہی قول ہے اور بعض شافعیہ کے نزدیک فرض ہے۔

سرسٹھ ٦٧ یوں پورے ہوئے کہ آپ نے مغرب اور عشا ایک اذان اور دو
اقامت سے پڑھی جیسے ظہر اور عصر عرفات میں پڑھی تھی اور یہ مذہب ہے شافعی اور
زفر کا اور دوسرے اماموں کا اور ابو حنیفہ کے نزدیک یہ ہے کہ عشاء میں اقامت
ضرور نہیں اس لئے کہ وہ اپنے وقت پر ہے بخلاف عصر عرفات کے کہ وہ غیر وقت
میں تھی مگر سنت اس علت پر مقدم ہے۔ اور

اڑسٹھ ٦٨ مسئلے یوں پورے ہوئے کہ سنت یہی ہے کہ عرفات سے جب لوٹے
تو مغرب میں دیر کرے اور عشا کے ساتھ ملا کر پڑھے اور یہ جمع تاخیر ہے اور اس پر اجماع
ہے تمام امت کا کہ یہاں جمع تاخیر ضرور ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ سبب اسکا کیا ہے
ابی حنیفہ اور ایک گروہ کا قول ہے کہ یہ بسبب نسک کے ہے اور جائز ہے یہ جمع اہل مکہ اور
اہل مزدلفہ کو بھی اور اہل منیٰ کو بھی اور اور لوگوں کو بھی۔ اور صحیح یہ ہے کہ یہ جمع بسبب سفر
کے ہے اور اسی مسافر کو روا ہے جو مسافت قصر کا ارادہ رکھتا ہو اور وہ دو منزل ہیں
اور ایک قول شافعی کا یہ ہے کہ جائز ہے جمع ہر سفر میں گو چھوٹا ہی سفر ہو۔ یہ مضمون ہے
نووی کا شرح مسلم میں۔ اور عالمگیری میں ہے کہ جمع مزدلفہ کے لئے خطبہ اور سلطان اور
جماعت اور احرام شرط نہیں بخلاف جمع عرفہ کے کذا فی المصیفی۔ اور نووی نے کہا ہے کہ اگر
کسی نے ارض عرفات میں یا راہ میں مزدلفہ کے مغرب پڑھ لی اور جمع نہ کی ساتھ عشاء کے
تو روا ہے مگر خلاف افضل ہے اور بات یہ ہے کہ یہ ثابت نہیں ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے اور بہر طور اطاعت اُن کی واجب ہے امت پر اور یہی مذہب ہے صحابہ
اور تابعین کا اور اوزاعی اور ابو یوسف اور اشہب کا بھی قول یہی ہے اور اصحاب
حدیث کا بھی کہ اگر الگ الگ اپنے اپنے وقت میں ادا کی تو بھی روا ہے۔ ابو حنیفہ وغیرہ
کوفیوں نے کہا ہے کہ ضرور ہے کہ مزدلفہ میں جمع کرے اور اُس سے پہلے کہیں
روا نہیں۔ اور امام مالک نے بھی کہا ہے کہ قبل مزدلفہ کے روا نہیں مگر جس کو یا
جس کی سواری کو کچھ عذر ہو جائے مگر اُس کو بھی ضرور ہے کہ مغرب بعد غروب شفق
ادا کرے اور

انہتر ٦٩ مسئلہ یوں پورے ہوئے کہ ان دونوں کے بیچ میں ثابت ہوا کہ
سنت نہ پڑھے مگر اس میں اختلاف ہے کہ یہ نہ پڑھنا سنت کا شرط ہے جمع
کی یا نہیں۔ اصحاب شافعیہ کے نزدیک صحیح یہی ہے کہ شرط نہیں بلکہ سنت مستحبہ
ہے اور بعض اصحاب شافعیہ نے کہا ہے شرط ہے۔ قولہ اس کے بعد جو مذکور
ہے کہ پھر آپ لیٹ رہے اور

ستر مسئلے یوں پورے ہوئے کہ رات کو وہاں رہنا واجب ہے یا سنت

ہے صحیح قول شافعی کا یہ ہے کہ اگر کوئی شب کو وہاں نہ رہا تو حج اس کا صحیح ہو گیا اور گنہ گار ہوا مگر اس پر دم واجب ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کے ترک میں گناہ نہیں اور نہ دم واجب ہوتا ہے مگر وہاں ٹھیرنا رات کو مستحب ہے اور ایک جماعت کا قول ہے کہ وہ رکن ہے اور بغیر اس کے حج صحیح ہی نہیں ہوتا جیسے بغیر وقوف عرفات کے حج صحیح نہیں ہوتا۔ اور یہ قول ہے امام شافعی کے نواسے کا اور ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ کا اور علقمہ اور اسود اور شعبی اور نخعی اور حسن بصری کا اور۔

اکھتر یوں ہوئے کہ مزدلفہ میں نماز سویرے پڑھنا چاہئے صبح کی اس لئے آج مناسک بہت ہیں۔

بہتّر یوں ہوئے کہ صبح کی نماز میں اذان اور اقامت دونوں مسنون ہیں اور اسی طرح تمام نمازوں میں مسافر کی۔ اور اس میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر میں بھی اذان دلوائی جیسے حضر میں دلواتے تھے۔ قولہ پھر چلے یہاں تک کہ مشعر الحرام میں آئے اور اس سے

تہتّر مسئلے یوں پورے ہوئے کہ معلوم ہوا کہ یہاں وقوف بھی سواری پر افضل ہے پیدل سے جیسا اوپر بھی گذرا۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ مشعر الحرام وہی قزح ہے اور جماہیر مفسرین اور اہل سیر نے کہا ہے کہ مشعر الحرام تمام مزدلفہ ہے۔ اور

چوہتّر یوں پورے ہوئے کہ معلوم ہوا یہاں بھی وقوف کرنا مناسک حج میں داخل ہے اور اس میں کچھ اختلاف نہیں مگر اختلاف اس میں ہے کہ یہاں سے کب چلے سو ابن مسعود اور ابن عمر اور ابو حنیفہ اور شافعی اور جماہیر علماء کا قول ہے کہ یہاں کھڑا دعا کرتا رہے اور ذکر میں مشغول رہے یہاں تک کہ صبح روشن ہو جائے جیسے اس حدیث میں ہے۔ اور امام مالک نے کہا ہے کہ یہاں سے روشنی ہونے سے قبل چلدے

پچھتّر۔ قولہ فضل کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ اس سے مسئلہ معلوم ہوا کہ اجنبی عورتوں سے آنکھ بند کرنا چاہئے۔

چھہتّر مسئلہ کہ معلوم ہوا جو قدرت رکھے گناہ سے روکنے کی اپنے ہاتھ سے تو روک دے اپنے ہاتھ سے اسی لئے آپ نے ہاتھ رکھدیا۔ قولہ بطن محسر میں پہنچے محسر اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ فیل اصحاب فیل کا وہاں رک گیا تھا اور روکنے کو عربی حسر کہتے ہیں۔

ستترؒ۔ قولہ تب اونٹنی کو ذرا چلایا۔ اس سے پورے ہوئے ستتر مسئلے کہ اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ بطن محسر سے جلدی گذرنا چاہیئے۔ اور یہ سنت ہے اس مقام کی سنتوں میں سے اور وہ ایک تیر کے پٹہ تک ہے یا ڈھیلا پہنچنے کی مسافت تک۔

اٹھترؒ۔ قولہ بیچ کی راہ لی۔ اس سے پورے ہوئے اٹھتر مسئلے کہ معلوم ہوا لوٹتے وقت عرفات سے اس راہ سے مِنیٰ میں داخل ہونا سنت ہے۔ اور یہ اس راہ کے سوا ہے جس راہ سے آپ عرفات کو گئے تھے اور یہ ایسی بات ہے جیسے آپ نے مکہ جاتے وقت ثنیۃ العلیا کی راہ لی اور نکلتے وقت ثنیۃ السفلےٰ کی اور عیدین میں بھی آپ ایک راہ سے جاتے دوسرے سے آتے۔ یا استسقاء میں چادر اُلٹتے غرض یہ سبب گویا بطور تفاول کے ہوا۔

اُناسیؒ۔ قولہ جمرہ عقبہ۔ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ سنت یہی ہے کہ جب مزدلفہ سے آوے تو منی میں پہنچ کر پہلے جمرہ عقبہ کی رمی کرے اور اس سے پہلے کچھ نہ کرے اور یہ رمی اس کی منےٰ میں اُترنے سے پہلے ہو۔ غرض اس رمی سے فارغ ہو کر پھر اُترے۔

اسّی مسئلہ۔ قولہ اور سات کنکریاں الخ اس سے معلوم ہوا کہ سات کنکریاں ماریں دانہ باقلا کے برابر اس سے بڑے نہ چھوٹے۔ اور اگر اس سے بڑے چھوٹے ہوں تب بھی کافی ہیں مگر پتھر ہوں۔ اور امام شافعی اور جمہور کے نزدیک سرمہ اور ہڑتال اور سونے اور چاندی وغیرہ سے رمی درست نہیں۔ اسی طرح جن چیزوں کو حج نہیں کہتے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اجزائے ارض میں جو چیز ہو درست ہے۔ اور پورے ہوئے اس سے

اکیاسی مسئلے یعنی معلوم ہوا کہ ہر کنکری پر تکبیر کہے یعنی اللہ اکبر اور معلوم ہوا کہ ایک ایک کنکری الگ الگ مارے۔ اور یہی ثابت ہے احادیث سے اور بطن وادی میں کھڑا ہو جیسے ہم اوپر تصریح کر چکے ہیں۔ اور بعضوں نے کہا کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور یوم النحر میں یہی رمی جمرہ عقبہ مشروع ہے اور کچھ نہیں۔ اور اس پر اجماع ہے تمام مسلمانوں کا اور یہ رمی نسک میں داخل ہے باجماع مسلمین اور مذہب شافعیہ کا یہ ہے کہ یہ واجب ہے رکن نہیں۔ پھر اگر کسی نے چھوڑ دی یہاں تک کہ ایام رمی نکل گئے تو گنہگار ہوا اور اس پر دم لازم آیا اور حج صحیح ہو گیا۔ اور مالک نے کہا ہے حج فاسد ہو گیا۔ اور واجب ہیں سات کنکریاں کہ اگر ایک بھی کم ہو گئی تو پھر کافی نہیں ہوتیں۔ قولہ پھر نحر کی جگہ میں آئے اس سے

معلوم ہوا کہ ہدی بہت لانا مستحب ہے کہ آپ کے سو اونٹ ہدی تھے اور پورے ہوئے
بیاسی مسئلے یعنی ثابت ہوا کہ مستحب ہے ذبح کرنا ہدی کا اپنے ہاتھ سے اور نیابت بھی جائز ہے بالاجماع جب نائب مسلمان ہو۔ اور پورے ہوئے اس سے
تراسی مسئلہ یعنی معلوم ہوا کہ مستحب ہے جلدی ذبح کرنا ہدایا کا اگرچہ بہت ہوں۔ اور ذبح سب کا یوم النحر میں مستحب ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تریسٹھ اونٹ جو آپ کے ساتھ آئے وہ تو آپ نے ذبح کئے اور باقی حضرت علی رضی اللہ عنہ لائے تھے وہ اُن کو ذبح کے لئے دیئے جو وہ یمن سے لائے تھے۔ غرض یہ سب پورے سو ہو گئے۔
چوراسی مسئلہ۔ پھر فرمایا کہ ہر اونٹ میں سے ایک ٹکڑا الخ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ ہر قربانی میں سے کچھ کھانا سنت ہے۔ اور چونکہ ہر ایک میں سے کھانا مشکل تھا تو آپ نے یہ ترکیب کی اور اس کے سنت ہونے پر سب علماء کا اتفاق ہے
پچیاسی مسئلہ۔ قولہ اور طواف افاضہ کیا الخ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ طواف افاضہ رکن ہے اور یہ بہت بڑا رکن ہے حج کا باجماع مسلمین اور اول اس کا شب نحر کے نصف سے ہے شافعیہ کے نزدیک۔ اور افضل وقت رمی جمرہ عقبہ کے بعد ہے۔ اور ذبح ہدی اور حلق کے پیچھے اور اس میں دن چڑھ جاتا ہے یوم النحر کا اور سارے دن میں نحر کے جب چاہے بجالائے بلا کراہت اور یوم النحر سے زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ اور تاخیر کرنا ایام تشریق سے زیادہ تر مکروہ ہے اور آخر وقت اس کا جب تک آدمی زندہ رہے مگر شرط یہ ہے کہ بعد وقوف عرفات کے ہو۔ اور اگر وقوف عرفات سے پہلے کرے تو روا نہیں اور تمام علماء کا اتفاق ہے کہ طواف افاضہ میں نہ رمل ہے نہ اضطباع ہے۔ اور اگر کسی نے طواف وداع کی نیت سے طواف کیا اور طواف افاضہ اس کے ذمہ تھا تو یہ طواف افاضہ کی جگہ ہو گیا اور اس میں نص ہے شافعی کا جیسے کسی پر حج اسلام ہو اور وہ بہ نیت قضا یا بارادہ نذر حج بجالائے تو وہ حج اسلام کی جگہ ہو جاتا ہے۔ اور ابوحنیفہ اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ طواف افاضہ کسی اور طواف کی نیت سے صحیح نہیں ہوتا اور اس طواف افاضہ کو طواف الزیارت اور طواف الصدر اور طواف الفرض اور طواف الرکن بھی کہتے ہیں۔ اور اس سے پورا ہوا
چھیاسی مسئلہ یعنی معلوم ہوا کہ پانی بھرنا اور پلانا بڑی فضیلت ہے کہ

آرزو کی آپ نے اس کی مگر اس خوف سے کہ بنی عبد المطلب کی خدمت چھن جائے بجا نہ لائے۔ اور معلوم ہوا اس سے کہ بعض مستحبات کا ترک کسی مصلحت سے روا ہے۔ اور پورا اس سے شناسی مسئلہ کہ ثابت ہوئی فضیلت زمزم کے پینے کی۔ اور بہت روایتیں اس بارے میں آئی ہیں۔ اور یہ ایک مشہور کنواں ہے بیت اللہ شریف سے اڑتیس ہاتھ پر اور ماء زمزوم سے مشتق ہے کہ آب کثیر کو کہتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ زمین کے تمام کنوؤں سے بہتر زمزم ہے اور سب سے بدتر برہوت۔ تمام ہوئی شرح اس حدیث کی۔ اور ہم نے اختصار کیا اس کی شرح میں ورنہ بہت فوائد ہیں اُس کے وبحمد اللہ علی اتمامہ۔

عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ اَتَیْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فَسَاَلْتُہٗ عَنْ حَجَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِنَحْوِ حَدِیْثِ حَاتِمِ ابْنِ اِسْمٰعِیْلَ وَزَادَ فِی الْحَدِیْثِ وَکَانَتِ الْعَرَبُ یَدْفَعُ بِھِمْ اَبُوْ سَیَّارَۃَ عَلٰی حِمَارٍ عُرْیٍ فَلَمَّا اَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُزْدَلِفَۃِ بِالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ لَمْ تَشُکَّ قُرَیْشٌ اَنَّہٗ سَیَقْتَصِرُ عَلَیْہِ وَیَکُوْنُ مَنْزِلُہٗ ثَمَّ فَاَجَازَ وَلَمْ یَعْرِضْ لَہٗ حَتّٰی اَتٰی عَرَفَاتٍ فَنَزَلَ

ترجمہ۔ جعفر بن محمد نے کہا میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں جابر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کا حال پوچھا۔ اور انہوں نے بیان کی حدیث جیسے حاتم بن اسمٰعیل نے بیان کی تھی اور اس میں اتنا زیادہ کیا کہ عرب کا قاعدہ تھا (یعنی ایام جاہلیت میں) کہ ابو سیارہ (ایک شخص کی کنیت ہے) انکو مزدلفہ سے لوٹا لاتا تھا (اور عرفات کو نہ لے جاتا تھا) پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزدلفہ سے آگے بڑھے تو قریش نے یقین کیا کہ آپ مشعر الحرام میں ٹھیریں گے اور وہیں آپ کی منزل ہوگی اور آپ وہاں سے بھی آگے بڑھ گئے اور اس سے کچھ تعرض نہ کیا یہاں تک کہ عرفات پہنچے (یعنی قریب عرفات) اور وہاں اترے۔

فائدہ۔ یعنی قریش نے خیال کیا کہ آپ مزدلفہ میں وقوف کریں گے جیسے وہ بے وقوف ایام جاہلیت میں کیا کرتے تھے حضرت اس سے بڑھ کر عرفات کے قریب اترے اور بعد زوال عرفات میں وقوف کیا جیسے اوپر گذرا۔

عَنْ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَابِرٍ

ترجمہ۔ جابر رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فِیْ حَدِیْثِہٖ ذٰلِکَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحَرْتُ ھٰھُنَا وَمِنًی کُلُّھَا مَنْحَرٌ فَانْحَرُوْا فِیْ رِحَالِکُمْ وَوَقَفْتُ ھٰھُنَا وَعَرَفَۃُ کُلُّھَا مَوْقِفٌ وَوَقَفْتُ ھٰھُنَا وَجَمْعٌ کُلُّھَا مَوْقِفٌ

میں یہ زیادہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے یہاں نحر کیا اور منٰی ساری نحر کی جگہ ہے تو تم اپنے اپنے اترنے کی جگہ میں نحر کرو۔ اور میں نے یہاں وقوف کیا اور عرفہ سارا وقوف کی جگہ ہے۔ اور مشعر الحرام اور مزدلفہ سب وقوف کی جگہ ہے اور میں نے یہاں وقوف کیا۔

فائدہ۔ یہ کمال نرمی اور آسانی کے لئے امت کی فرمادیا ورنہ ہر شخص کو تکلیف ہو اور آپ کے موقف اور منحر میں وہ بھیڑ بھاڑ ہوتی کہ اونٹ کے عوض میں آدمی قربان ہوتے۔

عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ مَکَّۃَ اَتَی الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَہٗ ثُمَّ مَشٰی عَلٰی یَمِیْنِہٖ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَّمَشٰی اَرْبَعًا

ترجمہ۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی میں یوں مروی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آئے حجر اسود کو چوما اور تین پھیروں میں رمل کیا اور چار میں عادت کے موافق چلے

فائدہ۔ بیان ان سب کا مفصل اوپر گذرا۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ کَانَ قُرَیْشٌ وَّمَنْ دَانَ دِیْنَھَا یَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَۃِ وَکَانُوْا یُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ وَکَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ یَقِفُوْنَ بِعَرَفَۃَ فَلَمَّا جَاءَ الْاِسْلَامُ اَمَرَ اللّٰہُ نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّاْتِیَ عَرَفَاتٍ فَیَقِفُ بِھَا ثُمَّ یُفِیْضُ مِنْھَا فَذٰلِکَ قَوْلُہٗ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ قریش اور جو لوگ ان کی چال پر تھے مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے اور اپنے کو حمس نام رکھتے تھے (ابو الہیثم نے کہا ہے کہ یہ نام ہے قریش کا اور ان کی اولاد کا اور کنانہ اور جدیلہ قیس کا اس لئے کہ وہ تحمس رکھتے تھے اپنے دین میں یعنی تشدد اور سختی رکھتے تھے) اور باقی عرب کے لوگ عرفہ میں وقوف کرتے تھے۔ پھر جب اسلام آیا اللہ پاک نے اپنے نبی کو حکم فرمایا کہ عرفات میں آویں اور وقوف فرمائیں اور وہیں سے لوٹیں۔ اور یہی مطلب ہے اس آیت کا ثُمَّ اَفِیْضُوْا یعنی لوٹو وہیں سے جہاں سے اور لوگ لوٹتے ہیں۔

عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ کَانَتِ الْعَرَبُ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ عُرَاۃً اِلَّا الْحُمْسَ

وَالْحُمْسُ قُرَيْشٌ وَّمَا وَلَدَتْ كَانُوْا يَطُوفُونَ عُرَاةً إِلَّا أَنْ تُعْطِيَهُمُ الْحُمْسُ ثِيَابًا فَيُعْطِي الرِّجَالُ الرِّجَالَ وَالنِّسَاءُ النِّسَاءَ وَكَانَتِ الْحُمْسُ لَا يَخْرُجُونَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ وَكَانَ كُلُّهُمْ يَبْلُغُونَ عَرَفَاتٍ قَالَ هِشَامٌ فَحَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتِ الْحُمْسُ هُمُ الَّذِينَ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيهِمْ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يُفِيضُونَ مِنْ عَرَفَاتٍ وَّكَانَ الْحُمْسُ يُفِيضُونَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ يَقُولُونَ لَا نُفِيضُ إِلَّا مِنَ الْحَرَمِ فَلَمَّا نَزَلَتْ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ رَجَعُوْا إِلَى عَرَفَاتٍ

ترجمہ۔ ہشام نے اپنے باپ سے روایت کی کہ عرب طواف کرتے تھے بیت اللہ کا ننگے مگر حمس اور حمس قریش ہیں اور انکی اولاد۔ غرض لوگ ننگے طواف کرتے تھے مگر جب کہ قریش لوگ اُن کو کپڑے دے دیتے تھے سو مرد مردوں اور عورتیں عورتوں کو کپڑے دیا کرتی تھیں اور حمس مزدلفہ سے باہر نہ جاتے اور سب لوگ عرفات تک جاتے۔ ہشام نے کہا میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہی مضمون فرمایا جو ابھی اوپر گذرا۔ اتنی بات زیادہ ہے کہ جب آیت مذکور اُتری تو سب عرفات جانے لگے۔

عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ قَالَ أَضْلَلْتُ بَعِيرًا لِي فَذَهَبْتُ أَطْلُبُهُ يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا مَعَ النَّاسِ بِعَرَفَةَ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ إِنَّ هٰذَا لَمِنَ الْحُمْسِ فَمَا شَأْنُهُ هٰهُنَا وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تُعَدُّ مِنَ الْحُمْسِ

ترجمہ۔ جبیر بن مطعم نے کہا کہ میرا ایک اونٹ کھو گیا اور میں اس کی تلاش کو نکلا عرفہ کے دن تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں عرفات میں تو میں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ تو حمس کے لوگ ہیں ان کو کیا ہوا جو یہاں تک آگئے تھے۔) اور قریش حمس میں شمار کئے جاتے تھے (جو لوگ مزدلفہ سے باہر نہ جاتے تھے) (یعنی قریش تو مزدلفہ سے آگے نہیں آتے

باب جَوَازِ تَعْلِيقِ الْإِحْرَامِ وَهُوَ أَنْ يُحْرِمَ بِإِحْرَامٍ كَإِحْرَامِ فُلَانٍ

ایک شخص اپنے احرام میں کہے کہ جو فلاں شخص کا احرام ہے وہی میرا بھی ہے اسکے جائز ہونے کا بیان

فائدہ۔ جیسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تھا کہ جو احرام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہو وہی میرا بھی ہے اور آپ نے اُسے جائز رکھا۔

عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ

ترجمہ۔ ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس

مُنِيخٌ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ لِي حَجَجْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ بِمَا أَهْلَلْتَ قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَدْ أَحْسَنْتَ طُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَحِلَّ قَالَ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ بَنِي قَيْسٍ فَفَلَتْ رَأْسِي ثُمَّ أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ قَالَ فَكُنْتُ أُفْتِي بِهِ النَّاسَ حَتَّى كَانَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ قَيْسٍ رُوَيْدَكَ بَعْضَ فُتْيَاكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي النُّسُكِ بَعْدَكَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كُنَّا أَفْتَيْنَاهُ فُتْيَا فَلْيَتَّئِدْ فَإِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فَبِهِ فَأْتَمُّوا قَالَ فَقَدِمَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ أَنْ نَأْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى فَإِنَّ كِتَابَ اللّٰهِ يَأْمُرُ بِالتَّمَامِ وَأَنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى بَلَغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ۔

اور آپ اونٹ بٹھائے ہوئے بطحائے مکہ میں تھے اور مجھ سے فرمایا کہ تم نے حج کی نیت کی میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا کیا احرام باندھا میں نے عرض کی کہ میں نے کہا لبیک مانند لبیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ آپ نے فرمایا کیا خوب کیا۔ اب بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا اور مروہ کا اور احرام کھول ڈالو (اس لئے کہ ان کے ساتھ ہدی تو تھی ہی نہیں) پھر میں نے طواف کیا بیت اللہ اور صفا اور مروہ کا اور قبیلہ بنی قیس کی ایک عورت کے پاس آیا اس نے میرے سر کی جوئیں دیکھ دیں پھر میں نے حج کی لبیک پکاری اور میں لوگوں کو بھی فتوی دیتا تھا (کہ جو حج کو آوے بے ہدی کے وہ عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے پھر یوم الترویہ میں حج کا احرام باندھ لے) یہاں تک کہ جب خلافت ہوئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تو ایک شخص نے مجھ سے کہا اے ابو موسیٰ یا کہا اے عبد اللہ بن قیس تم اپنے بعض فتوے کو روک رکھو اس لئے کہ تم کو معلوم نہیں کہ امیر المومنین نے کونسی نئی بات نکالی نسک میں تمہارے پیچھے (معلوم ہوا کہ صحابہ کا عقیدہ تھا کہ خلفاء کی بات کو بھی احداث جانتے تھے اور نو پیدا خیال کرتے تھے اور سنت میں داخل نہ جانتے تھے۔ اسی وجہ سے حضرت عمر نے بھی جماعت تراویح جس کو آپ نے مقرر فرمایا تھا نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ فرمایا اور یہ نہ کہا نِعْمَتِ السُّنَّةُ هٰذِهٖ حالانکہ اصل تراویح کی سنت سے ثابت تھی بلکہ اصل جماعت کی بھی ثابت تھی مگر صرف دوام اس پر حضرت نے نہیں کیا تھا اور دوام کا حکم حضرت عمر نے دیا۔ اتنے سے تغیر کو جو ان کی جانب سے تھا آپ کو پسند نہیں آیا کہ اس کو سنت میں داخل کریں۔ سبحان اللہ کیا ادب تھا صحابہ کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اسی سے معلوم ہوا کہ قول صحابی حجت نہیں ورنہ خلفاء کی بات کو احداث

نہ کہتے)، تب ابوموسیٰ نے کہا اے لوگو جن کو میں نے فتوے دیا ہے (یعنی احرام کھول ڈالنے کا)، تو وہ تامل کریں اس لئے کہ امیر المومنین آنے والے ہیں سو تم اُن کی پیروی کرو۔ کہا راوی نے پھر آئے حضرت عمر اور میں نے اُن سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا اگر ہم اللہ کی کتاب پر چلیں تو وہ حکم فرماتی ہے پورا حج و عمرہ بجالانے کا اور اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر چلیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام نہیں کھولا جب تک قربانی نہ پہنچ لی اپنی جگہ پر۔

فائدہ۔ اور جس کے پاس قربانی ہووے ہی نہیں غرض حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کا خیال کیا اور قول کا خیال نہ آیا کہ آپ نے تمام صحابہ میں حکم دیا کہ جس کے پاس ہدی نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے۔ اور بعض شارحان حدیث نے اس کی تاویل کی ہے یہ کہ منع کرنا آپ کا اخذ بالاولیٰ کے طریق سے تھا کہ خواہش آپ کی یہ تھی کہ لوگ حج کو الگ سفر میں اور عمرہ کو الگ سفر میں بجالائیں اور اسی کو وہ پورا خیال فرماتے تھے گو وہ خیال کیسا ہی ہو۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور بیان کی ہم سے یہی روایت عبیداللہ بن معاذ نے اُن سے معاذ اُن کے باپ نے اُن سے شعبہ نے اس اسناد سے مانند اس کے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُنِیْخٌ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ بِمَ اَھْلَلْتَ قَالَ قُلْتُ اَھْلَلْتُ بِاِھْلَالِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ھَلْ سُقْتَ مِنْ ھَدْیٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَطُفْ بِالْبَیْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ ثُمَّ حِلَّ فَطُفْتُ بِالْبَیْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ ثُمَّ اَتَیْتُ امْرَاَۃً مِّنْ قَوْمِیْ فَمَشَطَتْنِیْ وَغَسَلَتْ رَاْسِیْ فَکُنْتُ اُفْتِی النَّاسَ بِذٰلِکَ فِیْ اِمَارَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ وَّاِمَارَۃِ عُمَرَ فَاِنِّیْ لَقَائِمٌ بِالْمَوْسِمِ اِذْ جَآءَنِیْ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ شَاْنِ النُّسُکِ فَقُلْتُ اَیُّھَا النَّاسُ مَنْ کُنَّا اَفْتَیْنَاہُ بِشَیْءٍ فَلْیَتَّئِدْ فَھٰذَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ قَادِمٌ عَلَیْکُمْ فَبِہٖ فَاْتَمُّوْا فَلَمَّا قَدِمَ قُلْتُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ مَا ھٰذَا الَّذِیْ اَحْدَثْتَ فِیْ شَاْنِ النُّسُکِ قَالَ اَنْ نَّاْخُذَ بِکِتَابِ اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ قَالَ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ وَاَنْ نَّاْخُذَ بِسُنَّۃِ نَبِیِّنَا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ

وَالسَّلَامُ فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَحِلَّ حَتّٰی نَحَرَ الْھَدْیَ ترجمہ ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ مکہ کی کنکریلی زمین میں اونٹ بٹھائے ہوئے تھے (یعنی وہاں منزل کی ہوئی تھی) اور آپ نے مجھ سے پوچھا کیا اہلال کیا تم نے۔ میں نے عرض کی جو اہلال نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ آپ نے فرمایا تم قربانی ساتھ لائے ہو۔ میں نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کرکے احرام کھول ڈالو اور میں نے طواف کیا ویسا ہی۔ پھر میں ایک عورت کے پاس آیا اپنی قوم کے۔ اس نے میرے سر میں کنگھی کردی اور میرا سر دھویا۔ غرض میں لوگوں کو یہی فتویٰ دینے لگا۔ آگے وہی مضمون ہے جو اوپر گذرا۔

فائدہ۔ غرض یہ ہے کہ منع کرنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بطور حرمت کے نہیں تھا کہ فسخ احرام کو جانتے ہوں یا تمتع کو باطل خیال کرتے ہوں بلکہ اس منع کرنے کی علت خود آگے کی روایت میں آتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِیْ اِلَی الْیَمَنِ قَالَ فَوَافَقْتُہٗ فِی الْعَامِ الَّذِیْ حَجَّ فِیْہِ فَقَالَ لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا ابا موسے کیف قلت حین اَحْرَمْتَ قَالَ قُلْتُ لَبَّیْکَ اِھْلَالًا کَاِھْلَالِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ھَلْ سُقْتَ ھَدْیًا فَقُلْتُ لَا قَالَ فَانْطَلِقْ فَطُفْ بِالْبَیْتِ وَبَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ ثُمَّ اَحِلَّ ثُمَّ سَاقَ الْحَدِیْثَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ شُعْبَۃَ وَسُفْیَانَ ترجمہ ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہی مضمون مروی ہوا اتنی بات زیادہ ہے کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یمن کو بھیجا تھا اور میں اس سال آیا جس سال آپ نے حج کیا۔ آگے وہی مطلب ہے جو اوپر مذکور ہوا

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ کَانَ یُفْتِیْ بِالْمُتْعَۃِ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ رُوَیْدَکَ بِبَعْضِ فُتْیَاکَ فَاِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی النُّسُکِ بَعْدُ حَتّٰی لَقِیَہٗ بَعْدُ فَسَاَلَہٗ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ

ترجمہ۔ ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوی دیتے تھے متعہ کا (جیسا اوپر گذرا کہ حج کو عمرہ کرکے فسخ کر ڈالنا اور پھر یوم الترویہ میں حج کا احرام باندھنا) تو ایک شخص نے کہا تم اپنے بعض فتوے کو

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلَهُ وَأَصْحَابُهُ لٰكِنْ كَرِهْتُ أَنْ يَظَلُّوا مُعْرِسِينَ بِهِنَّ فِي الْأَرَاكِ ثُمَّ يَرُوحُونَ فِي الْحَجِّ تَقْطُرُ رُؤُوسُهُمْ

روک رکھو اس لئے کہ تم کو معلوم نہیں کہ امیر المومنین نے کونسی نئی بات نکالی نسک میں پھر وہ ملے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور اُن سے پوچھا انہوں نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے متعہ کیا ہے اور ان کے اصحاب نے (ایام حج میں مطلق عمرہ بجالانے کو اور پھر اس سال حج کرنے کو بھی عمرہ کہتے ہیں) مگر میں جو منع کرتا ہوں تو اس لئے کہ مجھے برا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ عورتوں کے ساتھ شب باشی پیلو کے درختوں میں کریں پھر حج کو جاویں کہ اُن کے سر میں سے پانی ٹپکتا ہو (اور اس حال میں عرفات کو جاویں)۔

فائدہ۔ یہ عذر بیان کر دیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ آپ کو پسند آیا کہ لوگ عرفات میں مانند اور حاجیوں کے گرد آلود ہوں۔ اور حجاج کی خوبی گویا یہی ہے کہ سر پریشان اور خشوع اور خضوع اُن میں ظاہر ہو اور مسکنت کے سامان ان پر نمود ہوں، نہ راحت و آرام کی علامتیں ان پر ظاہر ہوں اور امر ظاہر ہے کہ یہ علت حدیث مرفوع منصوص کے کچھ نہیں اس لئے کہ احرام سے ایک لحظہ پیشتر بھی سب طرح کی زینت حلال ہے اور عورتوں سے جماع وغیرہ درست ہے اور خوشبو لگانا روا ہے۔ غرض حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معارض حدیث مرفوع کے نہیں ہو سکتا نہ آپ کو معارضہ منظور تھا صرف اپنی ایک رائے کی بات کہی اور جس کا جی چاہے اس کو قبول کرے چاہے نہ کرے۔

بَابُ جَوَازِ التَّمَتُّعِ

تمتع کے جائز ہونے کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ شَقِيقٍ كَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَنْهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَأْمُرُ بِهَا فَقَالَ عُثْمَانُ لِعَلِيٍّ كَلِمَةً ثُمَّ قَالَ عَلِيٌّ لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّا قَدْ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَجَلْ وَلٰكِنَّا كُنَّا خَائِفِينَ

ترجمہ۔ عبداللہ بن شقیق نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع کیا تمتع سے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کا حکم کرتے تھے تو حضرت عثمان نے حضرت علی کو کچھ کہا۔ تب حضرت علی نے کہا آپ جانتے ہو کہ ہم نے متعہ کیا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (یعنی تمتع حج کا) تو انہوں نے کہا کہ ہاں مگر ہم اسوقت ڈرتے تھے۔

فائدہ۔ یعنی منع کرنا حضرت عثمان کا بھی تنزیہاً تھا نہ تحریماً اور یہ فرمانا اُن کا کہ ہم ڈرتے تھے مراد اس سے عمرۂ قضا ہے جو قبل فتح ہوا ہے اور چونکہ وہ عمرہ بھی ذیقعدہ میں تھا

لہٰذا اس پر بھی تمتع کا اطلاق صحیح ہے۔ مسلم نے کہا اور بیان کی مجھ سے یہی روایت یحییٰ بن حارثی نے اُن سے خالد نے یعنی ابن الحارث نے اُن سے شعبہ نے اسی اسناد سے مثل اسی کے

عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اجْتَمَعَ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا بِعُسْفَانَ فَكَانَ عُثْمَانُ يَنْهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ اَوِ الْعُمْرَةِ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَا تُرِيْدُ اِلٰى اَمْرٍ قَدْ فَعَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنْهٰى عَنْهُ فَقَالَ عُثْمَانُ دَعْنَا مِنْكَ قَالَ اِنِّيْ لَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَدَعَكَ فَلَمَّا اَنْ رَاٰى عَلِيٌّ ذٰلِكَ اَهَلَّ بِهِمَا جَمِيْعًا

ترجمہ۔ سعید بن مسیب نے کہا کہ حضرت علی اور حضرت عثمان دونوں عسفان (کہ نام ہے ایک مقام کا) میں جمع ہوئے اور عثمان رضی اللہ عنہ متعہ سے منع کرتے تھے (یعنی ایام حج میں کہ وہ تمتع ہے) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ارادہ ہے تمہارا اس کام کے ساتھ جو خود نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اور تم اس سے منع کرتے ہو تو عثمان نے کہا تم ہمیں چھوڑ دو ہمارے حال پر۔ حضرت علی نے فرمایا میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا۔ پھر جب حضرت علی نے یہ حال دیکھا تو حج اور عمرہ دونوں کا لبیک پکارا۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِی الْحَجِّ لِاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً

ترجمہ۔ ابوذر نے کہا تمتع حج کا خاص تھا صحابہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے۔

فائدہ۔ یہ اثر معارض نہیں ہو سکتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سراسر رشاد کے کہ آپ نے سراقہ بن جعشم سے فرمایا کہ تمتع ہمیشہ کے لئے جائز ہے

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَتْ لَنَا رُخْصَةٌ يَعْنِي الْمُتْعَةَ فِي الْحَجِّ ترجمہ ابوذر نے کہا تمتع حج میں ہمارے ہی لئے خاص تھا۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَا تَصْلُحُ الْمُتْعَتَانِ اِلَّا لَنَا خَاصَّةً يَعْنِي مُتْعَةَ النِّسَاءِ وَمُتْعَةَ الْحَجِّ ترجمہ۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا دو متعے ایسے ہیں کہ ہمارے ہی لئے خاص تھے یعنی متعہ عورتوں کا (یعنی ایک وقت نکاح کرنا ایک وقت مقرر تک) اور متعہ حج کا۔

فائدہ۔ یعنی ایام حج میں عمرہ بجالانا یا احرام حج کو عمرہ کر کے فسخ کر دینا اور پھر حج کرنا اور متعہ حج کی خصوصیت محض ان کی رائے ہے مخالف نصوص محمدیہ پس حجت نہیں ہو سکتا۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِی الشَّعْثَاءِ قَالَ اَتَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيَّ وَاِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيَّ فَقُلْتُ اِنِّيْ اَهُمُّ اَنْ اَجْمَعَ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ الْعَامَ فَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ لٰكِنْ اَبُوْكَ لَمْ يَكُنْ لِيَهُمَّ بِذٰلِكَ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا

ترجمہ۔ عبدالرحمٰن بن ابی الشعثاء نے کہا کہ آیا میں ابراہیم نخعی اور ابراہیم تیمی کے پاس اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جمع کروں حج اور عمرہ دونوں کو اس سال میں۔ سو ابراہیم نخعی نے کہا کہ تمہارے والد تو کبھی

جَرِيْرٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ مَرَّ بِاَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بِالرَّبَذَةِ فَذَكَرَ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّمَا كَانَتْ لَنَا خَاصَّةً دُوْنَكُمْ

ایسا ارادہ نہ کرتے تھے۔ اور قتیبہ نے کہا کہ روایت کی ہم سے جریر نے، اُن سے بیان نے ان سے ابراہیم تیمی نے اُن سے ان کے باپ نے کہ وہ ابوذر کے ساتھ ربذہ کو گئے اور ان سے حج و عمرہ جمع کرنے کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں کے لئے خاص تھا اور تمہارے واسطے نہیں ہے (یعنی صحابہ کے سوا اوروں کو روا نہیں۔)

فائدہ۔ اور یہ ابوذر کی رائے اور تجویز ہے اور راوی کی روایت حجت ہے اور رائے حجت نہیں اور دلائل جواز فسخ حج بعمرہ ہم اوپر چونتیسویں مسئلہ کے ذیل میں بیان کر آئے ہیں۔

عَنِ الْفَزَارِيِّ قَالَ سَعِيْدٌ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ ابْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ غُنَيْمِ ابْنِ قَيْسٍ قَالَ سَاَلْتُ سَعْدَ ابْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ فَعَلْنَاهَا وَهٰذَا يَوْمَئِذٍ كَافِرٌ بِالْعُرُشِ يَعْنِيْ بُيُوْتَ مَكَّةَ

ترجمہ۔ فزاری نے روایت کی کہ سعید نے کہا کہ روایت کی مجھ سے مروان نے جو فرزند ہیں معاویہ کے کہ خبر دی ہم کو سلیمان تیمی نے غنیم بن قیس سے کہ انہوں نے کہا میں نے سعد بن وقاص سے پوچھا متعہ کو تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نے متعہ کیا ہے اور معاویہ اس دن کافر تھے مکہ کے گھروں میں۔

فائدہ۔ کافر ہونے کے دو معنی ہیں اول یہ کہ عرب کہتا ہے اِكْتَفَرَ الرَّجُلُ جب کوئی شخص گاؤں میں رہے اس لئے کہ کفور گاؤں کو کہتے ہیں۔ غرض اس صورت میں مطلب یہ ہوا کہ حضرت معاویہ مکہ میں تھے اور ہم نے متعہ کیا۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ وہ ابھی ایمان نہ لائے تھے اور دین جاہلیت پر تھے۔ اور یہی معنے صحیح ہیں کہ قاضی عیاض وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور مراد متعہ سے عمرۃ القضاء ہے جو ساتویں سال ہجرت کے ہوا اور حضرت معاویہ آٹھویں سال میں جب مکہ فتح ہوا ہے تب ایمان لائے ہیں اور ایک قول ضعیف یہ ہے کہ بعد عمرہ قضا کے ساتویں ہی سال میں ایمان لائے مگر قول اول ان کے اسلام کے باب میں صحیح ہے اور باقی عمرہ جو عمرۃ القضا کے بعد ہوئے اس میں تو حضرت معاویہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور دولت اسلام سے مشرف ہو چکے تھے۔ (نووی)

کہا مسلم نے اور بیان کی ہم سے یہی روایت ابوبکر بن ابی شیبہ نے اُن سے یحییٰ بن سعید نے ان سے سلیمان تیمی نے اسی اسناد سے اور ان کی روایت میں ہے یعنی معاویہ اور کہا روایت کی ہم سے عمرو ناقد نے ان سے ابواحمد زبیری نے ان سے سفیان نے اور کہا

روایت کی ہم سے محمد نے ان سے روح نے ان سے عبادہ نے ان سے شعبہ نے ان سب سے سلیمان نے اسی اسناد سے مثل ان دونوں روایتوں کی اور سفیان کی روایت میں المتعۃ فی الحج زیادہ ہے یعنی یہ مذکور حج کے متعہ کا تھا۔

عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا اِنِّي لَاُحَدِّثُكَ بِالْحَدِيْثِ الْيَوْمَ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْدَ الْيَوْمِ وَاعْلَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَعْمَرَ طَائِفَةً مِّنْ اَهْلِهٖ فِي الْعَشْرِ فَلَمْ تَنْزِلْ اٰيَةٌ تَنْسَخُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهُ حَتّٰى مَضٰى لِوَجْهِهٖ اِرْتَاٰى كُلُّ امْرِئٍ بَعْدُ مَا شَاءَ اَنْ يَّرْتَاِيَ

ترجمہ: مطرف نے کہا کہ مجھ سے عمران بن حصین نے کہا کہ میں تم سے آج ایک حدیث بیان کروں کہ اللہ تعالیٰ تم کو آج سے اس کا نفع دے اور جان لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں سے ایک گروہ کو عمرہ کروایا عشرہ ذی الحجہ میں اور پھر اس پر کوئی آیت نہ اتری کہ اس حکم کو منسوخ کرتی اور نہ ان دونوں میں عمرہ سے منع فرمایا یہاں تک کہ دنیا سے چلے گئے پھر آپ کے بعد جس کا جو جی چاہے اپنی رائے سے کہا کیے

عَنِ الْجُرَيْرِيِّ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ ابْنُ حَاتِمٍ فِيْ رِوَايَتِهٖ اِرْتَاٰى رَجُلٌ بِرَاْيِهٖ مَا شَاءَ يَعْنِيْ عُمَرَ۔

ترجمہ: جریری سے اسی سند سے یہی حدیث مروی ہے اور ابن حاتم کی روایت میں یہ ہے کہ پھر ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہدیا یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

فائدہ: ان روایتوں سے عمران کا مقصود یہ ہے کہ عمرہ لانا ایام حج میں اور اسی کو تمتع کہتے ہیں جائز اور روا ہے اور حضرت عمر پر انھوں نے انکار کیا کہ وہ اپنی رائے سے منع کرتے تھے حالانکہ قرآن شریف سے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے اس کا جواز معلوم ہوا اس مقام میں غور کرنا چاہیے کہ حضرت عمر باوجودیکہ خلیفہ خاص ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مسند خلافت راشدہ کے زینت بخش ہیں مگر ان کی رائے بھی جب حدیث رسول معصوم کے خلاف ہوئی تو سلف نے انپر انکار کیا پھر اماموں کی بات جب رسول معصوم کی حدیث کے خلاف ہو تو کیوں نہ قابل انکار و رد و طرد ہوگی اور منع کرنا حضرت عمر کا متعہ سے اس نظر سے نہ تھا کہ متعہ روا ہی نہیں بلکہ صرف اس خیال سے کہ افراد کو متعہ پر ترجیح ہے پھر بھی ان کی رائے پر انکار کیا اور یہاں برادران احناف اعدائے انصاف کا یہ قاعدہ ہو رہا ہے کہ حدیث کے مقابل میں اماموں کی حلت و حرمت در پیش کی جاتی ہے اور حدیث شریف کے خلاف ہوتے ہوئے بھی انہی کی بات لی جاتی ہے افسوس صد افسوس۔

عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّنْفَعَكَ بِهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ حَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ حَتّٰى مَاتَ وَلَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ قُرْاٰنٌ يُّحَرِّمُهٗ

ترجمہ: مطرف نے کہا کہ مجھ سے عمران بن حصین نے کہا کہ میں تم سے ایک حدیث بیان کروں شاید اللہ عزوجل تم کو فائدہ بخشے اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ جمع کیا اور پھر اس سے منع نہ فرمایا یہاں تک کہ انتقال فرمایا اور نہ اس میں کوئی قرآن

وَقَدْ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ حَتَّى اكْتَوَيْتُ فَتُرِكْتُ ثُمَّ تَرَكْتُ الْكَيَّ فَعَادَ

کی آیت اتری جس سے ان کا جمع کرنا حرام ہوتا اور ہمیشہ میرے اوپر سلام فرمایا جاتا تھا جب تک میں نے داغ نہیں لیا تھا پھر جب داغ لیا تو سلام موقوف ہو گیا پھر میں نے داغ لینا چھوڑ دیا تو پھر سلام ہونے لگا۔

فائدہ: یعنی مطلب یہ ہے کہ عمران بن حصین صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرض بواسیر تھا اور فرشتے ان پر سلام کیا کرتے تھے جب تک انہوں نے داغ نہیں لیا اور نہایت تکلیف بیماری سے اٹھاتے تھے اخیر میں جب داغ لیا تو فرشتوں نے سلام موقوف کر دیا جب چھوڑ دیا اور داغ لینے سے باز آئے پھر فرشتے سلام کرنے لگے (نودی شرح مسلم)

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا قَالَ قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذٍ

ترجمہ: حمید سے وہی مضمون مروی ہے جیسا اوپر مذکور ہوا۔

عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ بَعَثَ إِلَيَّ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ مُحَدِّثَكَ بِأَحَادِيثَ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهَا بَعْدِي فَإِنْ عِشْتُ فَاكْتُمْ عَنِّي وَإِنْ مُتُّ فَحَدِّثْ بِهَا إِنْ شِئْتَ إِنَّهُ قَدْ سُلِّمَ عَلَيَّ وَاعْلَمْ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَمَعَ بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ فِيهَا كِتَابُ اللَّهِ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَجُلٌ فِيهَا بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ۔

ترجمہ: مطرف نے کہا مجھے پیغام بھیجکر عمران بن حصین نے بلا بھیجا اس بیماری میں جس میں ان کی وفات ہوئی تھی۔ اور کہا کہ میں تم سے کئی حدیثیں بیان کرتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ میرے بعد تم کو اس سے نفع دیوے پھر اگر میں جیتا رہا (یعنے اس مرض سے اچھا ہو گیا) تو تم اس کو میرے نام سے بیان نہ کرنا اور پوشیدہ رکھنا اور اگر میں مر گیا تو چاہنا بیان کرنا اول بات یہ ہے کہ مجھ پر سلام کیا گیا (یعنے فرشتوں کا) دوسرے یہ کہ میں خوب جانتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ دونوں کو جمع کیا (یعنی ایام حج میں) اور پھر اس میں نہ تو قرآن اترا اور نہ آپ نے اس جمع سے منع فرمایا اور اس شخص نے جو چاہا سو اپنی رائے سے کہدیا (یعنے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے)

فائدہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ رائے کسی کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے مقدم نہیں ہو سکتی اور معلوم ہوا کہ کلام فرشتوں کا غیر نبی بھی سن سکتا ہے۔

عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَنْزِلْ فِيهِ الْقُرْآنُ قَالَ رَجُلٌ فِيهَا بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ۔

ترجمہ مطرف سے مروی ہے کہ عمران نے ان سے کہا کہ متعہ کیا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور نہ اترا اس میں قرآن (یعنے اس سے نہی میں) پھر فلاں شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہدیا اور کہا امام مسلم

علیہ الرحمۃ نے کہ روایت کی مجھ سے حجاج بن شاعرؒ نے ان سے عبید اللہ بن عبد المجید نے اون سے اسمٰعیل بن مسلم نے ان سے محمد بن واسع نے ان سے مطرف بن عبد اللہ بن شخیر نے اون سے عمران بن حصین نے یہی حدیث کہ متعہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور متعہ کیا ہم نے آپ کے ساتھ۔

عَنْ اَبِیْ رَجَآءٍ قَالَ قَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا نَزَلَتْ اٰیَۃُ الْمُتْعَۃِ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ یَعْنِیْ مُتْعَۃَ الْحَجِّ وَاَمَرَنَا بِھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَمْ تَنْزِلْ اٰیَۃٌ تَنْسَخُ اٰیَۃَ مُتْعَۃِ الْحَجِّ وَلَمْ یَنْہَ عَنْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی مَاتَ قَالَ رَجُلٌ بِرَاْیِہٖ بَعْدُ مَا شَآءَ۔

وہی مضمون ہے جو اوپر مذکور ہوا کہا مسلم نے روایت کی کہ مجھ سے محمد بن حاتم نے ان سے یحییٰ نے اون سے عمران قصیر نے اون سے ابو رجا نے ان سے عمران بن حصین نے مثل اسی روایت کی مگر اتنا فرق ہے کہ انھوں نے کہا کہ کیا ہم نے یہ (یعنے متعہ کا حج کا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور یہ نہیں کہا کہ حکم کیا ہم کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا (یعنی جیسے اوپر کی روایت میں حکم کا ذکر تھا ویسا اس میں نہیں

بَابُ وُجُوْبِ الدَّمِ عَلَی الْمُتَمَتِّعِ وَاَنَّہٗ اِذَا عَدِمَہٗ لَزِمَہٗ صَوْمُ ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ فِی الْحَجِّ وَسَبْعَۃٍ اِذَا رَجَعَ اِلٰٓی اَھْلِہٖ

جو تمتع کرے حج میں اُس پر قربانی واجب ہے نہیں تو تین روزے ایام حج میں اور سات جب گھر جاوے

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ تَمَتَّعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَۃِ اِلَی الْحَجِّ وَاَھْدٰی فَسَاقَ مَعَہُ الْھَدْیَ مِنْ ذِی الْحُلَیْفَۃِ وَبَدَاَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَھَلَّ بِالْعُمْرَۃِ ثُمَّ اَھَلَّ بِالْحَجِّ وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَۃِ اِلَی الْحَجِّ فَکَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ اَھْدٰی فَسَاقَ الْھَدْیَ وَمِنْھُمْ مَنْ لَّمْ یُھْدِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ

ترجمہ: سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ متعہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں عمرہ کے ساتھ حج میں ملا کر اور قربانی کی اور قربانی کے جانور اپنے ساتھ لے گئے ذی الحلیفہ سے اور شروع میں آپ نے لبیک پکاری عمرہ کی پھر لبیک پکاری حج کی اور اسی طرح لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ تمتع کیا عمرہ کا حج کے ساتھ اور لوگوں میں کسی کے پاس قربانی تھی کہ وہ قربانی کے جانور اپنے ساتھ لایا تھا اور کسی کے پاس قربانی نہ تھی پھر جب آپ مکہ میں پہنچے لوگوں سے فرمایا کہ جو

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ اَهْدٰى فَاِنَّهٗ لَا يَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَجَّهٗ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مِنْكُمْ اَهْدٰى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ وَلْيُهْدِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً اِذَا رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهٖ فَطَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ اَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ وَمَشٰى اَرْبَعَةَ اَطْوَافٍ ثُمَّ رَكَعَ حِيْنَ قَضٰى طَوَافَهٗ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَاَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ اَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى قَضٰى حَجَّهٗ وَنَحَرَ هَدْيَهٗ يَوْمَ النَّحْرِ وَاَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَهْدٰى فَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ۔

قربانی لایا ہو وہ کسی چیز سے حلال نہ ہو جس سے حالت احرام میں دور رہا ہے جب تک اپنے حج سے فارغ نہ ہو اور جو قربانی نہ لایا ہو وہ تو بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا اور مروہ میں سعی کر کے اپنے بال کتر ڈالے اور احرام کھول ڈالے پھر حج کی لبیک پکارے یعنی آٹھویں تاریخ اور چاہیئے کہ بعد حج کے قربانی کرے پھر جس کو قربانی میسر نہ ہو تو وہ تین روزے رکھے حج میں اور سات روزے رکھے جب اپنے گھر پہنچے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں آئے تو پہلے پہل حجر اسود کو بوسہ دیا پھر تین بار کود کود کر شانہ اچھال کر طواف کیا (یعنے جسے رمل کہتے ہیں) اور چار بار چل کر طواف کیا (جیسے عادت کے موافق چلتے ہیں) پھر دو رکعت پڑھی جب طواف سے فارغ ہو چکے اور وہ دو رکعت مقام ابراہیم کے پاس ادا کی پھر سلام پھیرا اور صفا پر تشریف فرما ہوئے اور صفا اور مروہ کے بیچ میں سات بار طواف کیا اور پھر کسی چیز کو اپنے اوپر حلال نہیں کیا ان چیزوں میں سے جن کو بسبب احرام کے اپنے اوپر حرام کیا تھا یہاں تک کہ حج سے بالکل فارغ ہو گئے اور قربانی اپنی ذبح کی یوم النحر یعنے دسویں تاریخ میں اور پھر مکہ کو لوٹ آئے اور طواف افاضہ کیا بیت اللہ کا پھر ہر چیز کو اپنے اوپر حلال کر لیا جن کو احرام سے حرام کیا تھا اور جو لوگ قربانی اپنے ساتھ لائے تھے انہوں نے بھی ویسا ہی کیا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔

فائدہ قولہ متعہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مراد اس سے یہ ہے کہ پہلے حج کا احرام باندھا پھر عمرہ کا اور قاضی عیاض کا یہی قول ہے اور لغت کے رو سے یہ بھی تمتع ہوا اور یہی لوگوں کے متعہ سے بھی مراد ہے کہ پہلے انہوں نے احرام حج کا باندھا پھر عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا پھر حج کیا مکہ سے احرام باندھ کر یہی لغت کی رو سے متعہ اور تمتع ہوا قولہ اپنے بال کتر ڈالے الخ اس سے معلوم ہوا کہ بال کترانا یا منڈانا یہی مناسک حج میں داخل ہے اور یہی مذہب ہے جماہیر علماء کا اور صحیح مذہب شافعیہ کا اور

ان کو مناسک حج نہ جاننا ضعیف مذہب ہے اور اگرچہ حلق یعنے منڈانا بالوں کا افضل ہے مگر یہاں آپ نے کترانے کا حکم اس لیئے دیا کہ حج کے بعد منڈانا ہو ورنہ بال نہ رہتے اور چاہیئے کہ بعد حج کے قربانی کرے الخ مراد اس سے قربانی تمتع کی ہے کہ متمتع پر واجب ہے اور اس کے وجوب کے شروط کتب فقہ میں مذکور ہیں قولہ جس کو قربانی میسر نہ ہو تین روزے رکھے یہ تین روزے اولی ہیں کہ عرفہ سے بیشتر رکھ لے اور حج کا احرام باندھنے کے بعد جب عمرہ سے فارغ ہو جائے اور اگر عمرہ کے اور احرام حج کے قبل رکھے تو یہی کافی ہیں مذہب صحیح کے رو سے اور اگر احرام عمرہ کے بعد قبل فراغ عمرہ کے رکھے تو صحیح مذہب شافعیہ کا یہ ہے کہ وہ کافی نہیں اور صحاب مالک کا قول بھی ایسا ہی ہے اور ثوری اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کافی ہے اور اگر عید اور ایام تشریق سب گذر گئے تو ان کی قضا شافعیہ کے نزدیک واجب ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ اب وہ روزے نہیں رکھ سکتا بلکہ اس کو قربانی دینا ضرور ہے اگر طاقت ہو باقی رہے سات روزے وہ وطن میں جا کر رکھے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف قدوم مستحب ہے اور اس میں رمل بھی تین بار کرنا مستحب ہے اور رمل کے معنی اس حدیث میں اوپر ہو چکے اور معلوم ہوا کہ طواف کی دو رکعتیں مقام ابراہیم کے پیچھے ادا کرنا مستحب ہے (نووی شرح مسلم) اور کہا مسلم علیہ الرحمۃ نے کہ روایت کی مجھ سے عبد الملک بن شعیب نے ان سے ان کے باپ نے ان سے ان کے دادا نے ان سے عقیل نے ان سے ابن شہاب نے ان سے عروہ نے کہ جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمتع سے (یعنی باعتبار تمتع لغوی کے) جو حج میں عمرہ ملا کر کیا اور لوگوں کے تمتع سے جیسی خبر دی مجھکو سالم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمتع سے۔

بَابُ بَيَانِ اَنَّ الْقَارِنَ لَا يَتَحَلَّلُ اِلَّا فِي وَقْتِ تَحَلُّلِ الْحَاجِّ الْمُفْرِدِ

اس بیان میں کہ قارن احرام نہ کھولے مگر جب کہ مفرد احرام کھولے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَاْنُ النَّاسِ حَلُّوْا وَلَمْ تَحِلَّ اَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ لَبَّدْتُ رَاْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا اَحِلُّ حَتّٰى اَنْحَرَ۔

ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی اے رسول اللہ تعالیٰ کے لوگوں نے اپنا احرام کھول ڈالا اور آپ نے عمرہ فرما کے احرام کیوں نہیں کھولا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے سر کے بالوں کو گوندیا خطمی وغیرہ سے جمایا ہے اور اپنی قربانی کے گلوں میں ہار ڈالے ہیں سو میں احرام نہ کھولوں گا جب تک کہ قربانی ذبح نہ کرلوں۔ کہا مسلم نے اور روایت کی ہم سے بھی حدیث ابن نمیر نے ان سے خالد بن مخلد نے ان سے مالک نے ان سے نافع نے ان سے ابن عمر نے ان

عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا وَلَمْ تَحِلَّ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ إِنِّي قَلَّدْتُ هَدْيِي وَلَبَّدْتُ رَأْسِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَحِلَّ مِنَ الْحَجِّ

حفصہ نے کہ انھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا سبب ہے کہ آپ نے احرام نہ کھولا مانند اوپر کی روایت کے
ترجمہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وہی مضمون مروی ہے مگر اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا میں احرام نہ کھولوں گا جب تک حج کا احرام نہ کھولوں اور کہا مسلم علیہ الرحمۃ نے کہ روایت کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے ان سے ابو اسامہ نے ان سے عبید اللہ نے ان سے نافع نے ان سے ابن عمر نے کہ حفصہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اور روایت کی مثل حدیث مالک کے اور اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا میں احرام نہ کھولوں گا جب تک کہ قربانی ذبح نہ کرلوں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا قَالَ حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يَحْلِلْنَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَتْ حَفْصَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا فَقُلْتُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَحِلَّ فَقَالَ إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ هَدْيِي

ترجمہ عبد اللہ حضرت عمر کے لخت جگر نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حفصہ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا اپنی بیبیوں کو کہ احرام کھول ڈالیں حجۃ الوداع کے سال میں تو بی بی حفصہ نے عرض کی کہ آپ کو کون روکتا ہے احرام کھولنے سے آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے سر کے بالوں کو خطمی وغیرہ سے جمایا ہے اور اپنی قربانی کے گلے میں ہار ڈالا ہے سو میں احرام نہ کھولوں گا جب تک اپنی قربانی ذبح نہ کرلوں۔

فائدہ نووی نے فرمایا کہ ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے اور قارن جب تک کہ وقوف عرفات اور رمی سے فارغ نہ ہو جب تک احرام نہیں کھول سکتا اور ان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تلبید کرنا یعنے بالوں کو کسی لیسدار چیز سے جیسے گوند یا السی وغیرہ سے جما لینا مستحب ہے اور قربانی کے گلے میں ہار ڈالنا بھی مستحب ہے اور یہ دونوں باتفاق مسنون ہیں۔

بَابُ جَوَازِ التَّحَلُّلِ بِالْإِحْصَارِ وَجَوَازِ الْقِرَانِ وَاقْتِصَارِ الْقَارِنِ عَلَىٰ طَوَافٍ وَّاحِدٍ وَّسَعْيٍ وَّاحِدٍ: حاجی جو کہیں راہ میں معذور ہو جاوے تو احرام کھولنے کا اور قران کے جائز ہونیکا اور قارن کو ایک طواف اور ایک سعی کافی ہونیکا بیان

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا خَرَجَ فِي الْفِتْنَةِ مُعْتَمِرًا وَقَالَ إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَسَارَ حَتَّى إِذَا ظَهَرَ عَلَى الْبَيْدَاءِ الْتَفَتَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ فَخَرَجَ حَتَّى إِذَا جَاءَ الْبَيْتَ طَافَ بِهِ سَبْعًا وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا لَمْ يَزِدْ عَلَيْهِ وَرَأَى أَنَّهُ مُجْزِئٌ عَنْهُ وَأَهْدَى۔

نکلے ایام فتنہ میں عمرے کو اور کہا اگر میں روکا گیا بیت اللہ سے تو ویسا ہی کریں گے جیسا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں پھر نکلے عمرہ کا احرام کر کے اور گئے یہاں تک کہ بیدا پر پہنچے (جہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لبیک اکثر صحابہ نے سنی تھی حجۃ الوداع میں) اپنے یاروں سے کہا کہ حج اور عمرہ کا حکم ایک ہی ہے کہ دونوں سے حلال کر سکتے ہیں اگر روکے جائیں تو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر حج بھی عمرہ کے ساتھ واجب کر لیا اور چلے یہاں تک کہ بیت اللہ پہنچے اور وہاں سات بار طواف کیا اور سات بار صفا اور مروہ کے بیچ میں سعی کی اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا اور اسی کو کافی سمجھا اور قربانی کی۔

فائدہ: قولہ جیسا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا الخ یعنے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال میں کافروں کی شرارت سے روکے گئے تو آپ نے احرام کھول ڈالا ویسے ہی گو ہم رہ کے جائیں گے تو راہ میں احرام کھول ڈالیں گے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قارن کو ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی حج و عمرہ دونوں کے لئے کافی ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور جمہور کا اور خلاف کیا ہے اس حدیث کا اور جمہور کا ابوحنیفہ نے اور ایک گروہ نے اور کہا ہے کہ دو طواف اور دو سعی ضرور ہیں۔

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَبْدِ اللهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ كَلَّمَا عَبْدَ اللهِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ حِينَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ لِقِتَالِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَا لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَا تَحُجَّ الْعَامَ فَإِنَّا نَخْشَى أَنْ يَكُونَ بَيْنَ النَّاسِ قِتَالٌ يُحَالُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْبَيْتِ قَالَ إِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ حِينَ حَالَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً فَانْطَلَقَ حَتَّى أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ فَلَبَّى بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عبداللہ اور سالم بن عبداللہ ان دونوں نے عبداللہ بن عمر سے کہا جن دنوں حجاج بن یوسف ظالم ابن زبیر سے لڑنے آیا تھا کہ اگر آپ اس سال حج نہ کریں تو کیا ضرر ہے اس لئے کہ ہم کو خوف ہے کہ ایسا نہ ہو کہ لوگوں میں لڑائی ہو اور آپ بیت اللہ تک نہ جا سکیں تو انھوں نے کہا اگر میں نہ جا سکوں تو ویسا ہی کروں گا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہے جب کفار قریش نے آپ کو روک لیا تھا بیت اللہ سے اور میں آپ کے ساتھ تھا پھر عبداللہ بن عمر نے کہا کہ گواہ رہو میں نے عمرہ اپنے اوپر واجب کیا اور چلے یہاں تک کہ ذی الحلیفہ پہنچے اور عمرہ کی لبیک

ثُمَّ قَالَ اِنْ خُلِّیَ سَبِیْلِیْ قَضَیْتُ عُمْرَتِیْ وَاِنْ حِیْلَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ فَعَلْتُ کَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَعَہٗ ثُمَّ تَلَا لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ثُمَّ سَارَ حَتّٰی اِذَا کَانَ بِظَهْرِ الْبَیْدَاءِ قَالَ مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ اِنْ حِیْلَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ الْعُمْرَةِ حِیْلَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ الْحَجِّ اُشْهِدُکُمْ اَنِّیْ قَدْ اَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَتِیْ فَانْطَلَقَ حَتَّی ابْتَاعَ بِقُدَیْدٍ هَدْیًا ثُمَّ طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَّاحِدًا بِالْبَیْتِ وَبَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ لَمْ یَحِلَّ مِنْهُمَا حَتّٰی اَحَلَّ مِنْهُمَا بِحَجَّةٍ یَوْمَ النَّحْرِ۔

پکاری پھر اگر کہا کہ اگر میری راہ کھل گئی تو میں عمرہ بجالاؤں گا اور اگر میری اور بیت اللہ میں کوئی حائل ہو گیا تو ویسا ہی کروں گا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا پھر یہ آیت پڑھی کہ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ یعنے تم کو اچھی پیروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پھر چلے یہاں تک کہ جب بیدا کی پیٹھ پر پہنچے تو کہا کہ حج اور عمرہ دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ اگر میں اپنے عمرہ سے روکا گیا تو حج سے بھی روکا جاؤں گا میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے حج بھی اپنے عمرہ کے ساتھ واجب کیا پھر چلے یہاں تک کہ قدید سے قربانی خریدی اور حج اور عمرہ دونوں کے لئے ایک طواف اور ایک سعی کی بیت اللہ اور صفا مروہ کی اور احرام نہ کھولا یہاں تک کہ حج سے فارغ ہوئے اور قربانی کے دن دونوں سے احرام کھولا۔

عَنْ نَافِعٍ قَالَ اَرَادَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا الْحَجَّ حِیْنَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَاقْتَصَّ الْحَدِیْثَ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْقِصَّةِ وَقَالَ فِیْ اٰخِرِ الْحَدِیْثِ وَکَانَ یَقُوْلُ مَنْ جَمَعَ بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ کَفَاهُ طَوَافٌ وَّاحِدٌ وَّلَمْ یَحِلَّ حَتّٰی یَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِیْعًا۔

ترجمہ: نافع سے وہی قصہ مذکور ہے مگر آخر میں یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر کہتے تھے کہ جو حج و عمرہ جمع کرے اس کو ایک طواف کافی ہے اور احرام نہ کھولے یہاں تک کہ دونوں سے فارغ ہو کر احرام کھولے۔

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَرَادَ الْحَجَّ عَامَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَقِیْلَ لَہٗ اِنَّ النَّاسَ کَائِنٌ بَیْنَهُمْ قِتَالٌ وَّاِنَّا نَخَافُ اَنْ یَّصُدُّوْكَ قَالَ فَقَالَ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ اَصْنَعُ کَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اُشْهِدُکُمْ اَنِّیْ قَدْ اَوْجَبْتُ عُمْرَةً ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰی اِذَا کَانَ بِظَاهِرِ الْبَیْدَاءِ قَالَ مَا شَاْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ اِلَّا وَاحِدٌ اشْهَدُوْا قَالَ ابْنُ رُمْحٍ اُشْهِدُکُمْ

ترجمہ: نافع سے وہی مضمون مروی ہوا جو کئی بار اوپر گذرا اتنی بات زیادہ ہے کہ جب ابن عمر مکہ میں آئے تو حج اور عمرہ دونوں کی لبیک پکارتے تھے اور بیت اللہ اور صفا مروہ کا ایک ہی بار طواف کیا اور نہ قربانی کی اور نہ سر منڈایا نہ بال کترائے اور کسی چیز کو حلال کیا جن کو احرام کے سبب سے حرام کیا تھا یہاں تک کہ نحر کا دن ہوا (یعنے دسویں تاریخ ذی حجہ کی) اور قربانی کی اور سر منڈایا اور خیال کیا کہ حج اور عمرہ کو وہی طواف اول کافی ہو گیا اور عبداللہ بن عمر نے کہا کہ

اِنِّیْ قَدْ اَوْجَبْتُ حَجًّا مَعَ عُمْرَتِیْ وَاَهْدٰی هَدْیًا اِشْتَرَاهُ بِقُدَیْدٍ ثُمَّ انْطَلَقَ یُهِلُّ بِهِمَا جَمِیْعًا حَتّٰی قَدِمَ مَکَّةَ فَطَافَ بِالْبَیْتِ. وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ یَزِدْ عَلٰی ذٰلِكَ وَلَمْ یَنْحَرْ وَلَمْ یَحْلِقْ وَلَمْ یُقَصِّرْ وَلَمْ یَحْلِلْ مِنْ شَیْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰی کَانَ یَوْمُ النَّحْرِ فَنَحَرَ وَحَلَقَ وَرَاٰی اَنْ قَدْ قَضٰی طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْاَوَّلِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا کَذٰلِكَ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

ایسا ہی کیا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہا امام مسلم علیہ الرحمۃ نے اور روایت کی ہم سے ابوالربیع زہرانی اور ابو کامل نے دونوں نے کہا روایت کی ہم سے حماد نے اور کہا مسلم نے روایت کی مجھ سے زہیر نے جو فرزند ہیں حرب کہ انھوں نے کہا روایت کی مجھ سے اسمٰعیل نے اور حماد اور اسمٰعیل ان دونوں سے روایت کی ایوب نے ان سے ابن عمر نے سارا یہی قصہ جو مذکور ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فقط حدیث کے شروع میں کیا جب لوگوں نے ابن عمر سے کہا تھا کہ کہیں لوگ آپ کو روکیں نہیں تو انھوں نے جواب میں کہا کہ اگر روکیں تو میں وہی کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو جیسے لیث کی روایت میں اوپر گذر چکا۔

بَابُ فِی الْاِفْرَادِ وَالْقِرَانِ: افراد اور قران کا بیان

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا فِیْ رِوَایَةِ یَحْیٰی قَالَ اَهْلَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ عَوْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا

ترجمہ: عبداللہ عمر بن خطاب کے فرزند سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا لبیک پکاری ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اکیلی حج کی اور ابن عون کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے حج کی لبیک پکاری۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلعم یُلَبِّیْ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِیْعًا قَالَ بَکْرٌ فَحَدَّثْتُ بِذٰلِكَ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ لَبّٰی بِالْحَجِّ وَحْدَهٗ فَلَقِیْتُ اَنَسًا فَحَدَّثْتُهٗ بِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ اَنَسٌ مَا تَعُدُّوْنَا اِلَّا صِبْیَانًا سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلعم یَقُوْلُ لَبَّیْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا۔

ترجمہ: انس نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لبیک پکارتے تھے حج اور عمرہ کی دونوں کی بکر نے کہا کہ میں نے یہی حدیث ابن عمر سے بیان کی تو انھوں نے کہا فقط حج کی لبیک پکاری سو میں انس سے ملا اور ان سے کہا کہ ابن عمر تو یوں کہتے ہیں انس نے کہا کہ تم لوگ ہمکو بچہ جانتے ہو میں نے بخوبی سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے لبیک ہے عمرہ کی اور حج کی۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ

مضمون وہی ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَهُمَا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ قَالَ فَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ أَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ فَرَجَعْتُ إِلَى أَنَسٍ فَأَخْبَرْتُهُ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ كَأَنَّمَا كُنَّا صِبْيَانًا۔

فائدہ: تطبیق ان سب روایتوں میں یہی ہے کہ اول آپ نے احرام حج مفرد کا باندھا تھا پھر عمرہ بھی ملا لیا اور آپ قارن ہو گئے اور یہی مذہب صحیح اور مختار ہے محدثین کا محققین کا کہ آپ اول مفرد تھے پھر قارن ہوئے اور روایت ابن عمر میں ابتدائے احرام کا بیان ہے کہ جب مفرد تھے اور روایت انس میں آخر کا کہ آپ قارن تھے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ طَوَافِ الْقُدُومِ لِلْحَاجِّ وَالسَّعْيِ بَعْدَهُ

طواف قدوم اور اسکے بعد سعی کا بیان

عَنْ وَبَرَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَيَصْلُحُ لِي أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ آتِيَ الْمَوْقِفَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يَقُولُ لَا تَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتَّى تَأْتِيَ الْمَوْقِفَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فَقَدْ حَجَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ الْمَوْقِفَ فَبِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ أَنْ تَأْخُذَ أَوْ بِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا إِنْ كُنْتَ صَادِقًا۔

ترجمہ: وبرہ نے کہا کہ میں ابن عمر کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ مجھے طواف کرنا قبل عرفات میں جانے کے درست ہوا ابن عمر نے کہا کہ ہاں اور سنی کہا ابن عباس تو کہتے ہیں کہ جب تک عرفات میں نہ جائے تب تک طواف نہ کرے ابن عمر نے کہا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا اور بیت اللہ کا طواف کیا عرفات میں جانے سے پہلے تو رسول اللہ کا قول لینا بہتر ہے یا ابن عباس کا، اگر سچا ہے تو۔

فائدہ: ابن عمر کے قول سے طواف قدوم حاجی کے لئے ثابت ہوا اور قبل عرفات میں وقوف کرنے کے یہ مشروع ہے اور یہی قول ہے تمام علماء کا سوا ابن عباس کے اور سب کے علماء نے کہا ہے کہ یہ طواف قدوم سنت ہے اور واجب نہیں مگر بعض اصحاب شافعیہ اس کے وجوب کے قائل ہیں کہ اگر کوئی چھوڑ دے تو قربانی دے اور مشہور یہی ہے کہ وہ سنت ہے اور اس کے چھوڑنے سے قربانی لازم نہیں اور وقوف عرفات تک کسی نے نہ کیا تو فوت ہو گیا اور بعد وقوف کے اگر اس نیت سے بھی کیا تو طواف قدوم نہ ہوا اور قدوم کے معنی آنے کے ہیں۔ حاجی آتے ہی یہ طواف کرتا ہے اس لئے اسے طواف قدوم کہتے ہیں اور جس نے

کہ بعد وقوف عرفات کے طواف قدوم کی نیت سے طواف کیا تو طواف اضافہ ادا ہو گیا اور نیت لغو ہوئی اور طواف اضافہ کے بعد اگر کیا تو طواف نفل ہو گیا نیت جب بھی لغو ٹھیری اور طواف قدوم کے بہت نام ہیں طواف قادم اور طواف ورود اور طواف وارد اور طواف تحیت اور عمرہ میں طواف قدوم نہیں بلکہ عمرہ میں جو طواف کرے گا وہ اس کا رکن ہے اگرچہ قدوم کی نیت سے بھی کرے بلکہ نیت اس کی لغو ہو جاوے گی اور رکن ادا ہو جاوے گا جیسے کسی پر حج واجب ہو اور نفل کی نیت سے حج کرے تو واجب ادا ہو جائیگا نیت بیکار ہو جاوے گی اور یہ جو فرمایا ابن عمر نے کہا کہ اگر تو سچا ہو یعنے اگر تو ایمان میں سچا ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یقین سچے طور سے رکھتا ہو تو رسول اللہ کا قول شریف ہوتے ہوئے کسی کے قول کی طرف التفات بھی نہ کر ابن عباس ہوں یا ان کے باپ عباس کیوں نہ ہوں اس سے معلوم ہوا کہ رسول معصوم کا قول ہوتے ہوئے کسی کے قول پر چلنا خواہ امام ہو یا مجتہد یا اور کوئی پیر و مرشد یہ سچوں کا کام نہیں ہے۔ بلکہ جھوٹے بے ایمانوں کا کام ہے جن کو رسول اللہ کی نبوت کا سچے طور سے یقین نہیں ہے (نووی)

عَنْ وَبَرَةَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ أَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَقَدْ أَحْرَمْتُ بِالْحَجِّ فَقَالَ وَمَا يَمْنَعُكَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ ابْنَ فُلَانٍ يَكْرَهُهُ وَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْهُ رَأَيْنَاهُ قَدْ فَتَنَتْهُ الدُّنْيَا فَقَالَ وَأَيُّنَا أَوْ أَيُّكُمْ لَمْ تَفْتِنْهُ الدُّنْيَا ثُمَّ قَالَ رَأَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَسُنَّةُ اللَّهِ وَسُنَّةُ رَسُولِهِ أَحَقُّ أَنْ تَتَّبِعَ مِنْ سُنَّةِ فُلَانٍ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا۔

ترجمہ: وبرہ نے کہا کہ ایک شخص نے ابن عمر سے پوچھا کہ میں طواف کروں بیت اللہ کا اور میں نے حج کا احرام باندھا ہو تو انھوں نے کہا کہ طواف سے تمکو کون روکتا ہے انھوں نے کہا کہ میں نے فلانے کے فرزند کو دیکھا (یعنے ابن عباس کو) کہ وہ اس کو مکروہ جانتے ہیں اور آپ ان سے زیادہ ہمارے پیارے ہیں اور میں ان کو دیکھتا ہوں کہ دنیا نے ان کو غافل کر دیا ہے تو ابن عمر نے فرمایا کہ ہم میں اور تم میں کون ایسا ہے جس کو دنیا نے غافل نہیں کیا پھر کہا ابن عمر نے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ انھوں نے حج کا احرام باندھا اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ میں سعی کی اور سنت اللہ اور رسول کی بہتر ہے تابعداری کے لئے فلانے کی سنت سے اگر تو سچا ایماندار ہے۔

فائدہ: ابن عمر نے یہ جو کہا کہ کون ایسا ہے جسے دنیا نے غافل نہیں کیا یہ ان کا زہد اور تقوی تھا اور قصر نفس کی راہ سے فرمایا۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْمُحْرِمَ بِعُمْرَةٍ لَا يَتَحَلَّلُ بِالطَّوَافِ قَبْلَ السَّعْيِ وَأَنَّ الْمُحْرِمَ بِحَجٍّ لَا يَتَحَلَّلُ بِطَوَافِ الْقُدُومِ وَكَذٰلِكَ الْقَارِنُ

عمرہ والے کا احرام سعی کے قبل اور حاجی اور قارن کا طواف قدوم سے نہیں کھلتا

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ قَدِمَ بِعُمْرَةٍ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَيَأْتِي امْرَأَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

ترجمہ عمرو بن دینار نے کہا کہ میں نے پوچھا ابن عمر سے کہ ایک شخص عمرہ لایا اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے بیچ میں نہیں پھرا۔ کیا وہ اپنی بی بی سے صحبت کرے تو انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آئے اور بیت اللہ کا طواف کیا سات بار اور مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی دو رکعت اور صفا اور مروہ کے بیچ میں سعی کی دو بار اور تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی خوب ہے۔

فائدہ: مراد اس سے یہ ہے کہ پھر اس سے احرام کا آپ کا نہیں کھلا جب تک کہ آپ عمرہ میں سعی سے بھی فارغ نہ ہوئے اور تم کو بھی متابعت ان کی ضرور ہے غرض جب تک عمرہ میں صفا اور مروہ کی سعی نہ کرے تب تک احرام تک نہیں کھل سکتا اور وہ شخص اپنی بی بی سے صحبت وغیرہ نہیں کر سکتا اور جتنی امور احرام میں حرام ہوئے ہیں کوئی اس کو حلال نہیں اور یہ قول جیسا ابن عمر کا ہے یہی مذہب ہے تمام علماء کا مگر قاضی عیاض نے جو ابن عباس سے روایت کیا ہے اور اسحٰق بن راہویہ سے کہ ان دونوں نے کہا کہ بعد طواف کے احرام کھل جاتا ہے اور یہ مذہب ضعیف اور مخالف سنت ہے کہا امام مسلم علیہ الرحمۃ نے کہ اور روایت کی ہم سے یحییٰ بن یحییٰ نے اور ابو الربیع نے حماد سے اور کہا مسلم نے کہ روایت کی ہم سے عبد بن حمید نے ان کو خبر دی محمد بن بکر نے ان کو ابن جریج نے ان سب کو روایت پہنچی ہے عمرو بن دینار سے ان کو ابن عمر سے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل ابن عیینہ کی روایت کی (یعنی جو اوپر گذری)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ لَهُ سَلْ لِيْ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رَجُلٍ يُهِلُّ بِالْحَجِّ فَإِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ أَيَحِلُّ أَمْ لَا فَإِنْ قَالَ لَكَ لَا يَحِلُّ فَقُلْ لَهُ إِنَّ رَجُلًا يَقُوْلُ ذٰلِكَ قَالَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَا يَحِلُّ مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ إِلَّا بِالْحَجِّ قُلْتُ فَإِنَّ رَجُلًا كَانَ يَقُوْلُ ذَاكَ قَالَ بِئْسَ مَا قَالَ فَتَصَدَّانِي الرَّجُلُ فَسَأَلَنِيْ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ فَقُلْ لَهُ فَإِنَّ رَجُلًا كَانَ يُخْبِرُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ترجمہ: محمد سے جو فرزند ہیں عبد الرحمٰن کے روایت ہے کہ ایک شخص نے عراق والوں سے ان سے کہا کہ عروہ بن زبیر سے میرے لئے یہ پوچھ دو کہ جو شخص لبیک پکاری حج کی اور طواف کر چکے بیت اللہ کا تو وہ حلال ہو چکا یا نہیں (یعنے احرام اس کا کھل گیا یا نہیں) پھر اگر وہ تم سے کہیں کہ نہیں حلال ہوا تو ان سے کہنا ایک شخص کہتا ہے کہ وہ حلال ہو گیا محمد نے کہا کہ میں نے عروہ سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ نہیں حلال ہوا وہ شخص جس نے لبیک کی حج کی پکاری ہے جب تک کہ حج پورا نہ کرے میں نے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے حلال

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ وَمَا شَانُ اَسْمَاءَ
وَالزُّبَيْرِ فَعَلَا ذٰلِكَ قَالَ فَجِئْتُهٗ فَذَكَرْتُ
لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ لَا اَدْرِيْ
قَالَ فَمَا بَالُهٗ لَا يَاْتِيْنِيْ بِنَفْسِهٖ يَسْاَلُنِيْ
اَظُنُّهٗ عِرَاقِيًّا قُلْتُ لَا اَدْرِيْ قَالَ فَاِنَّهٗ
قَدْ كَذَبَ قَدْ حَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَتْنِيْ
عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهٗ
اَوَّلُ شَيْءٍ بَدَاَ بِهٖ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ
اَنَّهٗ تَوَضَّاَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ
حَجَّ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَكَانَ
اَوَّلَ شَيْءٍ بَدَاَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ
ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهٗ ثُمَّ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ
تَعَالٰى عَنْهُ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ حَجَّ عُثْمَانُ
فَرَاَيْتُهٗ اَوَّلَ شَيْءٍ بَدَاَ بِهِ الطَّوَافُ
بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهٗ ثُمَّ مُعَاوِيَةُ
وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا
ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ اَبِي الزُّبَيْرِ ابْنِ الْعَوَّامِ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَكَانَ اَوَّلَ شَيْءٍ
بَدَاَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ
يَكُنْ غَيْرُهٗ ثُمَّ رَاَيْتُ الْمُهَاجِرِيْنَ
وَالْاَنْصَارَ يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ
غَيْرُهٗ ثُمَّ اٰخِرُ مَنْ رَاَيْتُ فَعَلَ ذٰلِكَ
ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا
ثُمَّ لَمْ يَنْقُضْهَا بِعُمْرَةٍ وَهٰذَا ابْنُ
عُمَرَ عِنْدَهُمْ اَفَلَا يَسْاَلُوْنَهٗ وَلَا اَحَدٌ
مِمَّنْ مَضٰى مَا كَانُوْا يَبْدَءُوْنَ بِشَيْءٍ حِيْنَ
يَضَعُوْنَ اَقْدَامَهُمْ اَوَّلَ مِنَ الطَّوَافِ
بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَا يَحِلُّوْنَ وَقَدْ رَاَيْتُ اُمِّيْ وَخَالَتِيْ

ہو گیا تو انھوں نے فرمایا بہت برا کہتا ہے وہ پھر وہ عراقی مجھے ملا اور مجھ سے پوچھا تو میں نے اس سے بیان کر دیا (یعنے خواب عروہ کا) تو اس نے کہا کہ ان سے کہو وہ یہ کہتا ہو کہ ایک شخص نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور اسما اور زبیر نے بھی پھر ان دونوں نے ایسا کیوں کیا محمد نے کہا میں پھر عروہ کے پاس گیا اور ان سے اس کا ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا کہ وہ کون شخص ہے میں نے کہا میں اس کا حال نہیں جانتا انھوں نے فرمایا کہ وہ میرے پاس آکر کیوں نہیں پوچھ لیتا میں اس کو عراق والا جانتا ہوں میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ (اس وقت تک شاید ان کو بھی معلوم نہ ہو کہ یہ عراقی ہے بعد میں معلوم ہوا ہو) تب عروہ نے کہا کہ اس نے جھوٹ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حج کیا تو اس کی خبر دی مجھ کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ پہلے پہل جو آپ مکہ میں داخل ہوئے تو وضو کیا اور بیت اللہ کا طواف کیا (اس سے ثابت ہوا وضو کرنا اور امت کا اجماع ہے کہ وضو طواف کے لئے مشروع ہے مگر اس میں اختلاف ہے کہ واجب ہے یا شرط صحت طواف کی سو امام مالک اور شافعی اور جمہور اور امام احمد کا قول ہو کہ شرط ہو یعنے بغیر وضو طواف صحیح نہیں اور ابو حنیفہ کا قول ہے کہ مستحب ہے اور شرط نہیں اور جمہور کی دلیل ہے یہی حدیث ہے اور ابن عباس کا قول یہی اس کی دلیل ہے جو ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طواف بیت اللہ کا نماز ہو مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں کلام روا کر دیا اور اگرچہ صحیح یہی ہے کہ یہ روایت موقوف ہے اور قول ابن عباس کا ہی ہے مگر جب قول صحابی مشہور ہو جاوے اور کوئی اس پر انکار نہ کرے تو حجت ہو علی الخصوص جب فعل نبی بھی اس پر دال ہو پھر اس کی حجت ہونے میں کیا مقال ہو)

حِيْنَ تَقْدَمَانِ لَا تَبْدَاٰنِ بِشَيْءٍ اَوَّلَ مِنَ الْبَيْتِ تَطُوْفَانِ بِهٖ ثُمَّ لَا تَحِلَّانِ وَقَدْ اَخْبَرَتْنِيْ اُمِّيْ اَنَّهَا اَقْبَلَتْ هِيَ وَاُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَّفُلَانٌ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ بِعُمْرَةٍ قَطُّ فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوْا وَقَدْ كَذَبَ فِيْمَا ذَكَرَ مِنْ ذٰلِكَ۔

پھر حج کیا حضرت ابوبکر نے اور انھوں نے بھی پہلے طواف کیا بیت اللہ کا اور نہ تھا کچھ سوا اس کے (یہاں پر جو متن میں لم یکن غیرہ ہے اور آگے بھی کئی جگہ یہی لفظ آیا ہے اس کو قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ کاتب کی غلطی ہے صحیح یہہ ہے کہ لم یکن عمرۃ یعنے پھر ابوبکر نے طواف کر کے اپنے حج کو عمرہ نہیں کر ڈالا کہ عمرہ کر کے احرام کھول دیتے ہوں اور حج کا احرام پھر دوبارہ مکہ سے باندھے ہوں جیسا مذہب ہے بعض کا اور یہی قول ہے ابن قیم وغیرہ کا اور دلائل اس کے ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور اس سائل کا بھی مذہب یہی تھا اور نووی نے فرمایا ہے کہ غیرہ کا نسخہ غلط نہیں ہے بلکہ لفظ اور معنے دونوں صحیح ہیں یعنے لم یَکُنْ غَیْرُہٗ تشدید یا ہے یعنے پھر طواف کر کے حضرت ابوبکر نے اس کو بدل نہیں ڈالا کہ حج کو عمرہ کر دیا ہو یا قرآن کر دیا ہو) پھر عمر نے بھی اس کی مثل کیا پھر حج کیا عثمان نے اور ان کو بھی میں نے دیکھا کہ پہلے طواف بیت اللہ کیا اور اس کو بدلا نہیں پھر معاویہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی پھر حج کیا میں نے اپنے باپ زبیر کے ساتھ سو انھوں نے بھی پہلے طواف کیا بیت اللہ کا اور پھر اس کو بدلا نہیں پھر میں نے مہاجرین اور انصار کو بھی یہی کرتے دیکھا پھر میں نے سب کے آخر میں جس کو ایسا کرتے دیکھا ابن عمر ہیں کہ انھوں نے بھی حج کو عمرہ کر کے توڑ نہیں ڈالا اور ابن عمر تو ان کے پاس موجود ہیں یہ لوگ ان سے کیوں نہیں پوچھ لیتے اور اسی طرح جتنے لوگ گذر چکے ہیں سب لوگ جب مکہ میں قدم رکھتے تھے تو پہلے طواف کرتے تھے بیت اللہ کا اور پھر احرام نہیں کھولتے تھے (اس سے معلوم ہوا کہ طواف قدوم سے احرام نہیں کھلتا اور معلوم ہوا کہ باہر کا آدمی جب حرم میں داخل ہو تو پہلے طواف کرے

تحیتہ المسجد نہ پڑھے اور یہ سب باتیں متفق علیہ ہیں)
اور میں نے اپنی والدہ اور خالہ کو دیکھا کہ جب یہ تشریف
لائیں مکہ میں تو اول بیت اللہ کا طواف کرتیں اور
پھر احرام نہ کھولتیں (یعنے جب تک حج اور عمرہ سے
فارغ نہ ہو لیتیں) اور میری ماں نے مجھے خبر دی ہے کہ
وہ آئیں اور ان کی بہن (یعنے حضرت عائشہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا) اور زبیر اور فلانے فلانے عمرہ لیکر پھر جب
حجر اسود کو چھوا حلال ہو گئیں (یعنی بعد تمام اور طواف
اور سعی کے) اور اس عراقی نے جو کہا جھوٹ کہا اس
مسئلہ میں)

فائدہ: یہ جو کہا کہ مجھے میری ماں نے خبر دی ہے وہ آئیں اور ان کے بہن وغیرہ اور حجر اسود کو چھوا
اور حلال ہوئیں اور مراد ان چھونے والوں سے حضرت عائشہ کے سوا اور لوگ ہیں اس لئے کہ یہ ان دنوں
حائضہ تھیں اور انھوں نے طواف تو بعد وقوف عرفات کے کیا ہے حجۃ الوداع میں اور اسی طرح جو قول
اسماء کا آگے کی روایت میں آوے گا اس سے بھی ان کے سوا اور لوگ ہیں اور قاضی عیاض کا یہی قول ہے
اور مقصود اس سے یہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع سے خبر دی اور ظاہر ہے کہ یہ ان لوگوں
کا عمرہ تھا جو حج سے فسخ کر کے عمرہ کر دیا اور حضرت کے حال کا استثنا اس لئے نہیں کیا کہ قصہ ان کا
مشہور تھا اور پھر یہی احتمال ہے کہ شاید یہ حال اس عمرہ کا ہو جو جناب عائشہ صدیقہ تنعیم سے لائیں
تھیں اور جس نے یہ خیال کیا کہ یہ قصہ حجۃ الوداع کے سوا اور وقت کا تھا اس نے خطا کی اس لئے کہ
حدیث میں تصریح ہے کہ یہ بیان حجۃ الوداع کا ہے اور جو یہ فرمایا کہ جب حجر اسود کو چھوا حلال ہو گئیں اس سے
یہ مراد ہے کہ قبل سعی کے حلال ہو گئیں بلکہ مراد یہی ہے کہ جب حجر اسود کو چھوا اور طواف اور سعی تمام کی اور حلق اور
قصر سے فارغ ہوئے حلال ہوئے اور یہ مضمون اس عبارت میں مقدر ہے اس لئے کہ اجماع ہے مسلمانوں کا اس
پر کہ قبل طواف تمام ہونے کے حلال نہیں ہوتا اور جمہور کا مذہب ہے کہ طواف کے بعد سعی بھی ضرور ہے اور
راوی نے اس تفسیر کو بسبب شہرت کے چھوڑ دیا اگرچہ بعض سلف سے منقول ہے کہ سعی واجب نہیں اور اس
کے قائلین کو اس حدیث سے حجت نہیں ہو سکتی اس لئے کہ یہ حدیث بالاجماع مؤل ہے (نووی)

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی
عَنْهُمَا قَالَتْ خَرَجْنَا مُحْرِمِیْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ مَعَهٗ
هَدْیٌ فَلْیَقُمْ عَلٰی اِحْرَامِهٖ وَمَنْ لَّمْ یَکُنْ
مَعَهٗ هَدْیٌ فَلْیَحْلِلْ فَلَمْ یَکُنْ مَعِیَ هَدْیٌ

ترجمہ: اسماء ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی صاحبزادی سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا ہم
احرام باندھ کر نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جس کے ساتھ ہدی ہو وہ تو اپنے احرام پر قائم
رہے اور جس کے ساتھ نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے اور میرے

فَحَلَلْتُ وَكَانَ مَعَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ هَدْيٌ فَلَمْ يَحِلَّ قَالَتْ فَلَبِسْتُ ثِيَابِي ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَلَسْتُ إِلَى الزُّبَيْرِ فَقَالَ قُومِي عَنِّي فَقُلْتُ أَتَخْشَى أَنْ أَثِبَ عَلَيْكَ

ساتھ ہدی نہ تھی سو میں نے احرام کھول ڈالا اور زبیر کے ساتھ ہدی تھی (یہ ان کے شوہر تھے) سو انھوں نے احرام نہ کھولا اسماء کہتی ہیں کہ پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور نکلی اور زبیر کے پاس جا بیٹھی تو انھوں نے کہا کہ تم میرے پاس سے اٹھ جاؤ (اس لئے میں احرام میں ہوں اور یہ احتیاط اور تقوے کی بات تھی کہ شاید بی بی کی طرف مائل ہوں اور شہوت سے چھیڑ چھاڑ ہو) تو میں نے ان سے کہا کہ کیا تم ڈرتے ہو کہ میں تمہارے اوپر کود پڑونگی (یہ انھوں نے ظرافت سے کہا کہ مرد ہو کہ عورتوں سے کیا ڈرتے ہو)

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَتْ قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ اسْتَرْخِي عَنِّي اسْتَرْخِي عَنِّي فَقُلْتُ أَتَخْشَى أَنْ أَثِبَ عَلَيْكَ۔

ترجمہ: اسماء سے وہی مضمون مروی ہے اور اس میں یہ ہے کہ جب اسماء کپڑے بدل کر زبیر کے پاس آئیں تو انھوں نے فرمایا تم مجھ سے دور ہو جاؤ تم مجھ سے دور ہو جاؤ تو انھوں نے کہا کہ کیا تم ڈرتے ہو کہ میں تم پر کود پڑوں گی۔

عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ مَوْلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا حَدَّثَهُ أَنَّهُ كَانَ يَسْمَعُ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا كُلَّمَا مَرَّتْ بِالْحَجُونِ تَقُولُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهُ هٰهُنَا وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ خِفَافُ الْحَقَائِبِ قَلِيلٌ ظَهْرُنَا قَلِيلَةٌ أَزْوَادُنَا فَاعْتَمَرْتُ أَنَا وَأُخْتِي عَائِشَةُ وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ فَلَمَّا مَسَحْنَا الْبَيْتَ أَحْلَلْنَا ثُمَّ أَهْلَلْنَا مِنَ الْعَشِيِّ بِالْحَجِّ قَالَ هَارُونُ فِي رِوَايَتِهِ إِنَّ مَوْلَى أَسْمَاءَ وَلَمْ يُسَمِّ عَبْدَ اللّٰهِ۔

ترجمہ: ابی الاسود سے روایت ہے کہ عبداللہ نے جو مولیٰ ہیں اسماء بنت ابی بکر کے ان سے بیان کیا کہ اسماء ہمیشہ جب حجوں کے اوپر گذرتیں (حجوں بفتح حاء ضم جیم حرم مکہ میں ایک بلند پہاڑ ہے مسجد حرم کے قریب مکہ کی بلندی کی طرف اور جب جانے والا محصب پر چڑھتا ہو تو وہ داہنی طرف پڑتا ہے) فرماتیں کہ۔ اللہ تعالیٰ رحمت کرے اپنے رسول پر کہ ہم ان کے ساتھ یہاں اترے تھے اور ہمارے پاس اندنوں بوجھ کم تھے اور سواریاں تھوڑی تھیں اور توشہ قلیل تھا (یعنے عرب کی سادگی اور دنیا سے آزادگی تھی) اور میں نے اور میری بہن جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اور زبیر نے اور فلانے فلانے شخصوں نے عمرہ کیا تھا پھر جب ہم نے بیت اللہ کو چھوا (یعنے طواف اور سعی پوری کی) تو حلال ہو گئی پھر تیسرے پہر کو حج کا احرام

باندھا اور ہارون نے اپنی روایت میں کہا کہ روایت کی ہماسے بوڑھے نے اور ان کا نام عبداللہ نہیں لیا۔

عَنْ مُسْلِمٍ الْقُرِّيِّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ فَرَخَّصَ فِيْهَا وَكَانَ الزُّبَيْرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَنْهٰى عَنْهَا فَقَالَ هٰذِهٖ اُمُّ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا تُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِيْهَا فَادْخُلُوْا عَلَيْهَا فَاسْئَلُوْهَا قَالَ فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا فَاِذَا امْرَاَةٌ ضَخْمَةٌ عَمْيَاءُ فَقَالَتْ قَدْ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا۔

ترجمہ: مسلم قری نے کہا کہ میں نے ابن عباس سے حج کے تمتع کو پوچھا تو انھوں نے اجازت دی اور ابن زبیر اس سے منع کرتے تھے تو ابن عباس نے فرمایا کہ یہ ابن زبیر کی ماں موجود ہیں کہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی ہے سو تم لوگ ان کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہا انھوں نے کہ پھر ہم ان کے پاس گئے اور ان کو دیکھا کہ وہ ایک فربہ عورت ہیں اور نابینا سو انھوں نے کہا کہ بیشک اجازت دی ہے تمتع کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ فَاَمَّا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَفِيْ حَدِيْثِهٖ الْمُتْعَةُ وَلَمْ يَقُلْ مُتْعَةُ الْحَجِّ وَاَمَّا ابْنُ جَعْفَرٍ فَقَالَ قَالَ شُعْبَةُ قَالَ مُسْلِمٌ لَا اَدْرِيْ مُتْعَةَ الْحَجِّ اَوْ مُتْعَةَ النِّسَاءِ۔

ترجمہ: شعبہ نے اسی اسناد سے یہی مضمون روایت کیا اور عبدالرحمٰن کی روایت میں صرف متعہ کا لفظ ہے اور متعہ حج مذکور نہیں اور ابن جعفر کی روایت میں ہے کہ انھوں نے کہا کہ شعبہ نے کہا کہ مسلم نے کہا میں نہیں جانتا کہ یہ متعہ حج کا ہے یا متعہ عورتوں کا

فائدہ: مگر اوپر کی روایت میں صاف تصریح آچکی ہے کہ ابن عباس سے انھوں نے متعہ حج کا پوچھا تھا اور آگے روایت میں بھی متعہ حج کا ہی بیان ہے۔

عَنْ مُسْلِمٍ الْقُرِّيِّ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَقُوْلُ اَهَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُمْرَةٍ وَاَهَلَّ اَصْحَابُهٗ بِحَجٍّ فَلَمْ يَحِلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مَنْ سَاقَ الْهَدْيَ مِنْ اَصْحَابِهٖ وَحَلَّ بَقِيَّتُهُمْ فَكَانَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ مِمَّنْ سَاقَ الْهَدْيَ فَلَمْ يَحِلَّ۔

ترجمہ: مسلم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا کہ کہتے تھے کہ لبیک پکاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کی اور آپ کے یاروں نے حج کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کے بعد احرام نہیں کھولا اور نہ ان لوگوں نے جو قربانی لائے تھے اور باقی لوگوں نے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا اور طلحہ بن عبیداللہ ان میں تھے جو قربانی لائے تھے سو انھوں نے احرام نہیں کھولا مسلم نے کہا کہ روایت کی ہم سے یہی حدیث محمد بن بشار نے ان سے محمد نے یعنی ابن جعفر نے ان سے شعبہ نے اسی اسناد سے مگر اس میں یہ ہے کہ طلحہ بن عبیداللہ ان لوگوں میں تھے جو قربانی نہیں لائے تھے اور ایک اور شخص بھی انہی میں تھے سو ان دونوں نے احرام کھول ڈالا

بَابُ جَوَازِ الْعُمْرَةِ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ : حج کے مہینوں میں عمرہ کے جائز ہونیکا بیان

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا قَالَ كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنْ أَفْجَرِ الْفُجُورِ فِي الْأَرْضِ وَيَجْعَلُونَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَيَقُولُونَ إِذَا بَرَأَ الدَّبَرْ وَعَفَا الْأَثَرْ وَانْسَلَخَ صَفَرْ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرْ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ صُبْحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الْحِلِّ قَالَ الْحِلُّ كُلُّهُ۔

ترجمہ : عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ لوگ جاہلیت میں (یعنی اسلام کے زمانہ سے پہلے) حج کے دنوں میں عمرہ لانے کو زمین کے اوپر بڑا گناہ جانتے تھے اور محرم کے مہینہ کو صفر کر دیا کرتے تھے (یعنے اس لئے کہ تین مہینہ برابر ماہ حرام کے جو آتے ذلقعدہ ذی الحجہ محرم تو وہ گھبرا جاتے اور لوٹ لوٹ نہ کرسکتے اس لئے یہ شرارت نکالی کہ محرم کی جگہ صفر کو رکھدیا اور خوب لوٹ پاٹ کی اور جب صفر کا مہینہ آیا تو محرم کی طرح اس کا ادب کیا اور یہی نسی تھی جس کو قرآن میں۔ اللہ تعالیٰ مشرکوں کی عادت فرماتا ہے) اور اونٹوں کی پھٹیں اچھی ہو جاویں (یعنی جو سفر حج کے سبب سے لگ گئی ہیں اور زخمی ہو گئیں ہیں اور راستوں سے حاجیوں کے اونٹوں کے نشان قدم مٹ جاویں اور صفر کا مہینہ تمام ہو جاوے تب عمرہ جائز ہے۔ عمرہ کرنے والے کو پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے یار چوتھی ذی حجہ کو حج کا احرام باندھے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے ان کو حکم فرمایا کہ اس حج کے احرام کو عمرہ بنا دیں (جیسے مذہب ابن قیم وغیرہ کا ہے کہ اوپر بدلائل گزر چکا) سو یہ لوگوں کو بڑی انوکھی بات لگی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم کیسے حلال ہوں (یعنے پورے یا ادھورے کہ بعض چیز سے بچتے رہیں) تو آپ نے فرمایا کہ پورے حلال ہو (یعنی کسی چیز سے پرہیز کی ضرورت نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا يَقُولُ أَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَقَدِمَ لِأَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَصَلَّى الصُّبْحَ وَقَالَ لَمَّا صَلَّى الصُّبْحَ مَنْ شَاءَ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَجْعَلْهَا

ترجمہ : عبداللہ عباس کے فرزند فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک پکاری حج کی پھر جب چار تاریخیں گذریں ذی حجہ کی اور آپ نے صبح کی نماز پڑھی پھر جب نماز صبح سے فارغ ہوئے فرمایا جس کا جی چاہے اس احرام حج کو عمرہ کر ڈالے مسلم رحمۃ اللہ علیہ

عُمْرَةً۔

نے کہا کہ روایت کی ہم سے یہی حدیث ابراہیم بن دینار نے ان سے روح نے اور کہا مسلم علیہ الرحمۃ نے روایت کی ہم سے ابی داؤد مبارکی نے ان سے ابو شہاب نے اور کہا مسلم نے روایت کی ہم سے محمد بن مثنیٰ نے ان سے یحییٰ بن کثیر نے ان سب نے روایت کی شعبہ سے اسی اسناد سے مگر روح اور یحییٰ بن کثیر دونوں نے مجھ سے کہا جیسا کہ نصر نے کہا اہل اور ابو شہاب کی روایت میں یہ ہے کہ نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کی لبیک پکارتے ہوئے اور ان سب روایتوں کی روایت میں یہ مضمون ہے کہ آپ نے نماز صبح کی بطحا میں پڑھی سوا شعبی کے روایت کے کہ اس میں اس کا ذکر نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ لِاَرْبَعٍ خَلَوْنَ مِنَ الْعَشْرِ وَهُمْ يُلَبُّوْنَ بِالْحَجِّ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً۔

ترجمہ: عبداللہ عباس کے فرزند سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے یار چوتھی تاریخ ذی الحجہ کی مکہ میں آئے لبیک پکارتے ہوئے حج کی سو آپ نے ان کو حکم فرمایا کہ اس کو عمرہ کر ڈالو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ بِذِيْ طُوًى وَقَدِمَ لِاَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَاَمَرَ اَصْحَابَهٗ اَنْ يُّحَوِّلُوْا اِحْرَامَهُمْ بِعُمْرَةٍ اِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی ذی طویٰ میں (وہ ایک وادی ہے مکہ کے قریب) اور مکہ میں آئے آپ جب تاریخ چوتھی گذر چکی ذی الحجہ کی اور اپنے یاروں کو حکم فرمایا کہ اپنے حج کے احرام کو عمرہ کر ڈالیں مگر جن کے پاس قربانی ہو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهٖ عُمْرَةٌ اِسْتَمْتَعْنَا بِهَا فَمَنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَهُ الْهَدْيُ فَلْيَحِلَّ الْحِلَّ كُلَّهٗ فَاِنَّ الْعُمْرَةَ قَدْ دَخَلَتْ فِي الْحَجِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

ترجمہ: عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عمرہ جس سے ہم نے نفع لیا سو جس کے پاس قربانی نہ ہو وہ اسی طرح حج کا احرام عمرہ کر کے کھول ڈالے اس لئے کہ عمرہ حج کے دنوں میں روا ہو گیا قیامت تک۔

فائدہ: روا ہو گیا اس سے اہل جاہلیت کا قول جو حج کے دنوں میں عمرہ کو برا جانتے تھے۔

عَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جَمْرَةَ الضُّبَعِيَّ قَالَ تَمَتَّعْتُ فَنَهَانِيْ نَاسٌ عَنْ ذٰلِكَ فَاَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَسَاَلْتُهٗ

ترجمہ: شعبہ نے ابو جمرہ ضبعی سے سنا ہے کہ انھوں نے کہا میں نے تمتع کیا اور لوگوں نے مجھے منع کیا میں ابن عباس کے پاس آیا اور ان سے پوچھا سو انھوں نے مجھے حکم دیا اور

عَنْ ذٰلِكَ فَاَمَرَنِیْ بِهَا قَالَ ثُمَّ انْطَلَقْتُ اِلَى الْبَيْتِ فَنِمْتُ فَاَتَانِیْ اٰتٍ فِیْ مَنَامِیْ فَقَالَ عُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ عَلٰى حَجٍّ مَبْرُوْرٍ قَالَ فَاَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَاَخْبَرْتُهُ بِالَّذِیْ رَاَيْتُ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ سُنَّةُ اَبِی الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بیت اللہ کے پاس جاکر سو رہا اور خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ عمرہ بھی مقبول ہے اور حج بھی مقبول ہے میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے خواب بیان کیا۔ کہا سب بزرگی اللہ کو ہے سب بزرگی اللہ کو ہے یہ سنت ہے ابی القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی یعنے پھر کیوں نہ قبول ہو

بَابُ اِشْعَارِ الْبُدْنِ وَتَقْلِيْدِهٖ عِنْدَ الْاِحْرَامِ

قربانی کی کوہان چیرنے اور اُسکے گلے میں ہار ڈالنے کا بیان

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِذِی الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِهٖ فَاَشْعَرَهَا فِیْ صَفْحَةِ سَنَامِهَا الْاَيْمَنِ وَسَلَتَ الدَّمَ وَقَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهٖ عَلَى الْبَيْدَاءِ اَهَلَّ بِالْحَجِّ۔

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھی ذی الحلیفہ میں اور اپنی اونٹنی کو منگایا۔ (یعنے قربانی کی) اور اس کی کوہان کے اوپر داہنی طرف اشعار کیا یعنے ایک زخم لگادیا اور خون بہہ چلا اور اس کے گلے میں دو جوتیوں کا ہار لٹکا دیا (یہ تقلید ہوئی) پھر اپنی سواری پر سوار ہوئے اور جب اونٹنی آپ کو لیکر بیدا پر سیدھی کھڑی ہوئی تو آپ نے لبیک پکاری (یعنے اگرچہ نماز کے بعد بھی لبیک کہہ چکے تھے مگر یہاں بھی پکاری)

فائدہ یہ کونچا دیدینا قربانی کے جانور کو اس لئے ہے کہ پہچانا جاوے کہ یہ جانور قربانی کا ہے تاکہ کوئی اس کو ایذا نہ دے اور لوٹے نہیں اور یہ مستحب ہے انہی روایتوں کے رو سے اور ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو جو بدعت کہا ہے یہ قول ان کا مردود ہوا اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے شاید ان کو یہ احادیث نہیں پہنچیں اور اسی کو اشعار کہتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے جو اس کو مثلہ کہا ہے وہ قول بھی لغو ہے اس لئے کہ یہہ مثلہ نہیں بلکہ مانند فصد و حجامت کی ہے یا مانند ختان اور داغ کے اس اشعار کی جگہ تمام علمائے سلف وخلف کے نزدیک داہنی جانب ہے کوہان شتر کی اور امام مالک نے کہا ہے کہ بائیں جانب ہے اور اس حدیث میں ان کا رد ہے اور بکریوں کے گلے میں ہار ڈالنا مسنون ہے نزدیک شافعیہ کے اور نزدیک تمام علمار سلف وخلف کے سوا امام مالک علیہ الرحمتہ کے کہ وہ اس کے قائل نہیں ہیں اور شاید ان کو یہ احادیث صحیحہ نہیں پہنچیں حالانکہ احادیث صحیحہ اس باب میں بہت ہیں اور وہ حجت ہیں اور حدیث صحیح کے آگے کسی کا قول حجت نہیں اور اس پر اتفاق ہے کہ بکری کو یا دنبہ کو اشعار ضرور نہیں اس لئے کہ

ضعیف ہے اور گائے کے لئے مستحب ہے امام شافعی کے نزدیک اور اسی طرح ہار ڈالنا بھی اور دونوں چیزوں کو جمع کرنا جیسے اونٹ کے لئے ہوتا ہے ویسے ہی گائے کے لئے بھی ہے شافعیہ کے نزدیک اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اونٹ کے گلے میں ہار ڈالنا دو جوتیوں کا بھی مستحب ہے اور یہی مذہب ہے تمام علماء کا اور اگر تاگا چمڑا کچھ اور ڈالدیا تو بھی روا ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ سوار ہوئے اپنی اونٹنی پر اور یہ اونٹنی اس کی سوا تھی جس سے اشعار کیا تھا اور سوار ہو نا حج میں افضل ہے پیدل چلنے سے کہا مسلم علیہ الرحمۃ نے اور روایت کی ہم سے بھی حدیث محمد بن مثنیٰ نے ان سے معاذ نے ان سے ہشام ان کے باپ نے ان سے قتادہ نے اس سند سے بھی مضمون جو شعبہ کی روایت میں ہے مگر اس میں یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ذی الحلیفہ میں آئے اور نماز ظہر کا ذکر نہیں کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا هٰذَا الْفُتْيَا الَّتِي قَدْ تَشَغَّفَتْ اَوْ تَشَغَّبَتْ بِالنَّاسِ

احلال کے بارہ میں ابن عباس کے فتوے کا بیان

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَسَّانَ الْاَعْرَجَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي الْهُجَيْمِ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا هٰذَا الْفُتْيَا الَّتِي قَدْ تَشَغَّفَتْ اَوْ تَشَغَّبَتْ بِالنَّاسِ اَنَّ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ فَقَالَ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ رَغِمْتُمْ۔

ترجمہ: قتادہ نے کہا میں نے ابو حسان اعرج سے سنا ہے کہ ایک شخص نے بنی ہجیم کے قبیلہ میں سے کہا کہ اے ابن عباس یہ کیا فتویٰ آپ دیتے ہیں جس میں لوگ مشغول ہو رہے ہیں یا جس میں وہ لوگ گڑبڑ کر رہے ہیں کہ جس نے طواف کیا بیت اللہ کا (یعنی حاجیوں میں سے اور اس طواف سے طواف قدوم مراد ہے) سو وہ حلال ہو گیا تو انھوں نے فرمایا یہ سنت ہے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اگرچہ تمہاری ناک میں خاک بھر جائے (یعنی تمہارے خلاف ہو تو ہوا کرے)

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي حَسَّانَ قَالَ قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ قَدْ تَفَشَّغَ بِهِ النَّاسُ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ الطَّوَافُ عُمْرَةً فَقَالَ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ رَغِمْتُمْ

ترجمہ: قتادہ سے روایت ہے کہ ابی حسان نے کہا کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ لوگوں میں بہت پھیل گیا ہے کہ جو طواف کرے بیت اللہ کا وہ حلال ہو گیا اور اس کو عمرہ کر ڈالے (یعنے اگرچہ احرام حج کا ہووے) تو انھوں نے فرمایا کہ یہ... سنت تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اگرچہ تمہارے ناک میں خاک بھرے۔

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ

ترجمہ: عطاء نے کہا کہ ابن عباس فتویٰ دیتے تھے کہ

تَعَالٰی عَنْهُمَا یَقُوْلُ لَا یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ حَاجٌّ وَلَا غَیْرُ حَاجٍّ اِلَّا حَلَّ قُلْتُ لِعَطَاءٍ مِنْ اَیْنَ یَقُوْلُ ذٰلِکَ قَالَ مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ مَحِلُّهَا اِلَی الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ قَالَ قُلْتُ فَاِنَّ ذٰلِکَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ قَالَ کَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا یَقُوْلُ هُوَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ وَ قَبْلَهٗ کَانَ یَاْخُذُ ذٰلِکَ مِنْ اَمْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اَمَرَهُمْ اَنْ یَحِلُّوْا فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔

جس نے طواف کیا بیت اللہ کا (یعنے پہلے پہل مکہ کے آتے ہی) وہ حلال ہوگیا خواہ حاجی ہو یا غیر حاجی (یعنے معتمر ہو) میں نے عطا سے کہا کہ وہ بات کہاں سے کہتے تھے انہوں نے کہا اس آیت سے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پھر جگہ اس قربانی کی پہنچنے کی بیت اللہ تک ہی تو میں نے کہا یہ تو عرفات سے آنے کے بعد ہے انہوں نے کہا کہ ابن عباس کا قول یہ ہے کہ محل اس کا بیت اللہ ہے خواہ بعد عرفات کے ہو یا قبل اس کے اور وہ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل مبارک سے نکالتے تھے آپ نے خود حکم فرمایا کہ لوگ احرام کھول ڈالیں حجۃ الوداع میں۔

فائدہ نووی نے کہا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب بھی یہی ہے کہ حاجی بھی جب طواف کرے بیت اللہ کا تو اس کو عمرہ کرکے احرام کھول ڈالنا چاہئیے۔ اور یہ مذہب حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اور مذہب جمہور کا اس کے خلاف ہے سلطنت ہوں خواہ خلف اس لئے کہ تمام علما کا قول یہ ہے کہ حاجی بمجرد طواف حلال نہیں ہوتا بلکہ جب تک وقوف عرفات اور رمی جمار اور حلق اور طواف زیارت سے فارغ نہ ہو وہ محرم ہے اور تین چیزوں کے بجالانے سے دو نو طرح کا حل حاصل ہوتا ہے یعنی پورا کہ سب چیز حلال ہو جاوے وہ تینوں یہ ہیں رمی جمرہ عقبہ اور حلق اور طواف اور اس طواف سے طواف زیارت مراد ہے جو وقوف عرفات کے بعد ہوتا ہے اور رمی جمرہ اور حلق اگر کر چکا ہے اور طواف زیارت نہیں کیا تو سب اس کو حلال ہوئی سوا عورت کے اور اس آیت میں ابن عباس کے قول کی کچھ دلیل نہیں اس لئے کہ آیت کا مضمون صرف اتنا ہی ہے کہ قربانی کا محل بیت العتیق ہے یعنی وہاں ذبح کی جاوے یعنی حرم میں اور اس میں حرم کھولنے نہ کھولنے کا مطلق ذکر نہیں اور استدلال ان کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کرنے سے حجۃ الوداع میں اپنے یاروں کو کہ احرام کھول ڈالیں سو یہ بھی ایسا ہے کہ ان کے مذہب پر اس کو دلالت نہیں اس لئے کہ آپ نے حج کے فسخ کا جو حکم دیا وہ اسی سال کے لئے تھا یہ خلاصہ تقریر ہے نووی کی اور ابن قیمؒ کا مختار یہی ہے جو ابن عباس کے مذہب ہو کہ ہر حاجی کو فسخ کی اجازت ہو مگر جو ہدی لایا ہو جیسا حدیث میں مذکور ہو اور یہ فرمانا نووی کا کہ اجازت فسخ کی خاص تھی حجۃ الوداع کے سال کے لئے تو صریح خلاف حدیث ہے بلکہ اوپر گذر چکا ہے کہ سراقہ بن مالک نے پوچھا کہ حکم فسخ جو آپ دیتے ہیں یہ اسی سال کے لئے ہے کہ ہمیشہ کے لئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابد الآباد کے لئے ہے اور یہ روایت صحیح بخاری وغیرہ میں آچکی ہے غرض خاص کرنا فسخ اسی سال کے ساتھ جیسا نووی نے لکھا ہے عجیب بات ہے پس حدیث کی رو سے مذہب ابن عباس کا اور ابن قیم کا قوی معلوم ہوتا ہے گو جمہور کے خلاف ہو اور ابو موسیٰ شعری کا بھی قول وہی ہے جو ابن عباس کا ہے کہ وہ بھی ساری امت کے لئے فسخ حج بعمرہ کو جائز ہے جانتے ہیں اور ابو موسیٰ اشعری فتویٰ دیتے تھے اس فسخ

کا تمام مدت میں خلافت ابوبکر کی اور کچھ ابتدا میں خلافت عمر کے یہاں تک کہ حضرت عمر اس سے مانع ہوئے پھر نہیں بدل سکتا حکم رسول معصوم صلعم کا منع سے عمر کے اور زاد المعاد میں ہے کہ رجوع بھی حضرت عمر کا اس منع سے ثابت ہوا ہے۔ فمن شاء زیادۃ الاطلاع فلیرجع الیہ۔

بَابُ جَوَازِ تَقْصِيْرِ الْمُعْتَمِرِ مِنْ شَعْرِهٖ وَاَنَّهٗ لَا يَجِبُ حَلْقُهٗ وَاَنَّهٗ يُسْتَحَبُّ كَوْنُ حَلْقِهٖ اَوْ تَقْصِيْرِهٖ عِنْدَ الْمَرْوَةِ: بال کترنا بھی روا ہے اور حلق واجب نہیں اور مستحب ہے کہ مروہ پاس منڈوا دے یا کتروا دے

عَنْ طَاوٗسٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ لِيْ مُعَاوِيَةُ عَلِمْتَ اَنِّيْ قَدْ قَصَّرْتُ مِنْ رَاْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْمَرْوَةِ بِمِشْقَصٍ فَقُلْتُ لَهٗ لَا اَعْلَمُ هٰذِهٖ اِلَّا حُجَّةً عَلَيْكَ۔

ترجمہ: طاؤس نے کہا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ذکر کیا کہ مجھ سے معاویہ نے کہا کہ میں تو تمہیں خبر دے چکا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بال کترے ہیں مروہ کے نزدیک تیر کی پیکان سے سو میں نے ان کو جواب دیا کہ یہ تو تمہارے اوپر حجت ہے۔

عَنْ طَاوٗسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ مُعَاوِيَةَ ابْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَخْبَرَهٗ قَالَ قَصَّرْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ وَهُوَ عَلَى الْمَرْوَةِ اَوْ رَاَيْتُهٗ يُقَصِّرُ بِمِشْقَصٍ وَهُوَ عَلَى الْمَرْوَةِ۔

ترجمہ: حضرت طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ معاویہ نے ان کو خبر دی کہ میں نے بال کترے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مروہ کے اوپر تیر کی بھال سے یا میں نے آپ کو مروہ پر دیکھا کہ آپ بال کترواتے ہیں تیر کی بھال سے مروہ پر۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بال کتروانا بھی روا ہے حج و عمرہ میں اگرچہ منڈانا افضل ہو اور تمتع میں فضل یہ ہو کہ عمرہ کے بعد کتروائے۔ حج کے بعد منڈائے کہ دونوں کا حق بخوبی ادا ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قصر و حلق مروہ کے پاس ہو عمرہ میں کہ مروہ ہی جگہ ہے عمرہ کے حلال ہونے کی جیسے حاجی کو مستحب ہے کہ حلق و قصر منیٰ میں کرے اور اگر حرم میں کہیں اور بھی ہو تو روا ہے اور یہ روایت معاویہ کی کہ انھوں نے حضرت کے بال کترے یا کترتے دیکھا عمرہ جعرانہ میں ہے اس لئے کہ حجۃ الوداع میں تو آپ قارن تھے اور ثابت ہوا ہے کہ حجۃ الوداع میں آپ نے منیٰ میں حلق کیا اور ابو طلحہ نے آپ کے مبارک بال تقسیم کئے اور حدیث معاویہ کی عمرہ قضا پر بھی محمول نہیں ہو سکتی اس لئے کہ عمرہ قضا سن سات میں ہوا ہے ہجرت سے اور اس وقت تک حضرت معاویہ ایمان نہیں لائے تھے اس لئے کہ وہ نو آٹھویں سال ہجرت کے ایمان لائے تھے یہی قول مشہور اور صحیح ہے اور جس نے اس روایت کو حجۃ الوداع میں سمجھا ہے بڑی غلطی کی ہے اور دوسری غلطی یہ ہوئی ان لوگوں سے کہ حضرت کے حج کو تمتع سمجھا حالانکہ آپ قارن تھے جیسا روایات متعددہ میں اوپر مذکور ہوا کہ

آپ کے ساتھ ہدی تھی اس لئے آپ نے احرام نہیں کھولا مگر بعد وقوف عرفات کے اور بعد فراغ حج کے

بَابُ جَوَازِ التَّمَتُّعِ فِي الْحَجِّ وَالْقِرَانِ: تمتع اور قران کے جائز ہونیکا بیان حج میں

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصْرُخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ أَمَرَنَا أَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً إِلَّا مَنْ سَاقَ الْهَدْيَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَرُحْنَا إِلَى مِنًى أَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ۔

ترجمہ: ابو سعید نے کہا ہم نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کو پکارتے ہوئے پھر جب مکہ میں آئے تو آپ نے حکم دیا کہ ہم اس احرام حج کو عمرہ کر ڈالیں مگر وہ لوگ جن کے ساتھ قربانی ہو پھر جب آٹھویں تاریخ ہوئی ذی الحجہ کی اور سب منیٰ کو چلے تو پھر لبیک پکاری حج کی (یعنے بیچ میں عمرہ کرکے احرام کھولڈالا انتہا)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لبیک پکار کر کہنا اور چیخنا مستحب ہوا اور یہ حکم ہے مردوں کا اور عورتیں اس آواز سے کہیں کہ آپ سنیں اور مردوں کو پکارنا سب علماء کے نزدیک مستحب ہے۔

عَنْ جَابِرٍ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَا قَدِمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَصْرُخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا

ترجمہ: ابو سعید اور جابر دونوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کو آئے حج پکارتے ہوئے۔

عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فَأَتَاهُ آتٍ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا اخْتَلَفَا فِي الْمُتْعَتَيْنِ فَقَالَ جَابِرٌ فَعَلْنَاهُمَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَهَانَا عَنْهُمَا عُمَرُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فَلَمْ نَعُدْ لَهُمَا۔

ترجمہ: ابی نضرہ نے کہا کہ میں جابر کے پاس تھا کہ ایک شخص نے آکر کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر دونوں متعوں میں اختلاف کر رہے ہیں (یعنے ایک متعہ نسا میں اور ایک متعہ حج میں) تو جابر نے کہا کہ ہم نے دونوں متعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے آگے کئے ہیں پھر حضرت عمرؓ نے ان دونوں کو منع فرمایا تو ہم نے نہیں کیا۔

فائدہ: منع فرمانا حضرت عمرؓ کا متعہ حج کو اس راہ سے تھا کہ آپ کی غرض تھی کہ افضل یہ ہے کہ حج اور عمرہ کو الگ الگ سفر میں بجالاویں تو یہ منع اس نظر سے تھا کہ افضل کو کیوں ترک کرتے ہیں اگرچہ تمتع کو بھی جائز جانتے تھے اور متعہ نسا کا منع فرمانا اس نظر سے تھا کہ وہ قیامت تک حرام ہو چکا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے مگر اس کی حرمت سے بعض صحابہ آگاہ نہ تھے اس لئے آپ نے اس کی حرمت کو مشہور کر دیا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ تَعَالَى قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَ أَهْلَلْتَ

ترجمہ: انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت علی یمن سے آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم نے کیا احرام باندھا انھوں نے کہا میں نے

قَالَ اَهْلَلْتُ بِاِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَاَحْلَلْتُ۔

یوں لبیک پکاری کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو وہی میری لبیک ہے۔ آپ نے فرمایا، کہ میرے ساتھ اگر قربانی نہ ہوتی تو میں عمرہ، کرکے احرام کھول ڈالتا (یعنی اب تم بھی احرام نہ کھولنا جیسے میں نہ کھولوں گا)

عَنْ سَلِيْمِ ابْنِ حَيَّانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّ فِيْ رِوَايَةِ بَهْزٍ لَحَلَلْتُ

ترجمہ: سلیم سے اسی سند سے یہی مضمون مروی ہے مگر بہز کی روایت میں لحللت کا لفظ ہے لاحللت کی جگہ پر۔ معنی دونوں کے ایک ہی ہیں۔

عَنْ يَحْيَى ابْنِ اَبِيْ اِسْحٰقَ وَعَبْدِ الْعَزِيْزِ ابْنِ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدٍ اَنَّهُمْ سَمِعُوْا اَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّ بِهِمَا جَمِيْعًا لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا۔

ترجمہ: یحییٰ وغیرہ نے انس سے سنا کہ انھوں نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے لبیک پکاری حج اور عمرہ دونوں کی۔

عَنْ يَحْيَى ابْنِ اَبِيْ اِسْحَاقَ وَحُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ اَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا وَقَالَ حُمَيْدٌ قَالَ اَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجٍّ۔

وہی مضمون ہے۔

عَنْ حَنْظَلَةَ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا اَوْ لَيَثْنِيَنَّهُمَا۔

ترجمہ: حنظلہ جو قبیلہ بنی اسلم سے ہیں انھوں نے ابوہریرہ سے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ البتہ بلاشک وشبہ عیسیٰ علیہ السلام فرزند مریم کے روحا کی گھاٹی میں جو کہ مکہ مدینہ کے بیچ میں ہے لبیک پکاریں گے حج کی یا عمرہ کی یا قرآن کریں گے اور دونوں کی لبیک پکاریں گے ایک ہی ساتھ۔

فائدہ: یہ قیامت کے قریب ہوگا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمادیں گے اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا حکم قیامت تک رہیگا۔ اور منسوخ نہیں ہوا اور معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ضرور نازل ہوں گے اور معلوم ہوا کہ اسی شریعت پر عمل کریں گے اور وہ صاحب وحی ہیں نہ متمذہب

بمذاہب اہل تقلید جیسا کہ مقلدوں کا وہم باطل ہے کہ اس میں لازم آتی ہے تفضیل غیر نبی کی نبی پر و ذالک باطل

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ

ترجمہ: وہی مضمون ہے کہا مسلم نے اور روایت کی مجھ سے حرملہ نے ان سے ابن وہب نے ان سے یونس نے ان سے ابن شہاب نے ان سے حنظلہ بن اسلمی نے انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اس پروردگار کی قسم ہے کہ میری جان جس کے ہاتھ میں ہے آگے وہی مضمون ہے جو اوپر کی روایت میں دونو راویوں نے بیان کیا ہے۔

بَابُ بَیَانِ عَدَدِ عُمَرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَزَمَانِهِنَّ

بیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمروں کا اور اُن کے وقت کا

عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِعْتَمَرَ اَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ فِیْ ذِی الْقَعْدَةِ اِلَّا الَّتِیْ مَعَ حَجَّتِهٖ عُمْرَةً مِّنَ الْحُدَیْبِیَةِ اَوْ زَمَنَ الْحُدَیْبِیَةِ فِیْ ذِی الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِّنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِیْ ذِی الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِّنْ جِعْرَانَةَ حَیْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَیْنٍ فِیْ ذِی الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهٖ۔

ترجمہ: قتادہ نے انس نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرہ کیے اور سب ذی القعدہ میں مگر وہ جو حج کے ساتھ ہوا اب سنو کہ ایک عمرہ حدیبیہ ذی قعدہ میں دوسرا اس کے بعد کے سال میں ذی قعدہ میں تیسرا عمرہ جو حج کے ساتھ ہوا اب سنو کہ جو جعرانہ سے لائے جہاں حنین کی لوٹ کی تقسیم کی ذیقعدہ میں اور جو تھا وہ جو حج کے ساتھ ہوا کہ وہ ماہ ذیحجہ میں ہوا۔

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسًا رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ كَمْ حَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَجَّةً وَّاحِدَةً وَّاعْتَمَرَ اَرْبَعَ عُمَرٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ هَدَّابٍ۔

ترجمہ: قتادہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے حج کیے انھوں نے فرمایا کہ ایک حج کیا اور چار عمرہ کیے باقی مضمون وہی ہے جو اوپر کی روایت میں گذرا۔

عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَاَلْتُ زَیْدَ ابْنَ اَرْقَمَ كَمْ غَزَوْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَ عَشْرَةَ قَالَ وَحَدَّثَنِیْ زَیْدُ ابْنُ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ وَاَنَّهٗ حَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ حَجَّةً وَّاحِدَةً حَجَّةَ الْوَدَاعِ قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ وَبِمَكَّةَ

ترجمہ: ابواسحاق نے کہا کہ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنے جہاد میں رہے انھوں نے کہا سترہ میں اور انھوں نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس جہاد کیے اور ہجرت کے بعد ایک حج کیا جسے حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ اور ابواسحاق نے کہا دوسرا جب حج کیا کہ مکہ میں تھے یعنی

أُخْرٰى۔

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَابْنُ عُمَرَ مُسْتَنِدَیْنِ اِلٰی حُجْرَةِ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا وَاِنَّا لَنَسْمَعُ ضَرْبَهَا بِالسِّوَاكِ تَسْتَنُّ قَالَ فَقُلْتُ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِعْتَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رَجَبٍ قَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَیْ اُمَّتَاهُ اَلَا تَسْمَعِیْنَ مَا یَقُوْلُ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ وَمَا یَقُوْلُ قُلْتُ یَقُوْلُ اعْتَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رَجَبٍ فَقَالَتْ یَغْفِرُ اللّٰهُ لِاَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَعَمْرِیْ مَا اعْتَمَرَ فِیْ رَجَبٍ وَمَا اعْتَمَرَ فِیْ رَجَبٍ وَمَا اعْتَمَرَ مِنْ عُمْرَةٍ اِلَّا وَاِنَّهُ لَمَعَهُ قَالَ وَابْنُ عُمَرَ یَسْمَعُ فَمَا قَالَ لَا وَلَا نَعَمْ سَكَتَ۔

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَعُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا جَالِسٌ اِلٰی حُجْرَةِ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا وَالنَّاسُ یُصَلُّوْنَ الضُّحٰی فِی الْمَسْجِدِ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ صَلٰوتِهِمْ فَقَالَ بِدْعَةٌ فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَمِ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرْبَعَ عُمَرٍ اِحْدٰهُنَّ فِیْ رَجَبٍ فَكَرِهْنَا اَنْ نُكَذِّبَهُ وَنَرُدَّ عَلَیْهِ وَسَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا فِی الْحُجْرَةِ فَقَالَ عُرْوَةُ اَلَا تَسْمَعِیْنَ یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی مَا یَقُوْلُ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَتْ وَمَا یَقُوْلُ قَالَ یَقُوْلُ اعْتَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ

قبل ہجرت کے۔

ترجمہ: عطا نے کہا خبر دی مجھے عروہ نے کہ میں اور ابن عمر دونوں حضرت عائشہ کے حجرے سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوتے اور جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسواک کر رہی تھیں اور میں ان کے مسواک کی آواز سن رہا تھا سو میں نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن (یہ کنیت ہے عبداللہ بن عمر کی) کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں عمرہ کیا ہے انھوں نے کہا کہ ہاں میں نے جناب عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی کہ اے میری ماں آپ سنتی ہیں کہ ابو عبدالرحمٰن کیا کہتے ہیں انھوں نے کہا کہ کیا کہتے ہیں میں نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ عمرہ کیا نبی صلی اللہ نے رجب میں تو جناب عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اللہ بخشے ابو عبدالرحمٰن کو قسم ہے میری جان کی کہ حضرت نے کبھی رجب میں عمرہ نہیں کیا اور جب آپ نے عمرہ کیا تو ابو عبدالرحمٰن آپ کے ساتھ تھے اور ابن عمر نے یہ بات سنی اور نہ ہاں کہا نہ نا اور چپ ہو رہے۔

ترجمہ: مجاہد سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میں اور عروہ دونو مسجد نبوی میں گئے اور عبداللہ بن عمر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کے پاس بیٹھے تھے اور لوگ مسجد میں نماز چاشت پڑھ رہے تھے سو میں نے عبداللہ سے پوچھا کہ یہ نماز کیسی ہے انھوں نے فرمایا کہ بدعت ہے (یعنی مسجد میں ادا کرنا اس کا اور اہتمام کرنا مثل صلوٰۃ مفروضہ کے بدعت ہے) پھر ان سے کہا عروہ نے کہ اے ابو عبدالرحمٰن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کئے ہیں انھوں نے فرمایا کہ چار کہ ایک ان میں سے رجب میں ہے سو ہم کو برا معلوم ہوا کہ ہم ان کو جھٹلا دیں یا ان کو رد کریں اور مسواک کرنے کی آواز سنی جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کہ وہ حجرے میں تھیں سو عروہ نے کہا کہ آپ سنتی ہیں اے مومنوں کی ماں جو

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ عُمَرٍ اِحْدٰهُنَّ فِيْ رَجَبٍ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا وَهُوَ مَعَهٗ وَمَا اعْتَمَرَ فِيْ رَجَبٍ قَطُّ۔

ابوعبدالرحمٰن کہہ رہے ہیں انھوں نے پوچھا کہ کیا کہتے ہیں کہا وہ کہتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے ہیں ایک رجب میں تو جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رحمت کرے ابوعبدالرحمٰن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ ایسا نہیں کیا جو یہ ان کے ساتھ نہ ہوں اور رجب میں آپ نے کوئی عمرہ نہیں کیا۔

حاصل ان سب روایتوں کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے ایک ذی قعدہ میں سال حدیبیہ میں چھٹے سال میں ہجرت کے اور اس عمرے سے کافروں نے روکا اور سب نے احرام کھول ڈالا بغیر اس کے کہ طواف وسعی فرمادیں اور یہ بھی عمروں میں شمار کیا گیا اور دوسرا ماہ مذکور میں سن سات ہجری میں اور یہ عمرہ پہلے عمرہ کی قضا تھا اور تیسرا ماہ مذکور میں سن آٹھ ہجری میں اور اسی سال مکہ فتح ہوا تھا۔ اور چوتھا جو حجۃ الوداع کے ساتھ ہوا اور احرام اس کا ماہ ذی قعدہ میں ہوا اور اعمال اس کی ذی الحجہ میں ہوئے اور ماہ رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا علمائے کہا ہے کہ عبداللہ بن عمر بھول گئے یا شک ہو گیا اسی لئے جب جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی بات رد فرمائی تو وہ چپ ہو رہے اور آپ نے یہ سب عمرے ذی قعدہ میں اس لئے کہ کفار کی رسم ٹوٹ جائے کہ وہ ایام حج میں عمرہ کو برا جانتے تھے چنانچہ اوپر گذر چکا ہے اور بعد ہجرت کے تو آپ نے ایک ہی حج کیا اور قبل ہجرت کے مسلم میں ایک حج ہی مروی ہے اور کتب میں دو بھی آئے ہیں اور زید بن ارقم کی روایت میں یہاں انیس ہی جہاد مذکور ہیں اور اصل یہ ہے کہ جہاد آپ کے پچیس ہیں اور بعضوں نے ستائیس بھی کہی ہیں اور اس کے سوا اور بھی اقوال ہیں کہ وہ کتب مغازی میں مشہور ہیں اور یہ جو جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا العمری یعنی قسم ہے میری جان کی یہ عرب کے بول چال ہے اور بعضوں نے اس سے لعمری کہنے کو جائز کہا ہے اور امام مالک کے نزدیک یہ مکروہ ہے اس لئے کہ اس میں تعظیم ہے غیراللہ کی اور مشابہت ہے اللہ تعالیٰ سے اس کے غیر کی اور بدعت فرمانا صلوٰۃ ضحیٰ کو اس نظر سے تھا کہ اس کے لئے اجتماع کرنا اور مساجد میں مثل نماز فرض کے باہتمام تمام ادا کرنا بدعت ہے اگرچہ اصل اوس کی سنت سے ثابت ہے اس سے معلوم ہوا کہ جب کی اصل بھی ثابت ہو وہ بھی ہیئت شرعی کے بدل دینے سے بدعت ہو جاتی ہے غرض سنت میں فرض کا سا اہتمام اور مستحب میں واجب کا سا انتظام اور مکروہات سے حرام کا سا پرہیز اور حلال سے مکروہات کا سا احتراز یہ سب اشیا کو بدعات میں داخل کر دیتا ہے

بَابُ فَضْلِ الْعُمْرَةِ فِيْ رَمَضَانَ۔ رمضان شریف میں عمرہ کی فضیلت

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يُحَدِّثُنَا قَالَ قَالَ

ترجمہ۔ عطائے کہا میں نے ابن عباس سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک بی بی سے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِامْرَأَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ سَمَّاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَنَسِيْتُ اسْمَهَا مَا مَنَعَكِ اَنْ تَحُجِّيْ مَعَنَا قَالَتْ لَمْ يَكُنْ لَنَا اِلَّا نَاضِحَانِ فَحَجَّ اَبُوْ وَلَدِهَا وَابْنُهَا عَلٰى نَاضِحٍ وَتَرَكَ لَنَا نَاضِحًا نَنْضِحُ عَلَيْهِ قَالَ فَاِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِيْ فَاِنَّ عُمْرَةً فِيْهِ تَعْدِلُ حَجَّةً

فرمایا اور ابن عباس نے ان کا نام بھی لیا مگر میں بھول گیا کہ کیوں تم ہمارے ساتھ حج کو نہیں چلتیں۔ تو انہوں نے عرض کی کہ ہمارے پاس پانی لانے کے دو ہی اونٹ تھے سو ایک پر ہمارا شوہر اور ہمارا بیٹا حج کو گیا اور ایک اونٹ ہمارے لئے چھوڑ گیا کہ اس پر ہم پانی لاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اچھا جب رمضان آئے تو تم ایک عمرہ کر لینا کہ اس کا بھی ثواب حج کے برابر ہے۔

فائدہ۔ یعنی ثواب اگرچہ اس کا حج کے برابر ہے مگر یہ نہیں کہ حج فرض اس کے ذمہ سے اتر جاتے اور اس عورت پر حج فرض نہ تھا کہ اس کے پاس سواری نہ تھی۔

عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِامْرَأَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهَا اُمُّ سِنَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا مَا مَنَعَكِ اَنْ تَكُوْنِيْ حَجَجْتِ مَعَنَا قَالَتْ نَاضِحَانِ كَانَا لِاَبِيْ فُلَانٍ زَوْجِهَا حَجَّ هُوَ وَابْنُهُ عَلٰى اَحَدِهِمَا وَكَانَ الْاٰخَرُ يَسْقِيْ عَلَيْهِ غُلَامُنَا قَالَ فَعُمْرَةٌ فِيْ رَمَضَانَ تَقْضِيْ حَجَّةً اَوْ حَجَّةً مَّعِيْ۔

ترجمہ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہی مضمون مروی ہے مگر اس میں ہے کہ اس عورت نے کہا کہ ہمارے شوہر کے دو اونٹ تھے۔ ایک پر وہ اور ان کا لڑکا حج کو گیا ہے اور دوسرے پر ہمارا چھوکرا پانی لاتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ عمرہ رمضان میں حج کے برابر ہے یا فرمایا ہمارے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ دُخُوْلِ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَالْخُرُوْجِ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى۔ مکہ میں داخل ہونے اور نکلنے کا بیان

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيْقِ الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيْقِ الْمُعَرَّسِ وَاِذَا دَخَلَ مَكَّةَ دَخَلَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ سے نکلتے تو شجرہ کی راہ سے نکلتے اور معرس کی راہ سے داخل ہوتے (معرس ایک مقام ہے مدینہ سے چھ میل پر) اور جب مکہ میں داخل ہوتے تو اونچی ٹیلے سے اور جب نکلتے تو نیچے کے ٹیلے سے۔

فائدہ - اور یہی مستحب ہے مکہ جانے والے کو اور راہ بدل دینا مستحب ہے شہر سے نکلنے والے کو۔

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَ قَالَ فِي رِوَايَةِ زُهَيْرٍ اَلْعُلْيَا الَّتِيْ بِالْبَطْحَآءِ

ترجمہ - عبیداللہ سے اسی سند سے یہی مضمون مروی ہوا اور ایک روایت میں زہیر کی یہ ہے کہ داخل ہوتے آپ مکہ میں اوپر کے ٹیلے سے جو بطحا میں ہے (اور وہ ایک مقام کا نام ہے محصب کے بازو میں اور یہ وہ ٹیلہ ہے کہ اس سے مقابر مکہ میں اتر جاتے ہیں)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا جَآءَ اِلٰى مَكَّةَ دَخَلَهَا مِنْ اَعْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ اَسْفَلِهَا۔

ترجمہ - عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں آئے تو داخل ہوئے اوپر کی طرف سے اور نکلے تو نیچے کی طرف سے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَآءٍ مِنْ اَعْلَا مَكَّةَ قَالَ هِشَامٌ فَكَانَ اَبِيْ يَدْخُلُ مِنْهُمَا كِلَيْهِمَا وَكَانَ اَبِيْ اَكْثَرَ مَا يَدْخُلُ مِنْ كَدَآءٍ۔

ترجمہ - عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس سال مکہ فتح ہوا کدا کی طرف سے داخل ہوئے جو مکہ کی بلندی کی طرف ہے (کدا ہمزہ کے ساتھ اور مد سے ایک ٹیلا ہے مکہ کی بلندی کی طرف اور کدا بغیر مد کے ایک ٹیلا ہے مکہ کے نیچے کی طرف) ہشام نے کہا کہ میرے والد ان دونوں کی طرف سے داخل ہوتے تھے اور اکثر کدا کی طرف سے داخل ہوتے تھے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْمَبِيْتِ بِذِيْ طُوًى عِنْدَ اِرَادَةِ دُخُوْلِ مَكَّةَ وَالْاِغْتِسَالِ لِدُخُوْلِهَا وَدُخُوْلِهَا نَهَارًا

ذی طوی میں رات کو رہنا مستحب ہے، اور نہا کر دن کو مکہ میں جانا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاتَ بِذِيْ طُوًى حَتّٰى اَصْبَحَ ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَفْعَلُ ذٰلِكَ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ سَعِيْدٍ حَتّٰى صَلَّى الصُّبْحَ قَالَ يَحْيٰى اَوْ قَالَ حَتّٰى اَصْبَحَ۔

ترجمہ - عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب کو ذی طوی میں رہے (ذی طوی ایک مقام مشہور ہے مکہ سے قریب) صبح کے وقت تک پھر مکہ میں داخل ہوئے اور عبداللہ بھی ایسا ہی کرتے تھے اور ابن سعید کی روایت میں ہے کہ ذی طوی میں آپ نے صبح کی نماز پڑھی۔

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا كَانَ لَا يَقْدَمُ مَكَّةَ إِلَّا بَاتَ بِذِي طُوًى حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَغْتَسِلَ ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ نَهَارًا وَّيَذْكُرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ فَعَلَهٗ۔

ترجمہ۔ نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر مکہ میں نہ جاتے جب تک ذی طوی میں رات کو نہ رہتے پھر جب وہاں صبح ہوجاتی نہاتے پھر داخل ہوتے دن کو اور ذکر کرتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ حَدَّثَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي طُوًى وَّيَبِيْتُ بِهٖ حَتّٰى يُصَلِّيَ الصُّبْحَ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ وَمُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ عَلٰى أَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ لَيْسَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بُنِيَ ثَمَّ وَلٰكِنْ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ عَلٰى أَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ

ترجمہ۔ نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اترتے تھے۔ ذی طوی میں اور شب کو وہاں رہتے یہاں تک کہ صبح کو نماز پڑھتے جب مکہ کو آتے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی جگہ اوپر ایک موٹے ٹیلے کے ہے کہ وہ ٹیلا اس مسجد میں نہیں ہے جو وہاں بنی ہے مگر اس سے نیچے ہے ایک موٹے ٹیلے پر

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَقْبَلَ فُرْضَتَيِ الْجَبَلِ الَّذِيْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجَبَلِ الطَّوِيْلِ نَحْوَ الْكَعْبَةِ يَجْعَلُ الْمَسْجِدَ الَّذِيْ بُنِيَ ثَمَّ يَسَارَ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بِطَرَفِ الْأَكَمَةِ وَمُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْفَلَ مِنْهُ عَلَى الْأَكَمَةِ السَّوْدَاءِ يَدَعُ مِنَ الْأَكَمَةِ عَشْرَ أَذْرُعٍ أَوْ نَحْوَهَا ثُمَّ يُصَلِّيْ مُسْتَقْبِلَ الْفُرْضَتَيْنِ مِنَ الْجَبَلِ الطَّوِيْلِ الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ نافع کو عبداللہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موتھ کیا طرف دونوں ٹیلوں کی اس پہاڑ کے جو پہاڑ ان کے اور کعبہ کے بیچ میں تھا اور اس مسجد کو جو وہاں بنی ہے بائیں طرف کر دیتے تھے۔ اس مسجد کے جو کنارے پر ہے ٹیلہ کے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی جگہ اس کالے ٹیلے سے نیچے ہے اس کالے ٹیلے سے دس ہاتھ چھوڑ کر یا اس سے کچھ کم و بیش۔ پھر نماز پڑھتے تھے موتھ کئے ہوئے دونوں ٹیلوں کی طرف اس لمبے پہاڑ کے جو تیرے اور کعبہ کے بیچ میں ہے اللہ رحمت اور سلام بھیجے اُن پر۔

فائدہ۔ ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ مکہ میں داخل ہونے کے وقت نہانا مستحب ہے اور رات کو ذی طوی میں رہنا جس کی راہ میں پڑے ورنہ اس کے بُعد کا اندازہ کرلے اور شافعیہ کے نزدیک یہ غسل سنت ہے اور اگر غسل نہ ہوسکے تو تیمم کرے اور شب کو ذی طوی میں رہنا بھی مستحب ہے اور مکہ کو دن میں داخل ہونا بھی مستحب ہے اور بعضوں نے کہا رات دن دونوں برابر ہیں اور بعضوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ کے عمرہ میں رات کو داخل ہوئے اور بعضوں نے کہا وہ بیان جواز کے لئے تھا۔ افضل وہی دن کو جانا ہے

بَابُ اسْتِحْبَابِ الرَّمَلِ فِي الطَّوَافِ وَالْعُمْرَةِ فِي الطَّوَافِ الْأَوَّلِ فِي الْحَجِّ

رمل کا مستحب ہونا طواف اول میں حج کے اور طواف عمرہ میں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ خَبَّ ثَلَاثًا وَمَشٰى أَرْبَعًا وَكَانَ يَسْعٰى بِبَطْنِ الْمَسِيلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ

ترجمہ۔ نافع نے ابن عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پہلا طواف کرتے بیت اللہ کا تو تین بار جلدی جلدی چلتے چھوٹے چھوٹے قدم رکھکے اور چار بار عادت کے موافق چلتے اور بہتیلے کے نالے کی جگہ میں دوڑتے جب سعی کرتے صفا اور مروہ میں اور ابن عمر بھی ایسا ہی کرتے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَوَّلَ مَا يَقْدَمُ فَإِنَّهُ يَسْعٰى ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يَمْشِي أَرْبَعَةً ثُمَّ يُصَلِّي سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

ترجمہ۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حج میں یا عمرہ میں پہلے پہل طواف کرتے تو تین بار دوڑتے اور چار بار چلتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر سعی کرتے صفا اور مروہ کی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ إِذَا اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ أَوَّلَ مَا يَطُوفُ حِينَ يَقْدَمُ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب مکہ آتے اور حجر اسود کو چھوتے اور پہلے پہل طواف کرتے تو تین بار دوڑتے سات پھیروں میں سے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ رَمَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ ثَلَاثًا وَمَشٰى أَرْبَعًا۔

وہی مضمون ہے۔

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ وَذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ۔

ترجمہ۔ نافع نے کہا کہ ابن عمر نے حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ اِلَى الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيْهِ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ۔

ترجمہ۔ جابر عبد اللہ کے بیٹے سے ویسا ہی رمل آپ کا مروی ہوا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ الثَّلَاثَةَ اَطْوَافٍ مِنَ الْحَجَرِ اِلَى الْحَجَرِ۔

ترجمہ۔ وہی مضمون ہے۔

عَنْ اَبُو الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَرَأَيْتَ هٰذَا الرَّمَلَ بِالْبَيْتِ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ وَمَشْيَ اَرْبَعَةِ اَطْوَافٍ اَسُنَّةٌ هُوَ فَاِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهٗ سُنَّةٌ قَالَ فَقَالَ صَدَقُوْا وَكَذَبُوْا قَالَ قُلْتُ مَا قَوْلُكَ صَدَقُوْا وَكَذَبُوْا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ مَكَّةَ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ اِنَّ مُحَمَّدًا وَاَصْحَابَهٗ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يَّطُوْفُوْا بِالْبَيْتِ مِنَ الْهُزَالِ قَالَ وَكَانُوْا يَحْسُدُوْنَهٗ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّرْمُلُوْا ثَلَاثًا وَّيَمْشُوْا اَرْبَعًا قَالَ قُلْتُ لَهٗ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الطَّوَافِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رَاكِبًا اَسُنَّةٌ هُوَ فَاِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهٗ سُنَّةٌ قَالَ صَدَقُوْا وَكَذَبُوْا قَالَ قُلْتُ وَمَا قَوْلُكَ صَدَقُوْا وَكَذَبُوْا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثُرَ عَلَيْهِ النَّاسُ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مُحَمَّدٌ هٰذَا مُحَمَّدٌ حَتّٰى خَرَجَ الْعَوَاتِقُ مِنَ الْبُيُوْتِ قَالَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُضْرَبُ النَّاسُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَمَّا كَثُرَ عَلَيْهِ رَكِبَ

ترجمہ۔ ابو الطفیل نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ مجھے خبر دو بیت اللہ کے طواف کی اور اس میں تین بار رمل کرنا اور چار بار چلنا سنت ہے اس لئے کہ تمہارے لوگ کہتے ہیں کہ وہ سنّت ہے تو انہوں نے کہا کہ وہ جھوٹے بھی ہیں سچے بھی۔ میں نے کہا اس کا کیا مطلب انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں تشریف لائے تو مشرکوں نے کہا کہ محمد اور ان کے یار بیت اللہ شریف کا طواف نہیں کر سکتے ضعف اور لاغری کے سبب سے اور آپ سے حسد رکھتے تھے تو آپ نے حکم دیا کہ تین بار رمل کریں اور چار بار عادت کے موافق چلیں (غرض یہ ہے کہ انہوں نے اس فعل کو جو سنت موکدہ مقصودہ سمجھا یہ ان کا جھوٹ تھا باقی بات سچ تھی) پھر میں نے کہا ہم کو خبر دیجئے صفا اور مروہ کے بیچ میں سعی کرنے کے سوار ہو کر کہ وہ سنت ہے کہ آپ کے لوگ اسے سنّت کہتے ہیں انھوں نے فرمایا وہ سچے بھی ہیں جھوٹے بھی میں نے کہا اسکا مطلب انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں تشریف لائے تو لوگوں کی بھیڑ بھاڑ ایسی ہوئی کہ کنواری عورتیں تک باہر نکل آئیں اور لوگ کہنے لگے کہ یہ محمدؐ ہیں یہ محمدؐ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش خلقی ایسی تھی کہ آپ کے آگے لوگ مارے نہ جاتے تھے۔ (یعنی ہٹو بچو، بغل ہو چلو چلو جیسے امرائے دنیا

وَالْمَشْیُ وَالسَّعْیُ اَفْضَلُ۔

کے واسطے ہوتی ہے، آپ کے لئے نہ ہوتی تھی) پھر جب لوگوں کی بڑی بھیڑ ہوئی تو آپ سوار ہو گئے اور پیدل سعی کرنا افضل ہے (یعنی اتنا جھوٹ ہوا کہ جو چیز بضرورت ہوئی تھی اس کو بلا ضرورت سنت کہا، باقی سچ ہے کہ آپ نے سعی سوار ہو کر کی ہے) کہا مسلم نے اور روایت کی ہم سے محمد بن مثنی نے ان سے یزید نے ان سے جریری نے اسی اسناد سے اسی روایت کے مانند مگر اس میں یوں ہے کہ ابن عباس نے فرمایا کہ مکہ کے لوگ حاسد تھے اور یہ نہیں کہا کہ وہ آپ سے حسد رکھتے تھے۔

عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ قَوْمَكَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ بِالْبَیْتِ وَبَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَهِیَ سُنَّةٌ قَالَ صَدَقُوْا وَکَذَبُوْا۔

ترجمہ۔ وہی مضمون ہے باختصار۔

عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اُرَانِیْ قَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصِفْهُ لِیْ قَالَ قُلْتُ رَاَیْتُهٗ عِنْدَ الْمَرْوَةِ عَلٰی نَاقَةٍ وَقَدْ کَثُرَ النَّاسُ عَلَیْهِ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا ذَاكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُمْ کَانُوْا لَا یُدَعُّوْنَ عَنْهُ وَلَا یُکْهَرُوْنَ۔

ترجمہ۔ ابی الطفیل نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے انھوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کرو ابوالطفیل نے کہا میں نے مروہ کے پاس ایک اونٹنی پر دیکھا اور لوگوں کا ان پر ہجوم تھا تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ ہاں وہی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے کہ صحابہ کی عادت تھی کہ لوگوں کو آپ کے پاس سے ہانکتے نہ تھے اور نہ ہٹاتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ مَکَّةَ وَقَدْ وَهَنَتْهُمْ حُمّٰی یَثْرِبَ قَالَ الْمُشْرِکُوْنَ اِنَّهٗ یَقْدَمُ عَلَیْکُمْ غَدًا قَوْمٌ قَدْ وَهَنَتْهُمُ الْحُمّٰی وَلَقُوْا مِنْهَا شِدَّةً فَجَلَسُوْا مِمَّا یَلِی الْحِجْرَ وَاَمَرَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَرْمُلُوْا

ترجمہ۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے یار مکہ میں آئے اور ان کو ضعیف کر دیا تھا مدینہ کے بخار نے اور مشرکوں نے کہہ رکھا کہ کل تمہارے پاس ایسے لوگ آئیں گے کہ ان کو بخار نے ضعیف و ناتواں کر رکھا ہے اور بڑی ناتوانی ان کو ہو گئی ہے اور مشرکین حطیم کے پاس بیٹھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یاروں کو حکم دیا کہ تین شوطوں میں

ثَلَاثَةَ اَشْوَاطٍ وَّيَمْشُوْا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِيْنَ جَلَدَهُمْ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّ الْحُمّٰى قَدْ وَهَنَتْهُمْ هٰٓؤُلَآءِ اَجْلَدُ مِنْ كَذَا وَ كَذَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَلَمْ يَمْنَعْهُ اَنْ يَّاْمُرَهُمْ اَنْ يَّرْمُلُوا الْاَشْوَاطَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ۔

رمل کریں اور مابین حجر اسود کے اور رکن یمانی کے عادت کے موافق چلیں کہ مشرکوں کو ان کی قوت وطاقت معلوم ہو سو مشرکوں نے کہا کہ تم نے تو کہا تھا کہ اُن کو بخار نے ناتواں کردیا ہے یہ تو ایسے ایسے طاقتور ہیں کہ کیا کہنا ابن عباس نے کہا کہ آپ نے جواُن کو ساتھوں پھیروں میں رمل کا حکم نہیں دیا تو اس لئے کہ یہ تھک جائیں گے۔

فائدہ۔ ان حدیثوں سے رمل کا مستحب ہونا معلوم ہو گیا اور معنی رمل کے یہی ہیں کہ جلدی جلدی چھوٹے چھوٹے قدم رکھ کر چلنا اور کودنا ضرور نہیں کہ اس میں شجاعت اور جلاوت اور قوت معلوم ہو اور یہ عمرہ کے طواف میں اور حج کے بھی ایک طواف میں مسنون ہے۔ اور صحیح قول شافعی کا یہ ہے کہ رمل حج کے اس طواف میں ہونا چاہیے جس کے بعد سعی ہو اور اس پر اتفاق ہے کہ رمل عورتوں کو مسنون نہیں جیسے صفا اور مروہ میں ان کو دوڑنا ضرور نہیں صرف عادت کے مطابق چلنا کافی ہے اور اگر کسی نے رمل کو ترک کیا تو سنت چھوٹ گئی اور کچھ جرمانہ اس پر نہیں اور بعض اصحاب مالک کے نزدیک اس پر ایک قربانی ہے اور بعضوں کے نزدیک نہیں اور بھیّا کی جگہ میں دوڑ کر چلنا ضرور ہے وہاں دو سبز کھمبے لگادیئے ہیں ان کے بیچ میں دوڑ کر چلے اور جب تین پھیرے طواف کے پورے ہو جائیں تو چار باقی چکروں میں عادت کے موافق چلے اور یہ جو اخیر کی روایت ابن عباس کی ہے جس میں مذکور ہے کہ مابین حجر اسود اور رکن یمانی کی عادت کے موافق چلیں یہ ساتویں سال عمرہ قضا کا حکم ہے اور حجۃ الوداع میں آپ نے پورے تین شوط میں رمل کیا پس اب یہ روایت حجۃ الوداع کی ناسخ ہے اور وہ منسوخ غرض پورے تین شوط میں رمل ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب ہے کہ رمل جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ضرورت کے سبب سے تھا۔ کہ کفار پر ناتوانی مسلمانوں کی ظاہر نہ ہو۔ اب بعد رفع ضرورت کے سنت نہ رہا مگر جمہور صحابہ و تابعین کے نزدیک ہمیشہ سنت ہے تین شوط میں اور ہر پھیرے کو طواف کے شوط کہتے ہیں اور عبد اللہ بن زبیر کا مذہب ہے کہ ساتوں شوط میں رمل سنت ہے اور حسن بصری اور ثوری اور عبد الملک بن ماجشون کے نزدیک اگر رمل ترک کرے تو قربانی دے اور امام مالک کا بھی پہلے یہی قول تھا پھر اس سے رجوع کیا (کل ہذا من النووی)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اِنَّمَا سَعٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَمَلَ بِالْبَيْتِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِيْنَ قُوَّتَهٗ۔

ترجمہ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے طواف میں اس لئے رمل کیا کہ مشرک لوگ آپ کی قوت دیکھیں (یعنی اب ضرور نہیں، نہ مسنون ہے اور یہ انہی کا مذہب ہے)

بَابُ اسْتِحْبَابِ اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ فِي الطَّوَافِ

صرف دونو رکن یمانی کا بوسہ دینا مستحب ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُ مِنَ الْبَیْتِ اِلَّا الرُّکْنَیْنِ الْیَمَانِیَیْنِ۔

ترجمہ۔ عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے انہی دونوں یمن کی طرف کے کونوں کو بوسہ دیتے دیکھا۔

حجر اسود

ان دونوں کونوں کو رکن یمانی کہتے ہیں

اور طواف میں انہی دونوں کا بوسہ لیا جاتا ہے

رکن یمانی

فائدہ۔ کعبہ مربع یعنے چار کونوں کا اور مستطیل یعنے لنبا مکان ہے اور دو کونے اسکے یمن کی طرف منسوب ہیں اُن کو رکنین یمانیین کہتے ہیں اور دو کونے شام کی طرف منسوب ہیں اُن کو شامیین کہتے ہیں اور رکن شامی کی طرف حطیم واقعہ ہے ان دونوں شامی کونوں کو نہ بوسہ لیتے ہیں نہ چھوتے ہیں بلکہ حطیم کی دیوار کے پار سے طواف کرتے ہیں کہ حطیم کی جگہ بھی طواف میں داخل ہو جائے اس لئے کہ یہ جگہ کعبہ کے اندر کی ہے مگر بنائے کعبہ کے وقت باہر رہ گئی ہے۔ بخلاف دونوں کونوں یمانی کے کہ ان کو بوسہ دیتے ہیں ایک کونے میں حجر اسود لگا ہوا ہے اور دوسرے کو رکن یمانی کہتے ہیں کہ یہ دونوں کونے بنائے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے موافق ہیں۔ بخلاف شامیوں کے۔ چنانچہ کیفیت اس نقشہ کی مندرجہ بالا نقشہ سے ذہن نشین ہو سکتی ہے۔
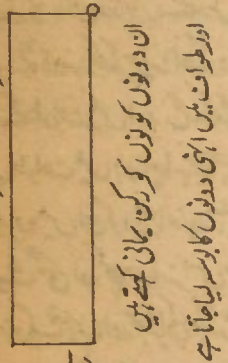
عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتَلِمُ مِنْ اَرْکَانِ الْبَیْتِ اِلَّا الرُّکْنَ الْاَسْوَدَ وَالَّذِیْ یَلِیْهِ مِنْ نَحْوِ دُوْرِ الْجُمَحِیِّیْنَ۔

ترجمہ۔ سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے چاروں کونوں میں سے رکن اسود (وہی جسے ہم اوپر رکن یمانی لکھ چکے ہیں) اور اسکے پاس والے کونے کو جو بنی جمح کے مکانوں کی طرف ہے استلام کرتے تھے۔

فائدہ۔ استلام کے معنی چھونا اور حجر اسود کو چھونا اور بوسہ دینا دونوں چاہیئے۔ اور رکن یمانی کو فقط چھونا ہی اور باقی دونوں کونوں کو نہ چھونا نہ بوسہ دینا کہ وہ بنائے ابراہیم پر نہیں واقعہ ہیں یہی مذہب ہے جمہور کا اور بعض سلف نے ان کا چھونا بھی مستحب کہا ہے۔ چنانچہ امام حسن اور امام حسین اور ابن زبیر اور جابر بن عبد اللہ اور انس بن مالک اور عروہ بن زبیر اور ابو الشعثا کا یہی مذہب ہے کہ چاروں رکنوں کو چھوئے، اور قاضی ابو الطیب نے کہا ہے کہ امت کا اجماع ہو چکا ہے کہ ان دونوں کونوں کو نہ چھوئے اور کہا ہے کہ اس میں صحابہ میں پہلے اختلاف تھا پھر سب کا اجماع ہو گیا کہ دو ہی کونوں کو چھوئے (نووی)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

ترجمہ۔ عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ذَكَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَسْتَلِمُ اِلَّا الْحَجَرَ وَ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ۔

حجر اسود اور رکن یمانی کو چھوتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَّ وَالْحَجَرِ مُنْذُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُمَا فِیْ شِدَّةٍ وَ لَا رَخَاءٍ۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حجر اسود اور رکن یمانی کو استلام کرتے ہوئے جب سے میں نے نہیں چھوڑا نہ سختی میں نہ آرام میں (یعنی کتنی ہی بھیڑ بھاڑ ہو میں استلام نہیں چھوڑتا۔

عَنْ نَافِعٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اِسْتَلَمَ الْحَجَرَ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَبَّلَ يَدَهٗ وَ قَالَ مَا تَرَكْتُهٗ مُنْذُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ۔

ترجمہ۔ نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ حجر اسود کو اپنے ہاتھ سے چھوا اور ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے ایسا کرتے ہوئے جب سے میں نے اسے نہیں چھوڑا

عَنْ اَبِی الطُّفَيْلِ الْبَكْرِیِّ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا يَقُوْلُ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُ غَيْرَ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ

ترجمہ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے نہیں دیکھا سوا ان دو رکن یمانی کے۔

بَابُ اِسْتِحْبَابِ تَقْبِيْلِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ فِی الطَّوَافِ

حجر اسود کے بوسہ کا بیان!

عَنْ سَالِمٍ اَنَّ اَبَاهُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ حَدَّثَهٗ قَالَ قَبَّلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ الْحَجَرَ ثُمَّ قَالَ اَمَ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّكَ حَجَرٌ وَ لَوْلَا اَنِّیْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ زَادَ هَارُوْنُ فِیْ رِوَايَتِهٖ قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِیْ بِمِثْلِهَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ اَسْلَمَ

ترجمہ۔ سالم کے باپ نے روایت کی ہے کہ بوسہ دیا عمر بن خطاب نے حجر اسود کا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم آگاہ ہو کہ میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا کہ وہ تجھے بوسہ دیتے تھے تو کبھی بوسہ نہ دیتا۔ ہارون نے اپنی روایت میں یہ کہا کہ اسی کی مثل مجھ سے روایت کی زید بن اسلم نے اپنے باپ اسلم سے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا

وہی مضمون ہے۔

أن عمر رضی الله تعالی عنه قبل الحجر وقال إني لأقبلك وإني لأعلم أنك حجر ولكني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبلك۔

عن عبد الله بن سرجس قال رأيت الأصلع يعني عمر رضی الله تعالی عنه يقبل الحجر ويقول والله إني لأقبلك وإني لأعلم أنك حجر لا تضر ولا تنفع ولولا أني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم قبلك ما قبلتك وفي رواية المقدمي وأبي كامل رأيت الأصيلع۔

ترجمہ۔ عبیداللہ بن سرجس نے کہا کہ میں اصلع کو (یعنی جس کے سر پر بال نہ ہوں) ان کو دیکھا مراد اس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں (اس سے معلوم ہوا کہ لقب کسی کا اگر مشہور ہو جائے اور وہ اس سے برا نہ مانے تو اس سے یاد کرنا درست ہے اگرچہ دوسرا شخص برا نہ مانے) اور فرماتے تھے حجر کو بوسہ لیتے ہوئے کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں تجھ کو بوسہ لیتا ہوں اور جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے کہ نہ ضرر پہنچا سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے (اس قول سے بت پرستوں اور گور پرستوں اور چلہ پرستوں کی نانی مر گئی جو قبروں وغیرہ کو اس خیال سے بوسہ دیتے ہیں کہ ہماری مرادیں دیں گے۔ اس لئے کہ جب حجر اسود جو یمین اللہ ہے اس کا بوسہ بھی اتباع جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ہے نہ اس خیال سے کہ یہ ضرر رساں یا نفع دہندہ ہے تو پھر اور چیزیں جن کا بوسہ کہیں ثابت نہیں بلکہ منع ہے اس خیال ناپاک کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا) اور آگے وہی مضمون ہے جو اوپر گذرا۔

عن عابس بن ربيعة قال رأيت عمر رضی الله تعالی عنه يقبل الحجر ويقول إني لأقبلك وأعلم أنك حجر ولولا أني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبلك لم أقبلك۔

ترجمہ۔ وہی مضمون ہے۔

عن سويد بن غفلة قال رأيت عمر رضی الله تعالی عنه قبل الحجر والتزمه وقال رأيت رسول الله صلى الله

ترجمہ۔ سوید نے کہا کہ میں نے حضرت عمر کو دیکھا کہ انہوں نے بوسہ لیا حجر اسود کو اور لپٹ گئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ بہت تجھے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَ حَفِيًّا۔

چاہتے تھے۔

عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ وَ لٰكِنِّيْ رَاَيْتُ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَفِيًّا وَّلَمْ يَقُلْ وَالْتَزَمَهٗ۔

ترجمہ۔ سفیان سے وہی روایت مروی ہے مگر اس میں لپٹنے کا ذکر نہیں۔

فائدہ۔ ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ سجدہ کرنا حجر اسود پر مستحب ہے۔

بَابُ جَوَازِ الطَّوَافِ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّغَيْرِهٖ وَاسْتِلَامِ الْحَجَرِ بِمِحْجَنٍ وَّنَحْوِهٖ لِلرَّاكِبِ

اُونٹ پر طواف روا ہونا اور چھڑی وغیرہ سے حجر اسود کے چھونے کا بیان

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى بَعِيْرٍ يَّسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ۔

ترجمہ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا اور حجر اسود کو اپنی چھڑی سے چھو لیتے تھے۔

فائدہ۔ محجن اس چھڑی کو کہتے ہیں کہ اس کا ایک سرا موڑا ہوا ہوتا ہے کہ سوار اونٹ کا اس سے گری پڑی چیز زمین سے اٹھا لیتا ہے اور دوسرے سرے سے اُونٹ کو ہانکتا ہے اور ہجوم کے وقت اگر رکن کو نہ چھو سکے تو چھڑی وغیرہ سے چھولے اور اس کو بوسہ دے لے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حجۃ الوداع کہنا درست ہے اور جو لوگ اس کو منع کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِمِحْجَنِهٖ لِاَنْ يَّرَاهُ النَّاسُ وَلِيُشْرِفَ وَلِيَسْاَلُوْهُ فَاِنَّ النَّاسَ غَشُوْهُ

ترجمہ۔ جابر نے کہا کہ طواف کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کا حجۃ الوداع میں اپنی اُونٹنی پر اور حجر کو اپنی چھڑی سے چھوتے تھے۔ تاکہ لوگ آپ کو دیکھیں اور آپ اُونچے ہو جائیں اور آپ سے مسائل پوچھیں اس لئے کہ لوگوں نے آپ کو بہت گھیر لیا تھا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَقُوْلُ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيَرَاهُ النَّاسُ وَلِيُشْرِفَ وَلِيَسْاَلُوْهُ فَاِنَّ النَّاسَ غَشُوْهُ لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ خَشْرَمٍ وَلِيَسْاَلُوْهُ فَقَطْ

ترجمہ۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہی مضمون مروی ہے اور ابن خشرم کی روایت میں ولیسالوہ نہیں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا

ترجمہ۔ جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

قَالَتْ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حَوْلَ الْكَعْبَةِ عَلَى بَعِيرِهِ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ كَرَاهِيَةَ أَنْ يُضْرَبَ عَنْهُ النَّاسُ۔

نے فرمایا کہ طواف کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں کعبہ کے گرد اپنی اونٹنی پر اور رکن کو چھوتے جاتے اور اس لئے سوار ہوئے کہ لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹانا نہ پڑے۔

عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَيَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ مَعَهُ وَيُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ۔

ترجمہ۔ ابو الطفیل سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ طواف کرتے تھے اور رکن کو اپنی چھڑی سے چھوتے اور چھڑی کو چوم لیتے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَشْتَكِي فَقَالَ طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ قَالَتْ فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَئِذٍ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِالطُّورِ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ۔

ترجمہ۔ ام سلمہ نے شکایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ میں بیمار ہوں آپ نے فرمایا کہ سب لوگوں کے پیچھے سوار ہو کر طواف کرو سو انھوں نے کہا کہ میں طواف کرتی تھی اور آپ سورۂ والطور پڑھ رہے تھے نماز میں بیت اللہ کے ایک بازو پر۔

فائدہ۔ آپ نے ان کو لوگوں کے پیچھے طواف کا حکم اس لئے فرمایا کہ ایک تو عورت کو مردوں سے دُور رہنا لازم ہے دوسرے یہ کہ لوگوں کو ان کے جانور سے ایذا نہ پہنچے ان سب روایتوں سے ثابت ہوا کہ سوار ہو کر طواف درست ہے علی الخصوص بیمار کو۔ اسی لئے بخاری نے باب ایسا ہی باندھا ہے کہ بیمار کو طواف درست ہے سوار ی کر

بَابُ بَيَانِ أَنَّ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رُكْنٌ لَا يَصِحُّ الْحَجُّ إِلَّا بِهِ - سعی صفا اور مروہ کی رکن ہے کہ بغیر اسکے حج نہیں ہوتا

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَ قُلْتُ لَهَا إِنِّي لَأَظُنُّ رَجُلًا لَوْ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مَا ضَرَّهُ ذٰلِكَ قَالَتْ لِمَ قُلْتُ لِأَنَّ اللّٰهَ يَقُولُ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَتْ مَا أَتَمَّ اللّٰهُ حَجَّ امْرِئٍ وَلَا عُمْرَتَهُ لَمْ يَطُفْ

ترجمہ۔ عروہ نے جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ اگر کوئی صفا اور مروہ میں سعی نہ کرے تو کچھ مضائقہ نہیں انہوں نے فرمایا کیوں میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صفا اور مروہ اللہ پاک کی قدرت کی نشانیوں سے ہیں سو کچھ گناہ نہیں ان میں طواف کرنے سے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یہ بات نہیں بلکہ یوں ہے کہ حج پورا نہیں ہوتا

بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَوْ كَانَ كَمَا تَقُوْلُ لَكَانَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطُوْفَ بِهِمَا وَهَلْ تَدْرِيْ فِيْمَا كَانَ ذَاكَ اِنَّمَا كَانَ ذَاكَ اَنَّ الْاَنْصَارَ كَانُوْا يُهِلُّوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لِصَنَمَيْنِ عَلٰى شَطِّ الْبَحْرِ يُقَالُ لَهُمَا اِسَافٌ وَنَائِلَةُ ثُمَّ يَجِيْئُوْنَ فَيَطُوْفُوْنَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يَحْلِقُوْنَ فَلَمَّا جَاءَ الْاِسْلَامُ كَرِهُوْا اَنْ يَّطُوْفُوْا بَيْنَهُمَا لِلَّذِيْ كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَتْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ اِلٰى اٰخِرِهَا قَالَتْ فَطَافُوْا۔

کسی کا اور نہ عمرہ جب تک کہ طواف نہ کرے صفا اور مروہ کا (یعنی سعی نہ کرے) اور اگر ایسا ہوتا جیسا تم نے جانا ہے تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا کہ کچھ گناہ نہیں ان میں طواف نہ کرنے سے اور تم جانتے ہو کہ یہ آیت کیونکر اور کس حال میں اُتری ہے۔ کیفیت اس کی یہ ہے کہ دریا کے کنارے پر ایام جاہلیت میں دو بت تھے ایک کا نام اساف دوسرے کا نائلہ تھا اور لوگ ان کے پاس جاتے تھے اور پھر آکر سعی کرتے تھے صفا اور مروہ پر اور پھر قسم کھاتے تھے پھر جب اسلام آیا تو مسلمانوں نے ان میں سعی کرنے کو بُرا جانا (یعنی مشرکوں کی چال سمجھی) تب اللہ پاک نے یہ آیت آتاری اسی لئے یوں فرمایا کہ صفا اور مروہ شعائر اللہ سے ہیں اور ان میں طواف کرنا گناہ نہیں پھر لوگ سعی کرنے لگے (غرض یہ کہ اب سعی واجب ہے اور ترک اس کا روا نہیں)۔

عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا مَا اَرٰى عَلَيَّ جُنَاحًا اَنْ لَّا اَتَطَوَّفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ لِمَ قُلْتُ لِاَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ الْاٰيَةَ فَقَالَتْ لَوْ كَانَ كَمَا تَقُوْلُ لَكَانَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا اِنَّمَا اُنْزِلَ هٰذَا فِيْ اُنَاسٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ كَانُوْا اِذَا اَهَلُّوْا اَهَلُّوْا لِمَنَاةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَا يَحِلُّ لَهُمْ اَنْ يَّطَّوَّفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا قَدِمُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَجَّ ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَلَعَمْرِيْ مَا اَتَمَّ اللّٰهُ حَجَّ مَنْ لَّمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

ترجمہ۔ عروہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی کہ اگر کوئی طواف نہ کرے صفا اور مروہ میں تو میں جانتا ہوں کچھ حرج نہیں۔ انھوں نے فرمایا کیوں کہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں پھر گناہ نہیں کوئی اگر اس میں طواف کرے تو انھوں نے فرمایا اگر یہ بات ہوتی تو یوں فرماتا اللہ پاک کہ اگر کوئی طواف نہ کرے تو کچھ گناہ نہیں اور یہ آیت تو انصار کے لوگوں میں اُتری ہے کہ وہ لوگ جب لبیک پکارتے تو لبیک پکارا کرتے تھے مناۃ کے نام سے ایام جاہلیت میں اور کہتے تھے کہ ہم کو صفا اور مروہ میں سعی کرنا درست نہیں پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کو آئے تو اس کا ذکر ہوا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت آتاری۔ سو اب قسم ہے میری جان کی کہ پورا نہ ہوگا حج اس کا جو سعی نہ کرے صفا مروہ کی۔

فائدہ:۔ اس حدیث سے کمال علم اور تفقہ ثابت ہوا ہماری ماں جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہ خوب سمجھا انھوں نے اس آیت کے مطالب کو ظاہر میں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سعی نہ واجب ہے

نہ ضرور ہے اور سبب نزول سے اس کے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے جب اس میں عیب سمجھا تب اس طرح ارشاد ہوا غرض ایک شے واجب ہوتی ہے مگر آدمی جب اس کو برا جاننے لگتا ہے تو اس سے کہتے ہیں کہ اس میں کچھ عیب نہیں اور غرض یہ ہوتی ہے کہ اس کے خیال کو رد کریں اور وجوب اس کا جیسا ہے ویسا ہی رہتا ہے اس کی مثال ایسی جیسے کوئی عصر کی نماز نہ پڑھا اور غروب آفتاب قریب ہوگیا اور وہ یہ خیال کرے کہ غروب کے وقت نماز روا نہیں تو اس سے کہیں گے کہ اس وقت نماز پڑھنے میں کچھ گناہ نہیں تو اس سے کا مطلب یہ نہیں کہ نماز واجب اور فرض نہ رہی اور یہ جو اوپر کی روایت میں مذکور ہوا کہ اساف و نائلہ دو بت تھے دریا کے کنارے اس کو قاضی عیاض نے غلط کہا ہے اور ٹھیک بات یہ ہے کہ دوسری روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ وہ لوگ مناۃ کے نام سے لبیک پکارتے تھے اور ایک روایت ہے کہ مناۃ طاغیہ جو مشلل میں تھا اس کی لبیک پکارتے تھے اور یہ مشہور ہے کہ مناۃ ایک بت تھا جو عمر بن لحی نے دریا کے کنارے کھڑا کیا تھا مشلل میں قدید کے پاس اور ایسا ہی وارد ہوا ہے اس روایت میں موطا کی اور ازد و غسان اسی کے نام کی لبیک پکارتے تھے حج میں اور ابن کلبی نے کہا کہ مناۃ ایک پتھر تھا کہ ہذیل اسے پوجتے تھے قدید میں اور اساف اور نائلہ یہ کبھی دریا کے کنارے نہیں تھے بلکہ ان کی حقیقت یوں مشہور ہے کہ وہ مرد و عورت تھے اساف بیٹا تھا بقا کا اور نائلہ بیٹی تھی ذہب کی اور اس کو بنت سہل بھی کہتے تھے اور یہ دونوں قبیلہ جرہم سے تھے اور انھوں نے کعبہ کے اندر زنا کیا تھا سو اللہ تعالیٰ نے ان کو مسخ کر کے پتھر کر دیا اور یہ کعبہ کے پاس گاڑ دیئے تھے یا صفا مروہ پر کہ لوگ ان کو دیکھکر عبرت پکڑیں اور بعضوں نے کہا کہ قصی بن کلاب نے انکو پھر وہاں سے بدل دیا اور ایک کو کعبہ سے ملا کے رکھدیا اور دوسرے کو زمزم پر اور بعضوں نے کہا دونوں کو زمزم پر رکھدیا اور ان کے پاس قربانی کی اور ان کی عبادت کا حکم دیا۔ پھر جب مکہ فتح ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو توڑ ڈالا اور یہ قصہ جو ہم نے طول دیا تو بڑے فائدے کے لئے یعنے جیسا حال اساف و نائلہ کا ہوا کہ غرض لگے لوگوں کی اس کے رکھنے سے یہ تھی کہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور خانہ کعبہ کا ادب کریں شیطان نے چند روز میں یہ غرض بھلا کر اپنا مطلب نکالا کہ ان کی عبادت کروائی اور خلق کو شرک میں ڈالدیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو توڑ ڈالا کہ شرک کی برائی اور مشرکوں کی اہانت ظاہر ہو جائے یہی حال ہے صالحین کی قبور کا اور ان کی آثار اور مقامات اور چلوں کا کہ جب لوگ ان کی زیارات موافق سنت کے چھوڑ دیں اور ان کی قبور کو دیکھکر اپنی موت کا یاد کرنا چھوڑ دیں بلکہ ان کو سجدہ اور نذریں نیازیں منتیں چڑھانے لگے اور معبود برحق کی طرح ان کی عبادت کرنے لگیں تو متبعان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور ہے کہ ان گنبدوں کو توڑ ڈالیں اور ان قبروں کو زمین کے برابر کر دیں۔ ان چلوں کو منہدم اور خاک کر دیں۔ اگرچہ ہزار دل مشرک پڑے چلایا کریں اور لاکھوں گور پرست غل مچایا کریں۔

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَرَى عَلَى أَحَدٍ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا

ترجمہ۔ عروہ نے جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ جو سعی نہ کرے صفا اور مروہ میں اس پر کچھ گناہ نہیں اور میں تو پرواہ

وَالْمَرْوَةِ شَيْئًا وَمَا أُبَالِي أَنْ لَا أَطُوفَ
بَيْنَهُمَا قَالَتْ بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ أُخْتِي
طَافَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَطَافَ الْمُسْلِمُونَ فَكَانَتْ سُنَّةً وَإِنَّمَا
كَانَ مَنْ أَهَلَّ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي بِالْمُشَلَّلِ
لَا يَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا كَانَ
الْإِسْلَامُ سَأَلْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ
إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ
حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ
أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَلَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولُ لَكَانَتْ
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا
قَالَ الزُّهْرِيُّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِأَبِي بَكْرِ
بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ
فَأَعْجَبَهُ ذٰلِكَ وَقَالَ إِنَّ هٰذَا الْعِلْمُ
وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُونَ
إِنَّمَا كَانَ مَنْ لَا يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ
مِنَ الْعَرَبِ يَقُولُونَ إِنَّ طَوَافَنَا بَيْنَ
هٰذَيْنِ الْحَجَرَيْنِ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ
وَقَالَ آخَرُونَ مِنَ الْأَنْصَارِ إِنَّمَا أُمِرْنَا
بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَمْ نُؤْمَرْ بَيْنَ الصَّفَا
وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الصَّفَا
وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ قَالَ أَبُو بَكْرِ
بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَأَرَاهَا قَدْ نَزَلَتْ فِي
هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ۔

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ
بِنَحْوِهِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَلَمَّا سَأَلُوا رَسُولَ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالُوا

نہیں رکھتا اگر نہ سعی کروں ان میں تو انہوں نے فرمایا۔
کہ برا کہا تو نے اے میرے بھانجے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اور مسلمانوں نے سب نے سعی کی ہے اور
یہ سنت ہے (یہاں سنت سے مراد واجب ہے اور
حقیقت اس کی یہ ہے کہ عرب میں دستور تھا کہ جو مناۃ
بدبخت کا جو مشلل میں تھا لبیک پکارتا تھا وہ سعی نہ کرتا
تھا صفا مروہ میں پھر جب اسلام ہوا تو جناب رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہم لوگوں نے تو اللہ تعالیٰ
نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں
سے ہے پھر جو حج کرے یا عمرہ لائے اس پر گناہ نہیں
کہ ان میں سعی کرے اور اگر وہ بات ہوتی جو تم نے کہی
تو یوں فرماتے کہ گناہ نہیں اس پر جو سعی نہ کرے۔ ان
میں زہری نے کہا کہ میں نے یہ روایت ابی بکر بن عبدالرحمٰن
سے بیان کی تو انھوں نے بہت پسند کی اور انہوں نے
کہا کہ علم اسی کا نام ہے (یعنی جو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا نے اس آیت سے سمجھا) اور کہا ابوبکر نے کہ میں نے
سنا ہے بہت لوگوں سے جو علم رکھتے تھے وہ کہتے تھے کہ یہ
طواف نہ کرنے والے صفا اور مروہ میں عرب کے لوگ تھے
کہ وہ کہتے تھے کہ ان دو پتھروں کے بیچ میں طواف کرنا
جاہلیت کا کام تھا اور دوسرے لوگوں کا قول تھا کہ ہم کو
طواف بیت اللہ کا حکم ہوا ہے اور صفا اور مروہ میں پھرنے
کا حکم نہیں ہوا۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ
صفا اور مروہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہیں۔
آخر آیت تک ابوبکر نے کہا کہ میں بھی یہی خیال کرتا ہوں
کہ انہی دو گروہوں کے واسطے یہ آیت اتری۔

ترجمہ۔ عروہ نے وہی قصہ روایت کیا جو اوپر
مذکور ہوا اور اس میں یہ ہے کہ جب لوگوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ
ہم کو یہاں طواف کرنا برا معلوم ہوتا ہے۔ تب اللہ پاک نے

يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا كُنَّا نَتَحَرَّجُ أَنْ نَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا قَدْ سَنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَتْرُكَ الطَّوَافَ بِهِمَا۔

یہ آیت اتاری إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر سنّت ٹھیرا دیا اس سعی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اب کسی کو اس کا ترک کرنا روا نہیں۔

عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ الْأَنْصَارَ كَانُوا قَبْلَ أَنْ يُسْلِمُوا هُمْ وَغَسَّانُ يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ فَتَحَرَّجُوا أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ ذٰلِكَ سُنَّةً فِي آبَائِهِمْ مَنْ أَحْرَمَ لِمَنَاةَ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَإِنَّهُمْ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ حِينَ أَسْلَمُوا فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذٰلِكَ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ۔

ترجمہ۔ عروہ سے روایت ہے کہ جناب عائشہ صدیقہ نے ان کو خبر دی کہ انصار کا قاعدہ تھا اور غسان کا کہ وہ اسلام سے پیشتر مناۃ کے لئے لبیک پکارتے تھے اور صفا اور مروہ میں سعی کرنا برا جانتے تھے اور یہی طریقہ تھا ان کے باپ دادا کا کہ جس نے احرام باندھا مناۃ کے لئے وہ صفا اور مروہ میں سعی نہ کرتا تھا۔ اور جب وہ لوگ مسلمان ہوئے تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ تب اللہ پاک نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہے سو جو حج کرے بیت اللہ کا یا عمرہ لاوے اس کو گناہ نہیں ہے کہ سعی کرے ان دونوں میں اور جس نے خوشی سے ایک نیکی ہے، اللہ تعالیٰ اس کا قدر دان اور جاننے والا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كَانَتِ الْأَنْصَارُ يَكْرَهُونَ أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتّٰى نَزَلَتْ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا۔

ترجمہ۔ انس سے روایت ہے کہ انصار صفا اور مروہ کی سعی کو برا جانتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت اتری إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّ السَّعْيَ لَا يُكَرَّرُ۔ سعی دوبارہ نہیں ہوتی

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ لَمْ

ترجمہ۔ جابر کہتے تھے کہ سعی نہیں کی رسول اللہ

يَطُفِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ إِلَّا طَوَافًا وَّاحِدًا۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ آپ کے یاروں نے صفا اور مروہ کی مگر ایک بار۔ مسلم نے فرمایا کہ روایت کی ہم سے عبد بن حمید نے ان کو خبر دی محمد بن بکر نے ان کو ابن جریج نے اسی سند سے مثل روایت مذکور کے اور اس میں یہ ہے کہ ایک ہی بار طواف کیا (یعنی صفا اور مروہ کا جو پہلی بار کیا تھا۔

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج و عمرہ میں سعی کو ایک ہی بار کرنا چاہیئے اور دوبارہ کرنا نہ چاہیئے اس لئے کہ بدعت ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے اس لئے کہ قارن کو ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس سے حال معلوم ہوگیا اُن دعاؤں اور وظیفوں اور اشغال کا جو مشائخین میں مروج ہیں اور پیغمبر معصوم سے ثابت نہیں کہ وہ سب بدعت ہیں اس لئے کہ جب ایک چیز اصل ثابت ہے اس کی تکرار بدعت ہوئی تو جس کی سرے سے اصل بھی ثابت نہیں تو وہ بدرجہ اولیٰ بدعت ہوئی اور معلوم ہوا کہ شارع نے ہر وظیفہ اور دعاؤں کی جو تعداد مقرر کر دی ہے اس سے زیادہ کرنا بھی بدعت ہو جاتا ہے اور وہ فعل بہ سبب اس زیادت محدثہ کے بدعت میں شمار کیا جاتا ہے اور یہ بڑے کام کی بات ہے اور اس کو خوب یاد رکھنا چاہیئے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ إِدَامَةِ الْحَاجِّ التَّلْبِيَةَ حَتّٰى يَشْرَعَ فِي رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ۔ حاجی لبیک پکارے جائے جبتک جمرۂ عقبہ کی رمی شروع نہ کرے

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ رَدِفْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا بَلَغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشِّعْبَ الْأَيْسَرَ الَّذِي دُونَ الْمُزْدَلِفَةِ أَنَاخَ فَبَالَ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ الْوَضُوءَ فَتَوَضَّأَ وُضُوءًا خَفِيفًا ثُمَّ قُلْتُ الصَّلٰوةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ الصَّلٰوةُ أَمَامَكَ فَرَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى ثُمَّ رَدِفَ الْفَضْلُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ جَمْعٍ قَالَ كُرَيْبٌ

ترجمہ۔ اسامہ نے کہا کہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر پیچھے بیٹھا عرفات سے پھر جب آپ بائیں گھاٹی پر پہنچے مزدلفہ کے قریب تو اونٹ کو بٹھایا پیشاب کیا اور آئے میں نے آپ پر پانی ڈالا سو آپ نے ہلکا سا وضو کیا۔ پھر میں نے عرض کی کہ نماز کا وقت آگیا یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا۔ نماز تمہارے آگے ہے۔ پھر آپ سوار ہوئے اور مزدلفہ آئے اور نماز پڑھی۔ پھر فضل کو اپنے ساتھ پیچھے بٹھایا صبح کو مزدلفہ کی کریب نے کہا کہ خبر دی مجھے عبد اللہ بن عباس نے فضل سے کہ جناب رسالتمآب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر لبیک پکارتے رہے۔ یہاں تک کہ جمرہ

فَاَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا عَنِ الْفَضْلِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَزَلْ یُلَبِّیْ حَتّٰی بَلَغَ الْجَمْرَةَ

پر پہنچے (یعنی جمرہ عقبہ پر)

فائدہ - اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفات سے سواری پر لوٹنا مستحب ہے اور ایک سواری پر دو شخصوں کا بیٹھنا بھی روا ہے جب سواری کو طاقت ہو اور بزرگوں کے پیچھے سواری پر بیٹھنا خلاف ادب نہیں۔ قولہ میں نے آپ پر پانی ڈالا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وضو میں دوسرے شخص سے کبھی کبھی مدد لینا بھی روا ہے۔ مگر عادت نہ کرے جیسے آپ کی عادت نہ تھی اور اسامہ نے جو کہا نماز کا وقت آگیا۔ مراد اس سے نماز مغرب ہے کہ انہوں نے خیال کیا کہ عادت کے خلاف آج نماز میں دیر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ نماز تمہارے آگے ہے یعنی آج کے دن نماز مغرب مزدلفہ میں پڑھنا شروع ہے اس سے ثابت ہوا کہ اپنا بڑا بوڑھا اگر معلوم ہو کہ کچھ بھول گیا تو یاد دلا دے جیسے اسامہ نے خیال کیا تھا کہ حضرت نماز بھول گئے اور یاد دلائی اور آپ نے فرمایا کہ آج کے دن مغرب اور عشا میں جمع تاخیر کرنا ہے اور مزدلفہ میں جمع کرنا ان دونوں نمازوں کا باجماع مسلمین سنت ہے اور امام مالک کا ایک قول شاذ ہے کہ اگر کسی نے راہ میں مغرب پڑھ لی تو اعادہ اس کا واجب ہے اور باقی کا قول ہے کہ اگر راہ میں پڑھ لے تو روا ہے مگر خلاف سنت ہوا اور معلوم ہوا کہ لبیک پکارتا رہے حاجی جب تک کہ رمی جمرہ عقبہ کی شروع نہ کرے قربانی کے دن صبح کو اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور سفیان ثوری اور ابوحنیفہ اور ابوثور اور جماہیر علماء صحابہ و تابعین کا اور تمام فقہائے امصار و قری کا اور حسن بصری کا قول ہے کہ عرفہ کی صبح تک لبیک کہے پھر جب صبح کی نماز پڑھ چکے، موقوف کرے اور حضرت علی اور ابن عمر اور عائشہ اور امام مالک اور جمہور فقہائے مدینہ کا قول ہے کہ عرفہ کی دن زوال شمس تک لبیک کہے اور جب وقوف عرفات شروع کرے تب موقوف کرے اور امام احمد اور اسحاق اور بعض سلف کا قول ہے کہ جب تک رمی جمرہ عقبہ سے فارغ نہ ہو کہی جائے اور دلیل امام شافعی اور جمہور کی یہی حدیث ہے جس کا بھی ترجمہ ہوا ہے اور آگے کی روایات بھی اسکی موید ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنْ جَمْعٍ قَالَ فَاَخْبَرَنِیْ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ الْفَضْلَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَزَلْ یُلَبِّیْ حَتّٰی رَمٰی جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ۔

ترجمہ - عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے اونٹنی پر بٹھا لیا فضل کو مزدلفہ سے اور راوی نے کہا خبر دی مجھ کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ نے کہ خبر دی ان کو فضل نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لبیک پکارتے رہے یہانتک کہ رمی کی جمرہ عقبہ کی۔

فائدہ - احمد اور اسحاق کی دلیل یہی روایت ہے اور جمہور اس کا جواب دیتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے

کہ حتک رمی شروع نہ کی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَكَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي عَشِيَّةِ عَرَفَةَ وَغَدَاةِ جَمْعٍ لِلنَّاسِ حِينَ دَفَعُوا عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهُ حَتّٰى دَخَلَ مُحَسِّرًا وَهُوَ مِنْ مِنًى قَالَ عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِي يُرْمٰى بِهِ الْجَمْرَةُ وَقَالَ لَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ لَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ۔

ترجمہ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فضل بن عباس جو ردیف تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کی شام کو اور مزدلفہ کی صبح کو لوگوں سے فرماتے تھے کہ آرام سے چلو اور آپ اپنی اونٹنی کو روکے ہوئے چلتے تھے یہاں تک کہ محسر میں داخل ہوئے اور محسر منی میں ہے تو وہاں آپ نے فرمایا کہ چٹکی سے مارنے کی کنکریاں اٹھالو کہ ان سے جمرہ کو مارا جاوے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر لبیک پکارتے رہے یہاں تک کہ جمرہ کو کنکریاں ماریں۔ مسلم علیہ الرحمۃ نے کہا اور روایت کی ہم سے یہی حدیث زہیر بن حرب نے اُن سے یحییٰ نے ان سے ابن جریج نے ان سے ابوالزبیر نے اسی سند سے مگر اُس میں یہ ذکر نہیں کیا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم لبیک پکارتے رہے یہاں تک کہ جمرہ کو کنکرے مارے اور یہ بات زیادہ بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ کرتے تھے ہاتھ سے (یعنی جب کنکرے اٹھانے کا حکم دیا تھا) کہ جیسے چٹکی سے پکڑ کر آدمی کنکرے پھینکتا ہے (یعنی ایسے کنکرے اُٹھانا)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَنَحْنُ بِجَمْعٍ سَمِعْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ يَقُولُ فِي هٰذَا الْمَقَامِ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ

ترجمہ۔ عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ عبداللہ ہم سے مزدلفہ میں کہتے تھے کہ میں نے سنا ہے انکو جن پر سورہ بقر نازل ہوئی ہے کہ وہ اس مقام میں لبیک پکارتے تھے۔

فائدہ۔ یہی مذہب ہے جمہور کا جیسے کہ آگے گزرا اور اس سے معلوم ہوا کہ سورہ بقر اور سورہ نسآ کہنا درست ہے اور یہی مذہب ہے جمہور صحابہ اور تابعین کا اور قول عبداللہ بن مسعود کا جو اس حدیث میں مذکور ہوا کہ انہوں نے کہا میں نے سنا ہے اُن کو جن پر سورہ بقر اتری ہے اس میں سورہ بقر کی تخصیص اس لئے کہ اس میں اکثر مناسک حج کے مذکور ہیں۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيدَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ لَبّٰى حِينَ أَفَاضَ مِنْ جَمْعٍ فَقِيلَ أَعْرَابِيٌّ هٰذَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ أَنَسِيَ النَّاسُ

ترجمہ۔ عبدالرحمن نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود نے لبیک پکاری جب مزدلفہ سے لوٹے تو لوگوں نے کہا کہ شاید یہ کوئی گاؤں کا آدمی ہے (یعنی جواب لبیک پکارتا ہی)

أَمْ ضَلُّوْا سَمِعْتُ الَّذِیْ أُنْزِلَتْ عَلَیْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ یَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الْمَكَانِ لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ۔

تو عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ کیا لوگ بھول گئے۔ (یعنی سنت رسول اللہ کی) یا گمراہ ہو گئے میں خود سنا ہے ان کو جن پر سورۃ بقر نازل ہوئی ہے کہ وہ اس جگہ میں لبیک پکارتے تھے مسلم نے کہا کہ یہی روایت بیان کی ہم سے حسن حلوانی نے انھوں نے روایت کی یحیی بن آدم سے انہوں نے سفیان سے انھوں نے حصین سے اسی اسناد سے اور کہا مسلم نے کہ روایت کی مجھ سے یوسف بن حماد نے ان سے زیاد یعنی بکائی نے ان سے حصین نے ان سے کثیر بن مدرک نے ان سے عبدالرحمن بن یزید نے اور اسود بن یزید نے دونوں نے کہا سنا ہم نے عبداللہ بن مسعود سے کہ فرماتے تھے مزدلفہ میں کہ سنا میں نے ان کو جن پر سورۂ بقر اتری ہے کہ اس جگہ میں لبیک پکارتے تھے پھر انھوں نے لبیک پکاری اور ہم لوگوں نے بھی انکے ساتھ لبیک پکاری۔

بَابُ التَّلْبِیَةِ وَالتَّكْبِیْرِ فِی الذَّهَابِ مِنْ مِّنًى إِلَى عَرَفَاتٍ فِیْ یَوْمِ عَرَفَةَ۔ لبیک اور تکبیر کہنے کا بیان جب منی سے عرفات کو جائے عرفہ کے دن!

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ غَدَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مِّنًى إِلَى عَرَفَاتٍ مِنَّا الْمُلَبِّیْ وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ جب ہم صبح کو چلے منے سے عرفات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو کوئی ہم میں سے لبیک پکارتا تھا اور کوئی تکبیر کہتا تھا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَدَاةِ عَرَفَةَ فَمِنَّا الْمُكَبِّرُ وَمِنَّا الْمُهَلِّلُ فَأَمَّا نَحْنُ فَنُكَبِّرُ قَالَ قُلْتُ وَاللّٰهِ لَعَجَبًا مِّنْكُمْ كَیْفَ لَمْ تَقُوْلُوْا لَهٗ مَاذَا رَأَیْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ ہم رسول اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ عرفہ کے صبح کو سو کوئی ہم میں سے اللہ اکبر کہتا تھا اور کوئی لا الہ الا اللہ اور ہم اُن میں تھے جو اللہ اکبر کہتے تھے میں نے ان سے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے تم نے ان سے یہ کیوں نہ پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم نے کیا کرتے دیکھا (سبحان اللہ عاشق سنت ایسے ہوتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل دریافت کیوں نہ کیا کہ آپ کیا فرماتے تھے)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ الثَّقَفِیِّ اَنَّهٗ سَاَلَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِّنًى اِلٰی عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ فِیْ هٰذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُهِلُّ الْمُهِلُّ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ۔

ترجمہ۔ محمد بن ابی بکر ثقفی نے انس بن مالک سے پوچھا کہ وہ دونوں منٰے سے عرفات کو جاتے تھے کہ تم لوگ کیا کرتے تھے آج کے دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں کیا کرتے تھے سو انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ کوئی ہم میں سے لا الٰہ الا اللہ کہتا تھا۔ سو اس کو کوئی منع نہ کرتا تھا اور کوئی ہم میں سے اللہ اکبر کہتا تھا سو کوئی اس کو منع نہ کرتا تھا۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ غَدَاةَ عَرَفَةَ مَا تَقُوْلُ فِی التَّلْبِيَةِ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ سِرْتُ هٰذَا الْمَسِيْرَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ فَمِنَّا الْمُكَبِّرُ وَمِنَّا الْمُهِلُّ وَلَا يَعِيْبُ اَحَدُنَا عَلٰی صَاحِبِهٖ۔

ترجمہ۔ مضمون اس کا بھی وہی ہے۔

فائدہ۔ ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ تکبیر اور تہلیل دونوں مستحب ہیں جب آدمی منٰے سے عرفات کو جائے عرفہ کے دن اور لبیک ان دونوں سے افضل ہے اور ان روایتوں سے اُن کا قول رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ لبیک پکارنا چھوڑ دیوے بعد صبح کے عرفہ کے دن۔

بَابُ الْاِفَاضَةِ مِنْ عَرَفَاتٍ اِلَى الْمُزْدَلِفَةِ وَاسْتِحْبَابِ صَلٰوتَیِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ جَمْعًا بِالْمُزْدَلِفَةِ فِیْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ۔ عرفات سے مزدلفہ لوٹنے کا بیان اور اُس رات مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھنے کا بیان

عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ حَتّٰۤی اِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلٰوةَ قَالَ الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ فَرَكِبَ فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ

ترجمہ۔ کریب جو ابن عباس کے غلام آزاد ہیں۔ انھوں نے اسامہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا لوٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے یہاں تک کہ جب گھاٹی کے پاس آئے اترے اور پیشاب کیا اور ہلکا سا وضو کیا پورا نہیں۔ میں نے کہا نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا نماز تمہارے آگے ہے اور پھر سوار ہوئے اور مزدلفہ میں آئے اور اترے اور وضو

فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيْرَهٗ فِيْ مَنْزِلِهٖ ثُمَّ أُقِيْمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّاهَا وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا۔

کیا پوری طرح سے پھر نماز کی تکبیر ہوئی اور مغرب پڑھی پھر ہر ایک نے اپنا اونٹ جہاں کا تہاں بٹھا دیا پھر تکبیر ہوئی اور عشا پڑھی اور اُن کے بیچ میں کچھ نہیں پڑھا (یعنی سنّت نہ پڑھی)

عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الدَّفْعَةِ مِنْ عَرَفَاتٍ إِلٰى بَعْضِ تِلْكَ الشِّعَابِ لِحَاجَتِهٖ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ فَقُلْتُ أَتُصَلِّيْ قَالَ الْمُصَلّٰى أَمَامَكَ۔

ترجمہ۔ کریب نے کہا کہ اُسامہ بن زید نے کہا کہ لوٹے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے اور کسی گھاٹیوں میں اترے حاجت کے واسطے اور میں نے آپ پر پانی ڈالا یعنی وضو کے وقت اور کہا کہ آپ نماز پڑھیں گے تو فرمایا کہ نماز کی جگہ آگے تمہارے ہے (یعنی مزدلفہ) اور باقی تفصیل اس حدیث اسامہ کی اُوپر ہو چکی ہے)

عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ أَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا انْتَهٰى إِلَى الشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ وَلَمْ يَقُلْ أُسَامَةُ أَرَاقَ الْمَاءَ قَالَ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وُضُوْءًا لَيْسَ بِالْبَالِغِ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الصَّلٰوةَ قَالَ الصَّلٰوةُ أَمَامَكَ قَالَ ثُمَّ سَارَ حَتّٰى بَلَغَ جَمْعًا فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ۔

ترجمہ۔ کریب نے وہی مضمون اُسامہ سے روایت کیا اور اُس میں اسامہ کے پانی ڈالنے کا ذکر نہیں ہے اور یہ بات زیادہ ہے کہ پھر آپ مزدلفہ میں پہنچے اور مغرب اور عشا ملا کر پڑھی۔

عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّهٗ سَأَلَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَيْفَ صَنَعْتُمْ حِيْنَ رَدِفْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فَقَالَ جِئْنَا الشِّعْبَ الَّذِيْ يُنِيْخُ النَّاسُ فِيْهِ لِلْمَغْرِبِ فَأَنَاخَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَتَهٗ وَبَالَ وَمَا قَالَ أَهْرَاقَ الْمَاءَ ثُمَّ دَعَا بِالْوَضُوْءِ فَتَوَضَّأَ وُضُوْءًا لَيْسَ بِالْبَالِغِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الصَّلٰوةَ فَقَالَ الصَّلٰوةُ أَمَامَكَ فَرَكِبَ حَتّٰى جِئْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَأَقَامَ

ترجمہ۔ کریب نے اسامہ زید کے فرزند سے پوچھا کہ تم جب سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تو کیا کیا عرفہ کی شام کو انھوں نے کہا کہ ہم اس گھاٹی تک آئے جہاں لوگ اونٹوں کو بٹھلاتے ہیں نماز مغرب کے لئے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو بٹھایا اور اترے اور پیشاب کیا اور پانی دینے کا ذکر اسامہ نے نہیں کیا پھر وضو کا پانی مانگا اور ہلکا سا وضو کیا پورا نہیں (یعنے ایک ایک بار اعضا دھوئے) اور میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! نماز۔ آپ نے فرمایا۔ نماز تمہارے آگے ہے پھر آپ سوار ہوئے یہاں تک کہ ہم مزدلفہ آئے

الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ النَّاسُ فِي مَنَازِلِهِمْ وَلَمْ يَحُلُّوا حَتَّى أَقَامَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فَصَلَّى ثُمَّ حَلُّوا قُلْتُ فَكَيْفَ فَعَلْتُمْ حِينَ أَصْبَحْتُمْ قَالَ رَدِفَهُ الْفَضْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَانْطَلَقْتُ أَنَا فِي سُبَّاقِ قُرَيْشٍ عَلَى رِجْلَيَّ۔

اور مغرب کی تکبیر ہوئی اور لوگوں نے اُونٹ بٹھائے اور کھولے نہیں۔ یہاں تک کہ عشا کی تکبیر ہوئی اور آپ نے نماز عشا بھی پڑھی پھر اونٹ کھولدیے میں نے کہا کہ پھر تم نے صبح کو کیا کیا انھوں نے کہا کہ پھر فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے ساتھ پیچھے سوار ہوئے اور میں قریش کی راہ سے پیدل چلا۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَتَى النَّقْبَ الَّذِي يَنْزِلُ الْأُمَرَاءُ نَزَلَ فَبَالَ وَلَمْ يَقُلْ أَهْرَاقَ ثُمَّ دَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ وُضُوءًا خَفِيفًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ الصَّلٰوةَ فَقَالَ الصَّلٰوةُ أَمَامَكَ۔

ترجمہ۔ وہی مضمون ہے جو اُوپر کئی بار گذرا۔ اس میں یہ ہے کہ اس گھاٹی میں آپ اُترے جہاں امراء اترتے ہیں۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ فَلَمَّا جَاءَ الشِّعْبَ أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى الْغَائِطِ فَلَمَّا رَجَعَ صَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَكِبَ ثُمَّ أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَجَمَعَ بِهَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ۔

ترجمہ۔ وہی مضمون ہے مگر اس میں ہے کہ آپ پاخانے تشریف لے گئے اور اسامہ نے چھاگل سے پانی ڈالا تب آپ نے وضو فرمایا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ وَأُسَامَةُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ رِدْفُهُ قَالَ أُسَامَةُ فَمَا زَالَ يَسِيرُ عَلَى هَيْئَتِهِ حَتَّى أَتَى جَمْعًا۔

ترجمہ۔ ابن عباس نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے لوٹے اور اسامہ آپ کے ساتھ پیچھے سوار ہوئے اور اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپ چلتے رہے یہاں تک کہ مزدلفہ میں پہنچے

عَنْ هِشَامٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ وَأَنَا شَاهِدٌ أَوْ قَالَ سَأَلْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

ترجمہ۔ ہشام نے اپنے باپ سے روایت کی کہ اُن کے سامنے کسی نے اسامہ سے پوچھا یا انہوں نے خود پوچھا اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی اونٹنی پر سوار کر لیا تھا عرفات سے کہ رسول اللہ صلی اللہ

وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْدَفَهُ مِنْ عَرَفَاتٍ كَيْفَ كَانَ يَسِيْرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ قَالَ كَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ۔

علیہ وسلم کیونکر چلتے تھے یعنی اونٹنی کو کس چال سے لئے جاتے تھے تو انھوں نے کہا کہ میٹھی چال چلاتے تھے پھر جب ذرا کھلی جگہ پاتے یعنے جہاں بھیڑ کم ہوتی تو اس جگہ ذرا تیز کر دیتے۔

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِيْ حَدِيْثِ حُمَيْدٍ قَالَ هِشَامٌ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ

ترجمہ۔ ہشام بن عروہ سے اسی اسناد سے وہی مضمون مروی ہوا۔ مگر حمید کی روایت میں یہ ہے کہ ہشام نے کہا کہ نص جو اونٹنی کی چال ہے وہ عنق سے تیز ہے

عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ۔

ترجمہ۔ ابو ایوب سے روایت ہے کہ انہوں نے نماز پڑھی حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب اور عشا ملا کر مزدلفہ میں۔

عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِيْ رِوَايَتِهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ وَكَانَ أَمِيْرًا عَلَى الْكُوْفَةِ عَلٰى عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ۔

ترجمہ۔ یحیی سے اس اسناد سے یہی مضمون مروی ہوا اور ابن رمح کی روایت میں یہ ہے کہ عبداللہ بن یزید خطمی جو راوی ہیں وہ امیر تھے کوفہ کے ابن زبیر کے زمانہ میں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيْعًا۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشا کی نماز جمع کر کے مزدلفہ میں پڑھی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ لَيْسَ بَيْنَهُمَا سَجْدَةٌ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ وَصَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُصَلِّيْ بِجَمْعٍ كَذٰلِكَ حَتّٰى لَحِقَ اللّٰهَ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشا ملا کر پڑھی مزدلفہ میں اور اُن کے بیچ میں ایک رکعت بھی نہیں پڑھی اور مغرب کی تین رکعت اور عشا کی دو پڑھیں اور عبداللہ بھی آخر عمر تک مزدلفہ میں اسی طرح پڑھتے رہے۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ صَلَّى الْمَغْرِبَ بِجَمْعٍ وَالْعِشَاءَ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ حَدَّثَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّهُ صَلّٰى مِثْلَ ذٰلِكَ وَحَدَّثَ ابْنُ عُمَرَ

ترجمہ۔ سعید بن جبیر نے مغرب اور عشا کی نماز ایک تکبیر سے پڑھی اور بیان کیا کہ ابن عمر نے بھی ایسا ہی کیا اور ابن عمر نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِکَ۔

عَنْ شُعْبَۃَ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ صَلَّاھُمَا بِاِقَامَۃٍ وَّاحِدَۃٍ۔

ترجمہ۔ شعبہ نے اسی اسناد سے روایت کی کہ دونوں نمازیں ایک تکبیر سے پڑھیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ بِجَمْعٍ صَلَّی الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَّالْعِشَآءَ رَکْعَتَیْنِ بِاِقَامَۃٍ وَّاحِدَۃٍ۔

ترجمہ۔ وہی مضمون ہے جو اوپر کئی بار گذرا۔

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ اَفَضْنَا مَعَ ابْنِ عُمَرَ حَتّٰی اَتَیْنَا جَمْعًا فَصَلّٰی بِنَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِاِقَامَۃٍ وَّاحِدَۃٍ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ ھٰکَذَا صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذَا الْمَکَانِ۔

ترجمہ۔ سعید نے کہا کہ ہم لوٹے عبداللہ بن عمر کے ساتھ اور آئے مزدلفہ میں اور وہاں مغرب اور عشاء ایک تکبیر سے پڑھی اور کہا کہ اسی طرح ہمارے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں نماز پڑھی تھی۔

فائدہ۔ ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ مغرب میں قصر نہیں بلکہ وہ ہمیشہ تین پڑھی جاتی ہیں اور سنت یہی ہے کہ جہاں جمع ہوں وہ نمازیں وہاں بیچ میں سنت نہ پڑھی جائے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ زِیَادَۃِ التَّغْلِیْسِ بِصَلٰوۃِ الصُّبْحِ یَوْمَ النَّحْرِ بِالْمُزْدَلِفَۃِ

بہت سویرے صبح کی نماز پڑھنے کا بیان مزدلفہ میں عید کی صبح کو

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ مَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلٰوۃً اِلَّا لِمِیْقَاتِھَا اِلَّا صَلٰوتَیْنِ صَلٰوۃَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ بِجَمْعٍ وَّصَلَّی الْفَجْرَ یَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِیْقَاتِھَا۔

ترجمہ۔ عبداللہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دیکھا تو نماز وقتوں ہی پر پڑھتے دیکھا مگر دو نمازیں ایک مغرب دوسری عشاء کہ مزدلفہ میں آنکے ملا کر پڑھیں اور اسکی صبح کو صبح کی نماز اپنے وقت سے پہلے پڑھی (یعنی معمولی وقت سے کہ جس وقت روز پڑھا کرتے تھے)

عَنِ الْاَعْمَشِ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ قَبْلَ وَقْتِھَا بِغَلَسٍ۔

ترجمہ۔ اعمش سے اسی اسناد سے مروی ہے یہی روایت اور اس میں یہ ہے کہ صبح کی نماز وقت سے پہلے پڑھے، اندھیرے میں۔

فائدہ۔ غرض یہ مراد نہیں ہے کہ طلوع فجر سے پہلے پڑھے بلکہ مراد یہ ہے کہ بعد طلوع فجر کے اور دنوں

سے پہلے پڑھے چنانچہ بخاری میں عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ انہوں نے طلوع فجر کے بعد مزدلفہ میں نماز پڑھی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صبح کی نماز اسی گھڑی میں پڑھی تھی جو جمہور کا مذہب ہے کہ جمیع ایام میں نماز اول وقت ادا کرنا مستحب ہے اور علی الخصوص آج کے دن مزدلفہ میں اور زیادہ سویرے ضرور ہے اس لئے حجاج کو آج نہانا دھونا بڑے بڑے کام ہیں اور یہی وجہ ہے آج کے دن بہت سویرے نماز ادا کرنے کی۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ تَقْدِيمِ دَفْعِ الضَّعَفَةِ مِنَ النِّسَاءِ وَغَيْرِهِنَّ مِنْ مُزْدَلِفَةَ إِلَى مِنًى فِي أَوَاخِرِ اللَّيْلِ قَبْلَ زَحْمَةِ النَّاسِ

ضعیفوں کو اور عورتوں کو مزدلفہ سے سویرے روانہ کرنا مستحب ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ تَدْفَعُ قَبْلَهُ وَقَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَكَانَتِ امْرَأَةً ثَبِطَةً يَقُولُ الْقَاسِمُ وَالثَّبِطَةُ الثَّقِيلَةُ قَالَ فَأَذِنَ لَهَا فَخَرَجَتْ قَبْلَ دَفْعِهِ وَحُبِسْنَا حَتَّى أَصْبَحْنَا فَدَفَعْنَا بِدَفْعِهِ وَلَأَنْ أَكُونَ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَأْذَنَتْهُ سَوْدَةُ فَأَكُونَ أَدْفَعُ بِإِذْنِهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَفْرُوحٍ بِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ سودہ نے اجازت مانگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مزدلفہ کی رات کو کہ آپ سے پہلے منے کو لوٹ جاویں اور لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے آگے نکل جاویں اور وہ ذرا فربہ بی بی تھیں۔ راوی نے کہا کہ پھر آپ نے اُن کو اجازت دی اور وہ روانہ ہو گئیں قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لوٹنے کے اور ہم لوگ سب رُکے رہے یہاں تک کہ صبح کی ہم نے اور حضرت کیساتھ لوٹے اور اگر میں بھی اجازت لیتی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسے سودہ نے لی تھی اور آپ کی اجازت سے چلی جاتی تو خوب تھا اور اس سے بہتر تھا جس کے سبب سے میں خوش ہو رہی تھی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ كَانَتْ سَوْدَةُ امْرَأَةً ضَخْمَةً ثَبِطَةً فَاسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُفِيضَ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ فَأَذِنَ لَهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا فَلَيْتَنِي كُنْتُ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَأْذَنَتْهُ سَوْدَةُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى

ترجمہ۔ جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ سودہ بہت بھاری بھرکم بی بی تھیں سو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے لی کہ مزدلفہ سے رات ہی رات روانہ ہو جائیں (یعنی منیٰ کو) سو آپ نے ان کو اجازت دے دی سو حضرت عائشہ فرماتی تھیں کہ کاش میں بھی آپ سے اجازت لے لیتی جیسے سودہ نے لی تھی مگر جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عادت تھی کہ آپ مزدلفہ سے امام کے ساتھ لوٹتا

عَنْهَا لَا تُفِيضُ إِلَّا مَعَ الْإِمَامِ۔

کرتی تھیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَأْذَنَتْهُ سَوْدَةُ فَأُصَلِّي الصُّبْحَ بِمِنًى فَأَرْمِي الْجَمْرَةَ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ النَّاسُ فَقِيلَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا فَكَانَتْ سَوْدَةُ اسْتَأْذَنَتْهُ قَالَتْ نَعَمْ إِنَّهَا كَانَتِ امْرَأَةً ثَقِيلَةً ثَبِطَةً فَاسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنَ لَهَا۔

ترجمہ۔ جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے آرزو کی کہ میں بھی اجازت لیتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے سودہ نے اجازت لی تھی اور نماز صبح کی منیٰ میں پڑھتی اور لوگوں کے آنے سے پہلے رمی جمرہ کر لیتی تو کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی کہ کیا سودہ نے اجازت لی تھی۔ انہوں نے کہا وہ فربہ عورت تھیں سو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی۔ آپ نے دیدی۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

ترجمہ۔ عبد الرحمٰن بن قاسم سے اسی اسناد سے مانند اس کی مروی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَوْلٰى أَسْمَاءَ قَالَ قَالَتْ لِي أَسْمَاءُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا وَهِيَ عِنْدَ دَارِ الْمُزْدَلِفَةِ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ لَا فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ يَا بُنَيَّ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَتِ ارْحَلْ بِي فَارْتَحَلْنَا حَتّٰى رَمَتِ الْجَمْرَةَ ثُمَّ صَلَّتْ فِي مَنْزِلِهَا فَقُلْتُ لَهَا أَيْ هَنْتَاهُ لَقَدْ غَلَّسْنَا قَالَتْ كَلَّا أَيْ بُنَيَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِلظُّعُنِ۔

ترجمہ۔ عبد اللہ جو غلام آزاد ہیں اسماؔ کے انھوں نے کہا کہ مجھ سے جناب بی بی اسماؔ نے فرمایا اور وہ مزدلفہ کے گھر کے پاس ٹھیری ہوئی تھیں کہ کیا چاند غروب ہو گیا میں نے کہا نہیں انھوں نے نماز پڑھ لی اسی وقت پھر مجھ سے فرمایا کہ اے میرے بچے چاند ڈوب گیا۔ میں نے کہا ہاں۔ انھوں نے فرمایا کہ میرے ساتھ روانہ ہو سو ہم روانہ ہوئے یہانتک کہ انھوں نے جمرہ کو کنکریاں ماریں پھر نماز پڑھی اپنی فرودگاہ میں سو میں نے کہا اے بی بی ہم بہت سویرے روانہ ہوئے۔ انھوں نے فرمایا کہ کچھ حرج نہیں اے میرے بیٹے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کو اجازت دی ہے سویرے روانہ ہونے کی۔

فائدہ۔ ان حدیثوں کی رد سے لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ شب کو کتنی دیر رہنا چاہیئے مزدلفہ میں پس امام شافعی کا قول ہے کہ وہاں رہنا رات کو واجب ہے کہ اگر کوئی ترک کرے تو اس پر قربانی واجب ہے مگر حج اس کا صحیح ہے اور یہی قول ہے فقہائے کوفہ اور ارباب حدیث کا اور ایک گروہ کا قول ہے کہ وہ سنت ہے کہ اگر کسی نے چھوڑ دیا تو فضیلت سے اس کے محروم رہا باقی نہ اس پر گناہ ہے نہ قربانی اور یہ قول ہے امام شافعی کا اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے اور ایک گروہ نے کہا کہ اس کا حج ہی صحیح نہیں اور یہ نخعی وغیرہ سے منقول ہے اور دو شخص شافعی مذہب بھی اسی طرف گئے اور ابو عبد الرحمٰن زائسے

ہیں شافعی کے اور ابوبکر بن خزیمہ اور عطا اور اوزاعی سے مروی ہیں کہ انھوں نے کہا کہ مزدلفہ میں رات کو رہنا نہ رکن ہے نہ واجب نہ سنّت نہ مستحب بلکہ وہ ایک منزل ہے جیسے اور منزلیں ہیں چاہے وہاں ٹھیرے چاہے نہ ٹھیرے اور یہ قول محض باطل ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ کتنی دیر ٹھہرنا واجب ہے سو صحیح قول امام شافعی کا یہ ہے کہ ایک ساعت رات کے نصف ثانی تک اور ایک قول اُن کا یہ ہے کہ صرف ایک ساعت نصف ثانی کی اس رات کے یا بعد اس کے طلوع شمس تک اور تیسرا قول ان کا یہ ہے کہ بڑا حصّہ رات کا وہاں کاٹے، اور امام مالک علیہ الرحمۃ سے تین روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ رات ساری رہے دوسرا یہ کہ بڑا حصہ رات کا تیسرا یہ کہ تھوڑا وقت رات کا۔ اور اس حدیث سے خوش خلقی حضرت اسماء کی اور اس زمانہ کی عورتوں کی معلوم ہوتی ہے کہ انھوں نے اپنے غلاموں کو فرزند کے برابر رکھا بات چیت میں نہ یہ کہ ان کے ساتھ حقارت کی باتیں کریں اور لونڈا چھوکرا بولیں۔ کہا مسلم نے اور روایت کی مجھ سے یہی حدیث علی بن خشرم نے اُن سے عیسیٰ نے اُن سے ابن جریج نے اسی سند سے اور ان کی روایت میں یہ ہے کہ اسماء نے فرمایا۔ اے میرے چھوٹے بیٹے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تھی اپنی بی بی صاحبہ کو۔

عَنْ عَطَاءٍ أَنَّ ابْنَ شَوَّالٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِهَا مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ۔

ترجمہ۔ عطا کو ابن شوال نے خبر دی کہ وہ ام حبیبہ کے پاس گئے تو انھوں نے کہا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ سے رات کو روانہ کر دیا۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ شَوَّالٍ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُغَلِّسُ مِنْ جَمْعٍ إِلَى مِنًى وَفِي رِوَايَةِ النَّاقِدِ نُغَلِّسُ مِنْ مُزْدَلِفَةَ۔

ترجمہ۔ سالم بن شوال سے مروی ہے کہ ام حبیبہ نے فرمایا کہ ہم ہمیشہ یہی کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں کہ اندھیرے میں چل نکلتے تھے مزدلفہ سے منیٰ کو اور ایک روایت میں جو ناقد سے مروی ہے یوں ہے کہ ہم اندھیرے میں چل نکلتے تھے مزدلفہ سے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثَّقَلِ أَوْ قَالَ فِي الضَّعَفَةِ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ۔

ترجمہ۔ عبداللہ نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا کہ فرماتے تھے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان کے ساتھ روانہ کر دیا یا یوں کہا کہ ضعیفوں کے ہمراہ روانہ کر دیا مزدلفہ سے رات کو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَقُولُ أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ۔

ترجمہ۔ ابن عباس نے کہا کہ میں اُن میں تھا جنکو آگے روانہ کر دیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لوگوں کی ضعیفوں سے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ فِيمَنْ قَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ترجمہ۔ وہی مضمون ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ بِي نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَحَرٍ مِّنْ جَمْعٍ فِي ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ أَبَلَغَكَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ بِي بِلَيْلٍ طَوِيلٍ قَالَ لَا إِلَّا كَذٰلِكَ بِسَحَرٍ قُلْتُ لَهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا رَمَيْنَا الْجَمْرَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ وَأَيْنَ صَلَّى الْفَجْرَ قَالَ لَا إِلَّا كَذٰلِكَ۔

ترجمہ۔ ابن عباس نے کہا کہ مجھ کو بھیجدیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر شب سے مزدلفہ سے سامان کے ساتھ۔ میں نے کہا کیا تم کو خبر پہنچی ہے کہ انہوں نے یوں کہا کہ مجھ کو روانہ کیا بہت رات سے تو راوی نے کہا کہ نہیں مگر یوں ہی کہا کہ سحر کو یعنی آخر شب کو روانہ کیا پھر میں نے ان سے پوچھا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ بھی کہا کہ کنکر مارے ہم نے جمرہ کو فجر سے پہلے اور نماز کہاں پڑھی۔ انھوں نے کہا نہیں یہ کچھ نہیں کہا فقط اتنا ہی کہا جو اوپر کہا۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا كَانَ يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ فَيَقِفُونَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِلَيْلٍ فَيَذْكُرُونَ اللّٰهَ مَا بَدَا لَهُمْ ثُمَّ يَدْفَعُونَ قَبْلَ أَنْ يَقِفَ الْإِمَامُ وَقَبْلَ أَنْ يَدْفَعَ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ مِنًى لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَإِذَا قَدِمُوا رَمَوُا الْجَمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا يَقُولُ أَرْخَصَ فِي أُولٰئِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ۔ سالم بن عبد اللہ نے خبر دی کہ عبد اللہ بن عمر اپنے ساتھ کے ضعیف لوگوں کو آگے بھیجدیتے تھے کہ وہ مشعر الحرام میں جو مزدلفہ میں ہے وقوف کرلیں۔ رات کو اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہیں جب تک چاہیں پھر لوٹ جائیں امام کے وقوف کرنے کے پہلے اور امام کے لوٹنے سے پیشتر سو ان میں سے کوئی تو صبح کی نماز کے وقت منیٰ پہونچ جاتا تھا اور کوئی اس کے بعد پہنچتا تھا اور جب پہنچتے تھے اسی وقت جمرہ کو کنکریاں مار لیتے تھے اور ابن عمر کہا کرتے تھے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ضعیفوں کو اس کی اجازت دی ہے۔

فائدہ۔ مشعر الحرام فقہا کے نزدیک ایک پہاڑ ہے مزدلفہ میں اور مفسرین کے نزدیک اور اہل سیر کے نزدیک تمام مزدلفہ ہے اور ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ عورتوں اور لڑکوں کو آگے رات سے مزدلفہ سے روانہ کرنا کہ وہ بھیڑ بھاڑ سے حاجیوں کی پہلے سے رمی جمرہ سے فارغ ہو جائیں، روا ہے۔

بَابُ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي وَتَكُونُ مَكَّةُ عَنْ يَسَارِهِ وَيُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ - جمرہ عقبہ کی کنکریاں مارنے کا بیان

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيدَ قَالَ

ترجمہ۔ عبد الرحمن نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ

رَمٰی عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جَمْرَۃَ الْعَقَبَۃِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُکَبِّرُ مَعَ کُلِّ حَصَاۃٍ قَالَ فَقِیْلَ لَہٗ اِنَّ اُنَاسًا یَرْمُوْنَہَا مِنْ فَوْقِہَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ھٰذَا وَالَّذِیْ لَآ اِلٰہَ غَیْرُہٗ مَقَامُ الَّذِیْ اُنْزِلَتْ عَلَیْہِ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ۔

عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ بْنَ یُوْسُفَ یَقُوْلُ وَھُوَ یَخْطُبُ عَلَی الْمِنْبَرِ اَلِّفُوا الْقُرْاٰنَ کَمَا اَلَّفَہٗ جِبْرِیْلُ السُّوْرَۃَ الَّتِیْ یُذْکَرُ فِیْھَا الْبَقَرَۃُ وَالسُّوْرَۃُ الَّتِیْ یُذْکَرُ فِیْھَا النِّسَآءُ وَالسُّوْرَۃُ الَّتِیْ یُذْکَرُ فِیْھَا اٰلُ عِمْرَانَ قَالَ فَلَقِیْتُ اِبْرَاھِیْمَ فَاَخْبَرْتُہٗ بِقَوْلِہٖ فَسَبَّہٗ وَقَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ یَزِیْدَ اَنَّہٗ کَانَ مَعَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَاَتٰی جَمْرَۃَ الْعَقَبَۃِ فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِیَ فَاسْتَعْرَضَھَا فَرَمَاھَا مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُکَبِّرُ مَعَ کُلِّ حَصَاۃٍ قَالَ فَقُلْتُ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّ النَّاسَ یَرْمُوْنَہَا مِنْ فَوْقِہَا فَقَالَ ھٰذَا وَالَّذِیْ لَآ اِلٰہَ غَیْرُہٗ مَقَامُ الَّذِیْ اُنْزِلَتْ عَلَیْہِ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ۔

تعالیٰ عنہ نے پچھلی جمرہ کو کنکریاں نالے کے اندر سے ماریں اور سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے تھے سو اُن سے کسی نے کہا کہ لوگ تو اوپر سے ان کو کنکریاں مارتے ہیں تو عبداللہ نے فرمایا کہ قسم ہے اس معبود کی کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ یہ مقام (جہاں سے میں نے ماری ہیں) اسکا ہے جس پر سورۂ بقر اتری ہے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا)

ترجمہ۔ اعمش نے کہا کہ میں نے حجاج بن یوسف کو سنا کہ وہ خطبہ میں کہتا تھا کہ قرآن شریف کی وہی ترتیب رکھو کہ جو جبرئیل علیہ السلام نے رکھی ہے کہ وہ سورت پہلے ہو جس میں بقر کا ذکر ہے پھر وہ جس میں نساء کا ذکر ہے پھر وہ جس میں آل عمران کا ذکر ہے۔ اعمش نے کہا کہ پھر میں ابراہیم سے ملا اور ان کو اس بات کی خبر دی تو انہوں نے اس کو بُرا کہا اور پھر کہا کہ روایت کی مجھ سے عبدالرحمٰن بن یزید نے کہ وہ عبداللہ بن مسعود کے ساتھ تھے اور جمرہ عقبہ پر آئے اور نالہ کے بیچ میں کھڑے ہوئے اور جمرہ کو آگے کیا اور اس کو سات کنکریاں ماریں نالہ کے بیچ سے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے تھے راوی نے کہا کہ پھر میں نے ان سے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن (یہ کنیت ہے عبداللہ بن مسعود کی) لوگ تو اوپر کھڑے ہو کر کنکریاں مارتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ جگہ اس معبود کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ اسکی ہے جس پر سورۂ بقر اتری ہے۔

فائدہ۔ حجاج بن یوسف کی غرض اس ترتیب سے اگر ترتیب آیات ہے تو صحیح ہے کہ ترتیب آیتوں کی خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اور توقیفی ہے یعنے شارع کی طرف سے ہے کہ اس میں کسی کی رائے کو دخل نہیں اور اس پر اجماع ہے سب مسلمانوں کا اور اگر ترتیب سورتوں کی مراد ہے تو یہ ترتیب اماموں اور قاریوں کی رائے سے ہوئی ہے اور شارع کی طرف سے نہیں اور قاضی عیاض نے کہا ہے کہ یہاں جو حجاج نے سورۂ نساء کو آل عمران سے پہلے ذکر کیا تو یہ دلیل ہے اس کی کہ اُن کو ترتیب آیات مقصود تھی کہ آیتوں کی ترتیب کو نہ بدلو کہ شارع کی طرف سے ہے اور اعمش نے جو ابراہیم سے یہ بات بیان کی تو اُن کی غرض یہ تھی کہ سورۂ بقر یا سورۂ نسا بقول حجاج کہنا درست نہیں۔ اس پر انہوں نے رد کیا اور

یوں روایت کی کہ عبد اللہ بن مسعود نے خود کہا ہے کہ سورۂ بقر کو تو یہ کہنا روا ہوا ہے کہ
اور اس روایت سے معلوم ہوا کہ جمرہ عقبہ کی رمی اسی طرح مستحب ہے کہ نالہ کے
بیچ میں کھڑا ہو جمرہ کے نیچے اور مکہ کو بائیں طرف رکھے اور منیٰ کو داہنی طرف
اور جمرہ عقبہ کی طرف مونھ کرے اور سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری پر
اللہ اکبر کہے یہی صحیح مذہب ہے شافعیہ کا اور یہی قول ہے جمہور کا اور اس
روایت سے اُن جاہلوں کی بے وقوفی بھی معلوم ہوگئی جو نماز میں ترتیب سور کو
واجب جانتے ہیں اور اگر کسی نے اول رکعت میں پچھلی سورت پڑھ دی اور
دوسری رکعت میں اگلی پڑھی تو اعتراض کرتے کہ یہ نہیں جانتے کہ ترتیب
سورتوں کی شارع کی طرف سے نہیں نہ اس ترتیب سے سورتیں نازل ہوئی
ہیں جس ترتیب سے مصحف عثمانی میں موجود ہیں اور دوسری یہ ہے کہ ہر رکعت
کا حکم جدا ہے اور ہر ایک کی قرأت جدا۔ پھر اُن میں ترتیب چہ معنی دارد۔

عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُوْلُ لَا تَقُوْلُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَ اقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ مُسْهِرٍ۔

ترجمہ۔ اعمش نے کہا کہ میں نے حجاج سے سنا کہ وہ کہتا تھا کہ یوں نہ کہو سورۂ بقرہ اور بیان کی حدیث مثل ابن مسہر کی یعنے وہی روایت جو اوپر گذری۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّهُ حَجَّ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ فَرَمَى الْجَمْرَةَ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهٖ وَمِنًى عَنْ يَمِيْنِهٖ وَقَالَ هٰذَا مَقَامُ الَّذِيْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ۔

ترجمہ۔ عبد الرحمن نے حج کیا عبد اللہ کے ساتھ اور جمرہ کو کنکریاں ماریں سات اور کعبہ کو بائیں طرف کیا اور منیٰ کو داہنی طرف اور کہا یہ جگہ اُس کی ہے جس پر سورۂ بقر اتری ہے۔

عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا أَتٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ۔

ترجمہ۔ شعبہ سے اس اسناد سے یہی روایت مروی ہے اور اس میں یوں ہے کہ جمرہ عقبہ پر آئے باقی مضمون وہی ہے

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ قِيْلَ لِعَبْدِ اللّٰهِ إِنَّ نَاسًا يَرْمُوْنَ الْجَمْرَةَ مِنْ فَوْقِ الْعَقَبَةِ قَالَ فَرَمَاهَا عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ ثُمَّ قَالَ مِنْ هٰهُنَا وَالَّذِيْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهٗ رَمَاهَا الَّذِيْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ۔

ترجمہ۔ مضمون وہی ہے جو اوپر کئی بار ترجمہ ہوا۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ رَاكِبًا وَبَيَانِ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِتَأْخُذُوْا عَنِّيْ مَنَاسِكَكُمْ۔

مستحب ہونا جمرہ عقبہ کی رمی کا سوار ہو کر اور مناسک کے سیکھنے کا حکم

عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ يَوْمَ النَّحْرِ وَيَقُوْلُ لِتَاْخُذُوْا مَنَاسِكَكُمْ فَاِنِّيْ لَا اَدْرِيْ لَعَلِّيْ لَا اَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِيْ هٰذِهٖ۔

ترجمہ :- ابوالزبیر نے جابر سے سنا کہ انھوں نے کہا میں نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارتے تھے اپنی اونٹنی پر سے قربانی کے دن اور فرماتے تھے کہ سیکھ لو مجھ سے مناسک اپنے حج کے اس لئے کہ میں نہیں جانتا کہ اس کے بعد حج کروں۔

فائدہ :- یہی مذہب ہے امام شافعی کا کہ جو سوار ہو کر منیٰ میں پہنچے وہ سواری ہی پر سے کنکریاں مارے اور اگر اتر کر ماریں تو بھی روا ہے اور جو منیٰ میں پیدل آئے اس کو منیٰ میں پیدل ہی مارنا چاہیے یہ حکم ہے یوم النحر کا اور بعد اس کے دو دن میں ایام تشریق یعنے گیارھویں بارھویں سو سنت یہی ہے کہ جمیع جمرات کو پیدل ہی مارے اور تیسرے دن سوار ہو کر مارے اور ایسا ہی سوار مکہ کو چلا جاوے یہی مذہب ہے شافعی اور مالک وغیرہما اور احمد اور اسحٰق کے نزدیک یوم النحر میں مستحب ہے پیدل مارنا اور ابن منذر نے کہا ہے کہ ابن عمر اور ابن زبیر اور سالم پیدل ہی مارتے تھے اور اس پر اجماع ہے کہ جس طرح مارے درست ہو جاتا ہے جب کنکری جمرات پر پڑے۔

عَنْ يَحْيَى ابْنِ حُصَيْنٍ عَنْ جَدَّتِهٖ اُمِّ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَ سَمِعْتُهَا تَقُوْلُ حَجَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَرَاَيْتُهٗ حِيْنَ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَانْصَرَفَ وَهُوَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَمَعَهٗ بِلَالٌ وَّاُسَامَةُ اَحَدُهُمَا يَقُوْدُ بِهٖ رَاحِلَتَهٗ وَالْاٰخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهٗ عَلٰى رَاْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الشَّمْسِ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا كَثِيْرًا ثُمَّ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اِنْ اُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ مُجَدَّعٌ حَسِبْتُهَا قَالَتْ اَسْوَدُ يَقُوْدُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى

ترجمہ : یحییٰ نے اپنی دادی ام الحصین سے سنا کہ وہ فرماتی تھیں کہ حج کیا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع سو میں نے آپ کو دیکھا کہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارے اور لوٹے اور آپ سوار تھے اپنی اونٹنی پر اور آپ کے ساتھ بلال اور اسامہ تھے کہ ایک تو آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑ کے کھینچتا تھا اور دوسرا اپنا کپڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر پکڑے ہوئے تھا۔ دھوپ کے سبب سے سو ام حصین نے کہا کہ آپ نے بہت باتیں فرمائیں پھر میں نے سنا کہ فرماتے تھے اگر تمہارے اوپر ایک غلام کن کٹا حاکم کیا جاوے میں خیال کرتا ہوں کہ ام حصین نے یہ بھی کہا کہ کالا غلام ہو اور کہا کہ تم کو کتاب اللہ کے مطابق

فَاسْمَعُوا لَهٗ وَاَطِيْعُوْا۔

حکم دیوے تو بھی اس کی بات سنو اور اس کا کہنا مانو۔

عَنْ اُمِّ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَ حَجَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَرَاَيْتُ اُسَامَةَ وَبِلَالًا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَاَحَدُهُمَا اٰخِذٌ بِخِطَامِ نَاقَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهٗ يَسْتُرُهٗ مِنَ الْحَرِّ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ

ترجمہ: ام الحصین سے وہی مضمون مروی ہے جو اوپر مذکور ہوا کہا مسلم علیہ الرحمۃ نے کہ نام ابی عبدالرحیم خالد کا خالد بن ابی زید ہے اور وہ ماموں ہیں محمد بن سلمہ کے اور روایت کی ہے ان سے وکیع اور حجاج اعور نے

بَابُ اسْتِحْبَابِ كَوْنِ حَصَى الْجِمَارِ بِقَدْرِ حَصَى الْخَذْفِ۔ کنکری کا بیان کہ مٹر کی برابر ہو

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَى الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ۔

ترجمہ: جابر کہتے تھے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے جمرہ کو وہ کنکریاں ماریں وہ جو چٹکی سے پھینکی جاتی ہیں۔

فائدہ: نووی نے فرمایا کہ اس ثابت ہوا کہ مستحب ہے کہ کنکریاں دانہ باقلا کے برابر ہوں اور اگر اس سے بڑی مارے تو بھی روا ہے مگر مکروہ ہے

بَابُ بَيَانِ وَقْتِ اسْتِحْبَابِ الرَّمْيِ۔ اُس وقت کا بیان جس میں رمی مستحب ہے

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ رَمٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَاَمَّا بَعْدُ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ۔

ترجمہ: جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں ماریں جمرہ کو نحر کے دن پہر دن چڑھے اور بعد کے دنوں میں جب آفتاب ڈھل گیا

فائدہ: نووی نے فرمایا کہ یہی مستحب ہے کہ دسویں تاریخ کو پہر دن چڑھے رمی کرے اور ایام تشریق میں سے دو دن یعنے گیارھویں بارھویں کو بعد زوال کے اور تیرھویں کو بھی ایسا ہی کرے اور مذہب شافعیہ اور مالک اور احمد اور جمہور علماء کا یہ ہے کہ ان تینوں دنوں میں تشریق کے قبل زوال رمی روا نہیں اور سند ان کی یہی حدیث ہے اور طاؤس اور عطا کا قول ہے کہ ان تینوں دنوں میں بھی قبل زوال روا ہے اور ابوحنیفہ اور اسحٰق بن راہویہ نے کہا ہے کہ تیسرے دن البتہ قبل روا ہے اور دلیل شافعیہ کی تو یہی روایت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے کہ مناسک حج کے مجھ سے سیکھ لو۔ پس جس وقت آپ نے کی ہے وہی اولیٰ ہے اور جمرے تین ہیں اور مستحب ہے کہ جب جمرہ اولیٰ رمی کر چکے تو تھوڑی دیر ٹھہر کر دعا کرتا رہے قبلہ رخ ہو کر اور اسی طرح دوسری جمرہ کی رمی کے بعد بھی اور تیسری کے بعد پھر نہ ٹھہرے یہی مروی ہوا ہے صحیح روایت میں ابن عمر سے اور یہی مضمون ہے بخاری میں اور اس دعا میں رفع یدین مستحب ہے اور شافعیہ اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور امام مالک کا قول ہے کہ

اگر کسی نے اس وقوف اور دعا کو چھوڑ دیا تو اس پر کچھ گناہ نہیں مگر ثوری سے منقول ہے کہ وہ کسی فقیر کو کھانا کھلاوے یا ایک قربانی کرے کہا مسلم نے اور روایت کی ہم سے یہی حدیث علی نے خبر دی ان کو عیسیٰ نے خبر دی ان کو ابن جریج نے خبر دی ان کو ابوالزبیر نے کہ انھوں نے سنا جابر عبداللہ سے کہ فرماتے تھے مثل حدیث مذکور کی۔

بَابُ بَيَانِ اَنَّ حَصَى الْجِمَارِ سَبْعٌ - کنکریوں کے عدد کا بیان

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِسْتِجْمَارُ تَوٌّ وَرَمْيُ الْجِمَارِ تَوٌّ وَالسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ تَوٌّ وَالطَّوَافُ تَوٌّ وَاِذَا اسْتَجْمَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ بِتَوٍّ

ترجمہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ڈھیلے لینا استنجے کے طاق ہیں اور کنکریاں جمرہ کی طاق ہیں اور سعی صفا اور مروہ کی طاق ہے اور طواف کعبہ کا طاق ہے (یعنی یہ تینوں سات سات ہیں) اور اسی لئے ضرور ہے کہ جو لیوے ڈھیلے استنجے کو تو طاق لیوے (یعنی تین یا پانچ جس میں طہارت خوب ہو جاوے)

فائدہ: یعنے اگر طہارت چار میں ہو جاوے تو بھی ایک اور لے کہ طاق ہو جاویں اور بعضے بے وقوف سفہا نام کے فقہا نے جو یہ لکھا ہے کہ ڈھیلے کے تئیں طہارت کے وقت تین بار ٹھونک لے کہ تسبیح سو باز رہے یہ بدعت اور بے اصل اور لغو حرکت ہے اور طاق لینا ڈھیلوں کا جمہور علما کے نزدیک مستحب ہے۔

بَابُ تَفْضِيلِ الْحَلْقِ عَلَى التَّقْصِيرِ وَجَوَازِ التَّقْصِيرِ

تقصیر کا بلا تفصیل جائز ہونا اور حلق کی فضیلت

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللهِ قَالَ حَلَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَلَقَ طَائِفَةٌ مِنْ اَصْحَابِهِ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ قَالَ عَبْدُ اللهِ اِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِيْنَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ -

ترجمہ: نافع نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈایا اور ایک گروہ نے آپ کے سر منڈایا اور بعضوں نے فقط بال کترائے عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے سر منڈانے والوں پر ایک بار دعا کی یا دو بار پھر فرمایا کہ کتروانے والوں پر بھی۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللهِ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ یا اللہ رحمت کر سر منڈانے والوں پر لوگوں نے عرض کی کہ کتروانے والوں پہلے

قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ ـ

رسول اللہ کے تو پھر آپ نے دعا کی کہ یا اللہ رحمت کر سر منڈانے والوں پر لوگوں نے پھر عرض کی کہ کتروانے والوں پر بھی یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا کتروانے والوں پر بھی

اس حدیث سے سر منڈانے کی فضیلت حج میں ثابت ہوئی کہ ان کے لئے آپ نے دو بار دعا کی اور کتروانا بھی جائز ہوا کہ ان کے لئے بھی ایک بار دعا کی خبر دی ہم کو ابو اسحاق نے جن کا نام ابراہیم ہیں وہ فرزند ہیں محمد کے وہ سفیان کے وہ روایت کرتے ہیں مسلم بن حجاج سے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَالْمُقَصِّرِيْنَ ـ

ترجمہ: وہی مضمون ہے مگر اس میں سر منڈانے والوں کو تین بار دعا دی اور کتروانے والوں کو چوتھی بار کہا مسلم نے اور روایت کی ہم سے یہی حدیث ابن مثنیٰ نے ان سے عبد الوہاب نے ان سے عبید اللہ نے اسی سند سے اور اس حدیث میں بھی جب چوتھی بار ہوا تو آپ نے فرمایا اور کتروانے والوں پر بھی۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ ـ

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ یا اللہ بخشش کر سر منڈانے والوں کی پھر عرض کی کہ کتروانے والوں کی پھر فرمایا اللہ بخشش کر منڈانے والوں کی پھر عرض کی کہ یا رسول کتروانے والوں کی بھی آپ نے فرمایا یا اللہ بخشش کر منڈانے والوں کی پھر لوگوں نے عرض کی کہ کتروانے والوں کی آپ نے فرمایا اور کتروانے والوں کی بھی کہا مسلم نے اور روایت کی مجھ سے امیہ نے ان سے یزید نے ان سے روح نے ان سے علائی ان سے ان کے باپ نے ان سے ابو ہریرہ نے انھوں نے روایت کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی مضمون جو ابو زرعہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اوپر روایت کیا۔

عَنْ يَحْيَى ابْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ جَدَّتِهٖ اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ دَعَا لِلْمُحَلِّقِيْنَ ثَلَاثًا وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ مَرَّةً وَاحِدَةً وَلَمْ يَقُلْ وَكِيْعٌ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ ـ

ترجمہ: یحییٰ نے اپنی دادی سے روایت کی کہ انھوں نے حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ کو سنا کہ آپ نے سر منڈانے والوں کے لئے تین بار دعا کی اور کتروانے والوں کے لئے ایک بار اور وکیع کی روایت میں حجۃ الوداع کا لفظ نہیں ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَلَقَ رَأْسَہٗ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ

ترجمہ: عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈایا اپنا حجۃ الوداع میں۔

فائدہ: نووی نے فرمایا کہ علماء کا اجماع ہے کہ حلق افضل ہے اور بال کتروانا روا ہے مگر جو ابن منذر نے حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے کہا کہ پہلے حج میں منڈانا ضرور ہے اور کترانا روا نہیں اور اگر یہ قول ان کا ثابت بھی ہو تو اجماع اور نصوص صریحہ روایات صحیحہ کے آگے مردود ہے اور ہمارا یہ مذہب ہے کہ حلق اور تقصیر دونوں مناسک حج و عمرہ سے ہیں اور ایک رکن ہے ان کو ارکان میں سے اور یہی قول ہے کافہ علماء کا اور ادنیٰ درجہ کفایت کا حلق و تقصیر میں شافعی کے نزدیک تین بال ہیں اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک چوتھائی سر اور ابو یوسف کے نزدیک آدھا سر اور مالک اور احمد کے نزدیک اکثر سر اور امام مالک سے ایک روایت میں سارا سر بھی آیا ہے اور سارے سر کے افضل ہونے پر سب متفق ہیں یا سارے سر کے کترانا ہو اور عورتوں کے حق میں کترانا ہی ہے منڈانا نہیں ہے اور اگر کسی دیوانی نے منڈا لیا تو بھی نسک ادا ہو گیا فقط وہ سر منڈی کہلائے گی اور اتفاق ہے اس پر کہ حلق ہو خواہ تقصیر بعد کنکریاں مارنے کے ہو اور بعد ذبح قربانی کے اگر قربانی اس کے ساتھ ہو اور طواف اضافہ سے قبل ہو برابر ہے کہ وہ قارن ہو یا مفرد اور ابن جہم نے جو کہا ہے کہ قارن حلق نہ کرے۔ جب تک طواف و سعی سے فارغ نہ ہو یعنی طواف اضافہ سے یہ قول باطل و مردود ہے اور حضرت سے طواف افاضہ کے قبل ہی حلق ثابت ہوا ہے۔ فصل نووی نے کہا ہے کہ ہم نے مقدمہ شرح میں ذکر کیا ہے کہ ابراہیم بن سفیان جو شاگرد ہیں مسلم علیہ الرحمۃ کے ان کو اس کتاب کے سننے میں تین مقام باقی رہ گئے ہیں کہ اول مقام ان میں سے یہ ہے کتاب الحج میں اور یہ جگہ وہی ہے (یعنی جہاں ترجمہ میں ابراہیم ہے ذکر ہے کہ وہ مسلم بن حجاج سے روایت کرتے ہیں) اور آگے اس مقام سے اول و آخر پر متنبہ ہو چکی ہے غرض اول اس مقام کا وہی جہاں سے ابن عمر کی روایت شروع ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحمت کرے اللہ تعالیٰ سر منڈانے والوں پر

بَابُ بَيَانِ اَنَّ السُّنَّةَ يَوْمَ النَّحْرِ اَنْ يَّرْمِيَ ثُمَّ يَنْحَرَ ثُمَّ يَحْلِقَ وَالْاِبْتِدَاءُ فِي الْحَلْقِ بِالْجَانِبِ الْاَيْمَنِ مِنْ رَّأْسِ الْمَحْلُوْقِ۔ باب اس بیان میں کہ نحر کے دن پہلے رمی کرے پھر نحر پھر حلق اور حلق داہنی طرف سے شروع کرے

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتٰی مِنًی فَاَتَی الْجَمْرَۃَ فَرَمَاھَا ثُمَّ اَتٰی مَنْزِلَہٗ بِمِنًی وَنَحَرَ ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ خُذْ وَاَشَارَ اِلٰی جَانِبِہِ الْاَیْمَنِ ثُمَّ الْاَیْسَرِ ثُمَّ جَعَلَ یُعْطِیْہِ النَّاسَ۔

ترجمہ: انس بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب منیٰ میں آئے تو پہلے جمرہ عقبہ پر گئے اور کنکریاں ماریں پھر اپنے فرودگاہ پر تشریف لائے منیٰ میں اور قربانی کی پھر حجام سے کہا کہ لو اور اشارہ کیا داہنی طرف میں سر کے اور پھر بائیں پھر لوگوں کو دینے شروع کیے (یعنی موئے مبارک اپنے)

حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَّاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَمَّا اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ فِىْ رِوَايَتِهٖ قَالَ لِلْحَلَّاقِ هَا وَاَشَارَ بِيَدِهٖ اِلٰى جَانِبِ الْاَيْمَنِ هٰكَذَا فَقَسَمَ شَعَرَهٗ بَيْنَ مَنْ يَّلِيْهِ قَالَ ثُمَّ اَشَارَ اِلَى الْحَلَّاقِ اِلٰى جَانِبِ الْاَيْسَرِ فَحَلَقَهٗ فَاَعْطَاهُ اُمَّ سُلَيْمٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَاَمَّا فِىْ رِوَايَةِ اَبِىْ كُرَيْبٍ قَالَ فَبَدَاَ بِالشِّقِّ الْاَيْمَنِ فَوَزَّعَهُ الشَّعَرَةَ وَالشَّعَرَتَيْنِ بَيْنَ النَّاسِ ثُمَّ قَالَ بِالْاَيْسَرِ فَصَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ هٰهُنَا اَبُوْ طَلْحَةَ فَدَفَعَهٗ اِلٰى اَبِىْ طَلْحَةَ۔

ترجمہ : روایت کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابن نمیر اور ابوکریب نے تینوں نے کہا کہ روایت کی ہم سے حفص بن غیاث نے انھوں نے ہشام سے اسی اسناد سے اب سنو کہ ابوبکر نے اپنی روایت میں کہا کہ حضرت نے اشارہ فرمایا حجام سے اپنے ہاتھ سے داہنی طرف اس طرح اور بانٹ دیئے بال اپنے ان لوگوں کو جو قریب تھے آپ سے کہا راوی نے کہ پھر اشارہ کیا حجام کو بائیں طرف کے سر کا اور اس کے بالوں کا ایک حلقہ بنایا اور ام سلیم کو عطا فرمایا اور ابوکریب کی روایت میں ہے کہ داہنی طرف سے شروع کیا اور ایک ایک دو دو بال بانٹ دیئے لوگوں کو پھر بائیں طرف اشارہ کیا اور ان کو بھی ایسا ہی کیا یعنے منڈایا پھر فرمایا کہ یہاں ابوطلحہ ہیں سو ان کو دے دیا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْبُدْنِ فَنَحَرَهَا وَالْحَجَّامُ جَالِسٌ وَقَالَ بِيَدِهٖ عَنْ رَّاْسِهٖ فَحَلَقَ شِقَّهُ الْاَيْمَنَ فَقَسَمَهٗ فِيْمَنْ يَّلِيْهِ ثُمَّ قَالَ احْلِقِ الشِّقَّ الْاٰخَرَ فَقَالَ اَيْنَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ۔

ترجمہ : انس بن مالک سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ عقبہ کی رمی کی اور پھر آئے تو اونٹ کو ذبح کیا اور حجام بیٹھا ہوا تھا آپ نے اشارہ فرمایا سو داہنی طرف کا سر منڈایا اور ان بالوں کو تقسیم کیا اور ان لوگوں میں جو آپ کے نزدیک تھے پھر فرمایا کہ اب دوسری جانب مونڈ دے سو فرمایا کہ ابوطلحہ کہاں ہیں وہ بال ان کو عنایت فرمائے

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَمَّا رَمٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَةَ وَنَحَرَ نُسُكَهٗ وَحَلَقَ نَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الْاَيْمَنَ فَحَلَقَهٗ ثُمَّ دَعَا اَبَا طَلْحَةَ الْاَنْصَارِىَّ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ الشِّقَّ الْاَيْسَرَ فَقَالَ احْلِقْ فَحَلَقَهٗ فَاَعْطَاهُ اَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ۔

ترجمہ وہی ہے۔

فائدہ: ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ اعمال حج میں سے نحر کے دن جب مزدلفہ سے لوٹ کر منیٰ میں آدیں تو چار عمل ضرور ہیں پہلے رمی جمرہ عقبہ قربانی کا ذبح پھر سر منڈانا یا کترانا پھر مکہ جا کر طواف افاضہ

کرنا اور اس کے بعد سعی کرنا اگر طواف قدوم کے بعد نہیں کی ہے اور اگر طواف قدوم کے بعد کر چکا ہے تو دوبارہ مکروہ بلکہ بدعت ہے جیسا اوپر گزر گیا اور ان چار دں عملوں کو اسی ترتیب سے بجالانا سنت ہے پھر اگر کسی نے کچھ الٹ پلٹ کیا تو بھی روا ہو گیا ان صحیح حدیثوں کے رو سے جو مسلم میں بعد اس کے آدینگی اور یہی مستحب ہے کہ جب منیٰ میں آوے تو پہلے کہیں نہ جاوے بلکہ سواری ہی پر سے جمرہ عقبہ کی رمی کرکے پھر اپنی منزل میں اترے اور اسی طرح مستحب ہے کہ قربانی کا نحر اور ذبح منیٰ میں ہو اگرچہ حرم میں کہیں بھی ہو تو روا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ منڈانا افضل ہے اور مستحب ہے کہ داہنی طرف سے شروع کرے منڈانے والا اپنے سر کو اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور جمہور کا بخلاف ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے کہ وہ کہتے ہیں کہ منڈانے والا بائیں طرف سے پہلے منڈاتے اور قول ان کا چونکہ خلاف روایات مذکورہ ہے اس لئے مردود ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی کے بال پاک ہیں اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور جمہور کا اور یہی صحیح ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تبرک ہیں اور ان کو رکھنا جائز ہے مگر بسند متصل معلوم ہوں کہ یہ آپ ہی کے بال ہیں اور یہ جو لوگ اس زمانہ میں موئے مبارک ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کا دعویٰ صحیح نہیں اس لئے کہ ان کی سند متصل تو کیا منقطع بھی بلکہ معضل بھی نہیں ہے تو ہی تو کیا ضعیف بھی پس غیر نبی کے بال کو نبی کا بال جاننا ناحق کا وبال مول لینا ہے اور گویا غیر نبی کو نبی کے برابر اپنی میزان خرد میں تول لینا ہے وَمَا هٰذَا اِلَّا ضَلَالٌ بَعِيْدٌ۔ اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ حجام کون تھا اور اس کا نام کیا تھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک کی حجۃ الوداع میں تو صحیح اور مشہور تو یہ ہے کہ یہ معمر بن عبداللہ عدوی ہیں اور بخاری میں لکھی یہی ہے کہ لوگوں نے کہا ہے کہ وہ معمر بن عبداللہ ہیں اور بعضوں نے کہ وہ خراش بن امیہ بن ربیعہ کلبی ہیں بضم کاف کہ منسوب ہیں کلیب بن حبشیہ کی طرف (نووی)

بَابُ جَوَازِ تَقْدِيْمِ الذَّبْحِ عَلَى الرَّمْيِ وَالْحَلْقِ عَلَى الذَّبْحِ وَعَلَى الرَّمْيِ وَتَقْدِيْمِ الطَّوَافِ عَلَيْهَا كُلِّهَا۔ رمی سے پہلے ذبح اور ذبح اور رمی سے پہلے حلق اور ان سب سے پہلے طواف کرنے کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ قَالَ وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ يَسْاَلُوْنَهٗ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ اَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَنْحَرَ فَقَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ ثُمَّ جَاءَهٗ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ اَشْعُرْ

ترجمہ: عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیچ منیٰ کے حجۃ الوداع میں کہ لوگ آپ سے مسئلہ پوچھیں سو ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میں نے نہ جانا اور سر منڈا لیا۔ قربانی کی نحر سے پہلے تو آپؐ نے

نَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِیَ فَقَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ
قَالَ فَمَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ اِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ

فرمایا اب قربانی ذبح کرلو اور کچھ حرج نہیں پھر
دوسرا آیا اور اس نے عرض کی کہ یارسول اللہؐ
میں نے نہ جانا اور قربانی ذبح کرلی رمی جمرہ کے
کے پہلے آپ نے فرمایا اب رمی کرلو اور کچھ
مضائقہ نہیں غرض اُن سے جس عمل کی تقدیم تاخیر
کو پوچھا یہی فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہیں اب کرلو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ
تَعَالٰی عَنْهُمَا يَقُوْلُ وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ فَطَفِقَ نَاسٌ يَسْاَلُوْنَهٗ
فَيَقُوْلُ الْقَائِلُ مِنْهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَمْ اَكُنْ
اَشْعُرُ اَنَّ الرَّمْیَ قَبْلَ النَّحْرِ فَنَحَرْتُ قَبْلَ الرَّمْیِ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْمِ وَلَا
حَرَجَ قَالَ وَطَفِقَ اٰخَرُ يَقُوْلُ اِنِّیْ لَمْ اَشْعُرْ اَنَّ
النَّحْرَ قَبْلَ الْحَلْقِ فَحَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَنْحَرَ فَيَقُوْلُ
انْحَرْ وَلَا حَرَجَ فَمَا سَمِعْتُهٗ سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ
اَمْرٍ مِمَّا يَنْسَى الْمَرْءُ وَيَجْهَلُ مِنْ تَقْدِيْمِ بَعْضِ
الْاُمُوْرِ قَبْلَ بَعْضٍ وَاَشْبَاهِهَا اِلَّا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْعَلُوْا ذٰلِكَ وَلَا حَرَجَ۔

ترجمہ :۔ عبداللہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار ہوکر کھڑے رہے اور
لوگ آپ سے مسئلہ پوچھنے لگے سو ایک نے کہا
یارسول اللہؐ میں نے نہ جانا کہ رمی نحر کے قبل
ضرور ہے اور میں نے نحر کرلیا رمی سے پہلے سو
آپؐ نے فرمایا کہ اب رمی کرلو اور کچھ مضائقہ نہیں
اور دوسرے نے کہا کہ میں نے نجانا کہ نحر قبل حلق
کے ہے اور حلق کرلیا قبل نحر کے تو آپؐ فرماتے تھے
کہ اب نحر کرلو اور کچھ حرج نہیں ہے راوی نے کہا
کہ میں نے یہی سنا کہ جس نے اُس دن آپؐ سے
کوئی ایسا کام پوچھا کہ جسے انسان بھول جاتا ہے
اور آگے پیچھے کرلیتا ہے اور اس کی مانند تو آپؐ نے
یہی فرمایا کہ اب کرلو اور کچھ حرج نہیں۔ کہا امام مسلم
علیہ الرحمۃ نے اور روایت کی ہم سے حسن علوانی نے
اُن سے یعقوب نے اُن سے اُن کے باپ نے
اُن سے صالح نے اُن سے ابن شہاب نے مثل حدیث
یونس کی جو زہری سے مروی ہو چکی آخر تک۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ
اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ
مَا كُنْتُ اَحْسِبُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّ كَذَا وَكَذَا
قَبْلَ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ كُنْتُ اَحْسِبُ اَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا لِهٰؤُلَاءِ

ترجمہ : عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نحر کے دن خطبہ پڑھا، اور
ایک شخص کھڑا ہوا اور اُس نے کہا یارسول اللہؐ آگے
وہی مضمون ہے جو اوپر کی روایتوں میں کئی بار گذرا
کہا مسلم نے اور روایت کی ہم سے یہی حدیث عبد
بن حمید نے اُن سے محمد بن بکر نے اور کہا مسلم

الثَّلَاثَةِ قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ۔

نے اور روایت کی مجھ سے سعید بن یحییٰ اُموی نے اُن سے اُن کے باپ نے اور سب نے روایت کی ابن جریج سے اسی اسناد سے مگر ابو بکر کی روایت مثل روایت عیسیٰ کی ہے مگر قول اُن کا کہ یہ تین چیزیں (یعنی رمی اور نحر اور حلق) یہ مذکور نہیں اور یحییٰ کی روایت میں یوں ہے کہ ایک نے کہا حلق کیا میں نے قبل نحر کے اور نحر کی قبل رمی کے اور اسی کی مانند۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ قَالَ فَاذْبَحْ وَلَا حَرَجَ قَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ۔

وہی مضمون ہے۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَاقَةٍ بِمِنًى فَجَاءَهُ رَجُلٌ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ۔

مضمون اس کا بھی وہی ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَتَاهُ رَجُلٌ يَوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ وَاقِفٌ عِنْدَ الْجَمْرَةِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ وَاَتَاهُ اٰخَرُ فَقَالَ اِنِّيْ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ وَاَتَاهُ اٰخَرُ فَقَالَ اِنِّيْ اَفَضْتُ اِلَى الْبَيْتِ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا رَاَيْتُهُ سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا قَالَ افْعَلُوْا وَلَا حَرَجَ

ترجمہ :- عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سُنا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اور اُن کے پاس ایک شخص آیا نحر کے دن اور جمرہ کے پاس آپ کھڑے ہوئے تھے سو اس نے عرض کی یا رسول اللہؐ میں نے سر منڈا لیا کنکریاں مارنے سے پہلے آپ نے فرمایا اب کنکریاں مار لو اور کچھ مضائقہ نہیں اور دوسرا آیا اور عرض کی کہ میں نے ذبح کیا رمی سے پہلے آپ نے فرمایا اب رمی کر لو اور کچھ حرج نہیں اور تیسرا آیا اور عرض کی کہ میں نے طواف افاضہ کیا بیت اللہ کا رمی سے پہلے۔ آپؐ نے فرمایا اب رمی کر لو اور کچھ حرج نہیں۔ راوی نے کہا اُس دن حضرتؐ سے جو چیز پوچھی کہ آگے پیچھے ہو گئی۔ آپ نے فرمایا اب کر لو اور کچھ حرج نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ لَهٗ فِي الذَّبْحِ

وہی مضمون ہے

وَالْحَلْقِ وَالرَّمْيِ وَالتَّقْدِيْمِ وَالتَّاخِيْرِ فَقَالَ لَا حَرَجَ

فائدہ: نحر کے دن چار کام ہیں اول رمی جمرہ عقبہ کی۔ پھر ذبح پھر حلق، پھر طواف افاضہ اور سنت بھی ہے کہ یہ چاروں کام اِسی ترتیب سے بجالائے اور یہی مذہب ہے سلف کا اور شافعیہ کا اور دلیل ان کی یہی روایات ہیں اور ان کا قول ہے کہ اگر کسی نے ان میں آگے پیچھے کیا کسی کام کو تو روا ہے اور اس پر فدیہ نہیں اور نہ قربانی ہے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مالک اور سعید بن جبیر اور حسن بصری اور نخعی اور قتادہ کا قول ہے کہ اس پر قربانی لازم ہے اور ایک قول شاذ ابن عباس کا بھی ایسا ہی ہے مگر ان سب روایات باب حجت ہیں اور ظاہر اس لفظ سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ حرج نہیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کو نہ گناہ ہے نہ اور کوئی چیز واجب ہے قربانی وغیرہ سے اور اگر کچھ واجب ہوتا تو آپ یہاں بیان اور تاخیر بیان کی اُس کے وقت سے روا نہیں ہے اور اس پر تو اجماع ہے کہ عامد اور بھولنے والا اس میں برابر ہے پھر جن کے نزدیک قربانی واجب ہے دونو پر واجب ہے اور جن کے نزدیک نہیں تو دونوں پر نہیں اور اتنا فرق ہے کہ قصداً کرنے والا خلاف سنت سے گنہگار ہوتا ہے اور بھولنے والا نہیں ہوتا اور یہ جو وارد ہوا کہ آپ اُونٹنی پر سوار ہو کر کھڑے رہے جیسا کہ عبداللہ کی روایت میں اوپر مذکور ہوا اس سے ثابت ہوا کہ ضرورت کے وقت سواری پر بیٹھنا روا ہے اگرچہ کہیں جانا منظور نہ ہو اور خطبہ پڑھا آپ نے نحر کے دن اور خطبہ حج کے شافعیہ کے نزدیک چار ہیں۔ اول مکہ میں کعبہ کے نزدیک ساتویں تاریخ کو ذی الحجہ کی دوسرا نمرہ میں عرفہ کے دن تیسرا منی میں نحر کے دن چوتھا پھر منیٰ میں ایام تشریق کے دوسرے دن میں اور یہ سب ایک ہی ایک خطبہ ہیں اور بعد نماز ظہر کے سوا اس خطبہ کے جو نمرہ میں ہے کہ وہ دو خطبہ ہیں اور قبل صلوٰۃ ظہر کے ہیں اور بعد زوال کے اور دلائل ان کے میں نے احادیث صحیحہ سے شرح مہذب میں بیان کئے ہیں ایسا ہی کہا نووی۔ نے شرح صحیح مسلم میں۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ طَوَافِ الْإِفَاضَةِ يَوْمَ النَّحْرِ۔ طواف افاضہ نحر کے دن بجالانا مستحب ہے

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَاضَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَلَّى الظُّهْرَ بِمِنًى قَالَ نَافِعٌ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُفِيْضُ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُصَلِّي الظُّهْرَ بِمِنًى وَيَذْكُرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهٗ۔

ترجمہ: - نافع نے ابن عمر سے روایت کی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے طواف افاضہ کیا نحر کے دن اور پھر لوٹے اور ظہر منی میں پڑھی۔ نافع نے کہا ابن عمر طواف افاضہ کرتے تھے۔ نحر کے دن اور پھر لوٹ کر ظہر پڑھتے تھے منی میں اور کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ طواف افاضہ نحر کے دن اول روز ہیں کر لینا مستحب ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ نُزُوْلِ الْمُحَصَّبِ يَوْمَ النَّفَرِ محصب میں اترنے کا بیان

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قُلْتُ اَخْبِرْنِىْ بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى قُلْتُ فَاَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْاَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ افْعَلْ مَا يَفْعَلُ اُمَرَاءُكَ

ترجمہ: عبدالعزیز رفیع کے فرزند نے کہا کہ پوچھا میں نے انس بن مالک سے کہ خبر دو مجھے جو تم نے یاد رکھا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترویہ کے دن (یعنے آٹھویں تاریخ) نماز ظہر کہاں پڑھی انہوں نے کہا منیٰ میں۔ پھر میں نے کہا کہ نماز عصر کہاں پڑھی کوچ کے دن کہا ابطح میں پھر کہا کہ کرو تم جیسا کرتے ہیں تمہارے حاکم لوگ۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوْا يَنْزِلُوْنَ الْاَبْطَحَ

ترجمہ: عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر ابطح میں اترا کرتے تھے۔

فائدہ:- ابطح وہی ہے جسے محصب کہتے ہیں۔

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَرَى التَّحْصِيْبَ سُنَّةً وَكَانَ يُصَلِّى الظُّهْرَ يَوْمَ النَّفْرِ بِالْحَصْبَةِ قَالَ نَافِعٌ قَدْ حَصَّبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْخُلَفَاءُ بَعْدَهٗ

ترجمہ: نافع نے ابن عمر سے روایت کی کہ وہ محصب میں اترنے کو سنت جانتے تھے اور ظہر وہیں پڑھتے تھے نحر کی۔ نافع نے کہا کہ محصب میں اترے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد اترے ہیں خلیفہ آپ کے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ نُزُوْلُ الْاَبْطَحِ لَيْسَ بِسُنَّةٍ اِنَّمَا نَزَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهٗ كَانَ اَسْمَحَ لِخُرُوْجِهٖ اِذَا خَرَجَ

ترجمہ:- عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ محصب میں اترنا کچھ واجب نہیں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو صرف اس لئے وہاں اترے ہیں کہ وہاں سے نکلنا آسان تھا جب مکہ سے آپ نکلے۔

عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ

ترجمہ: ہشام سے اسی اسناد سے وہی مضمون مروی ہوا۔

عَنْ سَالِمٍ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَابْنَ عُمَرَ كَانُوْا يَنْزِلُوْنَ الْاَبْطَحَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَاَخْبَرَنِىْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّهَا لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُ ذٰلِكَ وَقَالَتْ اِنَّمَا

ترجمہ، سالم نے کہا کہ ابوبکر و عمر ابطح میں اترتے تھے۔ زہری نے کہا کہ مجھے عروہ نے خبر دی جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ وہ نہیں وہاں اترتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

نَزَلَهٗ رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهٗ كَانَ مَنْزِلًا اَسْمَحَ لِخُرُوْجِهٖ

علیہ وسلم جو وہاں اُترتے تھے تو اس لئے کہ وہاں سے روانہ ہو جانا مکہ سے آسان تھا۔

عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ لَيْسَ التَّحْصِيْبُ بِشَيْءٍ اِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: عطاء نے کہا کہ ابن عباس نے فرمایا کہ محصب میں اُترنا کچھ سنت و واجب نہیں وہ تو ایک منزل ہے کہ وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُترے ہیں۔

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ رَافِعٍ لَمْ يَاْمُرْنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَنْزِلَ الْاَبْطَحَ حِيْنَ خَرَجَ مِنْ مِّنًى وَلٰكِنِّيْ جِئْتُ فَضَرَبْتُ فِيْهِ قُبَّةً فَجَاءَ فَنَزَلَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فِيْ رِوَايَةِ صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ ابْنَ يَسَارٍ وَفِيْ رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ قَالَ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ وَكَانَ عَلٰى ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ابورافع نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم نہیں کیا تھا کہ میں اتروں ابطح میں جب آپ منیٰ سے نکلے مگر میں آیا اور میں نے وہاں قبہ لگادیا پھر آپ آئے اور وہاں اُتر پڑے، ابوبکر کی روایت میں صالح سے یوں ہے کہ انھوں نے کہا سنا میں نے سلیمان بن یسار سے اور قتیبہ کی روایت میں ہے کہ ابورافع نے کہا اور ابورافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان پر مقرر تھے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ نَنْزِلُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ غَدًا بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ۔

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کل ہم خدا چاہے گا تو خیف بنی کنانہ میں اُتریں گے جہاں کافروں نے کفر پر قسم کھائی تھی آپس میں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِمِنًى نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ وَذٰلِكَ اَنَّ قُرَيْشًا وَبَنِيْ كِنَانَةَ حَالَفَتْ عَلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ اَنْ لَا يُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا يُبَايِعُوْهُمْ حَتّٰى يُسْلِمُوْا اِلَيْهِمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ يَعْنِيْ بِذٰلِكَ الْمُحَصَّبَ

ترجمہ: ابوہریرہ نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منیٰ میں کہ کل ہم خیف بنی کنانہ میں اترنے والے ہیں جہاں کافروں نے کفر پر قسم کھائی تھی اور کیفیت اس کی یہ تھی کہ قریش نے اور بنی کنانہ نے قسم کھائی تھی کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب سے یعنی اُن کے قبیلوں سے نہ نکاح کریں نہ خرید فروخت کریں جب تک وہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے سپرد نہ کردیں اور مراد خیف بنی کنانہ سے محصب ہے (تفصیل اُس کی آگے آویگی انشاء اللہ تعالیٰ)۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْزِلُنَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اِذَا فَتَحَ اللّٰهُ الْخَیْفُ حَیْثُ تَقَاسَمُوا عَلَی الْکُفْرِ۔

ترجمہ: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر خدا نے چاہا اور فتح دی تو منزل ہماری خیف ہے جہاں قسم کھائی انھوں نے یعنی کافروں نے کفر پر۔

فائدہ: غرض یہ کہ محصب میں اُترنا اس میں اختلاف تھا صحابہ کا کوئی اس کو منزل اتفاقی کہتے تھے اور یہاں اُترنا مسنون نہ جانتے تھے اور کوئی اسے اقتدائے رسول جانکر مستحب ٹھیراتے تھے۔ چنانچہ امام شافعی اور مالک اور جمہور کے نزدیک مستحب ہے بنظر اقتدائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و پیروی خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین مگر اس پر اتفاق ہے کہ اگر کسی نے اس کو ترک کیا تو اس پر کچھ الزام نہیں اور مستحب ہے کہ وہاں ظہر، عصر، مغرب اور عشا پڑھے اور کچھ رات تک ٹھیرے یا ساری رات بنظر اقتدائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور محصب اور ابطح اور حصبہ اور بطحاء اور خیف بنی کنانہ یہ سب نام ایک ہی مقام کے ہیں اور اصل میں خیف اس زمین کو کہتے ہیں کہ نشیب میں واقع ہو۔ پہاڑ کے دامن میں اور وہاں سے مدینہ منورہ کا سیدھا راستہ ہے اسی کے لئے کہا کہ وہاں سے نکلنا آسان ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم وہاں اتریں گے اس لئے کہ اللہ پاک کا حکم ہے کہ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰهُ یعنی نہ کہنا کسی کو کہ کل میں اس کو کروں گا مگر یوں کہنا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا اور کفار نے جب حضرت مکہ معظمہ میں تھے آپس میں قسم کھائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کو مکہ سے نکال دیں اسی خیف بنی کنانہ کی گھاٹی میں اور آپس میں ایک اقرار نامہ لکھا اور طرح طرح کے لغویات اس میں تحریر کئے اور قطع رحم اور کفر پر کمر باندھی اور اس اقرار نامہ کو کعبہ میں لٹکا دیا۔ اللہ پاک نے ایک دیمک کو مقرر کیا کہ وہ سارا کاغذ کھا گئی۔ صرف اللہ اور رسول کا نام اس میں رہ گیا اور جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر دی اور آپ نے اپنے چچا ابو طالب کو خبر دی اور وہ ان کافروں کے پاس آئے اور یہ امر ظاہر کیا۔ پھر اُنھوں نے وہ کاغذ نکال کر دیکھا اور ویسا ہی پایا۔ چنانچہ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ وہاں اُترنا آپ کا شکر الٰہی کے ارادہ سے تھا کہ اس نعمت کا شکر بجا لاویں کہ اللہ تعالیٰ نے دین کو ظاہر کیا اور عاجزوں کو غالب اور کافروں کو مغلوب فرمایا ایسا ہی کہا نووی نے۔

بَابُ وُجُوْبِ الْمَبِیْتِ بِمِنًی لَیَالِیَ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ وَالتَّرْخِیْصِ فِیْ تَرْکِهٖ لِاَهْلِ السِّقَایَةِ
شب کو رہنا منیٰ میں ایام تشریق میں واجب ہے اور جو لوگ مکہ میں زمزم پلاتے ہوں اُن کو رخصت ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اِسْتَاْذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت مانگی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ رات کو منیٰ کی راتوں میں مکہ میں

اَنْ يَّبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ اَجْلِ سِقَايَتِهٖ فَاَذِنَ لَهٗ۔

رہیں اس لئے کہ ان کو زمزم پلانے کی خدمت تھی۔

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ۔

ترجمہ: عبیداللہ سے اسی اسناد سے یہی مضمون مروی ہے۔

فائدہ: اس روایت سے دو مسئلے معلوم ہوئے اول یہ کہ منیٰ کی راتوں میں رات کو منیٰ ہی میں رہنا ضرور ہے اور اس پر اتفاق ہے علماء کا مگر اس میں اختلاف ہے کہ یہ واجب ہے کہ سنت ہے امام شافعی کے اس میں دو قول ہیں۔ صحیح قول یہ ہے کہ واجب ہے اور مالک اور احمد کا بھی یہی مقولہ ہے دوسرا قول یہ ہے کہ سنت ہے اور اسی کے قائل ہیں۔ ابن عباس اور حسن اور ابو حنیفہ غرض جس نے واجب کہا ہے اور اس نے کہا ہے کہ اس کے تارک پر قربانی واجب ہوتی ہے اور جس نے سنت کہا ہے وہ تارک کے لئے قربانی مستحب کہتا ہے اور کس قدر وہاں رہنا واجب ہے اس میں بھی اختلاف ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول ہیں صحیح یہ ہے کہ اکثر رات میں رہنا ضرور ہے۔ دوسرے یہ کہ ایک ساعت ہر رات میں دوسرا مسئلہ یہ ہی کہ جو لوگ زمزم پلاتے ہیں ان کو شب کو منیٰ میں رہنا ضرور نہیں بلکہ ان کو ضرور ہے کہ مکہ میں جاویں اور رات کو زمزم پلادیں اور حوضوں میں پانی بھریں کہ پینے والے فراغت سے پئیں اور امام شافعی کے نزدیک یہ اولاد عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جو زمزم پلانے والا ہو اس کو رخصت ہے کہ منیٰ میں نہ رہے اور اسیطرح جو نیا شخص زمزم پلانے کا التزام کرے اُس کو بھی رخصت ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ رخصت خاص آلِ عباس کو ہے۔ بعضوں نے کہا خاص عباس کو تھی اور بعضوں نے کہا بنی عباس ہیں سے بنی ہاشم کو خاص ہے غرض یہ چار قول ہیں اصحاب شافعیہ کے اور صحیح ان میں پہلا ہی قول ہے اور پانی پلانا خاص حق ہے آلِ عباس کا اس لئے کہ ایام جاہلیت میں یہ خدمت خاص تھی۔ عباس کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہی کے لئے قرار دی اور ہمیشہ اُن ہی کے واسطے ہو نووی نے ایسا ہی کہا ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْقِيَامِ بِالسِّقَايَةِ وَالثَّنَاءِ عَلٰى اَهْلِهَا وَاسْتِحْبَابِ الشُّرْبِ مِنْهَا۔ حج میں پانی پلانے کی فضیلت کا بیان

عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَاَتَاهُ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ مَالِيْ اَرٰى بَنِيْ عَمِّكُمْ يَسْقُوْنَ الْعَسَلَ وَاللَّبَنَ وَاَنْتُمْ تَسْقُوْنَ النَّبِيْذَ اَمِنْ حَاجَةٍ بِكُمْ اَمْ مِنْ بُخْلٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

ترجمہ: بکر بن عبداللہ مزنی نے کہا کہ میں ابن عباس کے پاس بیٹھا ہوا تھا کعبہ کے نزدیک کہ ایک گاؤں کا آدمی آیا اور اس نے کہا کیا سبب ہے کہ میں تمہارے چچا کی اولاد کو دیکھتا ہوں کہ وہ شربت اور دودھ پلاتے ہیں اور تم کھجور کا شربت پلاتے ہو کیا تم نے محتاجی کے سبب سے اسے اختیار کیا ہے یا بخیلی کی وجہ سے تو ابن عباس

عَنْهُمَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا بِنَا حَاجَةٌ وَّلَا بُخْلٌ وَّلٰكِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَخَلْفَهٗ اُسَامَةُ فَاسْتَسْقٰى فَاَتَيْنَاهُ بِاِنَاءٍ مِّنْ نَّبِيْذٍ فَشَرِبَ وَسَقٰى فَضْلَهٗ اُسَامَةَ وَقَالَ اَحْسَنْتُمْ فَاَجْمَلْتُمْ كَذَا فَاصْنَعُوْا فَلَا نُرِيْدُ نُغَيِّرُ مَا اَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ الحمد للہ نہ ہمکو محتاجی ہے نہ بخیلی۔ اصل وجہ اس کی یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اپنی اونٹنی پر اور اُن کے پیچھے اسامہ تھے اور آپ نے پانی مانگا۔ سو ہم ایک پیالہ کھجور کے شربت کا لائے اور آپ نے پیا اور اس میں سے جو بچا وہ اسامہ کو پلایا اور آپ نے فرمایا کہ تم نے خوب اچھا کام کیا اور ایسا ہی کیا کرو۔ سو ہم اس کو بدلنا نہیں چاہتے جس کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دے چکے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے فضیلت پلانے کی ثابت ہوئی اور پلانے والوں کی تعریف نکلی اور آخر میں جو ابن عباس نے فرمایا کہ ہم بدلنا نہیں چاہتے الخ اس سے ثابت ہوا اصل مذہب صحابہ کا کہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ تغیر کریں کسی امر میں خواہ تغیر صفات کا ہو۔ مثلاً کسی طاعت کے اعداد یا اوقات یا تعینات میں تغیر کریں۔ یا کسی عبادت کے کاموں میں کوئی صفت یا عدد اپنی طرف سے بڑھا دیں یا گھٹا دیں کہ یہ سب منجملہ احداث ہیں اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا اور طریقہ ہے جماعت اصحاب کا اور اس سے رد ہو گئے تمام امور محدثہ اور اوامر و نواہی مبتدعہ ذلک المقصود۔

بَابُ الصَّدَقَةِ بِلُحُوْمِ الْهَدَايَا وَجُلُوْدِهَا وَجِلَالِهَا وَلَا يُعْطَى الْجَزَّارُ مِنْهَا شَيْئًا وَّجَوَازُ الْاِسْتِنَابَةِ فِي الْقِيَامِ عَلَيْهَا۔ قربانیوں کے گوشت اور کھالیں اور جھولیں صدقہ کر دینے کا بیان اور قصاب کو اس میں کچھ نہ دینے کا ذکر اور اس کے لئے نائب کرنیکا جواز

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَقُوْمَ عَلٰى بُدْنِهٖ وَاَنْ اَتَصَدَّقَ بِلُحُوْمِهَا وَجُلُوْدِهَا وَاَجِلَّتِهَا وَاَنْ لَّا اُعْطِيَ الْجَزَّارَ مِنْهَا قَالَ نَحْنُ نُعْطِيْهِ مِنْ عِنْدِنَا۔

ترجمہ: حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں آپ کے قربانی کے اونٹوں پر کھڑا رہوں اور ان کا گوشت اور کھالیں اور جھولیں خیرات کر دوں اور قصاب کی مزدوری اُس میں سے نہ دوں اور حضرت علی نے فرمایا کہ مزدوری قصاب کی ہم اپنے پاس سے دیں گے

عن عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ۔

ترجمہ: وہی مضمون اس سند سے آیا ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا اَجْرُ الْجَازِرِ۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہی مضمون مروی ہوا مگر اس میں قصاب کی مزدوری کا ذکر نہیں ہے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُ اَنْ يَقُومَ عَلٰى بُدْنِهِ وَاَمَرَهُ اَنْ يَقْسِمَ بُدْنَهُ كُلَّهَا لُحُومَهَا وَجُلُودَهَا وَجِلَالَهَا فِي الْمَسَاكِينِ وَلَا يُعْطِيَ فِي جِزَارَتِهَا مِنْهَا شَيْئًا۔

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ کھڑے ہوں وہ آپ کے قربانی کے اونٹوں اور حکم دیا کہ سارا گوشت اور جھولیں ان کی خیرات کر دیں مسکینوں کو اور قصاب کی مزدوری اس میں سے کچھ نہ دیں۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِمِثْلِهِ۔

ترجمہ: وہی مضمون ہے۔

فائدہ: بدنہ کا استعمال اکثر حدیث اور کتب فقہ میں اونٹ پر آتا ہے مگر اہل لغت نے گائے اور بکری پر بھی اطلاق کیا ہے اور اس حدیث سے کئی مسئلے ثابت ہوئے۔ اول معلوم ہوا کہ قربانی کا لے جانا مستحب ہے۔ دوسرے اس کے ذبح اور نحر کے لئے کسی کو نائب کرنا درست ہے تیسرے خود نحر و ذبح کرنا مستحب ہے۔ چوتھی گوشت اور کھال اور جھول سب تقسیم و خیرات کرنا ضرور ہے۔ پانچویں اجرت قصاب کی اس میں سے نہ دینا چاہیئے۔ چھٹے ثابت ہوئے کہ اجرت قصاب کی حلال اور درست ہے اور مذہب شافعیہ کا یہ ہے کہ فروخت کرنا کھال کا درست نہیں نہ گوشت وغیرہ کا اور نہ اس سے گھر میں نفع لینا خواہ وہ قربانی واجب ہو یا مستحب اور یہی قول ہے عطا اور نخعی اور مالک اور احمد اور اسحٰق کا اور ابن منذر ابن عمر اور اسحٰق اور احمد سے راوی ہیں کہ اس میں کچھ حرج نہیں کہ کھال اس کی بیچ ڈالیں اور اس کی قیمت خیرات کر دیں اور ابو ثور نے بھی اجازت دی ہے بیچنے کی اور نخعی اور اوزاعی نے بھی کہا ہے کہ اس کے عوض میں کچھ مضائقہ نہیں اگر چھلنی اور سوپ اور ترازو وغیرہ خرید لیں اور حسن بصری نے کہا ہے کہ اجرت جزار میں کھال دینا روا ہے مگر یہ خلاف سنت ہے اور یہ قول حسن بصری کا خلاف حدیث ہے۔ اس لئے مردود ہے اور قاضی عیاض نے کہا ہے کہ جھول ڈالنا خاص اونٹ پر ہے اور سنت ہے اور سلف سے مروج ہے اور مالک اور شافعی وغیرہ نے کہا ہے کہ بعد کوہان چیرنے کے جھول ڈالی جائے کہ خون میں نہ بھرے اور کہا ہے قیمت جھول کی بھی اونٹ کی حیثیت کے موافق ہو یعنی جیسی قیمت کا قربانی کا اونٹ ہو اس کے مناسب جھول بھی ہو جیسے مثل مشہور ہے شملہ بمقدار علم۔

بَابُ جَوَازِ الْاِشْتِرَاكِ فِي الْهَدْيِ ـ قربانی میں شریک ہونے کا بیان

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ

ترجمہ: جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نحر کیا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ کے سال اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور بیل سات آدمیوں کی طرف سے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَشْتَرِكَ فِي الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ كُلُّ سَبْعَةٍ مِّنَّا فِي بَدَنَةٍ۔

ترجمہ: جابر نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کا احرام باندھ کر نکلے اور آپ نے ہم کو حکم دیا کہ شریک ہو جاویں اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی ہم میں کے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ اشْتَرَكْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ كُلُّ سَبْعَةٍ فِي بَدَنَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ لِجَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَيُشْتَرَكُ فِي الْبَدَنَةِ مَا يُشْتَرَكُ فِي الْجَزُوْرِ قَالَ مَا هِيَ إِلَّا مِنَ الْبُدْنِ وَحَضَرَ جَابِرٌ الْحُدَيْبِيَةَ قَالَ نَحَرْنَا يَوْمَئِذٍ سَبْعِيْنَ بَدَنَةً اشْتَرَكْنَا كُلُّ سَبْعَةٍ فِي بَدَنَةٍ

ترجمہ: جابر نے کہا شریک ہوئے ہم ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج اور عمرہ میں سات سات آدمی ایک بدنہ میں ایک شخص نے جابر سے کہا کہ کیا بدنہ میں بھی اتنے ہی آدمی شریک ہو سکتے ہیں جتنے جزور میں ہوتے ہیں تو جابر نے کہا کہ بدنہ اور جزور تو ایک ہی چیز ہے (یعنے دونوں اونٹ کو کہتے ہیں) اور حاضر ہوئے جابر حدیبیہ میں تو انھوں نے کہا کہ نحر کیا ہم نے ستر اونٹ اور ہر اونٹ میں سات آدمی شریک تھے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يُحَدِّثُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَمَرَنَا إِذَا أَحْلَلْنَا أَنْ نُّهْدِيَ وَيَجْتَمِعَ النَّفَرُ مِنَّا فِي الْهَدِيَّةِ وَذٰلِكَ حِيْنَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَحِلُّوْا مِنْ حَجِّهِمْ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ بیان کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کا حال تو کہا کہ حکم کیا ہم کو آپ نے کہ جب ہم احرام کھول ڈالیں تو قربانی کریں اور چند آدمی ہم میں سے ایک ایک قربانی میں شریک ہو جائیں۔ اور یہ جب ہوا کہ آپ نے حجۃ الوداع میں جب احرام حج کا عمرہ کروا کے کھلوا دیا تھا۔

فائدہ:۔ ان حدیثوں سے شراکت قربانی میں ثابت ہوئی اور اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ مذہب شافعی یہی ہے کہ شراکت روا ہے خواہ قربانی واجب ہو خواہ مستحب اور برابر ہے کہ بعض شریکوں پر واجب ہو اور بعض کی نیت صرف قرب الٰہی ہو اور بعض صرف گوشت کھانے کا ارادہ رکھتے ہوں غرض سب کی شراکت درست ہے اور دلیل ان کی یہی حدیثیں ہیں اور امام احمد اور جمہور اور داؤد ظاہری کا قول

کہ شراکت ہدی تطوع میں روا ہے نہ واجب میں اور یہی قول ہے بعض مالکیہ کا اور مالکیہ نے کہا کہ مطلق شراکت روا نہیں مگر یہ قول بالکل خلاف احادیث صحیحہ ہے۔ لہٰذا مسموع نہیں اور ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ شراکت جب درست ہے کہ سب کی نیت تقرب الی اللہ کی ہو اور نہیں تو نہیں (یعنی کوئی گوشت کھانے کی نیت اس میں نہ رکھتا ہو) اور شراکت بکری میں جائز نہیں ہے اس میں سب کا اتفاق ہے اور ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور ہر ایک جانور ان میں سے گویا سات بکریوں کے برابر ہے۔ یہانتک کہ اگر کسی پر سات قربانیاں ہوں تو ایک اونٹ کرنا اس کو سب کو کافی ہو جاویگا اور جابر کی آخیر روایت سے معلوم ہوا کہ متمتع پر قربانی واجب ہے اور واجب قربانی میں بھی شراکت درست ہے اور اس سے امام مالک کا قول اور داؤد ظاہری وغیرہ کا رد ہو گیا اور اسی روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تمتع کی قربانی بعد عمرہ کے ذبح کر ڈالے اور قبل احرام حج کے اور اس میں اختلاف بھی ہے مگر صحیح یہی ہے کہ بعد عمرہ کے ذبح کرے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَتَمَتَّعُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ فَنَذْبَحُ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ نَشْتَرِكُ فِيْهَا۔

ترجمہ: جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم تمتع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں ایک گائے میں سات آدمی شریک ہو جاتے تھے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا بَقَرَةً يَوْمَ النَّحْرِ۔

ترجمہ: جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے ایک گائے ذبح کی نحر کے دن

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَقُوْلُ نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَائِهٖ وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ بَكْرٍ عَنْ عَائِشَةَ بَقَرَةً فِيْ حَجَّتِهٖ۔

ترجمہ: جابر سے وہی مضمون مروی ہوا کہ آپ نے اپنی سب بیبیوں کی طرف سے اور ابن بکر کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ کی طرف سے ایک گائے ذبح کی اپنے حج میں۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ نَحْرِ الْإِبِلِ قِيَامًا مَّعْقُوْلَةً

اونٹ کے کھڑے رکھکر نحر کرنے کا بیان

عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَتٰى عَلٰى رَجُلٍ وَّهُوَ يَنْحَرُ بَدَنَتَهٗ بَارِكَةً فَقَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُّقَيَّدَةً سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ عبد اللہ بن عمر نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اونٹ کو بٹھا کر نحر کرتا ہے تو کہا کہ اس کو اٹھا لو اور پیر باندھ دو اور نحر کرو یہ سنت

تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اونٹ کو بایاں پیر اس کے آگے کا باندھ کر کھڑا کر کے نحر کرنا سنت ہے کہ وہ تین پیروں پر کھڑا ہو اور بقر اور بکری کو لٹا کر ذبح کرنا چاہیئے اور تین پیر گلے کے بھی باندھ دینا چاہیئے اور ایک داہنا کھلا رہے اور یہی مذہب شافعی علیہ الرحمۃ کا ہے کہ اونٹ کھڑے کر کے نحر کریں اور مالک اور احمد اور جمہور کا اور ابو حنیفہ اور ثوری کے نزدیک کھڑے بیٹھے دونوں برابر ہے اور یہ خلاف احادیث ہے لہٰذا مردود ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ بَعْثِ الْهَدْيِ إِلَى الْحَرَمِ لِمَنْ لَا يُرِيدُ الذَّهَابَ بِنَفْسِهِ وَاسْتِحْبَابِ تَقْلِيدِهِ وَفَتْلِ الْقَلَائِدِ وَأَنَّ بَاعِثَهُ لَا يَصِيرُ مُحْرِمًا وَلَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ شَيْءٌ بِسَبَبِ ذٰلِكَ۔ قربانی کے حرم میں بھیجنے کا بیان

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْدِي مِنَ الْمَدِينَةِ فَأَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِهِ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے قربانی روانہ کر دیتے تھے اور میں اُن کے گلوں کے ہار بٹ دیا کرتی تھی۔ پھر وہ کسی چیز سے پرہیز نہیں کیا کرتے تھے جیسے محرم پرہیز کیا کرتا ہے۔

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

ترجمہ: ابن شہاب سے وہی مضمون مروی ہوا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيَّ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے آپ کو دیکھتی ہوں کہ میں بٹا کرتی تھی رسول اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کے ہار، آگے وہی مضمون ہے جو اوپر گذرا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تَقُولُ كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ ثُمَّ لَا يَعْتَزِلُ شَيْئًا وَلَا يَتْرُكُهُ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کے ہار بٹا کرتی تھی اپنے ہاتھوں سے پھر آپ کوئی چیز نہ چھوڑتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ أَشْعَرَهَا وَقَلَّدَهَا ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى الْبَيْتِ

ترجمہ: وہی مضمون ہے

وَاَقَامَ بِالْمَدِیْنَۃِ فَمَا حَرُمَ عَلَیْہِ شَیْءٌ کَانَ لَہٗ حِلًّا۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَبْعَثُ بِالْھَدْیِ اَفْتِلُ قَلَائِدَھَا بِیَدَیَّ ثُمَّ لَا یُمْسِکُ عَنْ شَیْءٍ لَا یُمْسِکُ عَنْہُ الْحَلَالُ

ترجمہ:۔ وہی مضمون ہے

عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَتْ اَنَا فَتَلْتُ تِلْکَ الْقَلَائِدَ مِنْ عِھْنٍ کَانَ عِنْدَنَا فَاَصْبَحَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَلَالًا یَاْتِیْ مَا یَاْتِی الْحَلَالُ مِنْ اَھْلِہٖ وَیَاْتِیْ مَا یَاْتِی الرَّجُلُ مِنْ اَھْلِہٖ۔

ترجمہ: اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے ہار بٹے ہیں اُون سے جو رنگی ہوئی تھی ہمارے پاس اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان حلال رہے (یعنی قربانی بھیج کر) اور اپنی بی بیوں سے صحبت کرتے تھے جیسے حلال لوگ کرتے ہیں (یعنی جنکو احرام نہیں ہوتا)

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَتْ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ اَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِھَدْیِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَنَمِ فَیَبْعَثُ بِہٖ ثُمَّ یُقِیْمُ فِیْنَا حَلَالًا۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے کو دیکھ چکی ہوں کہ بٹتی تھی ہار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کی بکریوں کے لئے اور آپ ان کو بھیج کر پھر حلال رہتے تھے (یعنی محروم نہ ہوتے تھے۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَتْ رُبَّمَا فَتَلْتُ الْقَلَائِدَ لِھَدْیِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیُقَلِّدُ ھَدْیَہٗ ثُمَّ یَبْعَثُ بِہٖ ثُمَّ یُقِیْمُ لَا یَجْتَنِبُ شَیْئًا مِمَّا یَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ۔

ترجمہ: وہی مضمون ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَتْ اَھْدٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّۃً اِلَی الْبَیْتِ غَنَمًا فَقَلَّدَھَا۔

ترجمہ: جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار بکریاں بھیجیں بیت اللہ کو اور ان کے گلے میں ہار ڈالا۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَتْ کُنَّا نُقَلِّدُ الشَّاءَ فَنُرْسِلُ بِھَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَلَالٌ لَمْ یَحْرُمْ عَنْہُ شَیْءٌ۔

ترجمہ: اوپر کی روایتوں سے معلوم ہوگا۔

عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ ابْنَ زِيَادٍ كَتَبَ اِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ مَنْ اَهْدٰى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتّٰى يُنْحَرَ الْهَدْيُ وَقَدْ بَعَثْتُ بِهَدْيِيْ فَاكْتُبِيْ اِلَيَّ بِاَمْرِكِ قَالَتْ عَمْرَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ اَبِيْ فَلَمْ يَحْرُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ اَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهٗ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ

ترجمہ: عمرہ عبدالرحمٰن کی بیٹی نے کہا کہ ابن زیاد نے جناب عائشہ صدیقہؓ کو لکھا کہ عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ جس نے قربانی بھیجی اس پر حرام ہو چکیں وہ چیزیں جو حاجی پر حرام ہوتی ہیں۔ جب تک کہ قربانی ذبح نہ ہو اور میں نے قربانی روانہ کی ہے سو جو حکم ہو مجھے لکھو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ ابن عباس نے جیسا کہا ویسا نہیں ہے۔ میں نے خود بٹے ہیں ہار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کے اور آپ نے ان کے گلے میں ڈال کر میرے باپ کے ساتھ قربانی روانہ کردی اور کوئی چیز آپ پر حرام نہ ہوئی اس کے ذبح تک جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر حلال کی تھی

عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَهِيَ مِنْ وَّرَاءِ الْحِجَابِ تُصَفِّقُ وَتَقُوْلُ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ بِيَدَيَّ ثُمَّ يَبْعَثُ بِهَا وَمَا يُمْسِكُ عَنْ شَيْءٍ مِّمَّا يُمْسِكُ عَنْهُ الْمُحْرِمُ حَتّٰى يُنْحَرَ هَدْيُهٗ۔

ترجمہ:۔ مسروق نے کہا کہ میں نے جناب عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سنا کہ وہ پردے کی آڑ میں دستک دیتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ میں بٹا کرتی تھی ہار قربانی کے اپنے ہاتھوں سے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو روانہ کر دیتے تھے اور پھر اس کے ذبح تک کسی چیز سے پرہیز نہ کرتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا بِمِثْلِهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: وہی مضمون اسی سند سے بھی مروی ہوا۔

فائدہ: ان سب روایتوں سے کئی مسئلے معلوم ہوگئے۔ (۱) قربانی بھیجنا حرم میں مستحب ہے (۲) جو خود نہ جا سکے دوسرے کے ہاتھ روانہ کردے (۳) قربانی کے گلے میں ہار ڈالنا کوہان کو چیرنا مستحب ہے۔ (۴) ہار ڈالنا بکری اور اونٹ اور گائے سب میں مستحب ہے (۵) ہار بٹنا مستحب ہے (۶) جو قربانی روانہ کرے محرم نہیں ہوتا کافہ علماء کے نزدیک اور یہی مذہب صحیح ہے اور جس نے خلاف کیا اس کا قول بسبب مخالفت حدیث کے مسموع نہیں۔ (۷) مالک اور ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہار ڈالنا صرف اونٹ اور گائے میں مستحب ہے اور یہ تخصیص بھی حضرت عائشہؓ کی روایت سے باطل ہے کہ اس میں بکری بھی مذکور ہے (۸) اور ابن زیاد جو اوپر روایت میں وارد ہوا ہے یہ غلطی ہے صحیح زیاد ابن سفیان ہے اور ایسا ہی بخاری اور موطا اور سنن ابی داؤد وغیرہ میں ہے اور ابن زیاد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا زمانہ نہیں پایا۔ (نووی)

بَابُ جَوَازِ رُكُوبِ الْبَدَنَةِ الْمُهْدَاةِ لِمَنِ احْتَاجَ اِلَيْهَا

قربانی کے اونٹ پر بوقت ضرورت سوار ہونا روا ہے

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا بَدَنَةٌ فَقَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّانِيَةِ اَوْ فِي الثَّالِثَةِ

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کا اونٹ کھینچ رہا ہے آپ نے فرمایا اس پر سوار ہو جا۔ اُس نے عرض کی قربانی کا ہے۔ پھر فرمایا۔ اس نے پھر وہی عرض کی آپ نے تیسری یا دوسری بار فرمایا۔ خرابی ہو تیری سوار ہو جا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت اس پر سوار ہونا روا ہے اور شافعی کے نزدیک بغیر ضرورت روا نہیں۔ اور اس طرح سوار ہوئے کہ اسے تکلیف نہ ہو یعنی جانور کو اور یہی مقول ہے مالک اور ایک اور جماعت کا اور دوسری روایت مالک کی اور قول احمد اور اسحٰق کا یہ ہے کہ بغیر ضرورت بھی روا ہے اور اہل ظاہر کا مذہب بھی یہی ہے اور یہ حدیث ان کی دلیل ہے اور ابوحنیفہ کا قول ہے نہایت مجبوری کے وقت روا ہے

عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ بَيْنَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَدَنَةً مُقَلَّدَةً

ترجمہ: ابی الزناد کی روایت میں بھی وہی مضمون ہے اور اس میں ہے کہ اس اونٹ کے گلے میں ہار بھی تھا۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ بَيْنَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَدَنَةً مُقَلَّدَةً قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلَكَ ارْكَبْهَا فَقَالَ بَدَنَةٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَيْلَكَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ ارْكَبْهَا

ترجمہ: ابوہریرہ نے کئی حدیثیں روایت کیں ان میں یہ بھی تھی کہ ایک شخص ایک اونٹ کو کھینچ رہا تھا جو اونٹ مقلد تھا (یعنے اس کے گلے میں ہار پڑا ہوا تھا۔) تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہو تیری اس پر سوار ہولے خرابی ہے تیری اُس عرض کی یا رسول اللہ یہ قربانی کا ہے۔ آپ نے پھر فرمایا سوار ہولے خرابی ہے تیری۔

لطیفہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقلد ہونا جانوروں کا کام ہے اور حضرت نے اور صحابہ نے جو مقلد بنایا تو جانوروں کو بنایا اور عاملان حدیث کی سواریاں ہیں۔ پس وائے ہے ان لوگوں پر جو آدمی کی صورت ہو کر مقلد بننا چاہتے ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ

ترجمہ: وہی مضمون ہے۔

يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ انَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ـ

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَدَنَةٍ فَذَكَرَ بِمِثْلِهٖ ـ

ترجمہ: مضمون مثل روایت سابق ہے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا سُئِلَ عَنْ رُكُوْبِ الْهَدْيِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوْفِ اِذَا اُلْجِئْتَ اِلَيْهَا حَتّٰى تَجِدَ ظَهْرًا

ترجمہ: جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے قربانی کے اونٹ پر سوار ہونے کو پوچھا تو انھوں نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اس پر ایسی طرح سوار ہو کہ تکلیف نہ دو اور جب تمہیں ضرورت ہو اور سواری نہ ملے۔

عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ سَاَلْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رُكُوْبِ الْهَدْيِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوْفِ حَتّٰى تَجِدَ ظَهْرًا

ترجمہ:۔ وہی مضمون ہے۔

بَابُ مَا يَفْعَلُ بِالْهَدْيِ اِذَا عَطِبَ فِي الطَّرِيْقِ

جب قربانی کا جانور راہ میں چل نہ سکے تو کیا کرے

عَنْ مُوْسَى بْنِ سَلَمَةَ الْهُذَلِيِّ قَالَ انْطَلَقْتُ اَنَا وَسِنَانُ ابْنُ سَلَمَةَ مُعْتَمِرَيْنِ قَالَ وَانْطَلَقَ سِنَانٌ مَعَهُ بِبَدَنَةٍ يَسُوْقُهَا فَاَزْحَفَتْ عَلَيْهِ بِالطَّرِيْقِ فَعَيِيَ بِشَانِهَا اِنْ هِيَ اُبْدِعَتْ كَيْفَ يَاْتِيْ بِهَا فَقَالَ لَئِنْ قَدِمْتُ الْبَلَدَ لَاَسْتَحْفِيَنَّ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ فَاَضْحَيْتُ فَلَمَّا نَزَلْنَا الْبَطْحَاءَ قَالَ انْطَلِقْ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا نَتَحَدَّثْ اِلَيْهِ قَالَ فَذَكَرَ لَهُ شَانَ بَدَنَتِهٖ فَقَالَ عَلَى الْخَبِيْرِ سَقَطْتَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسِتَّ عَشَرَةَ بَدَنَةً مَعَ رَجُلٍ وَ

ترجمہ:۔ موسیٰ بن سلمہ نے کہا میں اور سنان دونوں عمرے کو چلے اور سنان کے ساتھ ایک قربانی کا اونٹ تھا کہ اسے کھینچتے تھے اور وہ راہ میں تھک گیا اور یہ اس کا حال دیکھ کر عاجز ہوئے کہ اگر یہ بالکل رہ گیا تو اسے کیونکر لاؤں گا اور کہنے لگے کہ اگر میں بلد پہنچا تو اس کا حکم بخوبی دریافت کروں گا۔ پھر اتنے میں پہر دن چڑھا اور ہم بطحا میں اُترے اور سنان نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس چلو کہ ان سے ذکر کریں غرض اُن سے جا کر ذکر کیا۔ انھوں نے کہا تم نے خبردار شخص کو پایا۔ اب سنو جو جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے

أَمْرَهُ فِيهَا قَالَ مَضَى ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا أُبْدِعَ عَلَيَّ مِنْهَا قَالَ انْحَرْهَا ثُمَّ اصْبُغْ نَعْلَيْهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ اجْعَلْهُ عَلَى صَفْحَتِهَا وَلَا تَأْكُلْ مِنْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ

سولہ اونٹ ایک شخص کے ساتھ روانہ کئے اور وہ چلا پھر لوٹ آیا اور پوچھا یا رسول اللہؐ اگر اُن میں سے کوئی تھک جاوے تو کیا کروں آپؐ نے فرمایا کہ اُسے نحر کردو اور اس کے گلے کی جوتیاں (جو ہار میں لٹکائی ہیں تاکہ معلوم ہو کہ یہ قربانی کا جانور ہے) اس کے خون میں رنگ کر اس کے کوہان میں چھاپا مار دو اور اس میں سے نہ تم کھاؤ نہ تمہارا کوئی رفیق۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَمَانَ عَشْرَةَ بَدَنَةً مَعَ رَجُلٍ ثُمَّ ذَكَرَهُ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَ الْحَدِيثِ

ترجمہ: ابن عباس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کے روانہ کرنے کا مضمون ہے مگر اس میں اٹھارہ اونٹ مذکور ہے اور باقی مضمون وہی ہے اور اول کا قصہ سنان وغیرہ کا اس میں نہیں ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ ذُؤَيْبًا أَبَا قَبِيصَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْعَثُ مَعَهُ بِالْبُدْنِ ثُمَّ يَقُولُ إِنْ عَطِبَ مِنْهَا شَيْءٌ فَخَشِيتَ عَلَيْهِ مَوْتًا فَانْحَرْهَا ثُمَّ اغْمِسْ نَعْلَهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ اضْرِبْ بِهِ صَفْحَتَهَا وَلَا تَطْعَمْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ۔

ترجمہ: عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ذویب نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ قربانی کے اونٹ روانہ کئے اور فرمایا کہ اگر کوئی ان میں سے تھک جاوے اور مرنے کا ڈر ہو تو اس کو نحر کرنا اور اس کی جوتیاں خون میں ڈبو کر اس کے کوہان میں چھاپا مار دینا اور نہ تم کھانا اور نہ تمہارا کوئی رفیق۔

فائدہ: جب کوئی قربانی راہ میں تھک جاوے تو اس کا حکم یہی ہے جو مذکور ہوا اور اس کا کھانا صاحبِ قربانی اور اس کے ساتھ والوں کو حرام ہے۔ خواہ وہ اس کے شامل ہوں کھانے پینے میں یا جدا ہوں اور امام شافعی کے نزدیک اگر وہ قربانی نفل کی ہے تو کھانا کھلانا اور بیچنا وغیرہ اس کا سب روا ہے اور اگر ہدی نذر کی ہے تو اس کو ذبح کرنا اور چھوڑ دینا۔ اگر ذبح نہ کیا اور وہ مر گئی تو اس بدل واجب ہے۔ اور گوشت اس کا امرار کو روا نہیں مطلقاً سوا مساکین کے اور مساکین بھی وہ جو اس قربانی والے قافلہ میں نہ ہوں۔ جمہور کا قول یہی ہے اور اس کے ضائع ہونے کا خوف اس وجہ سے نہیں کہ قافلے پے در پے آتے ہیں۔ دوسرا قافلہ آوے گا اُسے کھا لے گا۔

بَابُ وُجُوْبِ الطَّوَافِ الْوَدَاعِ وَسُقُوْطِهٖ عَنِ الْحَائِضِ

طواف وداع کا بیان اور حائضہ سے اس کے ساقط ہونے کا بیان

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُوْنَ فِىْ كُلِّ وَجْهٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْفِرَنَّ اَحَدٌ حَتّٰى يَكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِالْبَيْتِ قَالَ زُهَيْرٌ يَنْصَرِفُوْنَ كُلَّ وَجْهٍ وَلَمْ يَقُلْ فِىْ۔

ترجمہ: ابن عباس نے کہا کہ لوگ ادہر ادھر چل پھر رہے تھے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص کوچ نہ کرے جب تک چلتے وقت طواف نہ کرلے بیت اللہ کا زہیر کی روایت میں فی کا لفظ نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُمِرَ النَّاسُ اَنْ يَّكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ اِلَّا اَنَّهٗ خُفِّفَ عَنِ الْمَرْاَةِ الْحَائِضِ

ترجمہ: ابن عباس نے کہا کہ لوگوں کو حکم ہوا ہے کہ آخر میں بیت اللہ کے پاس سے ہو کر جاویں (یعنی طواف کر کے) اور حائضہ پر تخفیف ہوگئی (یعنے طواف وداع معاف ہے)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ طواف وداع واجب ہے اور اگر اس کو ترک کر دے تو دم لازم آتا ہے اور یہی صحیح مذہب ہے۔ شافعیہ کا اور اکثر علماء کا اور یہی قول ہے حسن بصری اور حکم اور حماد اور ثوری اور اور ابو حنیفہ اور احمد اور اسحق اور ابو ثور کا اور مالک اور داؤد اور ابن منذر نے کہا کہ وہ سنت ہے اور اس کے ترک سے کچھ لازم نہیں آتا اور مجاہد سے دونوں روایتیں آئی ہیں اور حائضہ عورت کو معاف ہے۔

عَنْ طَاوُسٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اِذْ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ تُفْتِىْ اَنْ تَصْدُرَ الْحَائِضُ قَبْلَ اَنْ يَّكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهَا بِالْبَيْتِ فَقَالَ لَهٗ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اِمَّا لَا فَسَلْ فُلَانَةَ الْاَنْصَارِيَّةَ هَلْ اَمَرَهَا بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَرَجَعَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَضْحَكُ وَهُوَ يَقُوْلُ مَا اَرَاكَ اِلَّا قَدْ صَدَقْتَ۔

ترجمہ: طاؤس نے کہا میں ابن عباس کے ساتھ تھا اور زید بن ثابت فتویٰ دیتے تھے کہ حائضہ عورت نکلنے سے پیشتر گو یا حیض کے پہلے طواف رخصت کرے سو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ اگر تم نہیں مانتے ہو تو فلانی انصار کی بی بی سے پوچھو کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کا حکم دیا ہے یا نہیں سو زید بن ثابت ابن عباس کے پاس لوٹ کر آئے اور بولے میں جانتا ہوں کہ آپ ہی سچ کہتے تھے

فائدہ: غرض یہ ضرور نہیں کہ پہلے سے طواف کر رکھے قبل چلنے کے کہ شاید چلتے وقت حیض آجاوے بلکہ حکم یہ ہے کہ چلتے وقت اگر حیض نہ ہو طواف کرے اور ہو تو معاف ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ وَعُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ حَاضَتْ صَفِیَّةُ بِنْتُ حُیَیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا بَعْدَ مَا اَفَاضَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا فَذَكَرْتُ حِیْضَتَهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحَابِسَتُنَا هِیَ قَالَتْ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا قَدْ كَانَتْ اَفَاضَتْ وَطَافَتْ بِالْبَیْتِ ثُمَّ حَاضَتْ بَعْدَ الْاِفَاضَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَنْفِرْ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے فرمایا کہ صفیہ کو حیض آگیا اور میں نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ ہم کو روکنے والی ہے میں نے عرض کی کہ وہ طواف افاضہ کر چکی ہیں تب حائضہ ہوئی ہیں۔ آپ نے فرمایا تو کوچ کریں۔

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَتْ طَمِثَتْ صَفِیَّةُ بِنْتُ حُیَیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا زَوْجُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بَعْدَ مَا اَفَاضَتْ طَاهِرًا بِمِثْلِ حَدِیْثِ الْبَیْتِ

ترجمہ: مضمون وہی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّهَا ذَكَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ صَفِیَّةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَدْ حَاضَتْ بِمَعْنٰی حَدِیْثِ الزُّهْرِیِّ۔

ترجمہ: وہی مضمون ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ كُنَّا نَتَخَوَّفُ اَنْ تَحِیْضَ صَفِیَّةُ قَبْلَ اَنْ تُفِیْضَ قَالَتْ فَجَاءَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَابِسَتُنَا صَفِیَّةُ قُلْنَا قَدْ اَفَاضَتْ قَالَ فَلَا اِذًا۔

ترجمہ: وہی مضمون جو اوپر بیان ہو چکا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ صَفِیَّةَ بِنْتَ حُیَیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَدْ حَاضَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا اَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ بِالْبَیْتِ قَالُوْا بَلٰی قَالَ فَاخْرُجْنَ۔

ترجمہ: وہی مضمون ہے صفیہ کا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَادَ مِنْ صَفِیَّةَ بَعْدَ مَا یُرِیْدُ الرَّجُلُ مِنْ اَھْلِہٖ فَقَالُوْا اِنَّھَا حَائِضٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّھَا لَحَابِسَتُنَا قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّھَا قَدْ زَارَتْ یَوْمَ النَّحْرِ قَالَ فَلْتَنْفِرْ مَعَکُمْ

ترجمہ: جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ ارادہ ہوا جو مرد کو اپنی بی بی سے ہوتا ہے تو عرض ہوئی کہ وہ حائض ہیں آپ نے فرمایا تو ہم کو روکا چاہتی ہیں ۔عرض کی کہ وہ نحر کے دن طواف افاضہ کر چکی ہیں تب فرمایا تمھارے ساتھ کوچ کریں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَتْ لَمَّا اَرَادَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّنْفِرَ اِذَا صَفِیَّةُ عَلٰی بَابِ خِبَائِھَا کَئِیْبَةً حَزِیْنَةً فَقَالَ عَقْرٰی حَلْقٰی اِنَّکِ لَحَابِسَتُنَا ثُمَّ قَالَ لَھَا اَکُنْتِ اَفَضْتِ یَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِیْ۔

ترجمہ: جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب حضرت نے کوچ کا ارادہ کیا صفیہ اپنے خیمہ کے دروازے پر غمگین اداس تھیں آپ نے فرمایا بانجیں سر مونڈیاں کیا ہم کو روکتی ہیں ۔پھر ان سے فرمایا کیا تم نے نحر کے دن طواف افاضہ کیا ہے ۔انھوں نے عرض کی جی ہاں آپ نے فرمایا چلو (یعنی طواف وداع معاف)۔

عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِیْثِ الْحَکَمِ غَیْرَ اَنَّھُمَا لَا یَذْکُرَانِ کَئِیْبَةً حَزِیْنَةً

ترجمہ: مضمون وہی ہے مگر اس میں غمگین اداس کا لفظ نہیں۔

فائدہ:- ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ طواف وداع تو حائضہ کو معاف ہے اور طواف افاضہ رکن ہے کہ بغیر اس کے ادا کئے حائضہ روانہ نہیں ہو سکتی، اور اگر وہ اپنے وطن چلی گئی بغیر طواف افاضہ کے تو محرم رہے گی اور معلوم ہوا کہ طواف افاضہ کو طواف زیارت بھی کہنا روا ہے اور مالک نے کہا کہ مکروہ ہے ۔مگر ان کی کوئی دلیل معتبر نہیں۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ دُخُوْلِ الْکَعْبَةِ ۔ کعبہ کے اندر جانا مستحب ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْکَعْبَةَ ھُوَ وَاُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ فَاَغْلَقَھَا عَلَیْہِ ثُمَّ مَکَثَ فِیْھَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فَسَاَلْتُ بِلَالًا حِیْنَ خَرَجَ مَا صَنَعَ

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن طلحہ داخل ہوئے کعبہ میں اور دروازہ بند کر لیا اور آپ ٹھیرے پھر ابن عمر نے بلال سے پوچھا جب نکلے کہ کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو انھوں نے کہا کہ تین کھمبے اپنے بائیں کئے اور ایک داہنے اور

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ جَعَلَ عَمُوْدَیْنِ عَنْ یَسَارِہٖ وَعَمُوْدًا عَنْ یَمِیْنِہٖ وَثَلَاثَۃَ اَعْمِدَۃٍ وَّرَآءَہٗ وَکَانَ الْبَیْتُ یَوْمَئِذٍ عَلٰی سِتَّۃِ اَعْمِدَۃٍ ثُمَّ صَلّٰی

اور تین پیچھے اور کعبہ کے اندر ان دنوں چھ کھمبے تھے پھر نماز پڑھی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْفَتْحِ فَنَزَلَ بِفِنَآءِ الْکَعْبَۃِ وَاَرْسَلَ اِلٰی عُثْمَانَ ابْنِ طَلْحَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فَجَاءَ بِالْمِفْتَحِ فَفَتَحَ الْبَابَ ثُمَّ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ وَّاُسَامَۃُ ابْنُ زَیْدٍ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَاُمِرَ بِالْبَابِ فَاُغْلِقَ فَلَبِثُوْا فِیْہِ مَلِیًّا ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ فَبَادَرْتُ النَّاسَ فَلَقِیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَارِجًا وَّبِلَالٌ عَلٰی اَثَرِہٖ فَقُلْتُ لِبِلَالٍ ھَلْ صَلّٰی فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ اَیْنَ قَالَ بَیْنَ الْعَمُوْدَیْنِ تِلْقَاءَ وَجْھِہٖ قَالَ وَنَسِیْتُ اَنْ اَسْاَلَہٗ کَمْ صَلّٰی۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے فتح مکہ کے دن اور کعبہ کے میدان میں اترے اور عثمان بن طلحہ کے پاس کہلا بھیجا اور وہ کنجی لائے اور دروازہ کھولا اور آپ اور بلال اور اسامہ اور عثمان بن طلحہ اندر گئے اور دروازے کو حکم دیا کہ بند کردو اور تھوڑی دیر ٹھیرے۔ پھر دروازہ کھولا۔ پھر میں سب لوگوں سے پہلے آپ سے ملا۔ کعبہ باہر اور بلال آپ کے پیچھے تھے سو بلال سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ اُنھوں نے کہا ہاں میں نے کہا کہاں اُنھوں نے کہا کہ دو کھمبوں کے بیچ میں اپنے منہ کے سامنے اور میں بھول گیا کہ پوچھوں کتنی پڑھی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ اَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ عَلٰی نَاقَۃٍ لِّاُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ حَتّٰی اَنَاخَ بِفِنَآءِ الْکَعْبَۃِ ثُمَّ دَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَۃَ فَقَالَ اُئْتِنِیْ بِالْمِفْتَاحِ فَذَھَبَ اِلٰی اُمِّہٖ فَاَبَتْ اَنْ تُعْطِیَہٗ فَقَالَ وَاللّٰہِ لَتُعْطِیْنَہٗ اَوْ لَیَخْرُجَنَّ ھٰذَا السَّیْفُ مِنْ صُلْبِیْ قَالَ فَاَعْطَتْہُ اِیَّاہُ فَجَاءَ بِہٖ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَہٗ اِلَیْہِ فَفَتَحَ الْبَابَ ثُمَّ ذَکَرَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ حَمَّادِ بْنِ زَیْدٍ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس سال مکہ فتح ہوا اُسامہ کی اونٹنی پر سوار کعبہ کے آنگن میں آئے اور اونٹنی کو بٹھایا اور عثمان کو بلایا اور فرمایا کنجی لاؤ وہ اپنی ماں کے پاس گئے اور اُنھوں نے نہ دی۔ پھر عثمان نے کہا کہ تم کنجی دیدو نہیں تو یہ تلوار میری پیٹھ سے پار ہو جاوے گی تب دی اور وہ لیکر حضرت کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کو دی۔ آپ نے دروازہ کھولا۔ آگے وہی مضمون ہے جو اوپر گذرا حماد کی روایت میں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْبَیْتَ وَمَعَہٗ اُسَامَۃُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ فَاَجَافُوْا عَلَیْھِمُ الْبَابَ طَوِیْلًا ثُمَّ فُتِحَ فَکُنْتُ اَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَلَقِیْتُ بِلَالًا فَقُلْتُ اَیْنَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَ الْعَمُوْدَیْنِ الْمُقَدَّمَیْنِ فَنَسِیْتُ اَنْ اَسْاَلَہٗ کَمْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

نے کہا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں گئے اور اسامہ اور بلال اور عثمان آپ کے ساتھ تھے اور لوگوں نے آپ کے جانے کے بعد دروازہ بند کر لیا۔ بڑی دیر تک۔ پھر دروازہ کھولا تو سب کے پہلے میں اندر گیا اور میں بلال سے ملا اور کہا کہ کہاں نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ انھوں نے کہا دو کھمبوں کے بیچ میں جو آگے اور میں بھولا کہ اُن سے یہ نہ پوچھا کہ کتنی نماز پڑھی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ انْتَھٰی اِلَی الْکَعْبَۃِ وَقَدْ دَخَلَھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ وَاُسَامَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا وَاَجَافَ عَلَیْھِمْ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ الْبَابَ قَالَ فَمَکَثُوْا فِیْہِ مَلِیًّا ثُمَّ فُتِحَ الْبَابُ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَقِیْتُ الدَّرَجَۃَ فَدَخَلْتُ الْبَیْتَ اَیْنَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ھٰھُنَا قَالَ وَنَسِیْتُ اَنْ اَسْاَلَھُمْ کَمْ صَلّٰی۔

ترجمہ:۔ وہی مضمون ہے۔

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْبَیْتَ ھُوَ وَاُسَامَۃُ بْنُ زَیْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ فَاَغْلَقُوْا عَلَیْھِمْ فَلَمَّا فَتَحُوْا کُنْتُ فِیْ اَوَّلِ مَنْ وَلَجَ فَلَقِیْتُ بِلَالًا فَسَاَلْتُہٗ ھَلْ صَلّٰی فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ صَلّٰی بَیْنَ الْعَمُوْدَیْنِ الْیَمَانِیَیْنِ۔

ترجمہ: وہی مضمون ہے پر اس میں اتنا ہی کہ راوی نے کہا کہ نماز پڑھی آپ نے یمانی دو کھمبوں کے بیچ میں۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ

ترجمہ:۔ سالم بن عبداللہ نے اپنے باپ سے روایت کی اُنھوں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ وَلَمْ يَدْخُلْهَا مَعَهُمْ ثُمَّ اُغْلِقَتْ عَلَيْهِمْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَاَخْبَرَنِيْ بِلَالٌ اَوْ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ جَوْفِ الْكَعْبَةِ بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ۔

علیہ وسلم کو کعبہ میں گئے اور اسامہ اور بلال اور عثمان بھی اور کوئی ان کے ساتھ نہ گیا۔ پھر دروازہ بند کر دیا۔ عبداللہ نے کہا کہ خبر دی مجھے بلال نے یا عثمان نے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی کعبہ کے اندر دو یمانی کھمبوں کے بیچ میں۔

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَسَمِعْتَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِنَّمَا اُمِرْتُمْ بِالطَّوَافِ وَلَمْ تُؤْمَرُوْا بِدُخُوْلِهِ قَالَ لَمْ يَكُنْ يَنْهٰى عَنْ دُخُوْلِهِ وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَخَلَ الْبَيْتَ دَعَا فِيْ نَوَاحِيْهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ فِيْهِ حَتّٰى خَرَجَ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ فِيْ قُبُلِ الْبَيْتِ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ قُلْتُ لَهُ مَا نَوَاحِيْهَا اَفِيْ زَوَايَاهَا قَالَ بَلْ فِيْ كُلِّ قِبْلَةٍ مِّنَ الْبَيْتِ۔

ترجمہ:۔ ابن جریج نے کہا کہ میں نے عطا سے کہا کہ تم نے سنا ہے ابن عباس سے کہ وہ فرماتے تھے کہ تم کو حکم ہوا ہے طواف کا اور نہیں حکم ہوا ہے کعبہ کے اندر جانے کا۔ کہا عطا نے کہ وہ منع نہیں کرتے تھے اس کے اندر جانے سے مگر میں نے ان کو سنا کہ کہتے تھے کہ خبر دی مجھ کو اسامہ بن زید نے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب داخل ہوئے کعبہ میں تو ہر طرف اس میں دعا کی اور نماز نہیں پڑھی۔ پھر جب نکلے تو دو رکعت پڑھی قبلہ کے آگے اور فرمایا کہ یہی قبلہ ہے میں نے ان سے کہا کہ حکم ہے اس کے کناروں کا اور کیا حکم ہے اس کے کونوں میں نماز کا تو انہوں نے کہا کہ ہر طرف بیت اللہ شریف کے قبلہ ہے۔

فائدہ:۔ یہی قبلہ ہے یعنی قیامت تک اسی کی طرف نماز ہوگی اور یہ منسوخ نہ ہوگا جیسے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا منسوخ ہو چکا یا یہ مراد ہے کہ آپ نے گویا امام کا کھڑا ہونا سکھا دیا کہ امام کو مسنون یہی ہے کہ کعبہ کے سامنے کھڑا ہو اور اس کے کونوں اور کناروں میں نہ کھڑا ہو اگرچہ نماز ہر طرف سے روا ہے۔ مگر امام کی وہی جگہ مسنون ہے یا یہ مطلب ہے کہ قبلہ یہی کعبہ ہے نہ ساری مسجد جو اس کے گرد بنی ہے۔

فائدہ: اور ان سب روایتوں میں محدثین نے بلال کی روایت سے تمسک کیا ہے جس میں کعبہ کے اندر نماز کا ذکر ہے اور اسامہ کی روایت سے تمسک نہیں کیا اس لئے کہ بلال نے ایک امر زائد ثابت کیا اور مثبت مقدم ہے نافی پر اس لئے اس کو ترجیح ہوئی اور نماز سے مراد یہی نماز معہود ہے جس میں رکوع اور سجدہ ہوتا ہے اور اسی لئے ابن عمر نے کہا کہ میں بھول گیا کہ ان سے پوچھوں کتنی نماز پڑھی اور اسامہ کے نہ دیکھنے کا سبب شاید یہ ہو کہ یہ اور گوشہ میں ہوں اور دعا میں مشغول ہوں اور حضرت سے دور ہوں

بخلاف بلال کے کہ وہ جناب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہوں اور دروازہ بند ہونے سے اندھیرا بھی ہوا اور نماز آپ کی وہاں ملتی ہو اور علماء کا اختلاف ہے کعبہ کے اندر نماز ادا کرنے میں۔ بعضوں نے کہا ہے کہ جب کسی دیوار کی جانب یا دروازہ کی جانب ادا کرے اور دروازہ بند ہو تو نماز روا ہے خواہ نفل ہو خواہ فرض اور یہ قول ہے شافعی اور ثوری اور ابو حنیفہ اور جمہور اور احمد کا اور مالک نے کہا نفل مطلق صحیح ہے اور فرض اور وتر اور سنتیں فجر کی اور دو رکعتیں طواف کی جائز نہیں اور بعض اہل ظاہر اور اصبغ مالکی کا قول ہے کہ کوئی نماز اس میں صحیح نہیں نہ نفل نہ فرض اور جمہور کی دلیل یہی روایات بلال رضی اللہ عنہ کی ہیں اور جب نفل روا ہوا تو جائز ہے کہ فرض بھی روا ہو۔ پس مذہب جمہور قوی ہے اور عثمان بن طلحہ سے آپ نے کنجی لی۔ اور پھر بنی طلحہ کے سپرد کی اور فرمایا کہ ہمیشہ تمہارے ہی پاس رہے گی غرض سدانت کعبہ کی انھی کے خاندان میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اور جب تک ان میں کوئی لائق اور قابل ہو دوسرے کو دینا روا نہیں اور آپ کے اندر جانے کے بعد کعبہ کا دروازہ بند کر دیا کہ ہجوم خلائق نہ ہو اور آپ کا دل مطمئن، اور خاطر تسکین میں رہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فِیْهَا سِتُّ سَوَارٍ فَقَامَ عِنْدَ كُلِّ سَارِیَةٍ فَدَعَا وَلَمْ یُصَلِّ۔

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے کعبہ میں اور اس میں چھ کھمبے تھے سو ہر کھمبے کے پاس کھڑے ہو کر دعا کی اور نماز نہیں پڑھی۔

فائدہ: ان کی روایت نماز نہ پڑھنے کے باب میں کیونکر مقبول ہو سکتی ہے اس لئے کہ یہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھے کعبہ کے اندر بخلاف بلال رضی اللہ عنہ کے کہ وہ ساتھ تھے غرض بلال کی روایت کو ترجیح ہے کہ وہ مثبت ہیں اور یہ نافی۔

عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَدَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْبَیْتَ فِیْ عُمْرَتِهٖ قَالَ لَا

ترجمہ: اسمٰعیل نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے پوچھا جو صحابی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کیا داخل ہوئے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں اپنے عمرہ کی حالت میں۔ انھوں نے فرمایا کہ نہیں۔

فائدہ: مراد اس سے عمرہ قضا ہے کہ ساتویں سال ہجرت کے ہوا قبل فتح مکہ کے اور سبب اس وقت میں نہ جانے کا یہ تھا کہ کعبہ اندر بت رکھے تھے اور تصاویر تھے اور مشرک اسکو وہاں سے اٹھانے نہیں دیتے تھے جس سال مکہ فتح ہوا بت نکال دیئے گئے اور آپ داخل ہوئے اور نماز پڑھی اور تصاویر ہٹا دئے گئے۔

بَابُ نَقْضِ الْكَعْبَةِ وَبِنَاءِهَا : کعبہ کو توڑ کر بنانے کا بیان

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ

ترجمہ: جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَیْتَ وَلَجَعَلْتُهَا عَلٰٓی اَسَاسِ اِبْرَاهِیْمَ فَاِنَّ قُرَیْشًا حِیْنَ بَنَتِ الْبَیْتَ اسْتَقْصَرَتْ وَلَجَعَلْتُ لَهَا خَلْفًا۔

نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہاری قوم نے نیا نیا کفر نہ چھوڑا ہوتا تو میں کعبہ توڑتا اور اس کو ابراہیم علیہ السلام کی نیو پر بنا دیتا اس لئے کہ قریش نے جب بنایا کعبہ تو چھوٹا کر دیا اور میں اس میں ایک دروازہ پیچھے بھی بناتا۔ کہا مسلم علیہ الرحمۃ نے اور روایت کی ہم سے یہی حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے اور ابوکریب نے دونوں نے روایت کی ابن نمیر سے انھوں نے ہشام سے یہی حدیث اسی سند سے۔

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَمْ تَرَیْ اَنَّ قَوْمَكِ حِیْنَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوْا عَلٰی قَوَاعِدِ اِبْرَاهِیْمَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا تَرُدُّهَا عَلٰی قَوَاعِدِ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اُرٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَیْنِ اللَّذَیْنِ یَلِیَانِ الْحِجْرَ اِلَّا اَنَّ الْبَیْتَ لَمْ یُتَمَّمْ عَلٰی قَوَاعِدِ اِبْرَاهِیْمَ۔

ترجمہ: جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ تم نے نہیں دیکھا کہ جب تمہاری قوم نے کعبہ بنایا تو ابراہیم علیہ السلام کی نیوں سے کم کر دیا۔ سو میں نے میں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ کے آپ کیوں نہیں پھیر دیتے اس کو ابراہیم علیہ السلام کی نیوں پر سو آپ نے فرمایا کہ اگر تمہاری قوم نے نیا نیا کفر نہ چھوڑا ہوتا تو میں البتہ ایسا کرتا۔ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ بیشک یہ سنا ہوگا جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس لئے میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھونا ان دونوں کونوں کا اسی واسطے چھوڑ دیا کہ بیت اللہ ابراہیم علیہ السلام کی نیووں پر نہیں تھا۔

فائدہ: پس اگر ان دونوں کونوں کو چھوتے تو پورے کعبہ کا طواف نہ ہوتا بلکہ کچھ زمین کعبہ کے اندر کی جو حطیم کی جانب میں ہے طواف سے رہ جاتی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَوْلَا اَنَّ قَوْمَكِ حَدِیْثُوْا عَهْدٍ بِجَاهِلِیَّةٍ اَوْ قَالَ بِكُفْرٍ لَاَنْفَقْتُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَجَعَلْتُ بَابَهَا بِالْاَرْضِ وَلَاَدْخَلْتُ فِیْهَا مِنَ الْحِجْرِ۔

ترجمہ: جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا کہ اگر تمہاری قوم نئی نئی جاہلیت کو نہ چھوڑی ہو یا کفر کو تو میں کعبہ کا خزانہ اللہ کی راہ میں صرف کر دیتا (یعنی جہاد میں) اور اس میں دروازے زمین کے برابر بناتا اور حطیم کو کعبہ میں ملا دیتا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ حَدَّثَتْنِيْ خَالَتِيْ يَعْنِيْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِشِرْكٍ لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ فَأَلْزَقْتُهَا بِالْأَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ بَابًا شَرْقِيًّا وَبَابًا غَرْبِيًّا وَزِدْتُ فِيْهَا سِتَّةَ أَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ فَإِنَّ قُرَيْشًا اقْتَصَرَتْهَا حَيْثُ بَنَتِ الْكَعْبَةَ۔

ترجمہ: وہی مضمون ہے مگر یہ زیادہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں کعبہ کو گرا کر زمین سے اس کے دروازے ملا دیتا اور دو دروازے رکھتا ایک شرق کی جانب دوسرا غرب کی طرف اور چھ ہاتھ حطیم میں سے زمین میں ملا دیتا اس لئے کہ قریش نے جب بنایا تو چھوٹا کر دیا۔

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ لَمَّا احْتَرَقَ الْبَيْتُ زَمَنَ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ حِيْنَ غَزَاهُ أَهْلُ الشَّامِ فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ تَرَكَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ حَتّٰى قَدِمَ النَّاسُ الْمَوْسِمَ يُرِيْدُ أَنْ يُجَرِّئَهُمْ أَوْ يُحَرِّبَهُمْ عَلٰى أَهْلِ الشَّامِ فَلَمَّا صَدَرَ النَّاسُ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَشِيْرُوْا عَلَيَّ فِي الْكَعْبَةِ أَنْقُضُهَا ثُمَّ أَبْنِيْ بِنَاءَهَا أَوْ أُصْلِحُ مَا وَهٰى مِنْهَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَإِنِّيْ قَدْ فُرِقَ لِيْ رَأْيٌ فِيْهَا أَرٰى أَنْ تُصْلِحَ مَا وَهٰى مِنْهَا وَتَدَعَ بَيْتًا أَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَأَحْجَارًا أَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهَا وَبُعِثَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لَوْ كَانَ أَحَدُكُمُ احْتَرَقَ بَيْتُهُ مَا رَضِيَ حَتّٰى يُجِدَّهُ فَكَيْفَ بَيْتُ رَبِّكُمْ إِنِّيْ مُسْتَخِيْرٌ رَبِّيْ ثَلَاثًا ثُمَّ عَازِمٌ عَلٰى أَمْرِيْ فَلَمَّا مَضَى الثَّلَاثُ أَجْمَعَ رَأْيَهُ عَلٰى أَنْ يَنْقُضَهَا فَتَحَامَاهُ النَّاسُ أَنْ يَنْزِلَ بِأَوَّلِ النَّاسِ يَصْعَدُ فِيْهِ أَمْرٌ مِنَ السَّمَاءِ حَتّٰى صَعِدَهُ رَجُلٌ فَأَلْقٰى مِنْهُ حِجَارَةً فَلَمَّا لَمْ يَرَهُ النَّاسُ أَصَابَهُ شَيْءٌ تَتَابَعُوْا فَنَقَضُوْهُ حَتّٰى بَلَغُوْا بِهِ الْأَرْضَ فَجَعَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ

ترجمہ: عطاء نے کہا کہ جب کعبہ جل گیا یزید بن معاویہ کے زمانہ میں جبکہ مکہ میں آن کر شام والے لڑے تھے اور جو حال ہوا اس کا وہ ہوا اور ابن زبیر نے کعبہ شریف کو ویسا ہی رہنے دیا یہاں تک کہ لوگ موسم حج میں جمع ہوئے اور ابن زبیر کا ارادہ تھا کہ لوگوں کو خانہ کعبہ دکھا کر جرأت دلا دیں اُن کو اہل شام کی لڑائی پر یا ان کو تجربہ کریں کہ انھیں کچھ حمیت دین ہے یا نہیں۔ پھر جب لوگ آگئے تو اُنھوں نے کہا اے لوگو مشورہ دو مجھے خانۂ متبرکہ کعبہ کے لئے کہ میں اُسے توڑ کر نئے سرے سے بناؤں یا جو اس میں بودا ہو گیا ہے اسے درست کر دوں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ مجھے ایک رائے سوجھی ہے اور میں تو یہ جانتا ہوں کہ تم صرف جو اُن میں بودا ہو گیا ہے اس کی مرمت کر دو اور خانۂ کعبہ کو ویسا ہی رہنے دو، جیسا کہ لوگوں کے وقت تھا اور انہی پتھروں کو رہنے دو جن کے اوپر لوگ مسلمان ہوئے ہیں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں تو ابن زبیر نے کہا کہ اگر تم میں سے کسی کا گھر جل جاوے تو اس کا دل کبھی نہ چاہے جب تک نیا نہ بنا دے پھر تمہارے رب کا گھر تو اس سے

أَعْمِدَةً فَسَتَرَ عَلَيْهَا السُّتُورَ حَتَّى ارْتَفَعَ بِنَاؤُهُ وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِنِّي سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا تَقُولُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا أَنَّ النَّاسَ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ وَلَيْسَ عِنْدِي مِنَ النَّفَقَةِ مَا يُقَوِّينِي عَلَى بِنَائِهِ لَكُنْتُ أَدْخَلْتُ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ خَمْسَ أَذْرُعٍ وَلَجَعَلْتُ لَهَا بَابًا يَدْخُلُ النَّاسُ مِنْهُ وَبَابًا يَخْرُجُونَ مِنْهُ قَالَ فَأَنَا الْيَوْمَ أَجِدُ مَا أُنْفِقُ وَلَسْتُ أَخَافُ النَّاسَ قَالَ فَزَادَ فِيهِ خَمْسَ أَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ حَتَّى أَبْدَى أُسًّا نَظَرَ النَّاسُ إِلَيْهِ فَبَنَى عَلَيْهِ الْبِنَاءَ وَكَانَ طُولُ الْكَعْبَةِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ ذِرَاعًا فَلَمَّا زَادَ فِيهِ اسْتَقْصَرَهُ فَزَادَ فِي طُولِهِ عَشَرَ أَذْرُعٍ وَجَعَلَ لَهُ بَابَيْنِ أَحَدُهُمَا يُدْخَلُ مِنْهُ وَالْآخَرُ يُخْرَجُ مِنْهُ فَلَمَّا قُتِلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَتَبَ الْحَجَّاجُ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُخْبِرُهُ بِذٰلِكَ وَيُخْبِرُهُ أَنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَدْ وَضَعَ الْبِنَاءَ عَلَى أُسٍّ نَظَرَ إِلَيْهِ الْعُدُولُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ الْمَلِكِ إِنَّا لَسْنَا مِنْ تَلْطِيخِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِي شَيْءٍ أَمَّا مَا زَادَ فِي طُولِهِ فَأَقِرَّهُ وَأَمَّا مَا زَادَ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ فَرُدَّهُ إِلَى بِنَائِهِ وَسُدَّ الْبَابَ الَّذِي فَتَحَهُ فَنَقَضَهُ وَأَعَادَهُ إِلَى بِنَائِهِ۔

کہیں افضل ہے اس کا کیا حال ہے اور میں اپنے رب سے استخارہ کرتا ہوں تین بار پھر مصمم ارادہ کرتا ہوں اپنے کام کا۔ پھر جب تین بار استخارہ ہو چکا ان کی رائے میں آیا کہ خانہ مبارک کو توڑ کر بنا دیں اور جو لوگ خوف کرنے لگے کہ ایسا نہ ہو جو شخص کہ پہلے خانہ کعبہ کے اوپر توڑنے کو چڑھے اس پر کوئی بلائے آسمانی نازل نہ ہو (اس سے معلوم ہوا کہ مالک اس گھر کا وہ ہے اور تمام صحابہ کا یہی عقیدہ تھا) یہاں تک کہ ایک شخص چڑھا اور اس میں سے ایک پتھر گرا دیا۔ پھر جب لوگوں نے دیکھا کہ اس پر کوئی بلا نہ اتری تو ایک دوسرے پر گرنے لگے اور خانہ مبارک کو ڈھا کر زمین تک پہنچا دیا اور ابن زبیر نے چند ستون کھڑے کر کے اُن پر پردہ ڈال دیا (تاکہ لوگ اسی پردہ کی طرف نماز پڑھتے رہیں اور مقام کعبہ کو جانتے رہیں اور وہ بڑھتے پڑھتے رہے) یہاں تک کہ دیواریں اس کی اونچی ہو گئیں اور ابن زبیر نے کہا کہ میں نے جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے کہ فرماتی تھیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ نئے نئے کفر نہ چھوڑے ہوتے اور میرے پاس اتنا خرچ بھی نہیں ہے کہ اس کو بنا سکوں۔ ورنہ میں پانچ گز حطیم سے کعبہ کے اندر داخل کر دیتا اور ایک دروازہ تو اس میں ایسا رہنے دیتا کہ لوگ اس میں سے داخل ہوتے اور دوسرا ایسا بناتا کہ لوگ اُس سے باہر جاتے پھر ابن زبیر نے کہا کہ ہم آج کے دن اتنا خرچ بھی رکھتے ہیں کہ اسے صرف کریں اور لوگوں کا خوف بھی نہیں۔ کہا راوی نے پھر ابن زبیر نے پانچ گز اس کی دیواریں زیادہ کر دیں حطیم کی جانب سے یہاں تک کہ نکلی وہاں پر ایک نیو کہ لوگوں نے اُسے خوب دیکھا (اور وہ نیو تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی) پھر اُسی نیو پر سے دیوار اٹھانا شروع کی اور طول کعبہ کا اٹھارہ ذراع تھا پھر جب اس میں زیادہ کیا تو چھوٹا نظر آنے لگا (یعنے حطیم زیادہ ہو گئی اور لمبان

کم نظر آنے لگی۔ سو اس کی لمبان میں بھی دس ذراع زیادہ کئے اور اس کے دو دروازے رکھے ایک میں سے اندر جاویں۔ دوسرے سے باہر آویں۔ پھر جب عبداللہ بن زبیر شہید ہوئے تو حجاج نے عبدالملک بن مروان کو یہ خبر لکھ بھیجی۔ اور لکھا کہ ابن زبیر نے جو بنا کی وہ اُن ہی نیووں پر کی جسکو معتبر لوگ مکہ کے دیکھ چکے ہیں (یعنی بنائے ابراہیم پر کی) سو عبدالملک نے اس کو جواب لکھا کہ ہم کو ابن زبیر کی لت پت سے کچھ کام نہیں اور تم ایسا کرو جو انھوں نے طول میں زیادہ کر دیا ہے اس کو تو رہنے دو اور جو حطیم کی طرف سے زیادہ کیا ہے اس کو نکال ڈالو اور پھر حالتِ اولیٰ پر بنا دو۔ اور وہ دروازہ چھوپ دو۔ جو کہ اُنھوں نے نیا کھولا ہے۔ غرض حجاج نے اُسے توڑ کر بنائے اول پر بنا دیا۔

عَنِ الْحَارِثِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِی رَبِیعَۃَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُبَیْدٍ وَفَدَ الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَلٰی عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ فِی خِلَافَتِهٖ فَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ مَا اَظُنُّ اَبَا خُبَیْبٍ یَعْنِی ابْنَ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا مَا كَانَ یَزْعُمُ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ مِنْهَا قَالَ الْحَارِثُ بَلٰی اَنَا سَمِعْتُهٗ مِنْهَا قَالَ سَمِعْتَهَا تَقُوْلُ مَاذَا قَالَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ قَوْمَكِ اسْتَقْصَرُوْا مِنْ بُنْیَانِ الْبَیْتِ وَلَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِهِمْ بِالشِّرْكِ اَعَدْتُ مَا تَرَكُوْا مِنْهُ فَاِنْ بَدَا لِقَوْمِكِ مِنْ بَعْدِیْ اَنْ یَّبْنُوْهُ فَهَلُمِّیْ لِاُرِیَكِ مَا تَرَكُوْا مِنْهُ فَاَرَاهَا قَرِیْبًا مِّنْ سَبْعَةِ اَذْرُعٍ هٰذَا حَدِیْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَیْدٍ وَّزَادَ عَلَیْهِ الْوَلِیْدُ بْنُ عَطَاءٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَجَعَلْتُ لَهَا بَابَیْنِ مَوْضُوْعَیْنِ

ترجمہ: حارث سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عبید نے کہا جو قاصد تھے حارث کے عبدالملک کے پاس جب عبدالملک خلیفہ تھا۔ غرض کہ عبدالملک نے عبداللہ سے کہا کہ مجھے گمان ہے کہ ابو حبیب یعنی عبداللہ بن زبیر جو دعویٰ کرتے ہیں کہ اُنھوں نے جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وہ حدیث سنی ہے (یعنے جس میں بنائے کعبہ کا ذکر ہے) تو وہ جھوٹ کہتے ہیں اُنھوں نے کچھ نہیں سنا۔ تب حارث نے کہا کہ نہیں بلکہ اصل یہ بات ہے کہ میں نے بھی جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ حدیث سنی ہے۔ عبدالملک کہا کہ تم نے کیا سنا ہے اُن سے تو حارث نے کہا کہ وہ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری قوم نے کعبہ کی بنا کو چھوٹا کر دیا اور اگر تمہاری قوم نے نیا شرک نہ چھوڑا ہوتا تو میں جتنا اُنھوں نے چھوڑ دیا ہے اس بنا دیتا۔ سو اگر تمہاری قوم کا ارادہ ہو کہ ویسا بنا دیں (جیسا میں چاہتا ہوں) میرے بعد تو آؤ میں دکھا دوں

فِي الْأَرْضِ شَرْقِيًّا وَغَرْبِيًّا وَهَلْ تَدْرِيْنَ لِمَ
كَانَ قَوْمُكِ رَفَعُوْا بَابَهَا قَالَتْ قُلْتُ لَا قَالَ
تَعَزُّزًا أَنْ لَا يَدْخُلَهَا إِلَّا مَنْ أَرَادُوْا فَكَانَ
الرَّجُلُ إِذَا هُوَ أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَهَا يَدَعُوْنَهُ
يَرْتَقِيْ حَتّٰى إِذَا كَادَ أَنْ يَدْخُلَ دَفَعُوْهُ فَسَقَطَ
قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ لِلْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
أَنْتَ سَمِعْتَهَا تَقُوْلُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَنَكَتَ
سَاعَةً بِعَصَاهُ ثُمَّ قَالَ وَدِدْتُ أَنِّيْ تَرَكْتُهُ
وَتَحَمَّلَ۔

عَنْ أَبِيْ قَزَعَةَ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ
بَيْنَمَا هُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ إِذْ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ
ابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ حَيْثُ يَكْذِبُ
عَلٰى أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ يَقُوْلُ سَمِعْتُهَا تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَوْلَا حِدْثَانُ
قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ حَتّٰى أَزِيْدَ فِيْهِ

جو اُنھوں نے چھوڑ دیا ہے سو آپ نے جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دکھا دیا کہ وہ قریب سات ہاتھ تھا (یعنی حطیم کی طرف سے) یہ تو عبید اللہ بن عبید کی روایت ہوئی۔ اور ولید بن عطا نے یہ مضمون اور زیادہ کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس میں دو دروازے زمین سے ملے ہوئے رکھتا ایک مشرق کی طرف دوسرا مغرب کی طرف اور تم جانتے ہو کہ تمہاری قوم نے دروازہ اس کا اونچا کیوں کر دیا۔ جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ نے عرض کی کہ میں نہیں جانتی آپ نے فرمایا تکبر کی راہ سے اور اس لئے کہ کوئی اندر جا نہ سکے۔ مگر جسے وہ چاہیں اور حال ان کا یہ تھا کہ جب کوئی اندر جانے کا ارادہ کرتا تو اس کو جانے دیتے جب اندر جانے لگتا تو اُسے ڈھکیل دیتے کہ گر پڑتا۔ پھر عبد الملک نے حارث سے کہا کہ تم نے جناب عائشہ صدیقہ سے خود سنا ہے کہ وہ ایسا فرماتی تھیں انھوں نے کہا ہاں۔ تب وہ اپنی چھڑی سے زمین کریدنے لگا (جیسے کوئی شرمندہ اور متفکر ہو جاتا ہے) اور پھر کہا کہ میں آرزو کرتا ہوں کہ اُسی طرح چھوڑ دیتا اور جو کچھ ہوا ہے۔ کہا مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت کی ہم سے حدیث محمد بن عمرو نے اُن سے ابو عاصم نے اور کہا مسلم نے کہ روایت کی ہم سے عبد بن حمید نے ان سے عبد الرزاق نے اور ان دونوں نے روایت کی ابن جریج سے۔ اسی اسناد سے ابن بکر کی حدیث کی مانند یعنی جو اوپر گذری

ترجمہ: ابی قزعہ سے روایت ہے کہ عبد الملک بن مروان طواف کر رہا تھا بیت اللہ کا۔ اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ ہلاک کرے ابن زبیر کو کہ وہ جھوٹ باندھتا تھا ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا پر اور کہتا تھا کہ میں نے ان سے سنا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ

مِنَ الْحِجْرِ فَاِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرُوْا فِي الْبِنَاۤءِ فَقَالَ الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَا تَقُلْ هٰذَا يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاَنَا سَمِعْتُ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا تُحَدِّثُ هٰذَا قَالَ لَوْ كُنْتُ سَمِعْتُهُ قَبْلَ اَنْ اَهْدِمَهُ لَتَرَكْتُهُ عَلٰى مَا بَنَى ابْنُ الزُّبَيْرِ۔

اگر تمہاری قوم نے نیا نیا کفر نہ چھوڑا ہوتا تو میں کعبہ کو توڑ کر حجر کی طرف زیادہ کرتا اس لئے کہ تمہاری قوم نے بنائے کعبہ کم کر دی۔ سو حارث نے کہا کہ اے امیر المؤمنین ایسا نہ فرمائیے۔ اس لئے میں نے بھی ام المومنینؓ سے یہی حدیث بیان فرماتی تھیں تو عبد الملک نے کہا کہ اگر کعبہ گرانے کے قبل میں یہ حدیث سنتا تو ابن زبیر ہی کی بنا کو قائم رکھتا۔

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے معلوم ہوا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مفسدہ قوم کے خوف سے کعبہ کی تغیر روا نہ رکھی اس سے ثابت ہوا کہ بعض امور شرعیہ بنظر مصلحت شرعیہ تاخیر روا ہے اور علما نے کہا کہ کعبہ پانچ بار طیار ہوا۔ ایک بار فرشتوں نے بنایا۔ پھر ابراہیم علیہ السلام نے پھر قریش نے جاہلیت میں اور تیسری بنا تھی اور یہ حضرت کے سامنے ہوئی اور آپ کی عمر مبارک اس وقت پینتیس برس کی تھی یا پچیس کی اور اسی میں جب آپ کی تہمت گری ہے تو آپ زمین پر گرے تھے۔ پھر چوتھی بار ابن زبیر نے بنایا اور پانچویں بار حجاج بن یوسف نے اور اب تک حجاج کی بنا موجود ہے اور بعضوں نے کہا دو بار اور بنا ہے یا تین بار اور ہارون رشید نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ میں اسے توڑ کر ابن زبیر کی بنا پر بنا دوں تو انھوں نے فرمایا کہ اے امیر المومنین میں آپ قسم دیتا ہوں کہ اس کو بادشاہوں کا کھلونا نہ بنائیے اور یہ جو اوپر کی روایت میں آیا ہے کہ میں خرچ کر دیتا خزانہ کعبہ کا صرف اللہ کی راہ میں درست ہے مگر بہ نظر مصلحت آپ نے اس میں دست اندازی نہ فرمائی کہ لوگ طعن نہ فرمائیں اور ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ حطیم سے چھ ذراع بیت اللہ کی طرف بیت اللہ ہی میں داخل ہے بلا خلاف اور اس سے زائد میں اختلاف ہے اور اگر حطیم میں سے چھ ہاتھ بیت اللہ سے چھوڑ کر طواف کیا تو اس میں دو قول ہیں ایک تو یہ ہے کہ روا ہے حسب ظواہر ان حدیثوں کے اور دوسرے یہ کہ حجر کے اندر اور اس کی دیوار پر بھی اگر طواف کیا جب بھی طواف صحیح نہ ہوا جب تک حجر کے باہر سے طواف نہ کرے اور یہی صحیح ہے اور اسی کی تصریح فرمائی ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور اسی کے قائل ہیں جمیع علمائے مسلمین کے اور خلاف کیا ہے ان سب کا ابو حنیفہ نے اور انھوں نے کہا ہے کہ اگر حطیم کے اندر سے کسی نے طواف کیا اور مکہ میں ہے تو دوبارہ طواف کرے اور اگر چلا گیا تو قربانی دے اور طواف اس کا کافی ہو گیا۔ اور جمہور علما کی سند یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر کے باہر سے طواف کیا اور فرمایا مجھ ہی سے لو مناسک اپنے حج کے پس قول ابو حنیفہ کا مخالف حدیث سے اس لئے مردود ہے۔ اور ابن زبیر نے جب تک دیواریں اونچی نہیں ہوئیں تو پردے ڈال دیے اور مذہب امام مالک کا یہی ہے کہ مقصود استقبال قبلہ سے بنائے قبلہ ہے نہ زمین اور قاضی عیاض نے اسی سے تمسک کیا ہے اور کہا ہے ابن عباس نے ان کو یعنے ابن زبیر کو پردہ ڈالنے کا مشورہ دیا تھا اور ان سے کہا تھا کہ اگر تم اس گراتے ہو تو لوگوں کو بغیر قبلہ کے مت چھوڑ دو بلکہ پردہ ڈال دو اور جابر نے کہا کہ پردوں کی ضرورت

نہیں بلکہ زمین کعبہ ہی قبلہ ہے اور مذہب شافعی وغیرہ کا یہی ہے کہ نماز میں کعبہ کی طرف روا ہے بلا خلاف خواہ دیوار وغیرہ اس کی اونچی ہو یا نہ ہو۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجِدَارِ مِنَ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَلِمَ لَمْ يُدْخِلُوْهُ الْبَيْتَ قَالَ إِنَّ قَوْمَكِ قَصُرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا قَالَ فَعَلَ ذٰلِكَ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاءُوْا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاءُوْا وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوْبُهُمْ لَنَظَرْتُ أَنْ أُدْخِلَ الْجِدَارَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أُلْزِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ۔

ترجمہ: جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا دیوار حطیم کی بیت میں داخل ہے آپ نے فرمایا ہاں اس سے بھی رد ہو گیا مذہب ابی حنیفہ کا اور نہ جائز ہوا طواف حطیم کے اندر اس لئے کہ وہ داخل بیت ہے) میں نے پھر عرض کی کہ اس کو بیت اللہ میں کیوں نہ داخل کیا آپ نے فرمایا کہ یہ تمہاری قوم کی حرکت ہے کہ ان کے پاس خرچ کم ہو گیا۔ پھر میں نے عرض کی کہ دروازہ اس کا کیوں اونچا ہے آپ نے فرمایا یہ بھی تمہاری قوم کا کیا ہوا ہے تاکہ جسکو چاہیں اُسے جانے دیں اور جس کو چاہیں نہ جانے دیں اور اگر تمہاری قوم نے نئی نئی جاہلیت نہ چھوڑی ہوتی اور مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ ان کے دل بدل جائیں گے تو میں ارادہ کرتا کہ داخل کر دوں دیواروں کو یعنی حطیم کی بیت اللہ میں اور دروازہ اس کا زمین کو لگا دیتا۔ کہا مسلم نے اور روایت کی ہم سے یہی حدیث ابو بکر بن ابی شیبہ نے اُن سے عبید اللہ یعنی ابن موسیٰ نے ان سے شیبان نے ان سے اشعث نے اُن سے اسود نے اُن سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ انھوں نے کہا پوچھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حجر کو اور بیان کی حدیث ابی الاحوص حدیث کے ہم معنے اور اس میں یوں ہے کہ کہا اُنھوں نے کہ دروازہ اس کا اتنا اونچا کیوں ہے کہ بغیر سیڑھی کے اس پر نہیں جا سکتے۔ اور حضرت کے جواب میں یوں ہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ ان کے دل نفرت نہ کر جاویں۔

بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْعَاجِزِ لِزَمَانَةٍ وَهَرَمٍ وَنَحْوِهِمَا أَوْ لِلْمَوْتِ

بوڑھے اور میّت کی طرف سے حج کرنے کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَدِيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتْهُ امْرَاَةٌ مِّنْ خَثْعَمٍ تَسْتَفْتِيْهِ فَجَعَلَ الْفَضْلُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَتَنْظُرُ اِلَيْهِ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَى الشِّقِّ الْاٰخَرِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

ترجمہ: عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے سو ایک عورت آئی خثعم کے قبیلہ کی اور پوچھنے لگی اور فضل اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ فضل کو دیکھنے لگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل کا منہ دوسری طرف پھیر دیتے تھے۔ غرض اس عورت نے عرض کی کہ اے رسول اللہ کے اللہ نے جو اپنے بندوں پر حج فرض کیا وہ میرے باپ پر بھی ہوا اور وہ بوڑھے ہیں کہ سواری پر سوار نہیں ہو سکتے کیا میں اس کی طرف سے حج کروں آپ نے فرمایا کہ ہاں اور یہ ذکر حجۃ الوداع کا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے کئی مسئلے معلوم ہوئے۔

(۱) ایک سواری پر دو آدمی کا بیٹھنا روا ہے (۲) اجنبی عورت کی آواز عند الحاجت سننا روا ہے (۳) اور اُس کی طرف نظر کرنا حرام ہے (۴) امر معروف ہاتھ سے کرنا کہ آپ نے ہاتھ سے فضل کا منہ پھیر دیا (۵) عاجز مایوس کی طرف سے نیابت کے طور حج کرنا درست ہے اور اسی طرح میت کی طرف سے (۶) مرد کی طرف سے عورت کو حج کرنا درست ہے (۷) اور والدین کی خدمت کہ ان کا قرض ادا کرنا یا اُن کی طرف سے حج یا اُن کو نفقہ دینا موجب سعادتمندی ہے (۸) واجب ہونا حج کا ایسے شخص پر جو خود قدرت سفر کی نہیں رکھتا۔ مگر دوسرے سے حج کرا سکتا ہے اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور جمہور کا (۹) اور روا ہونا عورت کے حج کا بلا محرم جب وہ اپنی جان سے مطمئن ہو اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور جمہور کا اور جائز ہے ان سب کے نزدیک حج کرنا عاجز یا میت کی طرف سے اور مالک اور لیث اور حسن بن صالح کا قول ہے کہ حج نہ میت کی طرف سے اور نہ کسی اور کی طرف سے درست ہے اور اگر میت نے وصیت بھی کی ہو اور یہی روایت ہے امام مالک کی طرف سے مگر یہ حدیث اُن سب پر حجت ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ خَثْعَمٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِيْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ عَلَيْهِ فَرِيْضَةُ اللّٰهِ فِي الْحَجِّ وَهُوَ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّسْتَوِيَ عَلٰى ظَهْرِ بَعِيْرِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحُجِّيْ عَنْهُ۔

ترجمہ: فضل سے روایت ہے کہ ایک عورت قبیلہ خثعم کی اُس نے کہا یا رسول اللہ میرا باپ بوڑھا ہے اور اس پر حج اللہ تعالیٰ کا فرض کیا ہوا ہے اور وہ سواری کی پیٹھ پر بھی نہیں بیٹھ سکتا تو آپ نے فرمایا کہ تم اس کی طرف سے حج کرو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

وَسَلَّمَ لَقِيَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوا الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ مَنْ أَنْتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَتْ إِلَيْهِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا لَهَا فَقَالَتْ أَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ کو کچھ اونٹوں کے سوار لوگ ملے روحا میں اور آپ نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو۔ اُنھوں نے کہا کہ مسلمان۔ آپ سے اُن لوگوں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں آپ نے فرمایا اللہ پاک کا رسول ہوں تو ایک عورت نے ایک لڑکے کو ہاتھوں سے بلند کیا اور عرض کیا کہ کیا اس کا حج صحیح ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں صحیح ہے اور ثواب اس کا تم کو ہے (یعنی ماں باپ کو)

فائدہ:۔ اس حدیث سے کئی مسائل معلوم ہوئے اول یہ کہ لقب اصلی اور صحیح اور مسنون ہم لوگوں کا مسلمان ہے اور اس کے سوا جو القاب اب پھیلے ہوئے ہیں جیسے حنفی، شافعی چشتی قادری یہ سب منجملہ بدعات ومحدثات ہیں پس مومن کو لازم ہے کہ اسی لقب مسنون کو پسند کریں اور القاب محدثہ سے محترز رہے دوسرے یہ کہ حج چھوٹے لڑکے کا صحیح ومنعقد ہے اور اس پر ثواب مترتب ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے شافعی اور مالک اور احمد اور جماہیر علماء کا مگر اتنا ہے کہ یہ حج نفل ہوتا ہے اور یہی حدیث ان سب کی سند ہے اور خلاف کیا ہے اس کا ابو حنیفہ نے اور کہا کہ حج اس کا صحیح نہیں اور قول ان کا خلاف حدیث ہے اس لئے مردود مطرود ومتروک ہو۔ اور حدیث کے خلاف ہیں جس امتی کا قول ہو مردود ہے اور قاضی عیاض نے کہا ہے کہ لڑکوں کو حج جائز ہونے میں کسی کا خلاف نہیں۔ مگر ایک گروہ مبتدعین کا۔ تیسرے یہ کہ معلوم ہوا کہ چھوٹے لڑکوں کی عبادت کا ثواب ماں باپ کو ہوتا ہے۔ اسی لئے چھوٹے لڑکے نے اگر حج کیا اور بعد بالغ ہوا تو اس پر حج فرض ہے اس پر سب کا اتفاق ہے مگر ایک گروہ کا کہ ان کی طرف علما نے التفات نہیں کیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ رَفَعَتِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا لَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ

وہی مضمون ہے

عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ امْرَأَةً رَفَعَتْ صَبِيًّا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ

وہی مضمون ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمِثْلِهِ

ابن عباس سے وہی مضمون مروی ہوا۔

بَابُ فَرْضِ الْحَجِّ مَرَّةً فِي الْعُمْرِ : حج ساری عمر میں ایک بار فرض ہے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ خطبہ پڑھا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا کہ اے لوگو!

فَقَالَ اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَیْکُمُ الْحَجُّ فَحُجُّوْا فَقَالَ رَجُلٌ اَکُلَّ عَامٍ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَسَکَتَ حَتّٰی قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَرُوْنِیْ مَا تَرَکْتُکُمْ فَاِنَّمَا هَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِکَثْرَۃِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰی اَنْبِیَائِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ فَأْتُوْا مِنْہُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَیْتُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْہُ

تم پر حج فرض ہوا سو حج کرو۔ ایک شخص نے کہا کہ کیا ہر سال یارسول اللہ آپ چپ ہو رہے اس نے تین بار یہی عرض کی۔ پھر آپ نے فرمایا اگر میں ہاں کہدیتا تو ہر سال واجب ہوتا اور پھر تم سے نہ ہو سکتا۔ سو تم مجھے اتنی ہی بات پر چھوڑ دو کہ جس پر میں تمہیں چھوڑ دوں اس لئے کہ اگلے لوگ اسی سبب سے ہلاک ہوئے ہیں کہ اُنھوں نے اپنے نبیوں سے بہت سوال کئے اور اُن سے بہت اختلاف کرتے رہے۔ پھر جب تم کو کسی بات کا حکم دوں اس میں سے جتنا ہو سکے بجالاؤ، اور جب کسی بات سے منع کروں اس کو چھوڑ دو۔

فائدہ: اس حدیث میں بڑے فوائد ہیں اور مروی ہے کہ یہ سائل اقرع بن حابس تھے اور اصولیوں نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ امر مقتضی تکرار کا ہے یا نہیں اور اس میں تین مذہب ہیں اول یہ کہ مقتضی تکرار ہے ثانی یہ کہ نہیں ثالث یہ کہ محل توقف ہے اور جو قائل توقف ہیں وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ امر مقتضی توقف ہے۔ جب ہی سائل نے سوال کیا اور باقی بحث اس کی کتب اصول میں ہے اور یہ جو فرمایا کہ مجھے اتنی ہی بات پر چھوڑ دو الخ اس سے ثابت ہوا کہ بندوں پر کوئی چیز واجب نہیں جب تک شارع کی طرف سے کوئی حکم نہ پہنچے اور یہی سچا مذہب ہے اصولیوں کا اس لئے تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ اور اس سے ثابت ہوا کہ سلف نے جس کے بارہ میں سکوت کیا ہے اس میں ساکت رہنا جیسے مسئلہ وحدت وجود ہے یا مسائل کمون و بروز یا تحقیق مسئلہ تقدیر ہے یا اور بہت سے مزخرفات اور خزعبلات ہیں کہ پچھلوں میں ان کی طول طویل ابحاث ہو رہی ہیں ایسی لایعنی باتوں اور بیہودہ تقریروں سے دور رہنا اور احکام میں آپ نے فرمایا جتنا ہو سکے بجالاؤ معلوم ہوا کہ احکام جب جب فرض ہوتے ہیں کہ ان کی استطاعت ہو اور مناہی میں آپ نے یہ قید نہیں لگائی کہ اس سے بہر حال بچنا ضرور ہے۔ اس لئے جلب منفعت سے دفع مضر زیادہ اہم ہے۔ غرض یہ فرمانا آپ کا کہ جب میں حکم کروں تم کو الخ جوامع الکلم میں سے ہے کہ ہزارہا مسائل کو شامل ہے مثلاً نماز و وضو میں سے جتنا ممکن ہو بجالاوے اور جس پر قدرت نہ ہو مثلاً قیام یا استعمال پانی کا وہ معاف ہے اور اسی طرح سے ازالہ منکرات میں جہاں تک ہو سکے بجالاؤ اور یہ حدیث موافق ہے اس قول اللہ تعالیٰ کے فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ

بَابُ سَفَرِ الْمَرْأَۃِ مَعَ مَحْرَمٍ اِلَی الْحَجِّ وَغَیْرِہٖ

عورت حج وغیرہ میں بے محرم کے سفر نہ کرے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا

ترجمہ: ابن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سفر نہ کرے تین دن کا جب کہ اس کے

تُسَافِرُ امْرَأَةٌ ثَلَاثًا اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ

ساتھ کوئی محرم ہو

عَنْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ فِي رِوَايَةِ اَبِي بَكْرٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي رِوَايَةِ اَبِي بَكْرٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي رِوَايَتِهٖ عَنْ اَبِيْهِ ثَلَاثَةً اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ

ترجمہ: عبید اللہ سے اسی سند سے ابوبکر کی روایت میں یہ ہے کہ تین دن سے اور ابن نمیر کی روایت میں کہ ان کے باپ نے کہا کہ تین دن مگر اس کے ساتھ کوئی ذو محرم ہو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ ثَلٰثِ لَيَالٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ

ترجمہ: ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال نہیں کسی عورت کو جو ایمان رکھتی ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر کہ سفر کرے تین رات کا مگر اس کے ساتھ کوئی محرم ہو۔

فائدہ: ابو داؤد کی روایت میں آیا ہے کہ ایک برید کا سفر نہ کرے اور برید آدھے دن کی مسافت ہے اور یہ اختلاف بہ سبب اختلاف سائلین کے ہے جیسا کہ جس نے سوال کیا ویسا جواب پایا اور یہ مراد نہیں کہ جہاں تین دن کی نہی مذکور ہے وہاں ایک دن کا سفر جائز ہے یا ایک برید کا چنانچہ بیقہی نے یہی تصریح کی ہے کہ مثلاً کسی نے پوچھا کہ ایک دن کا سفر عورت کرے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر کسی نے کہا دو دن کا کرے آپ نے فرمایا نہیں اور جس نے جیسا سنا روایت کر دیا اور سب روایتیں صحیح ہیں اور مطلب سب کا یہی ہے کہ مطلق جس پر سفر کا نام آئے خواہ بہت ہو یا تھوڑا بے محرم کے روا نہیں ہے اور یہی مضمون ہے ابن عباس کی روایت کا جو مسلم میں وارد ہے کہ اس میں مطلق سفر کی نہی آئی ہے اور اسپر اجماع ہے امت کا کہ عورت پر حج فرض ہے جب استطاعت ہو جیسے مرد پر اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے عام حکم دیا ہے عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا مگر اس میں اختلاف ہے کہ محرم شرط ہے یا نہیں۔ سو ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ حج کے واجب ہونے کو محرم شرط ہے مگر اس وقت کہ مکہ کے اور اس کے بیچ میں تین منزل سے مسافت کم ہو اور ایک جماعت محدثین کی ان کے موافق ہے اور اصحاب رائے بھی اور حسن بصری اور نخعی اور لوگوں سے بھی مروی ہوا ہے اور عطا اور سعید بن جبیر اور ابن سیرین اور مالک اور اوزاعی اور شافعی کی مشہور روایت یہ ہے کہ محرم شرط نہیں بلکہ یہ شرط ہے کہ اس کو امن اور اطمینان ہو اپنی ذات کا اور اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ امن حاصل ہوتا ہے تین چیزوں سے یا شوہر ہو یا اور کوئی محرم ہو یا چند عورتیں معتبر قابل اطمینان ہوں اور جب تک ایک

ان تینوں میں سے نہ ہو تو حج واجب نہیں اور اگر ایک عورت معتبر اس کو ملی تو حج واجب نہیں مگر جائز ہے اور یہی صحیح ہے اور بعضوں نے حج نفل اور سفر تجارت وغیرہ کو روا رکھا ہے جب کئی عورتیں ثقہ ساتھ ہوں اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جائز نہیں جب تک شوہر یا محرم نہ ہو اور یہی صحیح ہے احادیث صحیحہ کی رو سے اور استدلال کیا ہے اصحاب ابی حنیفہ نے اس روایت سے جس میں تین دن کا ذکر ہے اس لئے کہ ان کے یہاں قصر بھی اتنی ہے سفر میں روا ہے اور یہ استدلال فاسد اور متاع کاسد ہے اس لئے کہ روایات اس بارہ میں مختلف آئی ہیں اور سب کا مطلب ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور ایک ہی ہے یعنی مطلق سفر ممنوع ہے۔ تھوڑا ہو خواہ بہت اور سفر کا اطلاق ایک برید سے لگا کر زیادہ تک سب پر آتا ہے اور ان کے شبہوں کا جواب دندان شکن میں نے خوب دیا ہے۔ شرح مہذب میں ایسا کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں۔

عَنْ قَزَعَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ مِنْہُ حَدِیْثًا فَاَعْجَبَنِیْ فَقُلْتُ لَہٗ اَنْتَ سَمِعْتَ ھٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَقُوْلُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ اَسْمَعْ قَالَ سَمِعْتُہٗ یقول قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَا تَشُدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَۃِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِیْ ھٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ لَا تُسَافِرُ الْمَرْاَۃُ یَوْمَیْنِ مِنَ الدَّھْرِ اِلَّا وَمَعَھَا ذُوْ مَحْرَمٍ مِنْھَا اَوْ زَوْجُھَا۔

ترجمہ: قزعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے ابی سعید سے ایک حدیث سنی کہ مجھے بہت پسند آئی اور میں نے ان سے کہا آپ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ جو میں نے اُن سے نہ سُنی ہوتی تو میں کیوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتا ایسی بات جو آپ سے نہیں سُنی۔ اب سنو کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھو تم کجاووں کو (یعنی سفر نہ کرو) مگر تین مسجدوں کی طرف ایک میری یہ مسجد اور دوسری مسجد الحرام اور تیسری مسجد اقصےٰ (یعنی بیت المقدس کی) اور سنا میں نے آپ سے کہ فرماتے تھے کہ کوئی عورت سفر نہ کرے دو دن کا زمانہ میں سے مگر اس کے ساتھ ذو محرم ہو یا اس کا شوہر ہو۔

فائدہ: اس میں بڑی فضیلت ہے ان تین مسجدوں کی اس لئے کہ یہ انبیاء علیہ السلام کی بنائی ہوئی ہیں اور افضل ہیں ان مساجد سے جو اور لوگوں نے بنائی ہیں اور اگر نذر کی کسی نے مسجد الحرام کی تو وہ نذر لازم ہو گئی اور ضرور ہے اس کو کہ قصد کرے وہاں کا حج اور عمرہ کے لئے اور ان کے سوا دو مسجدیں یعنے مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کی اگر نذر کرے تو اس میں امام شافعی علیہ الرحمتہ کے دو قول ہیں۔ اصح یہ ہے کہ قصد ان کا بھی مستحب ہے اور واجب نہیں اور دوسرا قول ہے کہ واجب ہے اور یہی قول ہے کہ اکثر علماء کا اور سوا ان کے باقی جتنی مساجد ہیں ساری دنیا کی نہ ان کا قصد نذر سے واجب ہوتا ہے نہ نذر ان کی زیارت کی منعقد ہوتی ہے یہی مذہب ہے ہمارا اور کافہ علماء کا مگر محمد بن مسلمہ مالکی نے کہا ہے کہ جب نذر کرے مسجد قبا کے جانے کی تو واجب ہو جاتا ہے قصد اس کا اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہر ہفتہ میں وہاں جاتے تھے کبھی سوار اور کبھی پیادہ اور مذہب جمہور کا یہ ہے کہ اور مسجدوں میں سوا ان تین مسجدوں کے اگر نذر کرے تو منعقد ہی نہیں ہوتی اور نہ اس پر کچھ لازم آتا ہے اور امام احمد نے کہا ہے کہ کفارہ یمین یعنے قسم کا اس پر واجب ہوتا ہے اور علماء کا اختلاف ہے ان تین مسجدوں کے سوا اور جگہ کے سفر میں جیسے قبور صالحین کی زیارت کو یا اور مواضع فاضلہ کے دیکھنے کو تو شیخ ابو محمد جوینی نے اصحاب شافعیہ سے کہا ہے کہ وہ حرام ہے اور اسی طرف اشارہ ہے قاضی عیاض نے (نووی) مترجم کہتا ہے یہی قول حدیث سے مناسبت رکھتا ہے اس لئے کہ جب اور مساجد کی طرف سوا ان مسجدوں کے سفر درست نہ ہو اور نہ نذر ان کی صحیح ہوئی حالانکہ وہ خداوند تعالیٰ کے نام مبارک پر بنائی گئی ہیں اور ان کی طرف جانے کے فضائل بھی بے شمار حدیثوں میں وارد ہوئے ہیں کہ ہر قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں اور بشارت دی ہے جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نور تام کی مساجد کی طرف اندھیرے میں جانے والوں کو اور اعتکاف کیا جاتا ہو ان میں خالص اللہ پاک کیواسطے اور ثواب پاتا ہے اور اس کا صاف رکھنے والا اور جھاڑ دینے والا اور بشارت جنت کی ہے اس کے بنانے والے اور خانہ خدا کہلاتا ہے پھر قبور صالحین وغیرہ کی طرف کیونکر جائز ہوگا کہ ان کے تحت کرنے اور گنبد بنانے والے پر لعن وطعن شارع کی طرف سے مروی ہوا ہے اور جب مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کی نذر میں شافعی کے اور محدثین کے دو قول ہوئے تو اور کسی جگہ کی نذر کب صحیح ہو سکتی ہے اور جب مسجد قبا کی نذر کے صحیح نہ ہونے میں تمام علماء کا اتفاق ہوا سوا محمد بن مسلمہ کے تو اور کوئی مقامات متبرکہ کی نذر کب صحیح ہو سکتی ہے غرض سفر کرنا قبور اولیا کی زیارت کے لئے ناجائز ہے اور جن لوگوں نے اس کا خلاف کیا ہے ان کے پاس کوئی دلیل قوی نہیں جیسے امام الحرامین وغیرہ ہیں علی الخصوص اس وقت میں کہ مقابر اولیا اوثان اور اصنام کا حکم پیدا کریں یعنے وہاں نذریں مانی جاویں دونے چڑھائے جاویں اور ان پر سجدے کئے جاویں طواف کیا جاوے معاذ اللہ من ذالک اس وقت وہ حکم اوثان میں ہیں اور مرتکبین ان امور کے بت پرست اور مشرکین کے حکم میں اور وہ مقابر اور جنایز ڈھانے اور منہدم کرنے کے قابل ہیں اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ یا اللہ میری قبر کو بت مت بنا یو کہ پوجی جاوے پھر جب قبر مبارک مشرکوں کے حق میں بت ہو جاوے افعال شرکیہ کے ارتکاب سے تو بد ہو شہید اور منگو پیر کے ساتھ

نیز اکیا اعتقاد ہے پناہ اللہ تعالیٰ کی ان مشرکوں گور پرستوں کے عقائد باطلہ سے جنہوں نے سفر مقابر کو حج سے بڑھ کر سمجھ لیا ہے اور مشرکوں کی طرح ان کو صنم اور وثن بنا لیا ہے اور بڑے بڑے اکابر محدثین اور علماء محققین نے ان کے ہدم و حرق کا فتویٰ دیا ہے چنانچہ ابن قیم نے زاد المعاد میں فرمایا ہے کہ ضرور ہے جلا دینا اماکن معصیت کا جس میں نافرمانی کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی جیسے جلا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ضرار کو اور حکم دیا اس کے گرا دینے کا حالانکہ اس میں نماز پڑھی جاتی تھی اور اللہ کا نام لیا جاتا تھا جب کہ بنا اس کی ضرار کے لئے اور مسلمانوں کے ایذا دینے کے لئے واقع ہوئی تھی اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی نیت سے اور منافقوں کے جگہ دینے کے ارادہ سے اور معلوم ہوا اس سے کہ جو مکان اس نیت سے بنا دیا جائے اس کا یہی حکم ہے اور امام وقت اور حاکم زماں کو واجب ہے بیکار کر دینا اس کا خواہ گرانے سے ہو نے یا جلانے سے یا اس کی صورت بدل دینے سے اور اس کو اس وضع سے نکال دینے سے جس کے لئے وہ بنایا گیا ہے اور جب یہ حال ہوا مسجد ضرار کا تو اب مشاہد شرک کہ جن کے مجاور لوگوں کو بلاتے ہیں کہ ان مشاہد کو اللہ کا شریک ٹھیرا دیں وہ بدرجہ اولیٰ جلانے اور گرانے کے لائق ہیں اور ان کا معدوم و منہدم کرنا مسجد ضرار سے زیادہ واجب ہے اور یہی حال ہے مقامات فسوق و معاصی کا جیسے شراب خانے اور سیند خانے ہیں اور تمام اماکن ہیں ارباب منکرات کے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک گاؤں پورا جلا دیا کہ جس میں شراب بکتی تھی اور حانوت رویشد ثقفی کا جلا دیا اور اس کا نام فویسق رکھا اور محل سعد کا سراپا جلا دیا جب وہ رعیت سے اپنے اس محل میں روپوش رہے اور ان کی طرف التفات نہ کرتے تھے اور ارادہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے گھروں کے جلانے کا جو جمعہ اور جماعات میں نہ آتے تھے اور ان گھروں کو آپ نے صرف عورتوں اور لڑکوں کے خیال سے نہیں جلایا کہ وہ بے قصور جل جائیں گے حالانکہ ان پر حضور جماعت واجب نہیں تمام ہوا مضمون زاد المعاد کا میں کہتا ہوں کہ یہ مقابر بلند بزرگوں کے اور جنابذ عالیہ صالحین کے یہ تو اسی غرض کے لئے بنائے گئے ہیں کہ انکی پرستش کی جاوے اور اسی لئے ان کی زینت اور آرائش کی گئی ہے کہ وہ انداد من دون اللہ ٹھیرائے جاویں اور سوا اس غرض کے وہاں اور کوئی غرض ہو ہی نہیں سکتی پس یہ مسجد ضرار سے بدرجہا بدتر ہیں اس لئے کہ جب شارع نے قبروں کے بلند کرنے اور ان پر بنا کرنے سے منع فرمایا تو اب کوئی غرض شرعی تو وہاں ممکن نہیں سوائے گور پرستی کے اور جن مقامات کے جلا دینے کا ذکر اوپر ہوا ان سب میں ایک نوع کا فسق تھا اس پر خلیفہ راشد نے ان کو جلوا دیا پھر شرک تو اکبر کبائر ہے اور بئس الفسوق ہے اس کے مکانات کا جلانا تو اہم مہمات سے ہے اور اوجب واجبات اور افرض ضروریات سے ہے۔

عَنْ قَزَعَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعًا فَاَعْجَبْنَنِيْ وَاٰنَقْنَنِيْ نَهٰى اَنْ تُسَافِرَ الْمَرْاَةُ مَسِيْرَةَ يَوْمَيْنِ اِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا اَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ وَاقْتَصَّ

ترجمہ: قزعہ نے کہا ہے کہ میں نے ابی سعید خدری سے سنا کہ انھوں نے کہا فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ نے چار باتوں کو سو مجھے پسند آئیں اور اچھی معلوم ہوئیں منع کیا آپ نے اس سے کہ سفر کرے عورت دو دن کا مگر جب اس کے ساتھ اس کا شوہر ہو یا ناتے والا اور بیان کی باقی

ؔ دکان می فروشی ؔ جلیسے اور امراء کا قاعدہ ہے کہ اپنے محلوں میں عیش میں مشغول ہیں۔ رعایا غریب دروازوں پر بھیڑ دالا ہے۔ مستغیث دیکھتے رہتا ہے ہیں فریادی ڈھکیلے جاتے ہیں۔

باقی الحدیث۔ | حدیث۔۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْاَۃُ ثَلَاثًا اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ

وہی مضمون جو اوپر گذرا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَافِرُ امْرَاَۃٌ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ اِلَّا وَمَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ۔

وہی مضمون جو اوپر گذرا۔

عَنْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ اَکْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ۔

ترجمہ: قتادہ سے اسی اسناد سے وہی مضمون مروی ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِامْرَاَۃٍ مُسْلِمَۃٍ تُسَافِرُ مَسِیْرَۃَ لَیْلَۃٍ اِلَّا وَمَعَھَا رَجُلٌ ذُوْ حُرْمَۃٍ مِّنْھَا

وہی مضمون ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحِلُّ لِامْرَاَۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مَسِیْرَۃَ یَوْمٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ

وہی نہی سفر بلا محرم مذکور ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحِلُّ لِامْرَاَۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مَسِیْرَۃَ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ عَلَیْھَا۔

وہی مضمون ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِامْرَاَۃٍ تُسَافِرُ ثَلَاثًا اِلَّا مَعَھَا ذُوْ مَحْرَمٍ مِّنْھَا۔

وہی مضمون ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا يَكُوْنُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا إِلَّا وَمَعَهَا أَبُوْهَا أَوِ ابْنُهَا أَوْ زَوْجُهَا أَوْ أَخُوْهَا أَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ مِّنْهَا

ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال نہیں اس عورت کو جو اللہ تعالیٰ پر پچھلے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ تین دن کا سفر کرے یا زیادہ کا مگر جب اس کے ساتھ اس کا باپ ہو یا فرزند یا شوہر یا بھائی یا اور کوئی ناتے دار کہ جس سے پردہ نہ ہو۔

عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

اعمش سے مثل اسی کی مروی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَقُوْلُ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ وَلَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً وَإِنِّي اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ انْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ

ترجمہ: ابن عباس سے فرماتے تھے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ ایک مکان میں اکیلا نہ ہو اور نہ عورت سفر کرے مگر ناتے والے کے ساتھ سو ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میری عورت تو حج کو جاتی ہے اور میں فلانے لشکر میں لکھا گیا ہوں جو فلاں طرف جاتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ تو اپنی عورت کے ساتھ حج کر۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جب دو چیزیں باہم جمع ہو جاویں اور دونوں ادا نہ ہو سکیں تو ان میں سے جو ضرور زیادہ ہو اس کو بجالاویں اس لئے کہ غزوہ دوسرا شخص بھی جا سکتا ہے بخلاف حج کے کہ دوسرا اس کی عورت کے ساتھ نہیں جا سکتا۔

عَنْ عَمْرٍو بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

وہی مضمون مروی ہوا ہے۔

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ

ترجمہ ابن جریج سے اسی اسناد سے وہی مضمون مروی ہے اور اس میں خلوت کا ذکر نہیں۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ إِذَا رَكِبَ دَابَّتَهُ مُتَوَجِّهًا لِسَفَرِ حَجٍّ أَوْ غَيْرِهِ وَبَيَانِ الْأَفْضَلِ مِنْ ذٰلِكَ : جب جانور پر سوار ہو تو کیا ذکر کرے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اسْتَوَى عَلَى بَعِيْرِهِ خَارِجًا إِلَى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے اونٹ پر سوار ہوتے کہیں سفر میں جانے کو تین بار اللہ اکبر فرماتے پھر یہ دعا پڑھتے سبحان سے والاہل تک یعنی پاک ہے وہ پروردگار جس نے ہمارا دبیل کر دیا

لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰهُمَّ نَسْأَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔

جانور کو اور ہم اس کو دبا نہ سکتے تھے اور ہم اپنے پروردگار کے پاس لوٹ جانے والے ہیں یا اللہ ہم مانگتے ہیں تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری اور ایسے کام جسے تو پسند کرے یا اللہ آسان کر دے ہم پر اس سفر کو اور اس کے لنبان کو ہم پر تھوڑا کر دے یا اللہ تو رفیق ہے سفر میں اور تو خلیفہ گھر میں یا اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے سفر کی تکلیفوں اور رنج اور غم سے اور برے حال میں لوٹ کر آنے سے مال میں اور گھر والوں میں یہ تو جاتے وقت پڑھتے اور جب لوٹ کر آتے جب بھی مگر اس میں اتنا زیادہ کرتے آئبون سے آخیر تک یعنی ہم لوٹنے والے ہیں اور توبہ کرنیوالے خاص اپنے رب کو پوجنے والے اور اسی کی تعریف کرنیوالے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جو سفر کو جاوے سنت ہے کہ یہ دعا پڑھے تاکہ اس کے گھر میں اور سفر میں اللہ کی حمایت و ضمانت ہووے نہ ویسا کرے جیسے مشرکان بے دین کلمہ گویان مبتدعین کرتے ہیں کہ چلتے وقت امام ضامن کی ضامنی بولتے ہیں اور ان کے نام کا پیسہ روپیہ اشرفی بازو پر باندھ دیتے ہیں یہ خران بے دماغ بصورت مردم یہ نہیں سمجھتے کہ ایک امام کس کس کی ضامنی کریں گے ہر روز لاکھوں آدمی سفر کرتے ہیں اور یہ طریقہ انہوں نے مشرکان مکہ سے سیکھا ہے کہ وہ ہر جنگل میں جب اترتے کہتے کہ اس جنگل کے جنکی پناہ میں آئے غرض غیر خدا کی حمایت میں آنے میں یہ اور وہ دونوں برابر ہیں نعوذ باللہ من ھولاء و ھولاء۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ۔

ترجمہ: عبداللہ بن سرجس نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے سفر کی سختیوں سے اور غمگین ہو کر لوٹنے سے اور بھلائی کے بعد برائی کی طرف لوٹنے سے اور اہل و مال میں برائی کے دیکھنے سے۔

فائدہ: بھلائی کے بعد برائی کی طرف لوٹنا یہ ہے کہ طاعت سے معصیت کی طرف یا ایمان سے کفر کی طرف یا سنت سے بدعت کی طرف یا توحید سے شرک کی طرف آجانا پناہ اللہ تعالیٰ کی ایسی حالت سے۔

عَنْ عَاصِمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِيْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْوَاحِدِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَفِيْ رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ خَازِمٍ قَالَ يَبْدَأُ بِالْأَهْلِ إِذَا رَجَعَ وَفِيْ رِوَايَتِهِمَا جَمِيْعًا اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ۔

ترجمہ: عاصم سے اسی اسناد سے وہی دعا مذکور ہوئی مگر عبدالواحد کی روایت میں فی المال والاہل ہے اور محمد بن حازم کی روایت میں روایت میں یہ ہے کہ اہل کا لفظ پہلے بولتے جب لوٹتے اور دونوں کی روایتوں میں یہ لفظ ہے اللھم سے آخر تک یعنی یا اللہ پناہ مانگتا ہوں

میں سفر کی مشقتوں سے۔

بَابُ مَا يُقَالُ اِذَا رَجَعَ مِنْ سَفَرِ الْحَجِّ وَغَيْرِهٖ : سفر حج وغیرہ سے لوٹنے کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَفَلَ مِنَ الْجُيُوْشِ اَوِ السَّرَايَا اَوِ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ اِذَا اَوْفٰى عَلٰى ثَنِيَّةٍ اَوْ فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

ترجمہ : عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوٹتے لشکروں سے یا چھوٹی جماعت سے لشکر کی یا حج وعمرہ سے تو جب پہنچ جاتے کسی ٹیلہ پر یا اونچی زمین کنکریلی پر تو تین بار لا الٰہ سے آخر تک پڑھتے یعنی کوئی لائق عبادت کے نہیں ہے سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی شریک نہیں اس کا اسی کی ہے سلطنت اور اسی کے لئے ہے سب تعریف اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے ہم لوٹنے والے رجوع ہونے والے عبادت کرنے والے سجدہ کرنے والے اپنے رب کی خاص حمد کرنے والے ہیں سچا کیا اللہ پاک نے وعدہ اپنا اور مدد کی اپنے غلام کی اور شکست دی لشکروں کو اکیلے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ اِلَّا حَدِيْثَ اَيُّوْبَ فَاِنَّ فِيْهِ ......

ترجمہ : وہی مضمون نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے مگر ایوب کی روایت میں تکبیر دو بار مذکور ہے

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَاَبُوْ طَلْحَةَ وَصَفِيَّةُ رَدِيْفَتُهٗ عَلٰى نَاقَتِهٖ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِظَهْرِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ۔

ترجمہ : انس نے کہا کہ ہم اور ابو طلحہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور صفیہ آپ کے اونٹنی پر آپ کے پیچھے سوار تھیں یہاں تک کہ ہم مدینہ کے پشت پر پہنچے آپ فرمانے لگے آئبون سے حامدون تک غرض مدینہ تک یہی کہتے چلے آئے۔

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

وہی مضمون ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ النُّزُوْلِ بِبَطْحَاءِ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَالصَّلٰوةِ بِهَا اِذَا صَدَرَ مِنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَغَيْرِهِمَا فَمَرَّ بِهِمَا

بطحائے ذی الحلیفہ میں اُترنے کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِيْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَصَلّٰى بِهَا قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ بٹھایا کنکریلی زمین میں ذی الحلیفہ کے اور وہاں نماز ادا کی اور ابن عمر بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يُنِيْخُ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِيْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ الَّتِيْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنِيْخُ بِهَا وَيُصَلِّيْ بِهَا

ترجمہ: نافع نے کہا ابن عمر اپنا اونٹ بطحائے ذی الحلیفہ میں بٹھاتے اور نماز پڑھتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا ہے اور نماز پڑھی ہے۔

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ كَانَ اِذَا صَدَرَ مِنَ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ اَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِيْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ الَّتِيْ كَانَ يُنِيْخُ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: نافع نے کہا کہ عبداللہ جب لوٹتے حج سے یا عمرہ سے تو اونٹ بٹھاتے بطحائے ذی الحلیفہ میں جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بٹھاتے تھے۔

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ فِيْ مُعَرَّسِهِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَقِيْلَ لَهُ اِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ ۔

ترجمہ: سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر شب میں ذی الحلیفہ میں اترے ہوئے تھے کہ آپ سے کہا گیا کہ تم مبارک میدان میں ہو۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ وَهُوَ فِيْ مُعَرَّسِهِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ فِيْ بَطْنِ الْوَادِيْ فَقِيْلَ اِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ قَالَ مُوْسٰى وَقَدْ اَنَاخَ بِنَا سَالِمٌ بِالْمُنَاخِ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُنِيْخُ بِهِ يَتَحَرّٰى مُعَرَّسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اَسْفَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بِبَطْنِ الْوَادِيْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَسَطًا مِنْ ذٰلِكَ ۔

ترجمہ: سالم نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی فرشتہ آیا اور آپ آخر شب میں ذی الحلیفہ میں اترے ہوئے تھے میدان کے بیچ میں سو آپ سے اس نے کہا کہ آپ مبارک میدان میں ہیں اور موسیٰ راوی نے کہا کہ ہمارے ساتھ سالم بن عبداللہ نے اونٹ بٹھائے اس جگہ میں نماز کی جہاں عبداللہ بٹھایا کرتے تھے اور اس کو جانتے اور خیال کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اترنے کی جگہ ہے اور وہ اس مسجد سے نیچے ہے جو بطن وادی میں بنی ہوئی ہے اور مسجد اور قبلہ کے بیچ میں وہ مقام واقعہ ہوا ہے۔

فائدہ: ان سب حدیثوں کے رو سے قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اترنا بطحائے ذی الحلیفہ میں اگرچہ مناسک حج میں نہیں ہے مگر ایک نفل ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اور عمل ہے اس پر اہل مدینہ کا جو برکت ڈھونڈھتے ہیں آثار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس لیے کہ وہ میدان مبارک ہے اور امام مالک نے بھی اسے مستحب کہا ہے اور وہاں نماز ادا کرنے کو بھی اور مستحب ہے کہ وہاں سے آگے نہ جائے جب تک نماز نہ ادا کرے اور اگر ایسے وقت پہنچے کہ نماز کا وقت نہ ہو تو ٹھیرا رہے کہ وقت آجائے اور نماز ادا کرے اور پھر چلے۔

بَابُ لَا يَحُجُّ الْبَيْتَ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَبَيَانِ يَوْمِ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ: مشرک کے حج اور طواف برہنہ کی نہی اور حج اکبر کے دن کا بیان

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِيْ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِيْ اَمَّرَهُ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِيْ رَهْطٍ يُؤَذِّنُوْنَ فِي النَّاسِ يَوْمَ النَّحْرِ لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ يَوْمُ النَّحْرِ يَوْمُ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ مِنْ اَجْلِ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

ترجمہ: ابوہریرہ نے کہا کہ مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حج میں روانہ فرمایا جس میں رسول اللہ نے ان کو امیر کیا حجۃ الوداع کے قبل اور مجھے روانہ کیا اس جماعت میں کہ جو پکارتے تھے نحر کے دن کہ اس سال سے بعد اب کوئی مشرک حج کو نہ آوے اور نہ کوئی بیت اللہ کا ننگا ہو کر طواف کرے (جیسے مشرک لوگ ایام جاہلیت میں کرتے تھے) ابن شہاب زہری نے کہا کہ عبدالرحمٰن کے فرزند حمید یہی کہتے تھے کہ حج اکبر کا دن وہی نحر کا دن ہے اسی ابوہریرہ کی حدیث کے سبب سے۔

فائدہ: یعنی اللہ پاک نے جل جلالہ نے حکم فرمایا تھا وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ۔ یعنی پکار دینا ضرور ہے اللہ کی اور اس کے رسول کی طرف سے تمام لوگوں میں حج اکبر کے دن کہ اللہ اور رسول بیزار ہیں مشرکوں سے اور یہ پکارنا نحر کے دن ہوا تو قرآن و حدیث سے ثابت ہوا کہ نحر ہی کا حج اکبر کا دن ہے اور یہ عوام کالانعام میں مشہور ہے کہ حج اکبر وہ ہے کہ عرفہ جمعہ کے دن پڑے یہ شیطان علیہ اللعنۃ نے ان کو بتایا ہے کہ اور قرآن و حدیث میں کہیں نہیں آیا ہے اور محض خبط اور جنون عوام ذی فنون ہے اور اکثر کچھ ملا خطرہ ایمان بھی اس خبط میں گرفتار ہیں اور اختلاف ہے علماء کا کہ حج اکبر کا دن عرفہ کا دن ہے یا نحر کا امام مالک اور شافعی اور جمہور نے کہا ہے کہ یوم النحر ہے اور قاضی عیاض نے امام شافعی سے نقل کیا ہے کہ عرفہ کا دن ہے اور بعضوں کا قول ہے کہ حج اکبر حج ہے اور حج اصغر عمرہ ہے اور جو قائل ہیں کہ حج اکبر عرفہ ہے انھوں نے استدلال کیا ہے اس سے کہ حدیث میں آیا ہے اَلْحَجُّ عَرَفَةُ کہ حج عرفہ

ہے اور یہ جو فرمایا کہ آج سے کوئی مشرک حج نہ کرے موافق ہے اس آیت مبارک کے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا یعنے مشرک ناپاک ہیں سو نزدیک نہ آدیں مسجد الحرام کے اس سال کے بعد اور مراد مسجد حرام سے غرض سارا حرم ہے غرض مشرک کو داخل ہونا حرم میں کسی حال میں روا نہیں یہاں تک کہ اگر کسی قاصد بن کر آوے تب بھی حرم سے باہر ٹھیرے اور وہاں سے کسی اور کو بھیجدے کہ اس کا پیغام پہنچادے اور اگر آیا اور مرگیا بیمار ہو کر خفیہ اور بعد کو معلوم ہوا کہ مشرک تھا تو حکم ہے کہ اس کی قبر کھود کر مردہ کو حرم کے باہر لے کر گاڑ دیا جائے اور جاہلیت میں عرب کا قاعدہ تھا کہ برہنہ طواف کرتے اور کہتے کہ جن کپڑوں سے ہم نے گناہ کئے ہیں ان سے طواف کیونکر کریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر قبیح کو پردۂ زمین سے مٹادیا۔

بَابُ فَضْلِ يَوْمِ عَرَفَةَ — عرفہ کے دن کی فضیلت

عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ يَوْمٍ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ يُّعْتِقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهِ عَبْدًا مِّنَ النَّارِ مِنْ يَّوْمِ عَرَفَةَ وَاِنَّهٗ لَيَدْنُوْ ثُمَّ يُبَاهِيْ بِهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ فَيَقُوْلُ مَا اَرَادَ هٰٓؤُلَآءِ

سعید بن مسیب سے روایت ہو کہ جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرفہ سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ بندوں کو آگ سے اتنا آزاد کرتا ہو جتنا عرفہ کے دن آزاد کرتا ہو اور خداوند تعالیٰ قریب ہوتا ہے اور فرشتوں پر بندوں کا حال دیکھ کر فخر کرتا ہو اور فرماتا ہو کہ یہ کس ارادے سے جمع ہوئے ہیں

فائدہ: عبد الرزاق نے اپنی سند میں ابن عمر سے اس حدیث کو ذکر کیا ہے اور اس میں یوں ہے کہ اللہ پاک اترتا ہے آسمان دنیا میں اور بندوں کا فخر کرتا ہے فرشتوں پر اور فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے ہیں کہ میرے پاس حاضر ہوئے ہیں پریشان بال اور گرد آلود چہروں سے اور میری رحمت کی امید رکھتے ہیں اور میرے عذاب سے ڈرتے ہیں حالانکہ مجھے انھوں نے دیکھا نہیں اور کیا حال ہو ان کا اگر مجھے دیکھیں پھر باقی حدیث ذکر کی اور اس سے اترنا خدا پاک کا آسمان دنیا پر ثابت ہوا اور اس کے ظاہر پر ہم ایمان لاتے ہیں اور کیفیت اس کی پروردگار کو سونپتے ہیں اور نہیں تاویل کرتے اور یہی مسلک ہے صحابہ کرام اور تابعین اور تمامی اسلافِ صالحین کا۔

بَابُ فَضْلِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ: حج اور عمرے کی فضیلت کا بیان

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عمرے سے دوسرا عمرہ کفارہ ہو جاتا ہے بیچ کے گناہوں کا اور

الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ۔

حج کا مقبول کا بدلہ جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ

ترجمہ: ابوہریرہ سے وہی روایت مروی ہوئی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰی هٰذَا الْبَیْتَ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ اُمُّهُ۔

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس گھر میں آیا اور بیہودہ شہوت رانی کی باتیں نہ کیں نہ گناہ کیا وہ ایسا پھرا کہ گویا اسے ماں نے ابھی جنا (یعنے گناہوں سے پاک ہو گیا)

عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِیْ حَدِیْثِهِمْ جَمِیْعًا مَنْ حَجَّ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ۔

ترجمہ: منصور سے وہی مضمون مروی ہو مگر اس میں یوں ہے کہ جس نے حج کیا اور شہوت کی باتیں اور گناہ نہ کیا باقی وہی مضمون ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ۔

وہی مضمون ہے۔

فائدہ: حدیث اول سے اسباب کے استدلال کی ہے جمہور نے اور شافعیہ نے کہ عمرہ کو مکرر کر کر ایک سال میں بجالانا مستحب ہے اور مالک نے اکثر ان کے شاگردوں نے کہا ہے کہ ہر سال میں ایک عمرہ سے زیادہ کرنا مکروہ ہے اور قاضی عیاض نے اور دوسرے عالموں نے کہا کہ ہر ماہ میں ایک عمرہ سے زیادہ نہ لاوے اور جاننا چاہیے کہ سال بھر عمرہ کا وقت ہے مگر جو شخص افعال حج میں مشغول ہو سو اس کا عمرہ صحیح نہیں جب تک حج سے فارغ نہ ہو اور جو حاجی نہیں اس کو عرفہ کے دن بھی عمرہ مکروہ نہیں اور یہی حکم ہے عید الاضحیٰ اور ایام تشریق کا جو حاجی نہ ہو اور اسی طرح سارے برس کے دنوں کا غرض کسی دنوں میں عمرہ مکروہ نہیں ہمارے نزدیک اور یہی قول ہے امام مالک اور جماہیر کا کہ غیر حاجی کو عرفہ اور ایام نحر و تشریق وغیرہ میں مکروہ نہیں ہے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ پانچ دن مکروہ ہے یوم عرفہ اور یوم النحر اور ایام تشریق اور امام یوسف نے کہا ہو کہ چار دن عرفہ اور ایام تشریق مگر ہم کو معلوم نہیں ہوتا کہ ان کی سند کیا ہو اور بے دلیل کے کسی کا قول قابل تسلیم نہیں اور عمرہ کے وجوب میں بھی علماء کا اختلاف ہو شافعی اور جمہور کا قول ہے کہ واجب ہے اور اس کے قائل ہیں عمر اور ابن عمر اور ابن عباس اور طاؤس اور عطاء اور ابن المسیب اور سعید بن جبیر اور حسن بصری اور مسروق وغیرہم اور مالک اور ابوحنیفہ اور ابوثور نے کہا ہو کہ سنت ہے اور واجب نہیں اور حج مقبول وہ ہے کہ اس میں کسی گناہ کی ملونی نہ ہو اور علامت قبول حج یہ ہے کہ حاجی پھر گناہوں کی طرف کبھی مائل نہ ہو اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ قبولیت نصیب کرے جیسے توفیق حج عنایت فرمائے۔

بَابُ نُزُوْلِ الْحُجَّاجِ بِمَكَّةَ وَتَوْرِیْثِ دُوْرِهَا

حاجیوں کے اترنیکا مکہ میں اور اسکے گھروں کے وارث ہونیکا بیان

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَتَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ قَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عُقَيْلٌ مِنْ رِبَاعٍ أَوْ دُوْرٍ وَكَانَ عُقَيْلٌ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ وَلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ وَكَانَ عُقَيْلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ

ترجمہ: اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ مکہ میں اپنے گھر میں اتریںگے تو آپ نے فرمایا کہ بھلا عقیل نے ہمارے لئے کوئی چاردیواری یا مکان چھوڑا ہے اور حقیقت اس کی یہ تھی کہ عقیل اور طالب وارث ہوئے ابو طالب کے اور جعفر اور علی کو انکی ورثہ میں سے کچھ نہ ملا اس لئے کہ دونوں یہ مسلمان تھے اور عقیل اور طالب دونوں کافر تھے۔

فائدہ: قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اسامہ نے جو کہا کہ آپ اپنے گھر میں اتریں گے مراد اس سے یہ ہے کہ جس میں آپ کی سکونت تھی اس لئے کہ اصل میں تو وہ گھر ابو طالب کا تھا اس لئے کہ وہی متکفل تھے آپ کی پرورش کے اور ابو طالب بڑے بیٹے تھے عبد المطلب کے اور عبد المطلب کی ساری املاک کی وہی اکیلے وارث تھے جیسا قاعدہ تھا ایام جاہلیت کا اور یہی گمان ہے کہ شاید عقیل نے سب گھر بیچ ڈالے ہوں اور اپنے ملک سے نکالدیئے ہوں جیسے ابو سفیان وغیرہ نے مہاجرین کے گھر تمام بیچ ڈالے چنانچہ داودی نے ایسا ہی کچھ کہا ہے اور یہ جو فرمایا کہ عقیل نے ہمارے لئے کوئی الخ اس سے استدلال کیا ہے شافعیہ نے اور ان کے موافقین نے کہ مکہ صلحاً فتح ہوا ہے اور مکان اس کی مملوک ہیں مکان والوں کے جیسے اور شہروں کے مکان ہیں اور ان میں میراث وغیرہ جاری ہوتی ہے اور بیع اور رہن اور اجارہ ان مکانوں کا روا ہے مثل اور تصرفات کے اور مالک اور ابو حنیفہ اور اوزاعی اور دوسری فقہا کا قول ہے کہ وہ جبراً اور قہراً کی راہ سے فتح ہوا ہے اور یہ تصرفات کوئی وہاں کے مالکوں کو اپنے مکانوں پر روا نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اور یہ تمام علماء کا مذہب ہے۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا وَذٰلِكَ فِي حَجَّتِهِ حِيْنَ دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ فَقَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عُقَيْلٌ مَنْزِلًا

وہی مضمون ہے بالاختصار۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى وَذٰلِكَ زَمَنَ الْفَتْحِ قَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عُقَيْلٌ مِنْ مَنْزِلٍ۔

اسامہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کل خدا نے چاہا اور ہم پہنچ گئے تو آپ کہاں اتریں گے اور یہ بات فتح مکہ کے دنوں میں تھی تو آپ نے فرمایا کہ عقیل نے ہمارے لئے کوئی گھر چھوڑا بھی ہے۔

بَابُ اِقَامَةِ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ — مہاجر کا مکہ میں رہنے کا بیان

عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ لِلسَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ يَقُولُ هَلْ سَمِعْتَ فِي الْإِقَامَةِ بِمَكَّةَ شَيْئًا فَقَالَ السَّائِبُ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِلْمُهَاجِرِ إِقَامَةُ ثَلَاثٍ بَعْدَ الصَّدَرِ بِمَكَّةَ كَأَنَّهُ يَقُولُ لَا يَزِيدُ عَلَيْهَا۔

ترجمہ: عمر بن عبدالعزیز سائب بن یزید سے پوچھتے تھے کہ تم نے مکہ میں رہنے کے باب میں کچھ سنا ہے تو انھوں نے کہا کہ میں نے علاء بن حضرمی سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مہاجر کو اجازت ہے کہ حج کے بعد لوٹنے کے پیچھے تین روز تک مکہ میں رہنے کی مراد یہ تھی کہ اس سے زیادہ نہ رہے۔

فائدہ: مراد اس سے یہ ہے کہ جو لوگ مکہ میں رہتے تھے اور پھر اسلام کی وجہ سے انھوں نے فتح مکہ سے پہلے مکہ سے ہجرت کی تھی وہ اگر حج کو آویں یا عمرہ کو تو بعد فراغ کے تین روز سے زیادہ مکہ میں رہیں اور اس سے شافعیہ نے استدلال کیا ہے کہ تین دن کی اقامت حقیقت میں اقامت میں داخل نہیں بلکہ تین دن کا رہنے والا مسافر ہے اور اگر کوئی مسافر تین روز تک اقامت کی نیت کرے سوا روز خروج کے اور روز دخول کے تو وہ مقیم نہیں اور حکم مسافر میں ہے اور رخصتیں مسافر کی سب اس کو روا ہیں جیسے قصر نماز کا اور افطار روزہ کا۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ لِجُلَسَائِهِ مَا سَمِعْتُمْ فِي سُكْنَى مَكَّةَ فَقَالَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ أَوْ قَالَ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقِيمُ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثًا

وہی مضمون ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَسْأَلُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ فَقَالَ السَّائِبُ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ثَلَاثُ لَيَالٍ يَمْكُثُهُنَّ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ الصَّدَرِ

وہی مضمون ہے۔

عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُكْثُ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثًا وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

وہی مضمون دونوں سندوں سے مذکور ہوا۔

بَابُ تَحْرِيْمِ صَيْدِ مَكَّةَ وَغَيْرِهٖ : مکہ میں شکار وغیرہ کا حرام ہونا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ اِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَاِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهٗ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهٗ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهٗ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا فَقَالَ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّهٗ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ۔

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دن مکہ فتح ہوا کہ آج سے مکہ کی ہجرت نہیں رہی مگر جہاد اور نیت باقی ہے اور جب تم کو حکام جہاد کو بلائیں تو نکلو اور چلو اور فرمایا کہ یہ شہر ایسا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اس کو ادب کی جگہ قرار دیا ہے جس دن سے آسمان و زمین بنایا ہے غرض وہ اللہ کے مقرر کرنے سے حرمت و ادب کی جگہ ہی ٹھیرایا گیا ہے قیامت تک اور کسی کو اس میں قتال روا نہیں ہوا مجھ سے پیشتر اور مجھے بھی ایک دن کی صرف ایک گھڑی اجازت ہوئی تھی (یعنے لڑائی کی) اور وہ پھر ویسا ہی حرام ہو گیا اللہ تعالیٰ کے حرام کرنے سے قیامت تک کہ نہ اس کا کانٹا اکھاڑا جاوے اور نہ اس کا شکار بھگایا جاوے اور نہ اس کی گری پڑی چیز اٹھائی جاوے مگر وہ اٹھاوے جو اس کو پہنچوائے (کہ جسکی ہو اس کو دیدے) اور نہ اس کی ہری گھانس اکھاڑی جاوے سو عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ مگر اذخر (یعنی اس کی اجازت دیجئے) کہ وہ سناروں لہاروں کے کام آتی ہے اور اس سے گھر چھائے جاتے ہیں آپ نے فرمایا مگر اذخر یعنے اس کے توڑنے کاٹنے کی اجازت ہے

علماء نے کہا ہے کہ ہجرت دار حرب سے دار اسلام کی طرف قیامت تک باقی ہے اور اس حدیث کی تاویل میں دو قول ہیں اول یہ کہ مراد یہ ہے کہ مکہ کی ہجرت اب نہیں رہی اس لئے کہ وہ دار الاسلام بن گیا بعد فتح کے اور ہجرت تو دار حرب سے ہوتی ہے اور اس میں پیشن گوئی اور معجزہ ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ہمیشہ یہ دار اسلام رہے گا اور ایسا ہی ہوا اور دوسری یہ کہ جو ثواب ہجرت کا قبل فتح مکہ کے تھا وہ ثواب اب نہیں رہا گو کہ ہجرت باقی ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ یعنے جس نے بعد فتح کے جہاد کیا اور مال خرچ کیا وہ ان کے برابر نہیں ہیں جنہوں نے قبل فتح یہ کام کئے مگر جہاد و نیت ہے یعنے تحصیل ثواب کا ذریعہ یہ ہے کہ جہاد کرتے رہو اور نیک نیتی سے اعمال صالحہ بجالاؤ کہ اس سے ثواب حاصل ہوگا جیسے ہجرت سے حاصل ہوتا تھا بیشک اللہ تعالیٰ نے اس کو ادب کی جگہ مقرر کیا ہے جس دن سے آسمان و زمین بنایا ہے یعنے اصل حرمت تو اسی دن سے ہے مگر وہ پوشیدہ ہو گئی تھی پھر حضرت ابراہیمؑ کے

وقت سے ظاہر ہو گئی اس لئے کہ آگے مسلم میں مروی ہوا ہی کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا ہے اور اس معنے میں دونوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور روایات باب سے ثابت ہوا ہے کہ قتال مکہ میں حرام ہے چنانچہ ابوالحسن ماوردی نے احکام سلطانیہ میں لکھا ہے کہ خصائص حرم میں سے ہے کہ وہاں کے لوگوں سے لڑائی نہ کی جاوے پھر اگر سلطان عادل صاحب عدل سے وہاں کے لوگ بغاوت کریں تو ان کو تنگ کیا جاوے کہ اطاعت قبول کریں نہ جنگ کی جاوے اور جمہور فقہا نے کہا ہے کہ اگر وہ اپنے بغی سے باز نہ آویں اور احکام شرع جو موافق عدل ہوں قبول نہ کریں تو البتہ ان سے لڑائی کی جاوے اس لئے کہ باغیوں سے لڑنا بھی اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے ہے اور یہی قول قرین صواب ہے اور اس پر تنقیص کی ہے امام شافعی نے کتاب اختلاف الحدیث میں کتب امام سے اور قفال مروزی نے اصحاب شافعیہ سے کہا ہے کہ اگر ایک جماعت کفار کی بھی قلعہ نشین ہو جاوے مکہ میں تو ہم کو ان سے لڑنا بھی روا نہیں جب تک وہ مکہ میں ہوں اور یہ قول قفال کا محض غلط ہے اور ہرگز قابل قبول نہیں اور مجوزین قتال ان احادیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ مراد ان حدیثوں کی جو تحریم قتال میں وارد ہوئی ہیں یہ ہے کہ جب تک بغیر قتال کے کام نکلے جب تک اپنی جانب سے اہل مکہ سے لڑائی شروع نہ کرے اور جب مجبور ہو جاوے تو پھر روا ہی بخلاف اور شہروں کے قتال وہاں ہر طور روا ہے۔

عَنْ مَنْصُوْرٍ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهٖ وَلَمْ یَذْكُرْ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ قَالَ بَدَلَ الْقِتَالِ الْقَتْلَ وَقَالَ یَلْتَقِطُ لُقَطَتَهٗ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا

ترجمہ: منصور سے وہی مضمون مروی ہوا اور اس میں یہ مذکور نہیں کہ جس دن پیدا کیا آسمان و زمین کو اور کچھ لفظوں میں فرق ہے باقی مضمون وہی ہے۔

عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ الْعَدَوِیِّ اَنَّهٗ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِیْدٍ وَهُوَ یَبْعَثُ الْبُعُوْثَ اِلٰی مَكَّةَ ائْذَنْ لِیْ اَیُّهَا الْاَمِیْرُ اُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ یَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ اُذُنَایَ وَوَعَاهُ قَلْبِیْ وَاَبْصَرَتْهُ عَیْنَایَ حِیْنَ تَكَلَّمَ بِهٖ اَنَّهٗ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ یُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا یَحِلُّ لِامْرِئٍ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یَّسْفِكَ بِهَا دَمًا وَّلَا یَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً فَاِنْ اَحَدٌ تَرَخَّصَ بِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْهَا فَقُوْلُوْا لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ اَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یَاْذَنْ لَكُمْ وَاِنَّمَا اَذِنَ لِیْ فِیْهَا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ

ترجمہ: ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعید سے کہا جس وقت وہ لشکروں کو روانہ کرتا تھا مکہ کے اوپر (یعنے عبداللہ بن زبیر کے قتل کو) کہ اجازت دو مجھے اے امیر کہ میں ایک حدیث بیان کروں کہ جو خطبہ کے طور سے کھڑے ہو کر فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے دن مکہ کی فتح کے اور میرے کانوں نے سنی اور دل نے یاد رکھا اور میری آنکھوں نے دیکھا آپ کو جب آپ نے وہ بیان فرمائی پہلے تو آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ مکہ کو اللہ نے حرام کیا ہے اور لوگوں نے نہیں حرام کیا سو کسی شخص کو روا نہیں جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو کہ اس میں کسی کا خون بہائے اور نہ یہ حلال ہے کہ اس میں کوئی درخت کاٹے پھر اگر میرے قتال کی سند سے قتال کی اجازت کوئی شخص نکالے تو اس سے کہدینا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے

وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ مَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ

رسول کو اجازت دی اس کی اور تم کو اجازت نہیں دی اور مجھے بھی دن میں ایک گھڑی کے لئے اجازت دی اور پھر اس کی حرمت آج ویسے ہی لوٹ آئی جیسے کل تھی اور ضرور ہے کہ جو حاضر ہو غائبوں کو یہ حدیث پہنچا دے لوگوں نے ابو شریح سے کہا کہ پھر عمرو نے آپ کو کیا جواب دیا انھوں نے فرمایا کہ اس نے کہا کہ اے ابو شریح میں اسے تم سے زیادہ جانتا ہوں (ہائے ظالم) حرم پناہ نہیں دیتا نافرمان کو دیہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا معاذ اللہ من ذالک) اور نہ اس کو جو خون کر کے بھاگا ہو اور نہ اس کو جو چوری اور فساد کر کے بھاگا ہو۔

فائدہ: قولہ روا نہیں ہے جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو الخ اس سے استدلال کیا ہے ان لوگوں نے جو کہتے ہیں کہ کفار فروع اسلام کے مخاطب نہیں ہیں اور صحیح مذہب شافعیہ اور دوسرے فقہا کا یہ ہے کہ مخاطب ہیں فروع کے بھی جیسے مخاطب ہیں اصول کے اور آپ نے اس لئے فرمایا کہ پکا مومن تو وہی ہے جو متبع فرمان ہو اور محرمات شرعیہ سے بچنے والا ہو اور یہ مراد نہیں کہ جو مومن نہ ہو وہ مخاطب ہی نہیں قولہ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو اجازت دی ہے اس سے معلوم ہوا کہ مکہ شریف قہراً اور قتالاً فتح ہوا ہے نہ صلحاً اور جو کہتے ہیں صلحاً فتح ہوا ہے وہ اس کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ آپ قتال کو طیار رکھتے مگر ضرورت نہ پڑی پس طیاری بسبب جواز قتل کے تھے گو اتفاق قتال نہ ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهِ مَكَّةَ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ وَإِنَّهَا لَنْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِي وَإِنَّهَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَإِنَّهَا لَنْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ بَعْدِي فَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُخْتَلٰى شَوْكُهَا وَلَا تَحِلُّ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُفْدٰى وَإِمَّا أَنْ يُقْتَلَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ إِلَّا الْإِذْخِرَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي قُبُورِنَا وَبُيُوتِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ترجمہ: ابو ہریرہ نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے مکہ کی فتح دی اپنے رسول کو تو آپ لوگوں میں کھڑے ہوئے تو اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ اللہ پاک نے اصحاب فیل کو مکہ سے روک دیا اور اپنے رسول کو اور مومنوں کو اس کا حاکم بنایا اور اس میں لڑنا کسی کو حلال نہیں ہوا مجھ سے پہلے اور مجھے بھی ایک گھڑی کی اجازت ملی دن سے اور اب کبھی حلال نہ ہوگا میرے بعد کسی کو پھر اس کا شکار بھگایا نہ جاوے اس کا کانٹا توڑا نہ جاوے اسکی پڑی گری چیز اٹھائی نہ جاوے مگر وہ شخص اٹھاوے جو بتاتا پھرے کہ جس کی ہو لے دیدے اور جس کا کوئی شخص مارا گیا اس کو دو باتوں کا اختیار ہے خواہ فدیہ لے لے یعنی خون بہا لے خواہ قاتل کو قصاص میں مروا ڈالے سو عباس

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَقَامَ اَبُوْشَاهٍ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبُوْا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبُوْا لِاَبِيْ شَاهٍ قَالَ الْوَلِيْدُ فَقُلْتُ لِلْاَوْزَاعِيِّ مَا قَوْلُهُ اكْتُبُوْا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هٰذِهِ الْخُطْبَةُ الَّتِيْ سَمِعَهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ مگر اذخر یا رسول اللہ کہ ہم اس کو اپنی قبروں میں ڈالتے ہیں اور گھروں کو اس سے چھاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ خیر اذخر تو (لوگ گھاس کو اذخر کہا) پھر ابوشاہ ایک شخص یمن کا اٹھا اور اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ مجھے لکھ دو آپ نے فرمایا لکھ دو ابوشاہ کو ولید نے کہا کہ میں نے اوزاعی سے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب یا رسول اللہ یہ مجھے لکھ دو انھوں نے کہا یہی خطبہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یعنی اس کو ابوشاہ نے لکھوالیا کہ بڑے نفع کی بات تھی)

فائدہ: اس حدیث سے امام شافعی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ مقتول کے ولی کو اختیار ہے کہ چاہے قصاص لے اور چاہے خون بہا لے اور یہی قول ہے سعید بن مسیب اور ابن سیرین اور احمد اور اسحاق اور ابوثور کا اور امام مالک نے کہا کہ ولی کو اختیار نہیں مگر قتل کا یا بخش دینے کا اور دیت کا اختیار نہیں مگر برضائے قاتل اور یہ اس حدیث کے خلاف ہے اور ابوشاہ کا نام نہیں معلوم سوا کنیت کے اور آپ نے جو حدیث لکھا دی اس سے علماء کا لکھنا اور حدیثوں کا قلمبند کرنا اور کتب کا تصنیف کرنا روا ہو گیا اور اس کا جواز اور بھی روایتوں سے پوچھا جاتا ہے اور اب تو امت کا اجماع ہے اس کے استحباب پر۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ اِنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوْا رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ لَيْثٍ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ بِقَتِيْلٍ مِّنْهُمْ قَتَلُوْهُ فَاُخْبِرَ بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهٗ فَخَطَبَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَّكَّةَ الْفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ اَلَا وَاِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ بَعْدِيْ وَاِنَّهَا اُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ اَلَا وَاِنَّهَا سَاعَتِيْ هٰذِهٖ حَرَامٌ لَا يُخْبَطُ شَوْكُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يَلْتَقِطُ سَاقِطَتَهَا اِلَّا مُنْشِدٌ وَمَنْ قُتِلَ لَهٗ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ اِمَّا اَنْ يُّعْطٰى يَعْنِي الدِّيَةَ وَاِمَّا اَنْ يُّقَادَ اَهْلُ الْقَتِيْلِ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْشَاهٍ فَقَالَ اكْتُبْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ خزاعہ والوں نے ایک شخص کو مار ڈالا قبیلہ بنی لیث سے جس سال مکہ فتح ہوا آپ نے ایک مقتول کے بدلے جس کو بنی لیث نے مار ڈالا تھا اور اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی اور آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ سے اصحاب فیل کو روکا اور اپنے رسول اور مومنوں کو اس پر حاکم کیا اور وہ مجھ سے پہلے کسی کو حلال نہیں ہوا تھا اور نہ میرے بعد کسی کو ہوگا اور مجھے بھی ایک گھڑی کے لئے حلال ہوا تھا اور اب اس گھڑی میں پھر ویسا ہی مجھ پر بھی حرام ہو گیا (یعنے جیسا پہلے تھا) سو اس کا کانٹا نہ اکھاڑا جائے اور درخت نہ کاٹا جائے اور پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر بتانے والا اٹھائے اور جس کا کوئی شخص مارا جائے اس کو دو چیزوں کا اختیار ہو خواہ دیت لے لے خواہ قصاص لے

فَقَالَ اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْإِذْخِرَ۔

پھر ایک شخص یمن کا آیا کہ اسے ابو شاہ کہتے تھے اور اس نے کہا، مجھے لکھدیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے یاروں سے فرمایا کہ اسے لکھدو پھر ایک شخص نے قریش میں سے کہا کہ مگر اذخر کو کہ وہ ہمارے گھروں اور قبروں میں کام آتی ہے آپ نے فرمایا کہ خیر مگر اذخر۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ حَمْلِ السِّلَاحِ بِمَكَّةَ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ

ہتھیار اُٹھانا مکہ میں بے ضرورت منع ہے

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِأَحَدِكُمْ أَنْ يَحْمِلَ بِمَكَّةَ السِّلَاحَ۔

ترجمہ: جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے حلال نہیں کسی کو کہ مکہ میں ہتھیار اٹھائے۔

فائدہ: یعنی بے حاجت کے اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور جماہیر کا قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اہل علم کے نزدیک یہ نہی محمول ہے اس پر کہ بلا ضرورت نہ اٹھائے اور یہی قول ہے مالک اور شافعی اور عطا کا اور حسن بصری نے مطلق ہتھیار باندھنا مکروہ کہا ہے بنظر ظاہر اسی حدیث کے اور جمہور نے استدلال کیا ہے اس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ قضا میں شرط کئے تھے کہ ہتھیار نہ لادیں گے میان میں اور اٹھانے سے مراد ہتھیار باندھنا ہے۔

بَابُ جَوَازِ دُخُولِ مَكَّةَ بِغَيْرِ الْإِحْرَامِ: مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا روا ہے

عَنْ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قُلْتُ لِمَالِكٍ حَدَّثَكَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ مِغْفَرٌ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلُوهُ فَقَالَ مَالِكٌ نَعَمْ

ترجمہ: یحییٰ نے یہ لفظ بیان کئے کہ میں نے مالک سے پوچھا کیا ابن شہاب نے انس سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آئے اور آپ کے سر پر خود تھا۔ جس سال مکہ فتح ہوا پھر جب خود اتارا ایک شخص نے آکر کہا کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں میں لٹکا ہوا ہے آپ نے فرمایا اس کو مار ڈالو مالک نے کہا کہ ہاں مجھ سے یہ روایت بیان کی ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا اور دونوں میں تطبیق اس طرح ہے کہ اول دخول کے وقت خود تھا پھر اسے اتار کر عمامہ باندھ لیا اور اس حدیث سے سند لی ہے انھوں نے جنھوں نے کہا ہے کہ مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا درست ہے اس کو جو ارادہ حج و عمرہ کا نہ رکھتا ہو

اور کسی کام کے لئے آیا ہو یا ان کو روا ہے جو ہمیشہ آتے جاتے ہیں جیسے لکڑیاں باہر سے لانے والے یا گھاس یا شکار لانے والے یا ان کے سوا کوئی اور غرض ہو سب کو رخصت ہے بلا احرام داخل ہونے کی جو ارادہ حج وعمرہ نہ رکھتا ہو اور برابر ہے کہ امن ہو یا خوفناک اور پھر صحیح تر قول ہے کہ شافعی کا اور دوسرا قول یہ ہے کہ داخل ہونا بغیر احرام کے نہیں روا ہے اس کو جس کو بار بار حاجت آنے کی نہیں ہوتی مگر اس کو جو مقابل ہو یا خائف ہو قتال سے کسی ظالم کے کہ اگر اس پر ظاہر ہو جاوے تو اس کو ضرور پہنچے گا اور نقل کیا قاضی نے یہ قول اکثر علماء سے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ وَقَالَ قُتَيْبَةُ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ وَفِيْ رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ قَالَ فَاَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَكِيْمٍ الْاَوْدِيُّ قَالَ اَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ۔

ترجمہ: جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اور قتیبہ نے کہا کہ فتح مکہ کے دن داخل ہوئے اور آپ کے اوپر سیاہ عمامہ تھا بغیر احرام کے اور آگے کی روایت میں ہے کہ جابر نے روایت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے فتح مکہ کے دن اور آپ کے اوپر سیاہ عمامہ تھا۔

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ

ترجمہ: عمرو بن حریث سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور آپ پر سیاہ عمامہ تھا۔

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ اَرْخٰى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَلَمْ يَقُلْ اَبُوْ بَكْرٍ عَلَى الْمِنْبَرِ۔

ترجمہ: جعفر نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میں گویا دیکھ رہا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر کے اوپر اور آپ کے اوپر سیاہ عمامہ ہے کہ آپ نے اس کے دونوں کناروں کو اپنے شانوں کے بیچ میں لٹکا دیا ہے اور ابوبکر کی روایت میں منبر کا ذکر نہیں ہے۔

فائدہ: ان روایتوں سے سیاہ کپڑے پہننے کا جواز معلوم ہو گیا خواہ خطبہ کے وقت ہو یا سوا اس کے اور اگرچہ سفید کپڑا افضل ہے جیسا حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْمَدِيْنَةِ وَدُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا بِالْبَرَكَةِ وَبَيَانِ تَحْرِيْمِهَا وَتَحْرِيْمِ صَيْدِهَا وَبَيَانِ حُدُوْدِ حَرَمِهَا

مدینہ کی فضیلت اور نبی صلعم کی دعا اور اسکے شکار حرام ہونے اور اسکے حرم کی حدود کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لِأَهْلِهَا وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ وَإِنِّي دَعَوْتُ فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا بِمِثْلَيْ مَا دَعَا بِهِ إِبْرَاهِيمُ لِأَهْلِ مَكَّةَ۔

ترجمہ۔ عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم نے مکہ کا حرم مقرر کیا۔ (یعنے حرمت اس کی ظاہر کی ورنہ حرمت اس کی آسمان و زمین کے بننے کے دن تھی) اور اس کے لوگوں کی دعا کی اور میں نے مدینہ کو حرام کیا جیسے ابراہیم نے مکہ کو حرام کیا اور میں نے دعا کی مدینہ کے صاع اور مد کے لئے اس سے دو حصہ برابر جیسے ابراہیم نے کی تھی اہل مکہ کے لئے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا حَدِيثُ وُهَيْبٍ فَكَرِوَايَةِ الدَّرَاوَرْدِيِّ بِمِثْلَيْ مَا دَعَا بِهِ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَأَمَّا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ فَفِي رِوَايَتِهِمَا مِثْلَ مَا دَعَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

ترجمہ۔ عمرو سے اسی اسناد سے یہی مضمون مروی ہوا اور آپ وہیب کی روایت میں تو دراوردی کی مثل یہی ہے کہ میں نے دعا کی ابراہیم علیہ السلام کے دو حصہ برابر اور سلیمان بن بلال اور عبدالعزیز کی روایت میں یہ ہے کہ دعا کی میں نے ابراہیم علیہ السّلام کی دعا کے برابر۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يُرِيدُ الْمَدِينَةَ۔

ترجمہ۔ رافع نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السّلام نے مکہ کو حرم قرار دیا اور میں دونوں کالے پتھر والے میدانوں کے بیچ میں حرم قرار دیتا ہوں مراد آپ کی مدینہ ہے۔

عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ خَطَبَ النَّاسَ فَذَكَرَ مَكَّةَ وَأَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا فَنَادَاهُ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ فَقَالَ مَا لِي أَسْمَعُكَ ذَكَرْتَ مَكَّةَ وَأَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا وَلَمْ تَذْكُرِ الْمَدِينَةَ وَأَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا وَقَدْ حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا وَذٰلِكَ عِنْدَنَا فِي أَدِيمٍ خَوْلَانِيٍّ إِنْ شِئْتَ أَقْرَأْتُكَهُ قَالَ فَسَكَتَ مَرْوَانُ

ترجمہ۔ نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مروان نے خطبہ پڑھا اور ذکر کیا مکہ کا اور اس کے رہنے والوں کا سو پکارا اس کو رافع بن خدیج صحابی نے اور کہا کہ یہ کیا سنتا ہوں میں تجھ سے کہ تو نے ذکر کیا مکہ کا اور اس کے لوگوں کا اور اس کے حرم ہونے کا اور نہ ذکر کیا مدینہ کا اور نہ وہاں کے لوگوں کا اور نہ اس کے حرم ہونے کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم ٹھیرایا ہے دونوں کالے پتھر والے میدانوں کے بیچ میں اور یہ حدیث رسول اللہ صلعم کے حرم ٹھیرانکی

ثُمَّ قَالَ قَدْ سَمِعْتُ بَعْضَ ذٰلِكَ ۔

ہمارے پاس ایک خولانی چمڑے پر لکھی ہوئی ہے اگر تم چاہو تو میں تم کو پڑھا دوں راوی نے کہا کہ مروان چپکا ہو رہا اور کہا کہ میں نے بھی اس میں سے کچھ سنا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّيْ حَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا لَا يُقْطَعُ عِضَاهُهَا وَلَا يُصَادُ صَيْدُهَا۔

ترجمہ۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے حرم مقرر کیا مکہ کا اور میں حرم مقرر کرتا ہوں مدینہ کا دونوں کالے پتھر والے میدانوں کے بیچ میں (یعنے جو مدینہ کے دونوں طرف واقعہ ہیں) کوئی کانٹے دار درخت نہ کاٹا جاوے اور نہ کوئی جانور شکار کیا جاوے

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ اَنْ يُقْطَعَ عِضَاهُهَا اَوْ يُقْتَلَ صَيْدُهَا وَقَالَ الْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ لَا يَدَعُهَا اَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا اِلَّا اَبْدَلَ اللّٰهُ فِيْهَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ وَلَا يَثْبُتُ اَحَدٌ عَلٰى لَاْوَائِهَا وَجَهْدِهَا اِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا اَوْ شَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

ترجمہ۔ عامر بن سعد نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حرم مقرر کر دیا درمیان دونو میدانوں کالے پتھروں والے کے کہ نہ کاٹا جاوے کانٹے دار درخت وہاں کا اور نہ مارا جاوے شکار وہاں کا اور فرمایا کہ مدینہ ان لوگوں کے لئے بہتر ہے کاش وہ اس کو سمجھتے (یہ خطاب ہے ان لوگوں کو جو مدینہ چھوڑ کر اور جگہ چلے جاتے ہیں یا تمام مسلمانوں کو) اور نہیں چھوڑتا کوئی مدینہ کو مگر اللہ تعالیٰ اس سے بہتر کوئی آدمی اس میں بھیج دیتا ہے اور نہیں صبر کرتا ہے کوئی اس کی بھوک پیاس پر اور محنت و مشقت پر مگر میں اس کا شفیع یا گواہ ہوتا ہوں قیامت کے دن۔

فائدہ۔ ان حدیثوں سے استدلال کیا ہے ایک جماعت نے مدینہ کے حرم ہونے پر اور وہاں کے شکار ہونے حرام ہونے پر اور درخت نہ توڑنے پر اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور امام مالک احمد ان کے موافقین کا اور ابو حنیفہ نے ان حدیثوں کا خلاف کیا ہے بہ سبب قلت علم حدیث کے اور احتجاج کیا ہے حلال ہونے پر شکار مدینہ کے حدیث یَا اَبَا عُمَیْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ سے اور نغیر ایک چڑیا ہے کہ وہ کسی صحابی کے پاس تھی آپ نے ان سے پوچھا کہ وہ کیا ہوئے حالانکہ اس حدیث سے استدلال ان کا محض لنگڑا اور پایہ چوبین ہے اس لئے کہ احتمال ہے کہ وہ چڑیا قبل ان حدیثوں کے پکڑی گئی ہو جب شکار حرام نہ ہوا ہو دوسرے یہ احتمال ہے کہ اس کو حل مدینہ سے یعنی حرم کے باہر سے پکڑ کر لائے ہوں اور یہ احتمال ثانی حنفیہ کے مذہب پر درست نہیں ہوتا اس لئے کہ ان کا مذہب ہے کہ حل میں سے جو شکار پکڑ کر

حرم میں لادیں اس کا بھی چھوڑ دینا واجب ہے اس لئے کہ اس کا بھی حکم صید حرم کا ہے اور یہ اصل مذہب ان کا بھی محض بے اصل اور ضعیف و سست ہے اور جب حدیث تغیر میں احتمال ہو ا تو قابل استدلال نہیں خصوصاً ان احادیث کا صحیحہ متصل اسناد کے روبرو جس میں صاف نص صریح ہے مدینہ کے حرم ہونے پر اور مشہور مذہب مالک اور شافعی یہ ہے کہ صید مدینہ میں اور اس کے درخت اکھاڑنے میں ضمان نہیں ہے اگرچہ حرام ہے اور ابن ابی ذئب اور ابن ابی لیلے نے کہا کہ اس میں بھی جزا واجب ہوتی ہے جیسے حرم مکہ صید و قطع اشجار میں اور یہی قول ہے بعض مالکیہ کا اور شافعی کا قول قدیم یہ ہے کہ اس کے کپڑے اور سامان چھین لیا جائے یعنے جو مدینہ کا درخت کاٹے یا شکار کرے اس لئے کہ سعد بن ابی وقاص کی روایت میں جس کو مسلم نے ذکر کیا ہے ایسا ہی وارد ہوا ہے اور قاضی عیاض نے کہا کہ بعد صحابہ کے کوئی اس کا قائل نہیں ہوا سوا امام شافعی کے کہ ان کا قول قدیمی ہے اور قاضی عیاض نے ذکر کیا ہے کہ مدینہ والوں کے لئے یہ جو فرمایا کہ میں شفیع ہوں گا یا گواہ مراد اس سے یہ ہے کہ اطاعت کرنے والوں کے لئے گواہ ہوں گا اور اہل معاصی کے لئے شفیع ہوں گا اور اس میں مزید فضیلت اور زیادت خصوصیت نکلی مدینہ والوں کے لئے جیسے آپ نے شہداء احد کے لئے فرمایا کہ میں ان لوگوں پر ہوں گواہ اور اس سے فضیلت ثابت ہوئی مدینہ کی اور بزرگی نکلی وہاں کی سکونت کی اللہ تعالیٰ اس خادم حدیث کو مع اقارب مومنین و احباب مخلصین کے وہاں کی سکونت اور موت عنایت فرمائے۔ آمین یا رب العلمین۔

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ ذَکَرَ مِثْلَ حَدِیْثِ ابْنِ نُمَیْرٍ وَزَادَ فِی الْحَدِیْثِ وَلَا یُرِیْدُ اَحَدٌ اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ بِسُوْءٍ اِلَّا اَذَابَهُ اللّٰهُ فِی النَّارِ ذَوْبَ الرَّصَاصِ اَوْ ذَوْبَ الْمِلْحِ فِی الْمَاءِ۔

ترجمہ۔ عامر نے وہی روایت بیان کی اور ابن نمیر نے اس میں زیادہ کیا کہ آپ نے فرمایا نہیں ارادہ کرتا ہے کوئی اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا مگر اللہ تعالیٰ اس کو گھلا دیتا ہے ایسا جیسے سیسہ گل جاتا ہے آگ میں یا نمک گل جاتا ہے پانی میں۔

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ سَعْدًا رَکِبَ اِلٰی قَصْرِهٖ بِالْعَقِیْقِ فَوَجَدَ عَبْدًا یَقْطَعُ شَجَرًا اَوْ یَخْبِطُهٗ فَسَلَبَهٗ فَلَمَّا رَجَعَ سَعْدٌ جَآءَهٗ اَهْلُ الْعَبْدِ فَکَلَّمُوْهُ اَنْ یَرُدَّ عَلٰی غُلَامِهِمْ اَوْ عَلَیْهِمْ مَا اَخَذَ مِنْ غُلَامِهِمْ فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ اَرُدَّ شَیْئًا نَفَّلَنِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبٰی اَنْ یَرُدَّ عَلَیْهِمْ۔

ترجمہ۔ عامر بن سعد نے کہا کہ سعد اپنے مکان کو چلے جو عقیق میں تھا راہ میں ایک غلام کو دیکھا کہ وہ ایک درخت کھاٹ رہا ہے یا پتے توڑ رہا ہے سو اس کے کپڑے لتے چھین لئے اور اس کے گھر والے آئے اور انہوں نے کہا آپ وہ اس کو پھیر دیجئے یا ہم کو عنایت کیجئے انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی پناہ اس سے کہ میں وہ چیز پھیر دوں جو مجھے بطریق انعام کے عنایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہرگز نہ پھیرا انہوں نے سامان اس کا۔

فائدہ۔ غرض ان سب احادیث صحیحہ متواتر المعنیٰ سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ حرم مدینہ کا حکم ویسا ہی ہے جیسے حرم مکہ کا اور ابو حنیفہ کو شاید یہ احادیث نہ پہنچی سو ان کا عذر مقبول ہے مگر متعصبان حنفیہ کو جن کو بخوبی ان کی آوازیں کان ٹھونک چکیں ان کا معلوم نہیں کیا حال ہو گا کہ بہ سبب تعصب کے اور تصلب فی التقلید کے امام ہی کے قول مردود کو لئے جاتے ہیں امام ابن قیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ رد کر دیا سنت صحیحہ صریحہ محکمہ کو جسے بیس پر کئی صحابیوں نے روایت کیا ہے کہ مدینہ حرم ہے اور وہاں کا شکار حرام ہے اور دعویٰ کیا کہ یہ اصول کے خلاف ہے اور معارضہ کیا اس کا ایک متشابہ قول سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ نے فرمایا اے ابا عمیر ہے کیا حال ہے نغیر کا اور بڑے تعجب کی بات ہے یا اللہ وہ کون سا اصول ہے جو ان سنن صحیحہ کا مقابل ہو سکے حالانکہ سنت اعظم اصول ہے اور لازم تھا کہ حدیث ابو عمیر کو ان روایتوں کے رد سے جو شہرت اور تصریح میں بدرجہا اس سے زیادہ تھیں رد کیا جاتا اور ہم تو اللہ پاک کی پناہ مانگتے ہیں اس سے رد کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت صحیحہ کو جب تک اس کا نسخ نہ معلوم ہو جائے حالانکہ حدیث ابی عمیر میں چار احتمال ہو سکتے ہیں کہ ہر طرف ایک جماعت گئی ہے اور اول تو یہ کہ احادیث تحریم مدینہ سے مقدم ہو اور ان حدیثوں نے اسے منسوخ کر دیا دوسرے یہ کہ ان سے متاخر ہو اور ان حدیثوں کو منسوخ کر دیا تیسری یہ کہ نغیر مدینہ کے حرم سے باہر پکڑی گئی ہو اور پھر حرم میں لائی گئی ہو جیسے اکثر شکاری جانوروں میں ایسا ہوتا ہے کہ شہر کے باہر پکڑے جاتے ہیں چوتھے یہ کہ خاص اس لڑکے کے لئے اجازت دی گئی دوسروں کو نہیں جیسے ابی بردہ کو عناق کی قربانی کی اجازت دی گئی غرض ان چاروں احتمالات کی وجہ سے یہ حدیث نغیر متشابہ ہوئی اور ان نصوص صریحہ کے رد کے قابل نہ رہی جو صراحۃً بلا اشتباہ دلالت کرتی ہیں حرم ہونے پر مدینہ کے کذا فی روضۃ الندیہ اور امام نووی نے فرمایا ہے کہ ضمان واجب ہوتا ہے اور اس شخص پر جو پتے توڑتا یا درخت کاٹتا ہے مدینہ کے یہ قول قدیم ہے شافعی کا اور اس حدیث سعد کی سے بھی یہی ثابت ہے اور اس حدیث کا کوئی معارض اور ضمان کی کیفیت میں دو وجہیں ہیں ایک تو وہ شکار جو اس نے مارا اور وہ درخت یا گھانس جو کاٹی ہے اسی کی ضمانت اس پر آتی ہے یعنے قیمت اس کی لازم ہوتی ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس شخص کے اشیا جس نے یہ حرکت کی ہے سلب کی جاویں اور اس میں سے دو قول ہیں اول یہ کہ فقط کپڑے اس کے چھین لئے جاویں اور جمہور کا یہ قول ہے کہ اس کا سب سامان سلب کر لیا جاوے جیسے کافر مقتول کا سب سامان غازی قاتل لے لیتا ہے کہ اس میں گھوڑا اور ہتھیار اور نفقہ اس کا سب داخل ہے اور یہی قول صحیح ہے اور وہ سب سالب کا ہے جس نے اس سے سلب کیا ہو اور یہی موافق حدیث ہے۔

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ لِاَبِیْ طَلْحَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِلْتَمِسْ لِیْ غُلَامًا مِّنْ غِلْمَانِكُمْ یَخْدُمُنِیْ فَخَرَجَ بِیْ اَبُوْ طَلْحَۃَ

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ سے فرمایا کہ ایک لڑکا ڈھونڈ جو ہماری خدمت کرے سو ابو طلحہ مجھے لیکر گئے اپنی سواری پر پیچھے بٹھا کر اور میں رسول اللہ

يُرْدِفُنِي وَرَآءَهٗ فَكُنْتُ اَخْدِمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا نَزَلَ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ ثُمَّ اَقْبَلَ حَتّٰى اِذَا بَدَا لَهٗ اُحُدٌ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ فَلَمَّا اَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهٖ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَكَّةَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا جب آپ اترتے تھے اور پھر اسے باتوں میں کہا کہ پھر آپ تشریف لائے یہاں تک کہ جب کوہ احد آپ کو دکھائی دیا تو آپ نے فرمایا احد ہم کو دوست رکھتا ہے ہم اس کو دوست رکھتے ہیں پھر جب مدینہ کے قریب آئے تو فرمایا کہ یا اللہ میں حرام کرتا ہوں ان دونوں پہاڑوں کے درمیان کو جیسا ابراہیم علیہ السلام نے حرام کیا مکہ کو یا اللہ برکت دے ان کو ان کے مد اور صاع میں کہا امام مسلم علیہ الرحمتہ نے اور روایت کی ہم سے یہی حدیث سعید اور قتیبہ نے ان سے یعقوب نے ان سے عمرو بن ابی عمرو نے ان سے انس نے انھوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل اس کی جو اوپر گذری مگر اس میں یہ نہیں ہے کہ آپ نے فرمایا میں حرام ٹھیراتا ہوں درمیان دونوں کالے پتھر والے میدانوں کے بیچ میں۔

عَنْ عَاصِمٍ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ نَعَمْ مَا بَيْنَ كَذَا اِلٰى كَذَا فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا قَالَ ثُمَّ قَالَ لِيْ هٰذِهٖ شَدِيْدَةٌ مَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا قَالَ ابْنُ اَنَسٍ اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا۔

ترجمہ۔ عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے انس بن مالک سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم ٹھیرایا مدینہ کو ہاں فلاں فلاں مقام سے فلاں تک سو جو اس میں کوئی نئی بات نکالے یعنی گناہ کی تو اس پر لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں اور لوگوں کی نہ قبول کرے گا اللہ اس سے قیامت کے دن نہ فرض نہ نفل اور انس کے بیٹے نے کہا یا جگہ دی کسی نئے گناہ کی بات کو۔

عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ نَعَمْ هِيَ حَرَامٌ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔

ترجمہ۔ عاصم احول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا مدینہ کو حرم ٹھیرایا ہے انھوں نے فرمایا کہ وہ حرم ہے نہ توڑا جاوے گا درخت اس کا اور جو ایسا کرے اس پر اللہ اور فرشتوں اور لوگوں کی لعنت ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ صَاعِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَا بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ خَطَبَنَا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ مَنْ زَعَمَ اَنَّ عِنْدَنَا شَيْئًا نَقْرَؤُهُ اِلَّا كِتَابَ اللّٰهِ وَهٰذِهِ الصَّحِيْفَةَ مُعَلَّقَةٌ فِيْ قِرَابِ سَيْفِهِ فَقَدْ كَذَبَ فِيْهَا اَسْنَانُ الْاِبِلِ وَاَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَفِيْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ اِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا وَّذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ وَمَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوِ انْتَمٰى اِلٰى غَيْرِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا وَانْتَهٰى حَدِيْثُ اَبِيْ بَكْرٍ وَّزُهَيْرٍ عِنْدَ قَوْلِهِ يَسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ لَمْ يَذْكُرَا مَا بَعْدَهٗ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِمَا مُعَلَّقَةٌ فِيْ قِرَابِ سَيْفِهِ۔

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ یا اللہ برکت دے ان کو (یعنے مدینہ والوں کو) اور ان کے ماپ میں اور برکت دے ان کے صاع میں اور برکت دے ان کے مد میں۔

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ یا اللہ مدینہ میں مکہ سے دو دنی برکت دے۔

ترجمہ۔ ابراہیم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ خطبہ پڑھا ہم پر علی ابن ابی طالب نے اور فرمایا کہ جو دعویٰ کرے کہ ہمارے پاس (یعنی اہل بیت کے پاس) کوئی اور چیز ہے سوا کتاب اللہ کے اور اس صحیفہ کے اور راوی نے کہا کہ ایک صحیفہ لٹکا ہوا تھا ان کی تلوار کے میان میں تو اس نے جھوٹ کہا اور اس صحیفہ میں اونٹوں کے عمریں (یعنی زکوٰۃ کے متعلقات) اور کچھ زخموں کا بیان تھا یعنے ان کے قصاص اور دیتوں کا بیان اور اس صحیفہ میں یہ بھی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ حرم ہے عیر اور ثور کے بیچ میں سو جو شخص کہ کوئی نئی بات نکالے اس جگہ یا جگہ دے کسی نئی بات نکالنے والے کو اس پر لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی نہ قبول کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے کوئی فرض نہ سنت اور امان دینا ہر مسلمان کا برابر ہے کہ اعتبار کیا جاتا ہے ادنے مسلمان کی پناہ دینے کا بھی اور جس نے اپنے کو اپنے باپ کے سوا غیر کا فرزند ٹھیرایا یا اپنے آقاؤں کے سوا کسی دوسرے کا غلام اپنے کو قرار دیا اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اور نہ قبول کرے گا اس سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ فرض نہ سنت مسلم علیہ الرحمۃ نے کہا کہ روایت ابو بکر و زہیر کی تو دہیں تک

ہو چکے کہ ادنیٰ مسلمان کی پناہ دینے کا یہی اعتبار رہا اور ان دونوں کی روایت میں یہ ذکر نہیں کہ صحیفہ تلوار کے میان میں لٹکا ہوا تھا۔

عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ اَبِيْ كُرَيْبٍ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَزَادَ فِي الْحَدِيْثِ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَّلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِمَا مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَلَيْسَ فِيْ رِوَايَةِ وَكِيْعٍ ذِكْرُ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔

ترجمہ۔ اعمش نے اسی اسناد سے بھی مضمون مثل ابی کریب کی روایت کیا جو ابی معاویہ سے مروی ہے اخیر تک بیان فرمایا اور اتنا زیادہ کہا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو پناہ توڑے کسی مسلمان کی اس پر لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں اور سب لوگوں کی نہ قبول کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن نہ فرض نہ سنت اور ان کی حدیثوں میں یہ مضمون نہیں ہے کہ جو اپنے کو باپ کے سوا کسی غیر کا فرزند بنا دے اور وکیع کی روایت میں قیامت کا دن مذکور نہیں۔

عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَّوَكِيْعٍ اِلَّا قَوْلَهٗ مَنْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ وَذِكْرَ اللَّعْنَةِ لَهٗ۔

ترجمہ۔ اعمش سے اسی اسناد سے بھی مضمون مروی ہے مثل حدیث ابن مسہر کی اور وکیع کی مگر اس میں یہ مضمون نہیں ہے کہ جو مولے بنا دے اپنے موالی کے سوا اور کسی کو نہ اور نہ اس پر لعنت کا۔

فائدہ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جو خطبہ میں فرما دیا کہ ہمارے پاس کتاب اللہ اور اس صحیفہ کے سوا کچھ نہیں الخ اس میں رد کر دیا زعم باطل کو رافضیوں اور شیعوں کے اور جھوٹا کر دیا ان کے اس قول کو جو کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی وصیتیں کی تھیں اور اسرار علوم اور قواعد دین اور غوامض شریعت بتائے تھے اور اپنا وصی قرار دیا تھا اور اہل بیت کو بعض اشیاء ایسی تعلیم کیے تھے کہ ان کے سوا اور کوئی ان پر مطلع نہیں ہوا غرض اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ یہ سب دعاوی باطلہ اور خیالات فاسدہ ہیں اور ان کی کوئی اصل نہیں اور ان دعاوی کے ابطال کے لئے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول کافی ہے اور اس سے جائز ہوا لکھنا علم کا اور یہ جو فرمایا کہ مدینہ حرم ہے عیر اور ثور کے بیچ میں ثور کا لفظ غالباً یہاں غلط ہے راوی سے بھول ہو گئی اس لئے کہ جبل ثور تو مکہ کے قریب ہے اور صحیح یہ ہے کہ مدینہ حرم ہے عیر اور احد کے بیچ میں چنانچہ مازری اور بعض علماء نے اس پر یہی کہا ہے اور شاید یہ بھی احتمال ہے کہ احد یا اس کے سوا ثور کسی اور پہاڑ کا نام ہو نواح مدینہ میں اور اب وہ نام مخفی ہو گیا اور اوپر کی روایتوں میں جو وارد ہوا کہ درمیان دو کالے پتھر والے میدانوں کی حد ہے حرم مدینہ کی یہ بیان ہے اس کی حد کا جو مشرق سے مغرب تک ہے اور اس روایت میں جو وارد ہوا کہ حد اس کی درمیان دونوں پہاڑوں کے ہے یہ جنوب و شمال کی حد ہے اور امان دینا ہر مسلمان کا برابر ہے مراد اس

کی یہ ہے کہ ادنےٰ سے اعلیٰ تک جو مسلمان کسی کافر کو پناہ دیدے وہ سب مسلمانوں کی پناہ میں آگیا اور کسی مسلمان کو روا نہیں کہ اسے ایذا دے اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور ان کے موافقین متبعین سنت کا کہ اگر غلام اور عورت بھی کسی کافر کو امان دے تو امان دینا اس کا صحیح ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرام ہے اپنے باپ کے سوا کسی کی اولاد کہلانا یا جس نے اپنے کو آزاد کیا اس کے سوا کسی کو مولا ٹھیرانا اور وعید ہے اس میں ان لوگوں کو جو اپنی ذات بدل دیتے ہیں یعنی شیخ سے سید ہو جاتے ہیں یا دوسروں کا غلام اپنے کو غلط سلط ٹھیرالیتے ہیں مثلاً نام رکھ لیتے ہیں غلام محی الدین یا غلام علی یا غلام نبی تو لہ اور جس نے پناہ توڑی وہ موذی ملعون ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِیْنَةُ حَرَمٌ فَمَنْ اَحْدَثَ فِیْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰی مُحْدِثًا فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یُقْبَلُ مِنْهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَدْلٌ وَّلَا صَرْفٌ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ حرم ہے پھر جو کوئی اس میں گناہ کرے یا گناہ کرنے والے کو جگہ دے اس پر اللہ کی فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے اور نہ قبول کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن نہ فرض نہ نفل۔

عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَلَمْ یَقُلْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزَادَ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِیْنَ وَاحِدَةٌ یَسْعٰی بِهَا اَدْنَاهُمْ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یُقْبَلُ مِنْهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَدْلٌ وَّلَا صَرْفٌ۔

ترجمہ۔ اعمش سے یہی مضمون مروی ہے اور اس میں قیامت کا لفظ نہیں اور مضمون پناہ دینے اور توڑنے کا زیادہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ لَوْ رَاَیْتُ الظِّبَآءَ تَرْتَعُ بِالْمَدِیْنَةِ مَا ذَعَرْتُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا بَیْنَ لَابَتَیْهَا حَرَامٌ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ کہتے تھے کہ اگر میں کسی ہرن کو مدینہ میں چرتا دیکھوں تو کبھی نہ ڈراؤں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دونو کالے پتھروں والے میدانوں کے بیچ میں حرم ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا بَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَةِ قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ فَلَوْ وَجَدْتُ الظِّبَآءَ مَا بَیْنَ لَابَتَیْهَا مَا ذَعَرْتُهَا وَجَعَلَ اثْنَیْ عَشَرَ مِیْلًا حَوْلَ الْمَدِیْنَةِ حِمًی

ترجمہ۔ ابوہریرہ نے کہا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم قرار دیا درمیان دونوں کالے پتھروں والے میدانوں کے کہ جو مدینہ کے مشرق اور مغرب کی طرف واقع ہیں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اگر میں کسی ہرن کو پاؤں جو ان کے بیچ میں چرتا ہو تو کبھی نہ ڈراؤں اور نہ بھگاؤں اس کو اور آپ نے بارہ میل کو مدینہ کے گرداگرد رمنہ مقرر کردیا۔

فائدہ۔ رمنہ اس زمین کو کہتے ہیں جس میں حکام دام احکم کر دیتے ہیں کہ سوا ایسے جانوروں کے اور کوئی نہ چرے تو حرم گویا اللہ تعالیٰ کا رمنہ ہے کہ سوا جنگلی جانوروں کے جو وہاں کے باشندے ہیں اور کوئی نہ چرے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ النَّاسُ اِذَا رَاَوْا اَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوْا بِهٖ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا اَخَذَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مَدِيْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنِّیْ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنَّهٗ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَاِنِّیْ اَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهٖ مَعَهٗ قَالَ ثُمَّ يَدْعُوْا اَصْغَرَ وَلِيْدٍ لَهٗ فَيُعْطِيْهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ لوگوں کی عادت تھی کہ جب نیا کوئی پھل دیکھتے تھے یعنے ابتدائے فصل کا تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے اور آپ جب اس کو لے لیتے تو دعا کرتے کہ یا اللہ برکت دے ہمارے پھلوں میں اور برکت دے ہمارے شہر میں اور برکت دے ہمارے صاع میں اور برکت دے ہمارے مد میں یا اللہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرے غلام اور تیرے دوست اور تیرے نبی تھے اور میں تیرا غلام اور نبی ہوں اور انہوں نے دعا کی تجھ سے مکہ کے لئے اور میں دعا کرتا ہوں تجھ سے مدینہ کے لئے اس کے برابر جو انہوں نے مکہ کے لئے کی اور مثل اس کی اور بھی اس کے ساتھ پھر بلاتے آپ کسی چھوٹے لڑکے کو اپنے اور وہ پھل دیدیتے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتٰى بِاَوَّلِ الثَّمَرِ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ مَدِيْنَتِنَا وَفِیْ ثِمَارِنَا وَفِیْ مُدِّنَا وَفِیْ صَاعِنَا بَرَكَةً مَّعَ بَرَكَةٍ ثُمَّ يُعْطِيْهِ اَصْغَرَ مَنْ يَّحْضُرُهٗ مِنَ الْوِلْدَانِ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہلا پھل آتا اور آپ دعا کرتے کہ یا اللہ برکت دے ہمارے شہر میں اور ہمارے پھلوں میں اور ہمارے مدینہ میں اور ہمارے صاع میں برکت پر برکت دے پھر وہ پھل دیدیتے کسی چھوٹے لڑکے کو جو اس وقت حاضر ہوتا۔

فائدہ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ پھل اسی لئے لاتے تھے کہ آپ کی دعائے خیر کا ثمرہ پا دیں اور موجب برکات ہو اور ایک سیر مد اور صاع چار سیر کے قریب ہے اور لین دین غلوں اور جنس کا انہی سے ہوتا ہے اس لئے ان میں برکت کی دعا فرماتے اور چھوٹے بچوں کا دل خوش کرنا مکارم اخلاق و محبت و اشفاق کا باعث ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ مَّوْلَى الْمَهْرِیِّ اَنَّهُمْ اَصَابَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ جَهْدٌ وَّشِدَّةٌ وَّاَنَّهٗ اَتٰى اَبَا سَعِيْدِنِ الْخُدْرِیَّ رَضِیَ اللّٰهُ

ترجمہ۔ ابوسعید مولی مہری نے کہا کہ ہم کو مدینہ میں ایک بار محنت اور شامت فاقہ کی پہنچی اور میں ابوسعید خدری کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ میں کثیر العیال

تعالیٰ عنہ فقال لہ انی کثیر العیال و
قد اصابتنا شدۃ فاردت ان انقل عیالی
الی بعض الریف فقال ابو سعید لا تفعل
الزم المدینۃ فانا خرجنا مع نبی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اظن انہ قال حتی
قدمنا عسفان فاقام بہا لیالی فقال الناس
واللہ ما نحن ھھنا فی شیء وان عیالنا
لخلوف ما نامن علیہم فبلغ ذلک النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما ھذا الذی
یبلغنی من حدیثکم ما ادری کیف
قال والذی احلف بہ او والذی
نفسی بیدہ لقد ھممت او ان شئتم
لا ادری ایتہما قال لامرن بناقتی ترحل
ثم لا احل لہا عقدۃ حتی اقدم المدینۃ
وقال اللہم ان ابراہیم علیہ الصلوۃ
والسلام حرم مکۃ فجعلہا حرما وانی
حرمت المدینۃ حراما ما بین مازمیہا
ان لا یہراق فیہا دم ولا یحمل فیہا
سلاح لقتال ولا تخبط فیہا شجرۃ الا
لعلف اللہم بارک لنا فی مدینتنا اللہم
بارک لنا فی صاعنا اللہم بارک لنا فی مدنا
اللہم بارک لنا فی صاعنا اللہم بارک لنا
فی مدنا اللہم بارک لنا فی مدینتنا
اللہم اجعل مع البرکۃ برکتین والذی
نفسی بیدہ ما من المدینۃ شعب و
لا نقب الا علیہ ملکان یحرسانہا حتی
تقدموا الیہا ثم قال للناس ارتحلوا
فارتحلنا فاقبلنا الی المدینۃ فوالذی
نحلف بہ او یحلف بہ شک من حماد ما

ہوں اور ہم کو سختی پہنچی ہے اور میں نے ارادہ کیا ہے کہ
اپنے عیال کو کسی ارزاں اور سرسبز ملک میں لیجاؤں ابوسعید
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مدینہ کو نہ چھوڑو اس لئے
کہ ہم ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے میں گمان
کرتا ہوں کہ انھوں نے کہا یہاں تک کہ عسفان تک گئے
اور وہاں کئی شب ٹھیرے سو لوگوں نے کہا کہ قسم ہے اللہ
تعالیٰ کی کہ ہم یہاں بیکار ٹھیرے ہوئے ہیں اور ہمارے
عیال پیچھے چھٹے ہوئے ہیں اور ہم کو ان کے اوپر اطمینان
نہیں (یعنی خوف ہے کہ کوئی دشمن نہ ستاوے) اور
یہ خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ
نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے جو مجھ کو پہنچی ہے راوی نے
کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کیا لفظ ہے کہا قسم ہے اس خدا
کی کہ جس کی کہ میں قسم کھاتا ہوں یا فرمایا قسم ہے اس
پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے البتہ
میں نے ارادہ کیا یا فرمایا اگر چاہو تم میں نہیں جانتا کہ کیا
فرمایا ان دونوں باتوں میں سے فرمایا کہ البتہ حکم کردوں میں
اپنی اونٹنی کو کہ وہ کسی جاوے اور پھر اس کی ایک گرہ بھی نہ
نہ کھولوں یہاں تک کہ داخل ہوں میں مدینہ منورہ میں
اور فرمایا کہ یا اللہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ کو حرم
قرار دیا اور میں نے مدینہ کو حرم ٹھیرایا دونوں گھاٹیوں یا دو
پہاڑوں کے بیچ میں کہ نہ اس میں خون بہایا جاوے
اور نہ اس میں لڑائی کے لئے ہتھیار اٹھایا جاوے نہ اس
میں کسی درخت کے پتے جھاڑے جاویں مگر صرف
چارہ کے لئے (کہ اس سے درخت کا چنداں نقصان
نہیں ہوتا) یا اللہ برکت دے ہمارے شہر میں یا اللہ
برکت دے ہماری چوسیری میں یا اللہ برکت دے ہمارے
سیر میں یا اللہ برکت دے ہمارے شہر میں یا اللہ برکت
کے ساتھ دو برکتیں اور دے اور فرمایا قسم ہے اس پروردگار
کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ کوئی گھاٹی اور

وَضَعْنَا رِحَالَنَا حِيْنَ دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ حَتّٰى
أَغَارَ عَلَيْنَا بَنُوْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنُ غَطْفَانَ
وَمَا يُهَيِّجُهُمْ قَبْلَ ذٰلِكَ شَيْءٌ۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا وَصَاعِنَا وَاجْعَلْ
مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ أَنَّهُ جَاءَ
أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ لَيَالِيَ الْحَرَّةِ فَاسْتَشَارَهُ
فِي الْجَلَاءِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَشَكٰى إِلَيْهِ أَسْعَارَهَا
وَكَثْرَةَ عِيَالِهِ وَأَخْبَرَهُ أَنْ لَا صَبْرَ لَهُ عَلٰى
جَهْدِ الْمَدِيْنَةِ وَلَأْوَائِهَا فَقَالَ لَهُ وَيْحَكَ
لَا آمُرُكَ بِذٰلِكَ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَصْبِرُ أَحَدٌ
عَلٰى لَأْوَائِهَا فَيَمُوْتَ إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا
أَوْ شَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِذَا كَانَ مُسْلِمًا۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

کوئی ناکہ مدینہ کا ایسا نہیں ہے جس پر دو فرشتے نگہبان نہ ہوں جب تک کہ تم وہاں نہ پہنچو گے دیکھنے جب تک وہ نگہبان رہیں گے) پھر آپ نے فرمایا کوچ کرو اور ہم نے کوچ کیا اور مدینہ میں آئے سو ہم قسم کھاتے ہیں اس پروردگار کی جس کی ہمیشہ قسم کھایا کرتے ہیں یا کہا جس کی قسم کھائی جاتی ہے غرض حماد کو اس میں شک ہوا غرض جب ہم مدینہ پہنچے تو ہم نے ابھی کجاوے اونٹوں پر سے نہیں اتارے تھے کہ بنو عبداللہ بن غطفان نے ہم پر ڈاکہ ڈالا اور اس سے پہلے ان کی ہمت نہ ہوئی کہ وہاں آسکیں یہ تصدیق ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی کہ فرشتے وہاں نگہبان ہیں۔

ترجمہ۔ ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ یا اللہ برکت دے ہمارے مد میں اور ہمارے صاع میں اور ایک برکت پر دو برکتیں اور عنایت فرما۔

ترجمہ۔ ابوسعید مولے مہری سے روایت ہے کہ وہ ابوسعید خدری کے پاس آئے حرہ کی راتوں میں (یعنی جن دنوں مدینہ طیبہ میں ایک فتنہ مشہور ہوا ہے اور ظالموں نے مدینہ طیبہ کو لوٹا ہے ۶۳ء ترسیٹھ ہجری میں) اور مشورہ کیا ان سے کہ مدینہ سے کہیں اور چلے جاویں اور اور شکایت کی ان سے وہاں کی گرانی نرخ کی اور کثرت عیال کی اور خبر دی ان کو کہ مجھے صبر نہیں آسکتا مدینہ کی محنت اور بھوک پر تو ابوسعید خدری نے فرمایا کہ خرابی ہو تیرے میں تجھے تھوڑے یہاں رہنے کا حکم کرتا ہوں بلکہ میں نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ وہ فرماتے کہ صبر نہیں کرتا ہے کوئی یہاں کی تکلیفوں پر اور پھر مرجاتا ہے مگر میں اس کا شفیع یا گواہ ہوں قیامت کے دن جب وہ مسلمان ہو۔

ترجمہ۔ ابوسعید نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

عَنْهُ اِنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنِّيْ حَرَّمْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ كَمَا حَرَّمَ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَكَّةَ قَالَ ثُمَّ كَانَ اَبُوْ سَعِيْدٍ يَاْخُذُ وَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ يَجِدُ اَحَدُنَا فِيْ يَدِهِ الطَّيْرَ فَيَفُكُّهُ مِنْ يَدِهِ ثُمَّ يُرْسِلُهُ

وسلم سے کہ فرماتے تھے میں نے حرم مقرر کیا ہے درمیان دونو کالے پتھروں کے میدانوں میں مدینہ کے جیسے حرم قرار دیا تھا ابراہیم نے یہاں تک کہ ایک ہم میں کا پاتا تھا یا لیتا تھا اپنے ہاتھ میں چڑیا اور اس کو جدا کر دیتا تھا پھر چھوڑ دیتا تھا۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ اَهْوٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اِنَّهَا حَرَمٌ اٰمِنٌ۔

ترجمہ۔ سہل حنیف کے بیٹے نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک مدینہ کی طرف جھکایا اور فرمایا کہ وہ حرم ہے اور امن کی جگہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَهِيَ وَبِيْئَةٌ فَاشْتَكٰى اَبُوْ بَكْرٍ وَّاشْتَكٰى بِلَالٌ فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكْوٰى اَصْحَابِهٖ قَالَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَبَّبْتَ مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَحَوِّلْ حُمَّاهَا اِلَى الْجُحْفَةِ

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ۔

ترجمہ۔ جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب ہم مدینہ تشریف لائے تو وہاں وباتھی اور ابوبکر اور بلال بیمار ہوئے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کی بیماری دیکھی تو دعا کی یا اللہ دوست کر دے ہمارا مدینہ کو جیسے دوست کیا تھا تو نے مکہ کو یا اس سے بھی زیادہ اور صحت عطا کر اس کے رہنے والوں کو اور برکت دے ہم کو اس کے چوسیری اور سیر میں اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف پھیر دے اور ہشام بن عروہ سے بھی یہی مضمون مروی ہے۔

فائدہ۔ جحفہ ان دنوں وطن تھا یہود کا غرض اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ دعا کرنا کافروں پر بیماری اور ہلاکت اور خسران کے ساتھ درست ہے اور اس میں دعائے خیر ہوئی مسلمانوں کے ساتھ صحت اور تندرستی کے لئے اور یہی مذہب ہے کافۂ علماء کا کہ بددعا کافروں پر درست ہے اور قول بعض جہلائے صوفیہ کا مقبول نہیں جو اس کو منع کرتے ہیں اور موافقت کی ہے ان جہلائے متصوفہ نے معتزلہ کی کہ وہ بھی ایسی دعا کو بے فائدہ جانتے ہیں غرض دونوں اس حدیث سے مردود ہو گئے اور اس حدیث میں بڑا معجزہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آج تک جحفہ کا پانی جو پیتا ہے اسے بخار چڑھتا ہے۔

بَابُ التَّرْغِيْبِ فِيْ سُكْنَى الْمَدِيْنَةِ وَفَضْلِ الصَّبْرِ عَلٰى لَاْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا۔ مدینہ کی سکونت کی فضیلت اور وہاں کی شدت و محنت پر صبر کرنے کا ثواب

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَبَرَ عَلٰى لَاْوَائِهَا كُنْتُ لَهٗ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

کہا کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ جو صبر کرے مدینہ منورہ کی بھوک پر میں اس کا شفیع یا گواہ ہوں گا قیامت کے دن۔

عَنْ يُحَنِّسَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِي الْفِتْنَةِ فَأَتَتْهُ مَوْلَاةٌ لَهٗ تُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَقَالَتْ إِنِّي أَرَدْتُ الْخُرُوجَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اشْتَدَّ عَلَيْنَا الزَّمَانُ فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللّٰهِ اقْعُدِي لَكَاعِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَصْبِرُ عَلٰى لَاْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا إِلَّا كُنْتُ لَهٗ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

ترجمہ۔ یحنس زبیر کے غلام آزاد سے روایت ہے کہ وہ عبداللہ بن عمر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کی ایک آزاد باندی آئی اور ان کو سلام کیا اور یہ فتنہ کے دن تھے (یعنے فتنہ حرہ کے دن جس کا ذکر ابھی تھوڑے دور گذرا) اور اس نے کہا اے ابوعبد الرحمن (یہ کنیت ہے عبداللہ بن عمر کی) ہم پر سخت دن ہیں اور میں ارادہ کرتی ہوں مدینہ سے نکلنے کا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بیٹھ اے نادان اس لئے کہ میں نے سنا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جو صبر کرے گا مدینہ کی بھوک پیاس محنت پر تو میں اس کا شفیع ہوں گا (یعنے اگر وہ گنہگار ہے) یا گواہ ہوں گا (یعنے اگر وہ نیکوکار ہے قیامت کے دن)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَبَرَ عَلٰى لَاْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا كُنْتُ لَهٗ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَعْنِي الْمَدِينَةَ۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہی قول جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَصْبِرُ عَلٰى لَاْوَاءِ الْمَدِينَةِ وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِي إِلَّا كُنْتُ لَهٗ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَوْ شَهِيدًا۔

وہی مضمون ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوا۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْقَرَّاظِ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ۔

وہی مضمون ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَصْبِرُ أَحَدٌ عَلٰى لَاْوَاءِ الْمَدِينَةِ بِمِثْلِهٖ۔

وہی مضمون ہے۔

بَابُ صِيَانَةِ الْمَدِيْنَةِ مِنْ دُخُوْلِ الطَّاعُوْنِ وَالدَّجَّالِ اِلَيْهَا۔ باب۔ طاعون اور دجّال سے مدینہ طیّبہ کا محفوظ رہنا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلٰئِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ کے ناکوں پر فرشتے ہیں۔ کہ اس میں طاعون اور دجال نہیں آسکتا۔

فائدہ۔ اس حدیث سے فضیلت مدینہ کی اور ثواب وہاں کا سکونت کا اور درجہ وہاں کے ساکنین کا معلوم ہوا۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ قَالَ يَاْتِي الْمَسِيْحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ هِمَّتُهُ الْمَدِيْنَةَ حَتّٰى يَنْزِلَ دُبُرَ اُحُدٍ ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلٰئِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ وَهُنَالِكَ يَهْلِكُ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسیح دجال آئے گا مشرق کی طرف سے اور ارادہ اس کا مدینہ کا ہوگا یہاں تک کہ اترے گا کوہ احد کے پیچھے اور فرشتے اس کا منہ وہیں سے شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہیں تباہ ہو جائے گا۔

فائدہ۔ مسیح کا لفظ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے بھی بولا جاتا ہے اور دجال کے واسطے اور اس کے دو معنی ہیں ایک چھونے والا اس معنے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پر اطلاق آتا ہے کہ وہ جس کو چھو دیتے تھے اچھا ہو جاتا تھا۔ اور مسیح کے معنے ممسوح بھی ہیں یعنی ملا ہوا دبا ہوا اس کی ایک آنکھ چونکہ اندھی ہے اس لئے اسے مسیح کہا یا اس نظر سے کہ وہ بھی دعویٰ کرے گا کہ میں مسیح ہوں اور لوگ اس خبیث کے دھوکے اور فریب میں آجاویں گے۔

بَابُ الْمَدِيْنَةِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَتُسَمّٰى طَابَةَ وَطَيْبَةَ مدینہ کا طابہ اور طیبہ نام ہونا اور بری چیزوں کو اپنے سے دور کرنا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَدْعُو الرَّجُلُ ابْنَ عَمِّهِ وَقَرِيْبَهُ هَلُمَّ اِلَى الرَّخَاءِ هَلُمَّ

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک وقت لوگوں پر ایسا آئے گا کہ آدمی اپنے بھتیجے کو اور اپنے قرابت والے کو پکارے گا کہ آؤ ارزانی کے ملک میں آؤ ارزانی کے

إِلَى الرَّخَاءِ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللَّهُ فِيهَا خَيْرًا مِنْهُ أَلَا إِنَّ الْمَدِينَةَ كَالْكِيرِ تُخْرِجُ الْخَبِيثَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَنْفِيَ الْمَدِينَةُ شِرَارَهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ۔

کے ملک میں اور مدینہ ان کے لئے بہتر ہوگا کاش کہ جانتے ہوتے اور قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ کوئی شخص مدینہ سے بیزار ہو کر نہیں نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بہتر دوسرا شخص نہیں بھیجدیتا مدینہ میں آگاہ ہو کہ مدینہ ایسا ہے جیسے لوہار کی بھٹی کہ نکالدیتا ہے میل کو اور قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ مدینہ نکال دے گا اپنے شریر لوگوں کو جیسے کہ بھٹی نکالدیتی ہے لوہے کی میل کو۔

فائدہ۔ شاید یہ بات دجال کے وقت ہوگی کہ حدیث میں آیا ہے کہ دجال جب مدینہ کے قریب پہنچیگا تو مدینہ میں تین بار زلزلہ آویگا اور اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے ہر کافر اور منافق کو نکال دیگا یا ہمیشہ مدینہ میں ایسا ہوتا ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى يَقُولُونَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِينَةُ تَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھے حکم ہوا ہے (یعنی ہجرت کا) ایسے قریہ کی طرف جو سب قریوں کو کھا جاوے گا لوگ اسے یثرب کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے اور لوگوں کو ایسا چھانٹتا ہے جیسے لوہے کی میل چھانٹی۔

فائدہ۔ سب قریوں کو کھا جاوے گا یعنے وہیں لشکر اسلام جمع ہو کر چاروں طرف پھیلیگا اور تمام بلاد کو مسخر اور فرمانبردار بناوے گا سب طرف سے اموال غنیمت اسی میں آکر جمع ہونگے اور وہاں کے لوگوں کے صرف میں آویں گے اور یہ بھی فرمایا کہ لوگ اسے یثرب کہتے ہیں اور یثرب کو آپ نے مکروہ جانا اس لئے کہ وہ تثریب سے مشتق ہے اور تثریب کے معنے جھڑکنا اور ملامت ہے۔ اور مسند امام احمد میں ایک روایت آئی ہے کہ کراہت میں یثرب کہنے کے اور قرآن مجید میں جو یثرب واقع ہوا ہو وہ بھی منقولہ کفار کا ہے یا منافقین کا اور مدینہ بھی جو قرآن مجید میں وارد ہوا ہے وہ منافقوں کا قول نہیں۔ غرض اس سے معلوم ہوا کہ اچھی چیز کا نام برا رکھنا یہ بھی ایک نفاق کا شعبہ ہے اور مسلک نبوت کے خلاف ہے جیسے محبت الٰہی کو شراب سے تعبیر کرنا یا عشق الٰہی کو جنون سے یا خداوند تعالیٰ کو معاذاللہ صنم یا معشوق سے یا نبی کو بت سے یہ تعبیرات جو اکثر شعرا کی زبان زد ہیں وہ سب مردود اور مذموم ہیں اور منجملہ محدثات اور شرامور ہیں ان سے پرہیز کرنا ضرور ہے۔

عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ الْخَبَثَ وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَدِيدَ

ترجمہ۔ یحییٰ سے یہی مضمون مروی ہے مگر اس میں لوہے کا لفظ نہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى

ترجمہ۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک گاؤں کا

عَنْهُمَا اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَصَابَ الْاَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَآءَهٗ فَقَالَ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى ثُمَّ جَآءَهٗ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى فَخَرَجَ الْاَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طَيِّبُهَا۔

آدمی تھا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور اس کو شدت سے بخار آنے لگا مدینہ میں پھر وہ آپ کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا محمد مجھ سے اپنی بیعت پھیر لو تو آپ نے انکار کیا وہ پھر آیا اور کہا کہ مجھ سے اپنی بیعت پھیر لو تو آپ نے پھر انکار کیا اور وہ پھر آیا اور کہا کہ یا محمد مجھ سے اپنی بیعت پھیر لو آپ نے انکار کیا اور وہ اعرابی مدینہ سے چلا گیا تب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ تو بھٹی کے مانند ہے کہ اپنی میل کو دور کر دیتا ہے اور پاک کو خالص اور صاف کر لیتا ہے۔

فائدہ۔ اس نے اسلام پر اور حضرت کے ساتھ قیام پر بیعت کی تھی پھر اس کا اقالہ آپ کیوں فرماتے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا طَيْبَةُ يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ وَاِنَّهَا تَنْفِي الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ۔

ترجمہ۔ زید بن ثابت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا یہ طیبہ ہے یعنی مدینہ اور پہلے پہل یہ مدینہ میل کو دور کرتا ہے جیسے آگ چاندی کی میل کو دور کرتی ہے۔

فائدہ۔ مدینہ کو طیبہ فرمایا یعنے پاکیزہ کہ نجاست شرک سے اور خباثت کفر سے پاک ہے یا طیب عیش وہاں حاصل ہے اور طابہ بھی اس معنے سے فرمایا جیسے آگے آتا ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ سَمَّى الْمَدِيْنَةَ طَابَةَ

ترجمہ۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ نے نام رکھا مدینہ کا طابہ۔

بَابُ تَحْرِيْمِ اِرَادَةِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ بِسُوْٓءٍ وَاَنَّ مَنْ اَرَادَهُمْ بِهٖ اَذَابَهُ اللّٰهُ۔ مدینہ طیبہ والوں کی بدخواہوں کی ستیاناسی

عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْقَرَّاظِ اَنَّهٗ قَالَ اَشْهَدُ عَلٰٓى اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ اَهْلَ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ بِسُوْٓءٍ يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ اَذَابَهُ

ترجمہ۔ ابو عبداللہ قراظ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ابوہریرہ نے کہا کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ارادہ اس شہر والوں کی برائی کا (یعنے مدینہ) کی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسا گھلا دے گا

اللّٰهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ۔

جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الْقَرَّاظَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَرَادَ أَهْلَهَا بِسُوءٍ يُرِيدُ الْمَدِينَةَ أَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ فِي حَدِيثِ ابْنِ يُحَنَّسَ بَدَلَ قَوْلِهِ بِسُوءٍ شَرًّا۔

ترجمہ: عمرو بن یحییٰ نے قراظ سے وہی مضمون سنا جو اوپر گذرا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

وہی مضمون ہے جو اوپر گذرا۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَرَادَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوءٍ أَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ۔

وہی مضمون ہے۔

عَنْ سَعْدِ ابْنِ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ بِدَهْمٍ أَوْ بِسُوءٍ

وہی مضمون ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَسَعْدٍ يَقُولَانِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ فِي مُدِّهِمْ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ مَنْ أَرَادَ أَهْلَهَا بِسُوءٍ أَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ۔

ترجمہ: ابوہریرہ و سعید دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ یا اللہ برکت دے مدینہ والوں کے مد میں اور آگے وہی مضمون بیان کیا جو اوپر کئی بار گذرا۔

بَابُ تَرْغِيبِ النَّاسِ فِي سُكْنَى الْمَدِينَةِ عِنْدَ فَتْحِ الْأَمْصَارِ

مدینہ کی سکونت کی فضیلت میں

عَنْ سُفْيَانَ ابْنِ أَبِي زُهَيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُفْتَحُ الشَّامُ فَيَخْرُجُ مِنَ الْمَدِينَةِ قَوْمٌ بِأَهْلِيهِمْ يُبِسُّونَ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ثُمَّ تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَخْرُجُ قَوْمٌ بِأَهْلِيهِمْ يُبِسُّونَ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ثُمَّ تُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَخْرُجُ مِنَ الْمَدِينَةِ قَوْمٌ بِأَهْلِيهِمْ يُبِسُّونَ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔

ترجمہ: سفیان نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شام فتح ہوگا اور ایک لوگ مدینہ سے نکلیں گے اپنے گھر والوں کے ساتھ اونٹوں کو ہانکتے ہوئے اور مدینہ ان کے لئے بہتر تھا کاش کہ وہ جانتے ہوتے پھر فتح ہوگا یمن اور نکلیں گی ایک قوم مدینہ کی اپنے گھر والوں کے ساتھ اونٹوں کو ہانکتے ہوئے اور مدینہ ان کے حق میں بہتر تھا کاش وہ جانتے

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ

ترجمہ: سفیان نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ یمن فتح ہوگا اور لوگ وہاں جاویں گے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے اور

وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ثُمَّ يُفْتَحُ الشَّامُ فَيَاْتِيْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ثُمَّ يُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَاْتِيْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۔

لادلیجاویںگے اپنے گھروالوں کا اور جوان کا کہنا مانے اور مدینہ ان کے لئے بہتر ہے اگر وہ جانتا پھر وہ شام فتح ہوگا اور ایک لوگ وہاں جاویںگے اونٹوں ہانکتے ہوئے اور اپنے گھر والوں کو لادجاویں گے اور جوان کا کہنا مانے اور مدینہ ان کے لئے بہتر تھا اگر وہ جانتے ہوتے پھر عراق فتح ہوگا اور ایک لوگ وہاں جاویںگے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے اور لادلیجاویںگے اپنے گھروالوں کو اور جوان کا کہنا مانے اگر جانتے ہوتے تو مدینہ طیبہ ان کے حق میں بہتر تھا۔

ترجمہ: ان حدیثوں میں چند معجزے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اول یہ کہ آپ نے شام اور عراق و یمن کی فتح کی خبردی اور ویسا ہی ہوا کہ خلفائے راشدین کے ہاتھ پر یہ ممالک فتح ہوئے اور مصداق خلافت راشدہ یہی لوگ ٹھیرے اور مواعید الٰہی ان کے ہاتھ پر پورے ہوئے دوسرے یہ کہ لوگ ان ملکوں میں جابسیں گے اور اپنے اہل وعیال کو لے جاویں گے اور ایسا ہی ہوا ہے۔ تیسرے یہ کہ مفتوح ہونا ان بلاد کا اس ترتیب سے ہوگا کہ پہلے یمن پھر شام پھر عراق اور اسی ترتیب سے یہ بلاد فتح ہوئے اور ان روایتوں سے بڑی فضیلت سکونت مدینہ طیبہ کی ثابت ہوئی۔

بَابُ اِخْبَارِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَرْكِ النَّاسِ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خبر دینا کہ لوگ مدینہ چھوڑ دیں گے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمَدِيْنَةِ لَيَتْرُكَنَّهَا اَهْلُهَا عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ مُذَلَّلَةً لِلْعَوَافِيْ يَعْنِي السِّبَاعَ وَالطَّيْرَ قَالَ مُسْلِمٌ اَبُوْ صَفْوَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ يَتِيْمُ ابْنِ جُرَيْجٍ عَشْرَ سِنِيْنَ كَانَ فِيْ حِجْرِهٖ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ کے لئے کہ لوگ وہاں کے مدینہ کو چھوڑدیں گے اور مدینہ ان کے لئے بہتر ہوگا اور ایسا چھوڑیں گے کہ وطن ہو جائے گا درندوں اور پرندوں کا۔

فائدہ: یہ پیشن گوئی بھی آپ کی سچی ہے اور قیامت کے قریب ہوگی مسلم نے کہا کہ ابوصفوان جن کا نام عبداللہ بن ملک ہے وہ یتیم تھے اور ابن جریج کی گود میں دس برس پرورش پائی۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَتْرُكُوْنَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے لوگ مدینہ کو چھوڑ دینگے اور وہ بہتر ہوگا اور

لَا يَغْشَاهَا إِلَّا الْعَوَافِ يُرِيْدُ عَوَافِي السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ ثُمَّ يَخْرُجُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيْدَانِ الْمَدِيْنَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وَحْشًا حَتَّى إِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلَى وُجُوهِهِمَا

رہے گا اس میں کوئی مگر درندے اور پرندے پھر نکلیں گے دو چرواہے قبیلہ مزینہ سے ارادہ کرتے ہوں گے مدینہ کا للکارتے ہونگے اپنی بکریوں کو اور پاویں گے مدینہ کو ویران یہاں تک کہ جب پہنچیں گے ثنیۃ الوداع تک کہ ایک ٹیلہ ہے گر پڑیں گے اپنے منہ کے بل۔

یہ اخیر زمانہ میں ہوگا قیامت کے قریب کہ جب وہ دونوں ٹیلہ کے پاس پہنچیں گے قیامت آجاوے گی اور وہ آخیر میں ہوں گے ان سب لوگوں کے جن کا حشر ہوگا جیسا کہ بخاری میں ثابت ہوا ہے اور یہی مطلب اس حدیث کا ظاہر و مختار ہے اور یہ معجزہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور بعض فتن میں ایسا کبھی ہو چکا ہے۔

بَابُ فَضْلِ مَا بَيْنَ قَبْرِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْبَرِهِ وَفَضْلِ مَوْضِعِ مِنْبَرِهِ

قبر مبارک اور منبر کے درمیان کی اور موضع منبر کی فضیلت کی حدیثیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ۔

ترجمہ: عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور منبر کے درمیان ایک چمن ہے جنت کے چمنوں میں سے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا بَيْنَ مِنْبَرِي وَبَيْتِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ

وہی مضمون ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلٰى حَوْضِي۔

ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور منبر کے بیچ میں ایک کیاری ہے کہ جنت کی کیاریوں سے اور منبر میرا میرے حوض پر ہے۔

فائدہ: اس حدیث کے دو معنی ہوتے ہیں کہ حجرہ مبارک اور منبر کے بیچ کا ایک موضع جنت میں چلا جاوے گا قیامت کے دن دوسرے یہ کہ وہاں عبادت کرنا جنت میں جانے کا سبب ہے کہ جس نے وہاں عبادت کی گویا داخل جنت ہوا اور بعضی روایتوں میں یوں آیا ہے کہ میری قبر اور منبر کے بیچ میں ایک کیاری ہے جنت کی اور مطلب اس کا بھی یہی ہے کہ قبر اور حجرہ مبارک گویا ایک ہی اس لئے کہ قبر حجرے کے اندر ہے اور میرا منبر حوض پر ہے اس کی بھی دو مرادیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ

جو منبر کے قریب عبادت کرے گا اس حوض سے سیراب ہو گا اور دوسرے یہ کہ یہی منبر مبارک آپ کے حوض کوثر پر رکھدیا جائے گا یا میدان قیامت میں جو منبر عنایت ہو گا وہ حوض کوثر پر رکھا جاوے گا۔

بَابُ فَضْلِ اُحُدٍ : فضیلت کوہِ اُحد کی

عَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّعَم فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ وَفِیْهِ ثُمَّ اَقْبَلْنَا حَتّٰی قَدِمْنَا وَادِی الْقُرٰی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ مُسْرِعٌ فَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ فَلْیُسْرِعْ مَعِیَ وَمَنْ شَاءَ فَلْیَمْكُثْ فَخَرَجْنَا حَتّٰی اَشْرَفْنَا عَلَی الْمَدِیْنَةِ فَقَالَ هٰذِهٖ طَابَةُ وَهٰذَا اُحُدٌ وَهُوَ جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ۔

ترجمہ: ابی حمید نے کہا کہ نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں اور حدیث بیان کی اور اس میں یہ کہا کہ چلے ہم یہاں تک کہ پہنچے وادی قریٰ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جلدی چلنے والا ہوں جس کا جی چاہے میرے ساتھ چلے اور جس کا جی چاہے ٹھیر کر آوے سو ہم نکلے یہاں تک کہ دیکھنے لگے ہم مدینہ کو اور آپ نے فرمایا کہ یہ طابہ ہے اور یہ احد ہے اور یہ پہاڑ ایسا ہے کہ ہم اس کو دوست رکھتے ہیں اور یہ ہم کو دوست رکھتا ہے۔

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُحُدًا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ۔

ترجمہ: انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احد ایسا پہاڑ ہے کہ وہ ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہم اس کو۔

فائدہ: معلوم ہوا جس دل میں آپ کی محبت نہ ہو وہ پتھر سے سخت اور بدتر ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی اُحُدٍ فَقَالَ اِنَّ اُحُدًا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ۔

وہی مضمون ہے۔

بَابُ فَضْلِ الصَّلٰوةِ بِمَسْجِدَیْ بِمَكَّةَ وَالْمَدِیْنَةِ

مسجد مکہ اور مدینہ میں نماز کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ یَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِیْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے کہ آپ نے فرمایا ایک نماز میری اس مسجد میں ہزار نمازوں سے اور مسجدوں کی فضل ہے سوا مسجد الحرام کے یعنی مکہ کی مسجد کے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِیْ غَيْرِهٖ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ يَقُوْلُ صَلٰوةٌ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ مَسْجِدَهٗ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ وَاَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ نَشُكَّ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ عَنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَنَا ذٰلِكَ اَنْ نَسْتَثْبِتَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ حَتّٰى اِذَا تُوُفِّیَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ تَذَاكَرْنَا ذٰلِكَ وَتَلَاوَمْنَا اَنْ لَّا نَكُوْنَ كَلَّمْنَا اَبَا هُرَيْرَةَ فِیْ ذٰلِكَ حَتّٰى يُسْنِدَهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كَانَ سَمِعَهٗ مِنْهُ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ جَالَسْنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ قَارِظٍ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ الْحَدِيْثَ وَالَّذِیْ فَرَّطْنَا فِيْهِ مِنْ نَصِّ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَقَالَ لَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ قَارِظٍ اَشْهَدُ اَنِّیْ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ مَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ۔

ترجمہ:۔
ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نماز میری اس مسجد میں ہزار نمازوں سے اور مسجدوں کے افضل ہے سوا مسجد الحرام کے۔

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ایک نماز مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ہے ہزار نمازوں سے اور مسجدوں کے سوا مسجد الحرام کے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر انبیاء ہیں اور آپ کی مسجد آخر مساجد ہے (یعنی جو نبیوں نے بنائی ہیں) اور ابوسلمہ اور ابوعبداللہ نے کہا کہ بلا شک ابوہریرہ نے جو یہ بات نہیں کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کی حدیث سے کہی ہوگی) اس لئے کہ ایسی بات کوئی قیاس سے نہیں کہہ سکتا) اور ہم نے اس حدیث کو ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پکے طور سے دریافت نہیں کیا تو اسی وجہ سے کہ انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا۔
جب کو کہا یہاں تک کہ جب وفات ہوئی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تو ہم نے آپس میں اس کا ذکر کیا اور ایک دوسرے کو ملامت کی کہ کیوں نہ پوچھ لیا ہم نے ابوہریرہ سے اس کو کہ وہ نسبت کرتے اس حدیث کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اگر آپ سے سنی ہوتی غرض ہم اسی بات چیت میں کہ عبداللہ بن ابراہیم کے پاس جا بیٹھے اور ان سے اس کا ذکر کیا اور یہ وجہ بھی بیان کی جس کے سبب سے ہم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو دریافت نہیں کیا تھا تب عبداللہ نے ہم سے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ کہتے تھے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بے شک میں آخر انبیاء ہوں اور میری مسجد آخر مساجد ہے۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُولُ سَأَلْتُ أَبَا صَالِحٍ هَلْ سَمِعْتَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَذْكُرُ فَضْلَ الصَّلٰوةِ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا وَلٰكِنْ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلٰوةٍ أَوْ كَأَلْفِ صَلٰوةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔

ترجمہ۔ یحیٰ بن سعید کہتے تھے کہ میں نے ابو صالح سے پوچھا کہ تم نے ابوہریرہ سے سنا ہو کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز کی فضیلت بیان فرماتے تھے انھوں نے کہا کہ نہیں مگر مجھے عبداللہ بن ابراہیم نے خبر دی ہے کہ انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ایک نماز میری اس مسجد میں بہتر ہے ہزاروں نمازوں سے جو اور مسجدوں سے ادا ہوں مگر مسجد حرام میں۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

یحیٰ بن سعید سے اسی اسناد سے یہی مضمون مروی ہوا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلٰوةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نماز میری اس مسجد میں افضل ہے ہزار نمازوں سے اور مسجد میں پڑھنے سے سوا مسجد الحرام کے۔

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

عبیداللہ سے اس اسناد سے بھی یہی مروی ہوا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِمِثْلِهِ۔

وہی مضمون ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

وہی مضمون ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ إِنَّ امْرَأَةً اشْتَكَتْ شَكْوٰى فَقَالَتْ إِنْ شَفَانِيَ اللّٰهُ لَأَخْرُجَنَّ فَلَأُصَلِّيَنَّ فِي بَيْتِ الْمُقَدَّسِ فَبَرَأَتْ ثُمَّ تَجَهَّزَتْ تُرِيدُ الْخُرُوجَ فَجَاءَتْ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَأَخْبَرَتْهَا ذٰلِكَ فَقَالَتْ اجْلِسِي فَكُلِي مَا صَنَعْتِ وَصَلِّي فِي مَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ صَلٰوةٌ فِيهِ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ ایک عورت بیمار ہوئی اور اس نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی تو میں جاؤں گی اور بیت المقدس میں نماز پڑھوں گی پھر وہ اچھی ہو گئی اور طیاری کی اس کے جانے کی اور میمونہ ام المومنین بی بی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور ان کو سلام کیا اور اپنے ارادہ کی خبر دی تو انھوں نے فرمایا کہ جو تم نے توشہ طیار کیا ہے وہ کھاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مبارک میں نماز پڑھو اس

اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا مَسْجِدَ الْكَعْبَةِ۔

اس لئے کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو کہ فرماتے تھے ایک نماز اس میں ادا کرنا افضل ہے ہزار نمازوں سے اور مسجدوں کے سوا سوا مسجد کعبہ کے

بَابُ فَضْلِ الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ۔ باب۔ تین مسجدوں کی فضیلت میں

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِيْ هٰذَا وَمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰى۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کجاوے نہ باندھے جاویں مگر تین مسجدوں کی طرف ایک میری یہ مسجد یعنے جو مدینہ میں ہے اور مسجد حرام اور مسجد اقصی (یعنے بیت المقدس)

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهُ تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ۔

ترجمہ۔ زہری سے اس اسناد سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کجاوے باندھے جاویں ان تین مسجدوں کی طرف۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يُخْبِرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا يُسَافَرُ اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ وَمَسْجِدِيْ وَمَسْجِدِ اِيْلِيَا۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ خبر دیتے تھے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر نہ کرے کوئی مگر تین مسجدوں کی طرف مسجد کعبہ اور میری مسجد اور مسجد ایلیا (یعنے بیت المقدس)

فائدہ۔ جب کسی خانۂ خدا کی طرف سفر درست نہ ہوا سوا ان تین کے تو قبروں کی زیارت کے لئے درست ہوگا کہ وہ خانۂ عباد ہیں اور اوپر اس کی شرح ہم خوب کر آئے ہیں جہاں بیان کیا ہو کہ عورت کو بغیر محرم کے سفر درست نہیں۔

بَابُ بَيَانِ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى۔ تقوی پر کس مسجد کی بنا ہے

عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ مَرَّ بِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لَهُ كَيْفَ سَمِعْتَ اَبَاكَ يَذْكُرُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى قَالَ قَالَ لِيْ اَبِيْ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِ بَعْضِ نِسَائِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْمَسْجِدَيْنِ الَّذِيْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى

ترجمہ۔ ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے کہا کہ میرے پاس سے عبد الرحمن بن ابی سعید خدری گذرے اور میں نے ان سے کہا کہ آپ نے اپنے والد کو کیسے سنا کہ وہ بیان فرماتے تھے کہ وہ مسجد کون ہے جس کی بناء پر تقوی پر ہوئی ہے تو انھوں نے کہا کہ میرے باپ نے کہا کہ داخل ہوا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی بیبیوں سے کسی کے گھر میں اور میں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ کے وہ مسجد کونسی ہے جس کو اللہ فرماتا

قَالَ فَاَخَذَ كَفًّا مِّنْ حَصْبَاءَ فَضَرَبَ بِهِ الْاَرْضَ ثُمَّ قَالَ هُوَ مَسْجِدُكُمْ هٰذَا الْمَسْجِدُ الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَقُلْتُ اَشْهَدُ اَنِّيْ سَمِعْتُ اَبَاكَ هٰكَذَا يَذْكُرُهٗ۔

ہے کہ تقویٰ پر بنائی گئی ہے سو آپ نے ایک مٹھی کنکر لئے اور زمین پر مارے اور فرمایا کہ وہ یہی تمہاری مسجد ہے مدینہ کی مسجد سو میں نے کہا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی تمہارے والد سے سنا ہے کہ ایسا ہی ذکر کرتے تھے۔ اس مسجد کا

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ سَعِيْدٍ فِي الْاِسْنَادِ

ترجمہ: ابو سعید سے مضمون وہی مروی ہے مگر اس سند میں عبدالرحمٰن کا ذکر نہیں ہے۔

فائدہ: اس روایت سے صاف کھل گیا ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جس مسجد کو فرمایا ہے کہ تقویٰ پر بنائی گئی ہے وہ مسجد نبوی ہے نہ مسجد قبا اور رد ہو گیا ان مفسرین کا قول جنہوں نے مسجد قبا کو کہا ہے اور آپ کا کنکر اٹھا کر مارنا تاکید کی راہ سے تھا کہ خوب یقین آجاوے سامع کو کہ یہی مسجد ہے۔

بَابُ فَضْلِ مَسْجِدِ قُبَاءٍ وَفَضْلِ الصَّلٰوةِ فِيْهِ وَزِيَارَتِهٖ

قبا کی فضیلت اور وہاں نماز پڑھنے اور اسکی زیارت کرنیکا ذکر

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَزُوْرُ قُبَاءً رَاكِبًا وَّمَاشِيًا۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیارت کرتے تھے مسجد قبا کی سوار بھی اور پیادہ بھی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ مَسْجِدَ قُبَاءٍ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا فَيُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فَيُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا کو تشریف لاتے تھے سوار بھی اور پیادہ بھی اور اس میں دو رکعت ادا کرتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْتِيْ قُبَاءً رَاكِبًا وَّمَاشِيًا

وہی مضمون جو اوپر گذرا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يَحْيَى الْقَطَّانِ

وہی روایت ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْتِيْ قُبَاءً رَاكِبًا وَّمَاشِيًا۔

ترجمہ اوپر گذرا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ قُبَاءً رَاكِبًا وَّمَاشِيًا ——— ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَاْتِيْ قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ وَكَانَ يَقُوْلُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْهِ كُلَّ سَبْتٍ۔

ترجمہ: عبداللہ بن دینار نے کہا کہ ابن عمر ہفتہ میں ایک بار جاتے تھے مسجد قبا میں اور کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ ہر ہفتہ میں جاتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْتِيْ قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ كَانَ يَاْتِيْهِ رَاكِبًا وَمَاشِيًا قَالَ ابْنُ دِيْنَارٍ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهٗ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا کو آتے تھے ہر ہفتہ میں اور آتے تھے آپ سوار بھی اور پیادہ بھی اور ابن دینار نے کہا کہ ابن عمر بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

عَنِ ابْنِ دِيْنَارٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ كُلَّ سَبْتٍ

ترجمہ: ابن دینار سے یہی مضمون مروی ہے اور اس میں ہر ہفتہ کا ذکر نہیں ہے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے فضیلت قبا کی اور فضیلت وہاں کی مسجد کی اور فضیلت اس کی زیارت کی معلوم ہوئی اور زیارت اس کی سوار پیادہ دونو طرح درست ہے اور بھی معلوم ہوا کہ نماز نفل دن کو دو رکعت ہے اور یہی مذہب ہمارا اور جمہور کا ہے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا خلاف کیا ہے اور قول ان کا بنظر مخالفت حدیث غیر مسموع ہے اور معلوم ہوا کہ زیارت مسجد یہی ہے کہ اس میں دو رکعت ادا کرے نہ یہ کہ اس کی گلکاریاں دیکھتا پھرے یا اینٹیں گنا کرے کہ یہ تماشائیوں کا کام ہے نہ متبعان انبیا کا علیہم الصلوٰۃ والتسلیم الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب الحج تمام ہوئی۔

نوٹ

پہلی جلد آپ نے خریدی اور دوسری بھی مطالعہ میں رکھی ہوگی یہ تیسری بھی آپ نے ضرور پڑھی ہوگی۔ اب چوتھی جلد کے بھی خریدنے کا انتظام کیجئے۔ یہ صحیح مسلم پوری ۶ جلدوں میں کامل ہے۔ قیمت فی جلد آٹھ روپے۔

فقط، عبدالناصر۔ منیجر مکتبہ

(مطبع سعیدی ترازان کمل کراچی)

تفسیر ابن کثیر اردو (تفسیر محمدی)

طول ۱۰ انچ، عرض ۷½ انچ، جملہ صفحات تین ہزار
مترجمہ :- جناب مولانا محمد صاحب میمن جوناگڈھی

یہ علامہ ابن کثیر دمشقی کی بلند پایہ و مشہور عالم تفسیر کا ترجمہ ہے یہ تفسیر دنیائے اسلام میں بہترین اور مستند تسلیم کی گئی ہے ہر زمانہ کے علما نے اس کو شرف قبولیت بخشا ہے اور ام التفاسیر کا لقب دیا ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ سب سے مفید سب سے زیادہ قرآن کریم کو بطریق سلف صالحین سمجھا دینے والی تفسیر "تفسیر ابن کثیر" ہی ہے اور اس کے بعد تمام عربی اور اردو تفاسیر اسی سے ماخوذ ہیں۔
قیمت جلد اول پارہ ۱ تا ۶ مجلد تیرہ روپے آٹھ آنے۔ قیمت جلد دوم پارہ ۷ تا ۱۲ مجلد نو روپے آٹھ آنے
قیمت جلد سوم پارہ ۱۳ تا ۱۸ مجلد نو روپے آٹھ آنے — قیمت جلد چہارم پارہ ۱۹ تا ۲۴ مجلد دس روپے
قیمت جلد پنجم پارہ ۲۵ تا ۳۰ — مجلد بارہ روپے آٹھ آنے
گویا قیمت مکمل در ۵ جلد پچپن روپے — الگ پاروں کا ہدیہ حسب ذیل ہے۔

پارہ نمبر	قیمت	پارہ نمبر	قیمت	پارہ نمبر	قیمت	پارہ نمبر	قیمت
۱	۳/۸	۸	۲/-	۱۶	۲/-	۲۴	۲/-
۲	۲/۸	۹	۲/-	۱۷	۱/۸	۲۵	۲/-
۳	۲/-	۱۰	۲/-	۱۸	۱/۸	۲۶	۲/۸
۴	۲/-	۱۱	۱/۸	۱۹	۱/۸	۲۷	۲/-
۵	۲/-	۱۲	۱/۸	۲۰	۱/۸	۲۸	۲/-
۶	۲/۸	۱۳	۱/۸	۲۱	۲/-	۲۹	۲/۸
۷	۲/-	۱۴	۱/۸	۲۲	۲/-	۳۰	۲/۸
		۱۵	۲/-	۲۳	۲/-		

آرڈر کے ہمراہ چوتھائی رقم پیشگی بھیجئے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار

مکتبہ سعودیہ برنس روڈ۔ کراچی

حُجّةُ اللّٰہِ البالغۃ (مترجم)

طول ۱۰ انچ، عرض ۷½ انچ، جملہ صفحات تقریباً ایک ہزار
مترجمہ:۔ حضرت علامہ ابو محمد عبد الحق صاحب حقانی

حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی بے مثل و عدیم النظیر بنیادی تصانیف میں جو درجہ اور مرتبہ حُجّۃُ اللّٰہِ البالِغَۃ کو حاصل ہے وہ اہل علم حضرات پر بخوبی عیاں ہے۔ اس کتاب میں شاہ صاحب نے شریعت کے تمام اسرار کو بیان کیا ہے، اس فن میں آپ سے پیشتر کسی نے ان تمام حقائق و اسرار و مطالب کو یکجا جمع نہیں کیا تھا۔ یہ بے نظیر کتاب اسلام کو سمجھنے میں نہایت مددگار ہے۔ حکمت تشریع، حدیث، فقہ، تصوف اور اخلاق و فلسفہ وغیرہ جملہ علوم اس میں موجود ہیں۔ علامہ نواب صدیق حسن خاں اس کتاب کے متعلق " اتحاف النبلاء" میں فرماتے ہیں کہ:۔

"ایں کتاب اگرچہ در علم حدیث نیست اما شرح احادیث بسیار کردہ و حکم و اسرار آں بیان نمودہ تا آنکہ در فن خود غیر مسبوق واقع شدہ و مثل آں دریں دوازدہ صد سال ہجری ہیچ یکے از علماء عرب و عجم تصنیفے موجودہ نیامدہ"۔

حقیقت میں یہ علمی شاہکار اسی تعریف کے قابل ہے تیرہ سو برس میں آج تک اس فن میں کوئی اس پایہ کی کتاب تالیف نہیں ہوئی۔ اس کتاب کی دینی اہمیت کے پیش نظر اور شاہ ولی اللہ کا یہ انقلابی شاہکار مقبول عام کرنے کی خاطر اس کو نہایت بلند معیار پر طبع کیا گیا ہے۔ اصل عربی کے مقابل نہایت سلیس و جامع اردو ترجمہ ہے۔ قدیم طرز تحریر میں زینت پیدا کرنے کی خاطر نظر ثانی کرائی گئی ہے اور ضروری تشریحات کا اضافہ بھی کیا گیا تھا۔

گذشتہ ساٹھ سال سے یہ چشمۂ علم سالکین کی نظروں سے حجاب میں تھا بالآخر جناب پیر صاحب درگاہ شریف (سندھ) کے ذاتی کتب خانہ عالیہ علمیہ سے بغرض طباعت حاصل کیا گیا۔

یہ کتاب ۲ جلدوں میں مکمل ہے قیمت کامل مجلد در ۲ جلد۔ بیس روپے
الگ الگ جلدیں بھی مل سکتی ہیں ـــــ قیمت فی جلد دس روپے

آرڈر کے ہمراہ چوتھائی رقم پیشگی بھیجئے ـــــ محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

مکتبہ سعودیہ برنس روڈ۔ کراچی